



حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے
علمی و تحقیقی مقالات و مضامین، تصنیفات و تالیفات اور فتاوی
کے تعارف و تبصرہ پر مشتمل علمائے کرام کے مقالات کا گرانقدر انتخاب



سہ ماہی **امین شریعت** بریلی شریف

کا

تصانیف تاج الشریعہ نمبر



مدیر اعلیٰ

محمد اشرف رضا قادری

ناشر

تحریک امین شریعت بریلی شریف

مشمولات

مقالات

تجزیات

مطالعات

تحقیقات

منظومات

☆☆☆

نذرِ عقیدت

اس عظیم ذات کی بارگاہ میں نذر گدایانہ جس نے لاکھوں بیمار روحوں کے عیوب وامراض کو دیکھ کر ان کا اس طرح علاج فرما دیا کہ اب وہ بدعقیدگی اور بدعملی کے مہلک جراثیم سے نجات پاکر صحیح معنوں میں مومن بن گئے، جس جگہ تشریف فرما ہوتے تو معلوم ہوتا کہ چاند اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ زمین پر اتر پڑا ہے، جو امام احمد رضا کے علوم کے وارث تھے، جو مفتی اعظم کے سچے جانشین تھے، یعنی نواسۂ مفتئ اعظم، نبیرۂ حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم، حضرت علامہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

علیہ الرحمۃ والرضوان جنہیں دنیا ''تاج الشریعہ، قاضئ القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، شیخ المحدثین، بدر المحققین جیسے عظیم الشان خطاب سے یاد کرتی ہے۔

محمد اشرف رضا قادری

اداریہ

حضور تاج الشریعہ کے مشن کی اشاعت اقتضائے عہد ہے!

محمد اشرف رضا قادری

اللہ کے وہ عظیم بندے جو مقام ولایت ومقبولیت پر فائز ہوتے ہیں، ان کی شان و عظمت مشیت ایزدی کی طرف سے قلوبِ مومن میں راسخ کردی جاتی ہے۔ ان کی طرف دل کھنچے چلے آتے ہیں۔ ان کی طرف پاکیزہ طبیعتیں خود مائل ہوجاتی ہیں۔ ان سے انسیت ولگاؤ ایسا ہوجاتا ہے کہ شعور عظمت وتقدس کی گواہی دیتا ہے اور زباں ان کے ذکر خیر سے تر رہا کرتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقۃ قاضی القضاۃ فی الھند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات انھیں نفوسِ قدسیہ میں سے ہے جن کی محبت وعظمت کی قندیلیں رب تعالیٰ فکر و باطن میں روشن کردیتا ہے۔ جن کی عظمتوں کے نقوش دلوں پر کندہ ہوجاتے ہیں۔ جن کے نام پاک کا تقدس ایمان کے لیے تازگی اور عقیدے کے لیے تابندگی کا سبب بن جاتا ہے۔ جن کی یادیں دلوں کا چین ہوتی ہیں۔ جن کا تصور ایمانی لذتوں سے شادماں کرتا ہے۔ جن کا ذکر جمیل برکت و رحمت کی فضا ہموار کرتا ہے۔ جن کے خیال سے اجالے چھا جاتے ہیں۔ اندھیرے مٹ جاتے ہیں۔

ہاں! ہمیں ناز ہے کہ ہم ایسے عظیم اور جلیل القدر ولی کامل کے دامن اقدس سے وابستہ ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت کا تعلق رکھا۔ اور ان کی محبتوں کے چراغ روشن کرنے کا عزم مصمم رکھتے ہیں۔ ہمیں وہ لمحات

یاد آتے ہیں جب ان کے چہرۂ زیبا کی زیارت سے شاد ہوا کرتے تھے۔ وہ لمحے توشۂ حیات بن گئے جو بارگاہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ میں گزرے۔ وہ لمحے یادگار بن گئے جن میں ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا۔

نسبتوں کی بہاریں:

روحانی نسبتوں نے مسلمانوں کو ناگفتہ بہ حالات میں بڑا سہارا دیا ہے۔ تاریخ اسلامی کا مطالعہ اس جہت کو خوب اجاگر کرتا ہے۔ ایسے دور میں جب کہ مسلمان سیاسی طور پر رو بہ زوال تھے، مراکز علم وفن روحانی نسبتوں سے عاری کیے جا رہے تھے۔ فلاسفہ کی موشگافیوں کے بطن سے دہریت کا فتنہ سر ابھار رہا تھا۔ بغداد مقدس کی زمیں لادینی تفکرات وتخیلات کی محور بنتی چلی جا رہی تھی، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کے نظام روحانیت کو زندہ کیا۔ دلوں کو خوش گوار انقلاب سے آشنا کیا۔ جس سے مادیت کے شرارے بجھ گئے۔ اسلامی علوم کی خوشبو پھیل گئی۔ حضور غوث اعظم نے ایک طرف دین سے کورے شریعت سے بیزار طبقے کی اصلاح کی تو دوسری طرف لادینی فلاسفہ کو دین کے روحانی فیوض وبرکات سے آشنا کیا۔ لاکھوں فکروں کو تائب کیا۔ اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت کی۔ اور نسبتوں کی بہاریں عطا کیں۔

ہندوستان کی سرزمین پر غوث اعظم کی نسبتوں کے امین امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے عہد میں تجدیدی وروحانی کارناموں کے ذریعے تعلیماتِ غوث اعظم کی یاد تازہ کردی۔ آپ نے سلسلۂ قادریہ کی جس وسیع پیمانے پر اشاعت کی وہ برصغیر کی تاریخ کا تاباں وروشن باب ہے۔ جس کے دوش پر بریلی کی مرکزی حیثیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

مرکزیت ہے بریلی کو نصیب
نقطۂ پرکار ہے احمد رضا

حضور حجۃ الاسلام وحضور مفتی اعظم علیہما الرحمہ نے اپنے اپنے عہد مبارک میں امام احمد رضا قادری برکاتی کے فیضانِ روحانیت وچشمۂ علم وفضل کے ابرِ بارندہ بن کر خلقِ کثیر کو سیراب کیا۔ قادریت کے جام لُٹائے۔ شریعت وطریقت کی حقیقی قدریں واضح فرمائیں۔ انھیں کی نیابت کو وارثِ علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کماحقہٗ نبھایا۔ امام احمد رضا کی علمی وراثت ومفتی اعظم کی جانشینی کا فریضہ انجام دیا۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے روحانی نظام کا فیض ساری دنیا میں عام کیا۔ ایسے وقت میں جب کہ مادیت نے ذہنوں کو ماؤف کر دیا تھا۔ درس گاہوں میں علم تو موجود تھا روحِ تقویٰ عنقا تھی، آپ نے اسلامی تقویٰ شعار زندگی کا عملی نمونہ پیش فرما کر روحانی زندگی کی لذتوں سے آشنا کیا۔ آپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ جس جگہ گئے قادریت کی نسبت پاک سے لاکھوں افراد کو مستفیض کیا۔ ایسا کہ زباں پر بے ساختہ یہ شعر آ جاتا ہے ؎

اے خدا اختر رضا کو گلشن اسلام میں
رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

ہمہ گیر مقبولیت:

بے شک آپ کی ذات غوث اعظم کی روحانی نسبتوں کی امین ہے۔ آپ نے اپنے عہد میں اسلاف کے مسلک عشق وعرفان کی سوغات تقسیم کی۔ اسلاف کی پاکیزہ حیات کی یاد تازہ کر دی۔ اسلاف کے مشن کی اہمیت اجاگر فرمائی۔ جہاں گئے دلوں میں بس گئے۔ جس محفل میں پہنچے محفل کی جان بن گئے۔ جس شہر میں گئے رونق ہی رونق ہو گئی۔ جس بستی میں پہنچے دیوانہ وار خلقت ٹوٹ پڑی۔ ملک وبیرون ملک سب جگہ یہی عالم تھا۔ مقبولیت ایسی کہ اپنے تو اپنے ہیں پرائے بھی عظمتوں کے قائل، استقامت وعزیمت کے قائل ہیں۔ کئی مقامات سے ایسی رپورٹیں کثرت سے ملتی رہیں کہ صرف چہرہ دیکھا اور دل کی دنیا بدل گئی۔ ایمان راسخ ہو گیا۔ اللہ والوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ چہرہ دیکھیں گے

اللہ کے ولی کا، اور زبان پر ذکر الٰہی جاری ہوگا۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان ہے۔ جو عطائے الٰہی ہے کہ چہرہ آپ کا دیکھ کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ زباں سبحان اللہ پکار اٹھتی ہے۔ کتنے ہی مشرکین و باطل مذاہب کے ماننے والوں نے زیارت کر کے ایمان قبول کیا۔ عقیدۂ باطل سے توبہ کی۔ بیعت و توبہ کی سعادت پانے والے تو ایک ایک وقت میں لاکھوں لاکھ افراد مشاہدہ ہیں۔

بلاشبہ یہ مقبولیت دین پر استقامت، شریعت مطہرہ کی پابندی، اتباع سنت اور اسلاف کی دینی خدمات کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کے سبب ملی۔ تفقہ فی الدین اور استقامت کا یہ عالم کہ جس کا اعتراف حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین بھی بجا طور پر کرتے ہیں۔

ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ بے نیازی دیکھی۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے یوں بے رغبتی، اللہ والوں کی ہی شان ہے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عملی جہت سے اسلاف کی مثالی حیات کی قدریں اجاگر کیں۔ ان کی پاکیزہ حیات کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کبھی اصولوں سے سمجھوتہ نہ کیا۔

تفقہ فی الدین:

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو شرعی فیصلے صادر فرمائے اس میں کبھی مداہنت، مصالحت سے کام نہیں لیا۔ اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کے مقابل کسی کی راضی یا ناراضی کی قطعی پرواہ نہ کی۔ اپنا ہو یا پرایا جو حق ہے وہی کہا۔ جو سچ تھا وہی بتایا۔ جو حکمِ شریعت تھا وہی سنایا۔ جسے حکمِ شرع کا مخالف پایا اس کی فوری اصلاح کی۔ آپ نے اپنے شرعی فیصلوں سے کبھی رجوع نہیں کیا۔ جس کی وجہ استقامت ہے۔ بندۂ مومن جب رضائے الٰہی کے لیے اپنی حیات کا لمحہ لمحہ وقف کر دے تو اسے کسی کی کیا پرواہ ہوگی۔ اسے تو مولیٰ تعالیٰ کی رضا عزیز ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اسے خوشی

ہوگی۔حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تفقہ فی الدین میں امام احمد رضا قادری برکاتی اور حضور مفتی اعظم کی حیاتِ پاکیزہ کا عکسِ جمیل تھے۔اسی لیے آپ کے شرعی فیصلوں میں استدلال کی قوت بھی ہے اور اشاعت حق وصداقت کا جوہر بھی۔یہی وہ وصف ہے جو معاصرین میں آپ کو امتیازی شان عطا کرتا ہے۔

اختر قادری خلد میں چل دیا:

ایک مدت سے یہ تمنا تھی کہ وہ دور پھر آئے گا جب ہم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوروں سے فیض یاب ہوں گے۔میرے پیرومرشد حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چمن زار علاقہ چھتیس گڑھ میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد نے بڑا سہارا دیا۔تمنا تھی کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے دین کے مقابل پیدا ہونے والے کئی فتنوں کا سد باب ہوگا۔ لیکن علالت کا عرصہ طویل رہا۔جس کے سبب مسافرت موقوف تھی۔گرچہ آپ کا فیض روحانی آج بھی برس رہا ہے۔

۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کو حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اہلسنّت کے لیے غم واندوہ کا سبب بنا۔ہر آنکھ بھیگ گئی۔ہر شہر، ہر قریہ، ہر قصبہ میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی محبت دلوں میں ڈال دیتا ہے۔سمتوں سے لوگ دیوانہ وار چل پڑے۔کسی نے نہیں کہا کہ بریلی چلنا ہے، سب نے ازخود سفر شروع کیا۔کہاں کہاں سے پہنچے۔شرق سے غرب سے، شمال سے جنوب سے۔ دیوانہ وار پروانے نثار ہونے کو پہنچ رہے تھے۔سبھی جنازہ پڑھنے کی سعادت پانے کو بے چین تھے۔مضطرب وبے قرار تھے۔بریلی میں سروں کا سمندر جمع ہوگیا۔اس لیے کہ ؎

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

ہم نے دیکھا۔ مشاہدہ کیا۔ انبوہ کثیر، اژدہام لیکن کوئی بدنظمی نہیں، کوئی افراتفری نہیں، سکون ہی سکون۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ کیوں کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان تھے۔ سب مطمئن تھے۔ نہ کھانے کی پروا، نہ پینے کی فکر، ایک ہی لگن کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت ہوجائے۔ ان کی بارگہِ ناز میں حاضری ہوجائے۔ ان کے عقیدت مندوں میں شمار ہوجائے۔ ان کی رہ گزر میں قیام ہو جائے۔ ان کے حضور حاضری کی سعادت مل جائے۔ ان کے درِ پاک کی جاروب کشی کی سعادت مل جائے۔

بہر کیف! دنیا نے وہ اژدہام ملاحظہ کیا جس نے ان کی مقبولیت کا سراغ دیا۔ ان کی عظمتوں کا پتہ دیا۔ ان کی محبتوں کا پروانہ عطا کیا۔ ان کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا عالم دیکھا گیا۔ وہ عالم کہ سب دم بخود ہیں۔ سب محو حیرت ہیں۔ ایسی مقبولیت کہ بڑے بڑے سادات کرام، علما، مشائخ ذی منصب سب فدا ہو رہے ہیں۔

موجودہ عہد میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک تنہا اس منزل پر فائز ہے کہ عجم کیا عرب میں بھی آپ کی عظمتوں کی قندیل روشن ہے۔ یورپ وامریکہ وافریقہ سبھی علاقوں میں تعزیتی محافل منعقد ہوئیں۔ علما و مشائخ کرام، سادات عظام نے تعزیت کی۔ ایصال ثواب کے توشے نچھاور کیے۔ خدمات کا ذکر جمیل کیا۔ تفقہ وتحقیق کی عظمتیں اجاگر کیں۔ آپ کے وصال کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

اب بھی ان کا فیض جاری ہے۔ اب بھی ان کی بارگاہ سے تصلب فی الدین کی سوغات بٹ رہی ہے۔ اب بھی ان کے فیض کرم سے مسلمان سرفراز ہو رہے ہیں۔ اب بھی ان کا دریائے علم رواں دواں ہے۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

امام احمد رضا کے علم و فضل کے وارث نے علومِ رضا کی خوشبو پھیلائی۔ روحانیت کی شمعیں حریم قلب ونظر میں روشن کر دیں۔ تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی حیات کے ہر لمحے وقف کر دیے۔ مسلکِ اہلسنّت جس کی متبادل تعبیر مسلک اعلیٰ حضرت ہے، کے لیے حضور تاج الشریعہ نے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اور انعام یہ ملا کہ آج ان کا نام وکام بھی روشن ہے۔ ان کا نام حق کی علامت بن چکا ہے۔ ان کی بارگاہ مرجع روحانیت بن چکی ہے۔ ان سے وابستگی باعث صد افتخار ہے۔ ان کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر کاروانِ اہلسنّت مطمئن ہے۔

حضور امین شریعت و حضور تاج الشریعہ کا فیضان کرم:

راقم کا پورا خاندان حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت بیعت و ارادت رکھتا ہے۔ آج ہمارا ایمان و عقیدہ محفوظ ہے تو یہ امین شریعت کی عطا و نوازش کا ثمرہ ہے، تقریباً گیارہ برسوں تک حضور امین شریعت کی بارگاہ میں رہنے کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ جو میرے لیے توشۂ آخرت بن گیا۔ ان کی خدمت بابرکت میں کیا گیا کہ "تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا" اپنی خدمت اقدس میں رکھ کر اس خادم پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں خدام کی کمی نہ تھی۔ حضور امین شریعت کی بے پناہ نوازشات رہیں۔ ان کی عطائیں ہم رکاب رہیں۔ ان کے فیضان سے نوازے جاتے رہے۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی حضرت کافی کرم فرماتے تھے، مجھے وہ لمحہ بھی یاد ہے جب کہ میری فراغت کو ایک سال باقی تھا کہ حضور امین شریعت نے از خود اس فقیر حقیر سراپا تقصیر کو سند خلافت عطا فرمائی۔ وہ عظیم خلافت جس کا میں اہل نہ تھا۔ جسے بارگاہِ غوث اعظم سے خاص نسبت تھی۔ قادریت کا جام تھا جو مجھے حضور امین شریعت کی بارگاہِ عالی سے عطا ہوا۔

میری فراغت ۲۰۱۰ء میں ہوئی اور حضور امین شریعت نے اس نعمت عظمیٰ سے ۲۰۰۹ء میں سرفراز کیا جب کہ محرم الحرام کی ۱۳؍تاریخ تھی۔ حضور امین شریعت کے

وصال کے بعد حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری دام فیوضہ کے توسط سے حضور تاج الشریعہ نے خلافت مع سند عطا فرمائی۔ یوں حضور تاج الشریعہ کا روحانی دامن بھی ملا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات بریلی شریف میں ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ، حضور امین شریعت سے ملاقات کی غرض سے سوداگران سے کانکر ٹولہ تشریف لائے۔ میں نے مشاہدہ کیا بلکہ بارہا مشاہدہ کیا کہ جیسے ہی دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوتی تو ان کی محبت، عقیدت واحترام کا عالم دیدنی ہوتا۔ اور جب مصافحہ کی ساعت سعید آتی تو دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت لے جانے کی سعی جمیل کرتے۔ اس پر کیف منظر کو فقیر کی نگاہوں نے بارہا دیکھا۔ حضور امین شریعت کے آخری ڈھائی تین سال بریلی شریف میں گزرے، اس دوران حضور امین شریعت کی طبیعت کافی علیل تھی اور علالت وضعف کے باعث حضرت کی معروضات کی ترجمانی راقم کرتا تھا۔

آخر کے تین سال جو بریلی شریف میں گزرے، اس وقت حضور تاج الشریعہ بریلی شریف میں ہوتے تو؛ ہفتے میں ایک مرتبہ اور کبھی دو تین مرتبہ، حضور امین شریعت کی عیادت کے لیے کانکر ٹولہ ضرور تشریف لاتے، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ روم میں صرف حضور امین شریعت، حضور تاج الشریعہ اور یہ فقیر ہوتا۔ جو گفتگو ہوتی، دونوں بزرگوں کے فرمودات کی ترجمانی کرتا۔ دونوں بزرگوں کی آپسی محبت وعقیدت مثالی تھی۔ جب بھی حضور تاج الشریعہ چھتیس گڑھ تشریف لاتے تو تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ حضور امین شریعت سے ملاقات وعیادت کا قصد بھی فرماتے۔ حضور امین شریعت کے یوم ولادت پر کانکیر چھتیس گڑھ میں ہر سال پروگرام ہوا کرتا تھا، جس میں حضور تاج الشریعہ کو مدعو کیا جاتا اور حضرت بخوشی رضامندی کا اظہار فرماتے۔ جب بھی کانکیر تشریف لاتے تو حضور امین شریعت سے کافی دیر مسائل ودیگر دینی وشرعی امور پر گفتگو ہوتی۔ تقریباً تین سال مسلسل تشریف لائے۔ اس کے بعد حضور امین شریعت بریلی شریف تشریف لے گیے اور وہیں

مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ اور وصال فرمایا۔

ایک مشاہدہ:

ہمیشہ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ معلوم نہیں حضور امین شریعت کے وصال کے بعد حضرت کی آخری خدمت غسل تدفین وغیرہ میں میری شرکت ہو پائے گی یا نہیں، لیکن یہ حضور امین شریعت کی کرم نوازی اور محبت اور شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب کی خصوصی توجہات کہ ہر کام میں پیش پیش رکھا، غسل کے وقت بھی موجود تھا، اور تدفین کے وقت بھی، قبر میں اترنے کا موقع میسر آیا، بعد وصال جب بھی حضور امین شریعت کی یاد ستاتی تو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضری دیتا۔ دیدار کرتا۔ حسرتِ دل کی پیاس دیدار سے بجھاتا۔ اب ہر روز ملاقات کے لیے سوداگران حاضر ہوتا، سلام کرتا، حضرت کی دست بوسی کرتا، خادم بارگہِ تاج الشریعہ کہتے کہ خادمِ امین شریعت مولانا اشرف رضا ہیں، حضرت بڑے شفقت بھرے انداز میں ارشاد فرماتے ''اچھا اچھا'' یہ سلسلہ جاری رہا کہ معمول کے مطابق حاضری دیتا، سلام، مصافحہ و دست بوسی کے بعد اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ جاتا۔ مجھے ان لمحات کی یادیں رہ رہ کر آتی ہیں۔ حضور امین شریعت کے وصال کے بعد ہم حضور تاج الشریعہ کے دیدار سے عملِ صالح کی نعمت پاتے۔ اپنے نامۂ عمل میں مبارک لمحات درج کراتے کہ ہاں! ہم نے حضور امین شریعت کو بھی دیکھا ہے، ہاں! ہم نے حضور تاج الشریعہ کے جمال کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ اوران کی شفقتوں کی گھنی چھاؤں میں سکوں کے لمحات گزارے ہیں۔

گزرے دنوں جب رمضان المبارک کا مہینہ قریب آیا تو بنا اطلاع کیے اپنے وطن چھتیس گڑھ لوٹ آیا۔ عید کے بعد بریلی شریف حاضری کی سعادت ملی؛ اور حضور تاج الشریعہ کی بارگہِ اقدس میں تسکین دل و نگاہ کو حاضر ہوا، سلام عرض کیا، دست بوسی کی سعادت پائی۔ ابھی خادم نے بتایا بھی نہیں کہ کون ہیں از خود حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

’’کب آئے‘‘ حضرت کے اس جملے کو سن کر حیرت کی انتہا نہ رہی، متحیر ہوا، سوچنے لگا کہ جانے کی اطلاع تو کسی کو نہ تھی، پھر حضرت کو کیسے خبر ہوگئی، فوراً افق ذہن پر یہ حدیث جلوہ بار ہوگئی **اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ**

روشن ضمیر تھے ہمارے حضور تاج الشریعہ۔ ان کی ادائیں نرالی۔ ان کا تقویٰ نرالا۔ ان کی تحقیق وتدقیق نرالی۔ وہ اسلاف کے ترجمان تھے۔ اسی لیے ان کی ذات مرجع عالم اسلام بن گئی۔ اور آج ہر زباں حضور تاج الشریعہ کے ذکرِ جمیل سے سرشار ہے اور دل کی کلیاں ان کی یادوں سے کھلی کھلی ہیں۔

خصوصی شمارہ سے متعلق:

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے غم آگیں لمحات میں جانشین حضور امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خان قادری دام فیوضہ نے مجھے حکم فرمایا کہ سہ ماہی امین شریعت کا خصوصی شمارہ عرسِ چہلم پر حضور تاج الشریعہ سے متعلق شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم نے علمائے کرام سے رابطہ کیا۔ حوصلہ افزا جوابات ملے۔ شمارہ کی تیاری شروع کی۔ جتنے مضامین موصول ہوئے انھیں شامل اشاعت کیا گیا۔ رسالہ کی خوبیاں شہزادۂ امین شریعت حضور سلمان میاں صاحب مدظلہ العالی کے اخلاص کا نتیجہ ہیں۔ کمیاں راقم بے بضاعت کی عدیم الفرصتی کی نذر ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے اور حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ کرم سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ ان کے مقدس مشن کے فروغ کے لیے ہمیں سرگرم عمل رکھے۔ ان کے تصدق ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لیے جذبۂ صالح عطا فرمائے۔ شمارہ کے لیے کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والے احباب کو اللہ تعالیٰ استحکام عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہم تمام اصحابِ قلم کے ممنون ہیں جنھوں نے نذرِ قلبی بہ صورت تحریر پیش کی۔ ہم

حضرت علامہ سلمان میاں صاحب قبلہ وحضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری کے عمر واقبال میں ترقی کے لیے دعا گو ہیں جن کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی نے رسالہ کو توانائی بخشی۔ جن کی قیادت وسیادت میں ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی جائے۔ بدعقیدہ فرقوں سے خود بھی بچا جائے۔ اپنے احباب واقارب کو بھی بچایا جائے۔ صلح کلیت کی فضا نے بدعقیدوں کے لیے راہیں ہموار کی ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہماری بستیوں کو دیمک کی طرح تباہ کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کے عقائد کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ ایمان وعمل اور عقیدہ وفکر کی حفاظت کے لیے حضور تاج الشریعہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے۔

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے



پیغامات

جانشین امین شریعت حضرت علامہ

مفتی محمد سلمان رضا خان قادری بریلوی دام ظلہ

عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری نے چند کلمات سہ ماہی امین شریعت کے ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' کے لیے لکھنے کی فرمائش کی۔ جمیع اہل خاندان کو اس بات پر ناز ہے کہ حضور تاج الشریعہ جیسی عظیم شخصیت کا فیض ہم نے حاصل کیا۔ جن کے تقویٰ وطہارت کی مثال پیش کی جاتی ہیں۔ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد سے حضور تاج الشریعہ کی مرکزی قیادت میں اہلسنّت مختلف جہتوں سے اشاعت دین وسنیت کے لیے مصروف عمل تھے۔ والد گرامی حضور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہمیں حضور تاج الشریعہ کے سایۂ عاطفت میں سکون ملا کرتا تھا کہ ان کا سایہ ہم اہلسنّت پر قائم ودائم ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پوری دنیائے سنیت کا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ کی ذات بلاشبہ پورے عالم اسلام کا مرجع ومحور تھی۔ بڑے نازک و پیچیدہ معاملات میں آپ نے کسی خوف وخطر کے بغیر حق کہا اور تائید دینی میں فتاوے صادر فرمائے۔ ہمیں آپ کی بارگاہ سے استفادے کا موقع ملا۔ یہ ہمارے لیے سعادت کی بات ہے۔

میں عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری کو کلماتِ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے تصانیف تاج الشریعہ کے تعارفی باب میں کئی مقالات یکجا کر کے اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت عام عطا کرے۔

☆☆☆

جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ

مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری دام فیوضہ

زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق ایمان کی جان ہے۔ اسی لیے حضور تاج الشریعہ

رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا شعور دیتے ہوئے مسلکِ حق مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کی تلقین کی۔ دین پر تصلب ضروری ہے۔ جتنے باطل فرقے ہیں ان سے ایمان و عقیدے کا تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کا اولین درس ہے۔ اسی کی نصیحت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں فرمائی۔ یہی ہمارا پیغام ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے اس کی اشاعت کے لیے کوشاں رہیں۔

میں عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری کو کلمات تہنیت پیش کرتا ہوں کہ والد گرامی حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے تعارف میں یہ گلدستہ شائع کر رہے ہیں۔ ویسے کوشش یہ کی جائے کہ حضور تاج الشریعہ کی تمام تصانیف کی معنویت، جامعیت، تحقیق و تدقیق پر لکھا جائے اور ان کی اشاعت ہو۔ بہر کیف جو کچھ انھوں نے کوشش کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں دین پر استقامت کا جذبہ عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مجاہد سنیت محافظ مسلک اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ شمسیہ رائچور شریف و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور

مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب زید مجدھم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا (بیادگار حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ (قاضی القضاۃ فی الھند) کی ہمہ جہت شخصیت اور ہمہ گیر خدمات پر عرس چہلم شریف کے موقع پر ایک وقیع اور تاریخ ساز ''تحقیقی مرقع'' آپ کی ادارت میں اشاعت پذیر ہونے جا رہا ہے، یقیناً جس کے مطالعہ سے حضرت علیہ الرحمہ کی علمی، فکری، تحریری اور تصنیفی خدمات سے ایک جہاں متعارف ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

اگر تاریخ سازی حقائق کی بنیاد پر ہو، تو اہل علم و دانش کی نظر میں اس کی وقعت مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، کیوں کہ وہ رطب و یابس سے پاک ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے تاریخ کو شفاف آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں غلو، اختراع، بے جا تعریف و توصیف، تصنع، تحریفات کا دخل ہرگز نہیں ہوتا ہے۔

میں مدیر محترم مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب اور ان کے سربراہ داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد سلمان رضا خان قادری صاحب مدظلہ العالی کو صد مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بہت ہی قلیل مدت میں ایک ضخیم ''نمبر'' کا معرض وجود میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس کاوش کو پیارے آقا  کے طفیل قبول فرمائے اور ان کی ٹیم جو کسی طور پر بھی ان کے معاونین ہیں، انہیں دین و دنیا کے برکات سے مالا مال فرمائے اور بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں شرف قبولت عطا فرمائے (آمین)

سید محمد حسینی عفی عنہ

☆☆☆

شیر کالپی، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ سید غیاث الدین ترمذی محمدی قادری

خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ (کالپی شریف)

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

میرے قائد و رہبر و رہنما حضور تاج الشریعہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے، آج صرف خانوادۂ رضویہ ہی کے افراد اپنے حقیقی سرپرست ظاہراً محروم نہیں ہوئے بلکہ جماعت اہل سنت بھی اس زمرے میں شامل ہے، آپ کی تعریف و توصیف

میں کیا کروں، آپ کی خدمات عالیہ کے جس جس گوشے پر خامہ فرسائی کی جائے علمی، فکری خزانہ کا بحر زخار جمع ہوتا نظر آئے گا۔ لکھنے والے لکھتے چلے جائیں گے، لیکن ہر لمحہ تشنگی کا احساس باقی رہے گا، انہیں عظمتوں کے مجموعے کا نام ''تاج الشریعہ'' ہے۔

باغیوں نے بغاوتیں کیں، شرکشوں نے شرکشی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا، حاسدین نے حسد کا باب عظیم کھولا، سطحیت ذھن رکھنے والوں نے اپنی کم ظرفی کا علی الاعلان مظاہرہ کیا، لیکن میرے تاج الشریعہ اور ہم سب کے تاج الشریعہ کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ ہاں! خود بگڑتے چلے گئے، اور ایسوں کو آج کوئی پوچھنے والا نہیں۔

میں مدیر محترم کی ہمت وشجاعت پر داد دیتا ہوں کہ بہت ہی کم مدت (عرس چہلم) میں حضرت علیہ الرحمہ کی حیات کے صرف ایک گوشہ (تصنیفی خدمات) پر جماعت اہل سنت کے قابل فخر اصحاب قرطاس وقلم سے گرانقدر مضامین لکھا لینا بہت ہی کمال وحیرت کی بات ہے۔ یہ سب فیضان امین شریعت اور فیضان تاج شریعت کا صدقہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کدوکاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین، بجاہ سید لمرسلین )

محمد غیاث الدین ترمذی محمدی قادری

خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ (کالپی شریف)

☆☆☆

جانشین سرکار مسولی حضور گلزار ملت

حضرت علامہ سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری اسماعیلی مدظلہ العالی

خانقاہ آستانہ فلک قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ (مسولی شریف)

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب مدظلہ (مدیر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ان شاء اللہ بخیر وعافیت ہونگے!

بہت ہی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ آپ کی ادارت میں ولی کامل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات کے حوالے سے ایک تاریخی دستاویز ’’تصانیف تاج الشریعہ نمبر‘‘ حضرت علیہ الرحمہ ہی کے عرس چہلم شریف کے موقع پر زیو طباعت سے آراستہ ہونے جارہاہے، اس عظیم خدمت پر فقیر قادری کی طرف سے صد مبارکبادیاں۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہمارے لئے مخدوم تھے، ہم نے انہیں شریعت کا ہمیشہ پابند پایا، یہی سبب ہے کہ سادات کرام نے آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھا اور سادات کرام کے جدامجد ساری کائنات کے ملجاو ماویٰ روحی فداء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ پر جب جب بھی گستاخان رسول اور دشمنان اسلام کی جانب سے حملہ ہوا، حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے ہی دندان شکن جواب دیا، یہ کام ہم سادات کا تھا،لیکن اسے ایک عاشق رسول حضور تاج الشریعہ کرگزرے اور آپ سادات کرام کی آنکھوں کے تارے بن گئے۔

میں فقیر قادری رزاقی برادر محترم حضرت مولانا محمد سلمان رضا صاحب دامت برکاتہم القدسیہ اور محترم مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں دیتاہوں کہ وہ سب سلامت رہے اور میرے تاج الشریعہ کے فیضان کرم سے ہمیشہ تابندہ رہے (آمین)

فقیر قادری محمد گلزار اسماعیل قادری رزاقی اسماعیلی

خانقاہ آستانہ فلک قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ (مسولی شریف)



شکستہ دل کی صدا

حضرت علامہ سید اولاد رسول قدسیؔ مدظلہ العالی

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کا خانوادہ علم، عمل، اور عشق کے آسمان پر چمک رہا تھا، چمک رہاہے اور ان شاء اللہ چمکتا دمکتا رہے گا۔ خانوادۂ

رضا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ حامد رضا خاں، مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ ابراہیم رضا خاں اور وارث علوم رضا حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدست اسرارھم۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں دین ودانش، فقہ وفتاویٰ، شعروسخن، زبان وادب اور زہد وتقویٰ کو وقار واعتبار بخشا اور خلق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ ان کی دینی، علمی، لسانی اور قلمی خدمات سے تاریخ کی پیشانی منور ومجلیٰ ہے۔ اس خاندان عالی شان کے اجمالی تعارف کے لئے دفاتر درکار ہیں چہ جائے کہ حق تفضّل ادا کیا جا سکے۔

وارث علوم رضا حضرت شاہ اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ کی شخصیت اپنے خاندانی بزرگوں کا نقش ثانی اور اسلاف کرام کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ ان کی ذات علوم و فنون کا بحر بے کراں اور فقہ وفتاویٰ کی آبرو تھی۔ انہوں نے اپنی خصوصیات وخدمات سے پوری دنیا کو متاثر کیا، دنیا کی مشاہیر شخصیات میں انہیں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں وہ اپنی مثال آپ تھے، ان کے نیاز مندوں، عقیدت کیشوں اور مستفیضوں میں وقت کی بڑی بڑی شخصیات نظر آتی ہیں، خلق خدا میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بیٹھ جاتے عقیدت مندوں، حاجت مندوں اور مشتاقان دید کی بھیڑ لگ جاتی۔ آپ سب کی ضرورتوں کا خیال رکھتے اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کمالات کی جامع تھی، ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ اپنے خاندانی بزرگوں سے وراثت میں ملی تھی، انہیں مطالعہ کرتے ہوئے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کتب بینی کے لئے وقت ہی نہیں تھا، اہل عقیدت کا ہر وقت ان کے پاس ہجوم سا لگا رہتا، یہ منظر بندۂ احقر نے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ لاینحل مسائل کے حل کے لئے علمائے کرام ومفتیان عظام الگ منتظر

ہوتے، ان سب کے باوجود جب کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو اپنی بات کو باوزن اور مدلل بنانے کے لئے دلائل کا انبار لگا دیتے، اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ ہر فن، ہر موضوع اور مختلف زبانوں کی کتابیں ان کے پیش نگاہ ہیں، یہاں تک کہ صفحہ نمبر کی بھی نشاندہی فرما دیتے اور جب کتابیں کھول کر دیکھی جاتیں تو ذرہ برابر فرق نہ ہوتا۔

حضور تاج الشریعہ کی بے شمار خوبیاں اور ان کے کمالات بندۂ ناچیز کے حافظہ میں محفوظ ہیں، ابھی حال ہی میں، میں نے ''معارف تاج الشریعہ'' کے لئے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس کا عنوان ہے ''حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم'' اس میں کئی اہم سوالات زیر تحریر آئے ہیں، آپ سے جو بھی سوال میں نے کیا آپ نے دلائل کی زبان میں اس کا تشفی بخش جواب فراہم کیا، آپ سے گفتگو کرنے پر یہ اندازہ ہوا کہ اس عہد پرآشوب میں یقینا آپ کی شخصیت بے نظیر ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر بہت سارے مجلّے شائع ہونے جارہے ہیں، ان میں ایک نمایاں مجلہ ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' ہے جو مدیر اعلیٰ ''امین شریعت'' صحافیٔ شہیر شاعر خوش فکر حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری کی ادارت میں منظر عام پر آنے والا ہے، اس نمبر کا مطالعہ نہ صرف یہ کہ عوام بلکہ خواص کے لئے بھی بے حد مفید ثابت ہوگا، علماء تو حضور تاج الشریعہ کے علمی اقدار سے واقف ہیں ہی اب اس نمبر کے مطالعہ سے عوام کو بھی بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ آپ کو وارث علوم رضا کہا جاتا ہے، بجا کہا جاتا ہے۔

اس وقت جماعت اہل سنت شدید بحران کا شکار ہے طرح طرح کے فتنے اٹھ رہے ہیں، بے جا تحقیق کی صلیب پر حقائق کراہ رہے ہیں، عوام کا بڑا طبقہ تذبذب کا شکار ہو رہا ہے، خیر وشر، حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز اٹھتی جارہی ہے، ایسے حالات میں آپ کا دنیا سے رخصت ہوجانا ملت کے لئے بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے، آپ کے خوف سے بہت سارے فتنے دبے ہوئے تھے، اب ان فتنوں کے سر اٹھانے کا خطرہ بڑھ گیا،

بہر حال! رب کی رحمت سے امید واثق ہے کہ جلد ہی ان کا کوئی بدل سامنے آئے گا اور ملت کی ناخدائی کا فریضہ انجام دے گا۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے غم میں پوری دنیائے سنیت شریک ہے، جب ان کی یاد آتی ہے تو فقیر کی آنکھیں بھی برسنے لگتی ہیں، چونکہ آپ کی ذات سے خانوادۂ حضور مفتیٔ اعظم اڑیسہ کا بڑا گہرا رشتہ تھا، خود والد ماجد آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے، راقم الحروف اس نازک اور مصیبت کی گھڑی میں حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں صبر جمیل کی دولت سے نوازے اور اہل سنت و جماعت کو حضور تاج الشریعہ کا جلد کوئی بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ



نبیرۂ امین شریعت نواسۂ تاج الشریعہ

حضرت مولانا سفیان رضا خان صاحب قبلہ

جانشین مفتی اعظم نبیرۂ اعلیٰ حضرت یادگار اسلاف حضرت تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت نے دنیائے اسلام کو مغموم کر دیا۔ ۲۲ جولائی ۲۰۱۸ کو عالم اسلام نے اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا کہ

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

وہ تاج الشریعہ جو اپنی ذات میں ایک تحریک تھے، مرجع علماء و مشائخ تھے، عالم اسلام سے علماء و مشائخ پیچیدہ مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے، آپ کی حق گوئی و بے باکی، احقاقِ حق، ابطال باطل سے اسلاف کرام کے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی، اس پر آپ کے ارشادات عالیہ فتاوے اور خود آپ کا عمل شاہد عدل ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے جنازے حق و باطل کا امتیاز کرتے ہیں۔ اس قول کی تصدیق کا نظارہ ہم نے ہمارے ممدوح حضرت

تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر کیا۔ جب سرزمین بریلی شریف پر گویا سروں کا سمندر رواں نظر آیا۔ ہم نے دیکھا، بریلی شریف کے کوچے کوچے میں عاشقان حضور تاج الشریعہ کا مجمع ہی مجمع تھا۔ جو آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ مفہوم حدیث کے مطابق جو اہل ایمان، متقی و پرہیز گار ہوں، اللہ ان سے محبت فرماتا ہے، حضرت جبریل کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مخلوق خدا کے دلوں میں میرے اس محبوب بندے کی محبت کو جاگزیں کردیں۔

میرے جد کریم حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کے وصال پر حضور تاج الشریعہ نے فرمایا تھا کہ آپ کے وصال نے بتایا کہ وہ مقبول عام وخاص تھے، وہ نظارہ ہم نے دیکھا حضور تاج الشریعہ کے وصال پر، جب عاشقوں کا سمندر اپنے مرشد کے دیدار کے لیے، نماز جنازہ میں شرکت کے لیے امنڈ پڑا، اس سے بھی سیدی سرکار حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا بھر سے درجنوں اخبار ورسائل نے آپ کی حیات وخدمات پر خصوصی نمبر اور شمارے کی اشاعت کا اعلان کر رہے ہے۔ حضور امین شریعت کی یاد میں نکلنے والا رسالہ ''سہ ماہی امین شریعت'' کی طرف سے بھی ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' کا اعلان کیا گیا، محب گرامی مولانا اشرف رضا قادری کی تگ ودو اور حضور امین شریعت وحضور تاج الشریعہ کی خصوصی توجہات سے کام پایہ تکمیل کو پہونچا، خدائے تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین

حضور تاج الشریعہ کی رحلت نے ایک جہاں کو مغموم کردیا، آج سب کی زبان پر بے ساختہ جاری ہے ؎

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

اور ہمیں بار بار آپ کا وہ شعر یاد آرہا ہے جو جد کریم کی رحلت پر فرمایا تھا، بلکہ اشارہ دے گئے:

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیے

ہم تب نہ سمجھے بس دعا کرتے رہے، شعر سنتے ہی اس وقت دل بے چین ہو گیا اور برجستہ فقیر نے بارگاہ تاج الشریعہ میں عریضہ پیش کیا کہ:

یوں نہ جانے کی باتیں کرو نانا جاں

اب نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

مگر مرضی مولی از ہمہ اولی، اب ہم سب کی ذمہ داری ہے، کہ ہم ان کی تعلیمات، ارشادات عالیہ کو اپنی حیات کی سیج پر سجا کر عمل کریں اور آپ کے مشن کو آگے بڑھائیں، اور ان کا مشن وہی ہے جو سیدی سرکار اعلی حضرت کی تعلیمات سے عیاں ہے۔

☆☆☆

ماہر رضویات حضرت مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجدؔ

چیف ایڈیٹر دو ماہی ''الرضا انٹرنیشنل''، پٹنہ

بلاشبہہ حضور تاج الشریعہ مرد یگانہ اور قطب زمانہ تھے، وہ تنہائی میں مجلس اور صحرا میں جلووں کی تابانی سے دنیا آباد کر دینے والی مقناطیسی قوت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت ''تو جدھر ہے ادھر خدائی ہے'' کی مظہر تھی۔ وہ جدھر گئے دنیا ادھر چلی گئی جو کہہ دیا اسے ناقابل تنسیخ سمجھا گیا اور جو فیصلہ دے دیا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا گیا، جو ان سے بیگانہ ہوا دنیا نے اسے ٹھکرا دیا اور جس نے ان کی قربت محبت اور نام نامی کو وظیفہ حیات بنایا وہ مقبول و محبوب بنا لیا گیا۔ یہ خداداد مقبولیت سب کے حصہ میں نہیں ہوتی اور جن کے حصہ میں ہوتی ہے، حاسدین بھی ان کے حصے میں ہوتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے حاسدین کی تعداد بھی کم نہیں یہ حاسدین صاحب النعمۃ محسود کی دلیل ہیں، علامہ حصکفی نے اسے بدتر فرمایا جس کا کوئی حاسد نہ ہو، حضور تاج الشریعہ عہد حاضر میں سب سے بڑے تھے کہ ان سے زیادہ کسی کے حاسد نہ ہوئے۔ مگر اس

کے باوجود حضرت نے کسی سے محاسبہ ومواخذہ نہیں کیا، کسی کی دلآزاری نہیں کی، کسی سے بدلہ نہیں لیااور نہ کسی کے لئے بددعا کی بلکہ جدامجد کی طرح زندگی بھر یہی دعامانگتے رہے

حسد سے ان کے سینے پاک کردے کہ بدتر دق سے بھی یہ سل ہے یاغوث
غذائے دق یہی خوں استخواں گوشت یہ آتش دین کی آکل ہے یاغوث

تاج الشریعہ کو پہچاننے کے لئے بحرالعلوم جیسی نگاہ چاہئے۔ جنہوں نے اوروں کی طرح انہیں صرف ایک سادہ پوش کم سخن اور بے ضرر عالم فاضل سمجھنے کے بجائے علم وفن کا بحر ذخار، فضل وکمال کا جامع ،علما ومشائخ کا مرجع اور جماعت اہل سنت کا رہنما وامام سمجھا اور سادہ پوشی کے پردہ میں چھپی اس شخصیت کی حقیقت سے ہمیں آگاہ کردیا جو اعلیٰ حضرت کے علمی جامعیت کی پہچان، حجۃ الاسلام کے فضل وکمال کی حجت، مفتی اعظم کی شان تقویٰ وفقاہت کی نادر مثال اور حضور مفسر اعظم ہند کے عارفانہ وعالمانہ کروفر کے آئینہ دار تھے۔ سچ ہے کاملوں کی نگاہیں ہی کاملوں کو پہچانتی ہیں حضرت بحرالعلوم نے حضور تاج الشریعہ کو پہچانا ہی نہیں ہماری پہچان کے لئے بہت پہلے فرمادیا۔

ہیں یہ ہم سب کے رہنما وامام اور ہم ان کے پیروکار ہوئے

وہ قابل مبارک باد ہیں جن کے حصہ میں ان کی محبت آئی اور جو ان کی شخصیت کا عرفان عام کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ صاحبزادہ حضور امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خان اور سہ ماہی امین شریعت کے جواں سال مدیر دل پزیر مولانا اشرف رضا قادری اہل سنت وجماعت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اپنے رسالہ کا حضور تاج الشریعہ پہ عظیم وضخیم نمبر شائع کررہے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی مساعئ جمیلہ قبول فرمائے اور ہم سب کو فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال فرمائے۔ آمین

☆☆☆

ادیب شہیر حضرت مولانا

محمد ملک الظفر سہسرامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان المعروف ازہری میاں قادری بریلوی جانشین مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا سانحۂ ارتحال ملت اسلامیہ کیلئے ایک قیامت سے کم نہیں، اس وقت عالم اسلام موت العالم موت العالم۔ کا نظارہ پیش کررہا ہے۔ اور کیوں نہ ہو نیابت کاملہ کا ماہ تمام رخصت ہوا ہے۔ علوم وفنون کا نیر اعظم چل بسا ہے۔ زہد وتقویٰ کا بانکپن لٹ گیا ہے، عالم کی آنکھیں خون کے آنسو نہ بہائے تو اور کیا کرے۔ دیکھئے تو ذرا فقہ وافتاء کا چمن اداس اداس ہے، دعوت وتبلیغ کی وادیاں مغموم ہیں، بیعت وارادت کی نورانیت ماند ہے، درس وتدریس کا انجمن سونا سونا لگ رہا ہے، وعظ ونصیحت کے لبوں پر سکوت طاری ہے، قضا کے حسن وجمال کا رنگ اڑا سا ہے، المختصر پوری کائنات کی آنکھیں جدائی میں خون آلود ہیں:

اذات مات ذو علم و فتوىٰ

فقد وقعت من الاسلام ثلمة

اللہ عزوجل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے عالم اسلام کو سیراب فرمائے اور جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان قادری رضوی کو ان کا نعم البدل بنائے۔ آمین

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

جب یہ خبر ملی کہ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' عزیزی القدر مولانا اشرف رضا صاحب زیدت معالیہ حضور سلمان رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں نکالنے جارہے ہیں، تو آنکھوں کو ٹھنڈک ملی اور قلب کو طمانیت کا حصول ہوا۔ دل سے بے شمار دعائیں نکلیں کہ رب قدیر اس شاہین صفت لوح و

قلم کی امانت کو پیر طریقت حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان قدس سرہ کا پیکر جمیل بنا دے اور ان کے خوابوں کی تعبیری رنگ میں نہال فرما دے۔ عزیزی القدر مولانا اشرف رضا صاحب آپ کا نمبر کیلئے موضوع کا انتخاب، انتخاب لاجواب ہے آپ قابل مبارکباد اور لائق صد افتخار ہیں۔ سفر حج میں ہوں اس لئے مزید خامہ فرسائی سے قاصر ہوں۔ خداوند قدوس صحت وسلامتی کے ساتھ قلمی توانیوں کو مزید آفاقیت بخشے۔ آمین



خلیفۂ تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب قبلہ

استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (یوپی)

محب مکرم حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضئ القضاۃ فی الہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم کے موقع پر ایک وقیع نمبر نکالنے جا رہے ہیں، جس میں حضور تاج الشریعہ کی حیات وخدمات، فضائل و کمالات کا تذکرہ ہوگا۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے، میں اس عظیم کام پر آپ سب حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، اس وقت ہندوستان کے درجنوں رسالے حضور تاج الشریعہ پر نمبر نکال رہے ہیں بلکہ دہلی کے کچھ ایسے رسالے بھی نمبر نکال رہے ہیں جو حضرت کی زندگی میں اختلافی مسائل پر حضرت کے تحقیقی مضامین شائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے خیر وہ تاجر ہیں تجارتی نقطۂ نظر سے ایسا کر رہے ہوں گے مگر آپ حضرات ہمیشہ حضور تاج الشریعہ کے عقیدت مند رہے بلکہ حضرت مولانا سلمان رضا صاحب جو حضور تاج الشریعہ کے داماد ہیں اور حضرت کے گھر کا ایک فرد ہیں انہیں بھی حضور تاج الشریعہ کی

عقیدت و محبت میں سرشار دیکھا جبکہ وہ خود ایک کامیاب پیر و خطیب ہیں اور وسیع حلقۂ ارادت رکھتے ہیں اور ان کے والد گرامی حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں اس کے باوجود حضرت کے وصال سے لے کر تدفین بلکہ اس کے بعد کے تمام مراحل میں علامہ عسجد رضا خان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر کھڑا رہنا اور جی جان سے ان کا ساتھ دینا یہ صرف عقیدت مندی نہیں بلکہ جذبۂ وارفتگی کا ثبوت ہے، یقیناً سہ ماہی امین شریعت کی یہ عظیم پیش کش بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں مخلصانہ خراج عقیدت ہے جس پر میری طرف سے آپ سب کو ہزار بار ہدیۂ تبریک۔

حضور تاج الشریعہ اپنے زمانے کے عظیم محقق اور گریٹ اسلامک اسکالر تھے۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے تمام گوشوں کو روشن کر دیتے اپنے وقت کے بے شمار سلگتے ہوئے مسائل پر قلم اٹھایا اور ایسی تحقیق فرمائی کہ امام احمد رضا کی یاد تازہ ہوگئی، اردو زبان و ادب پر مہارت کے ساتھ ساتھ عربی اور انگلش زبان پر ایسا عبور کہ فی البدیہہ ان زبانوں میں تقریر بھی فرماتے اور فتویٰ بھی لکھتے اور جب دل میں عشق رسالت کے جذبات کا سمندر موجیں مارنے لگتا تو ان زبانوں میں شاعری بھی کرنے لگتے، افریقہ کی سرزمین پر انگلش اور عربی میں کلام و خطاب کرتے ہوئے خود میں نے دیکھا ہے۔ اور بیعت و ارادت کے میدان میں اللہ نے وہ عظمت عطا فرمائی کہ قطب الارشاد کے درجہ پر فائز ہوئے آپ کی ذات سے بکثرت کرامتوں کا ظہور ہوا اور کچھ کرامتوں کا میں خود عینی شاہد ہوں وقت آنے پر قلم بند کروں گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی سب سے بڑی کرامت، شریعت پر استقامت ہے۔ الاستقامة علی الشریعة فوق الکرامة آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت نبوی کا آئینہ دار تھا، آپ کا ہر ہر عمل مسائل شرعیہ کا درس دیتا تھا۔

۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ اچانک آپ کی رحلت نے پوری جماعت اہل سنت کو

یتیم کر دیا، یقیناً آپ کا سانحہ اُرتحال اس صدی کا سب سے عظیم نقصان ہے، اللہ رب العزت قادر مطلق ہے جب چاہے اس نقصان کی تلافی کر دے مگر بظاہر تلافی کے آثار نظر نہیں آتے، آپ کے جنازۂ مبارکہ میں عاشقان مصطفیٰ کا موجیں مارتا سمندر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ اللہ ورسول کی بارگاہ میں بہت محبوب اور مقرب ہیں، امام احمد بن حنبل کے جنازے کے بعد اتنا بڑا جنازہ چشم فلک نے نہ کبھی دیکھا نہ دیکھنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اللہ رب العزت اہل سنت کی حفاظت فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین



حضرت علامہ مولانا مفتی عیسیٰ رضوی صاحب

شیخ الحدیث دار العلوم مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج (یوپی)

گرامی وقار، صاحب فکر وقلم حضرت علامہ اشرف رضا صاحب قادری زید مجدہ

مدیر سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

یہ جان کر بڑی مسرت وشادمانی ہوئی کہ آپ تاج الشریعہ کے عرس چہلم کی پرشکوہ تقریب کے موقع پر سہ ماہی امین شریعت کے زیر انتظام ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع کرنے جا رہے ہیں بلاشبہ اپنے محسن ومربی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ ایک عملی پیش رفت اور مستحسن اقدام ہے۔ ویسے تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر بریلی شریف ودہلی اور دیگر مقامات سے دس سے زائد نمبروں کی اشاعت ہو رہی ہے جو تاج الشریعہ کی حیات وخدمات سے متعلق ہیں مگر آپ نے جس نمبر کا اہتمام اور جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وہ منفرد وممتاز اور قابل التفات ہے اس کے لئے آپ ڈھیروں تحسین وستائش کے مستحق وحقدار ہیں۔ ان کے عنوان حیات پر تو بہت کچھ لکھا گیا اور آئندہ بھی لکھا جائے گا مگر ان کی تصانیف وتالیفات کو باضابطہ طور پر کم لوگوں نے

عنوان قلم بنایا۔آپ نے اس معاملہ میں جو سبقت و پہل کی ہے وہ نا قابل فراموش یادگار ہے،آپ کا علمی کارنامہ تاریخ کا حصہ بن کر مدتوں باقی رہے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ بات ظاہر وعیاں ہے کہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری علیہ الرحمہ صرف ایک اعلیٰ وعلمی گھرانے کے فرد فرید ہونے کی حیثیت سے نہیں پہچانے گئے بلکہ وہ ذاتی محاسن وکمالات اور دینی وعلمی خدمات وکارناموں کی وجہ سے بھی متعارف ومشہور ہوئے،ان کی زندگی کا بیشتر حصہ ملک اور بیرونی ممالک کے دوروں اور دنیا بھر کے مختلف ومتعدد شہروں کے سفر میں گزرا۔اس کے باوجود انہوں نے جو تصنیفی وتالیفی خدمات انجام دی وہ قابل رشک وانبساط اور لائق تقلید نمونۂ عمل ہے۔مختلف موضوعات پر ساٹھ سے زائد چھوٹی بڑی تصانیف ان کی یادگار ہیں،ان کا قلم سیال ورواں اور بے باک تھا وہ لکھتے تو لکھتے چلے جاتے انہوں نے مراسم اسلامیہ پر لکھا،اصلاح فکر واعتقاد سے متعلق لکھا،عقائد واعمال کے بارے میں لکھا،اصلاح معاشرہ پر لکھا،وقت کے سلگتے ہوئے مسئلے پر لکھا،فرقہائے باطلہ کے رد وابطال پر لکھا،تفسیر وحدیث پر لکھا،سیرت وتاریخ پر لکھا،شروح وحواشی لکھے،تعریب وتراجم کئے،مسائل شرعیہ اور فتاوے لکھے،غرضیکہ تصنیف وتالیف ان کا دستور حیات اور لکھنا پڑھنا ان کا خاندانی مشغلہ تھا،اسی کے لئے ان کی زندگی وقف تھی،زندگی کی رعنائیوں اور بہاروں کو انہوں نے اسی کام کے لئے قربان ونثار کیا۔اسی قوت وفکر سے انہوں نے مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کو فروغ واستحکام بخشا اور دین وسنیت کی ایسی خدمت انجام دی جو بے مثال اور لافانی ہے۔

وہ علم وفضل میں یکتائے روزگار،تدبر ودانائی میں بے مثل،فکر وبصیرت میں لاثانی،طہارت و تقویٰ،زہد وپرہیزگاری،عبادت وریاضت،طاعت وبندگی،خوف وخشیت ربانی،خلوص وللّٰہیت، امانت ودیانت،صداقت وراست بازی،حق گوئی وبے باکی،جرأت وہمت،دینی جوش وجذبہ، عزم وحوصلہ،متانت وسنجیدگی،حسن سلوک وایفائے عہد،عفت وپارسائی،مروت وحسن اخلاق

وغیرہ اوصاف ومحاسن میں عدیم النظیر ہیں۔ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ لوگوں کے ہجوم و بھیڑ میں رہ کربھی علمی کام کرتے اور مسائل کی تحقیق کرتے تھے۔ان کی متعدد مجالس میں مری آنکھوں نے یہ بات بارہا دیکھی ہے اور میری آنکھوں میں یہ امانت محفوظ ہے۔



حضرت مولانا مفتی اختر حسین علیمی صاحب

استاذ ومفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

دنیا آماجگاہ تغیر وتبدل اور جلوہ گاہ ہستی ونیستی ہے جس نے لباس وجود پہنا اسے خلعت عدم بھی پہننا ہے جو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا اسے منزل فنا بھی دیکھنی ہے اور جو یہاں آیا کسی نہ کسی دن یہاں سے جانا ہے۔ارشادہوتاھے : کل من علیھا فان و یبقٰی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام (القرآن، سورہ الرحمٰن، آیت:۲۶:۲۷)

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

لیکن جانے والوں میں وہ بہت عظیم ماناجاتا ہے جو معدوم ہوکر بھی لوگوں میں موجود رہے فنا کے باوجود بقا کے نور سے منور ومجلیٰ رہے اور نہ رہنے کے بعد بھی قلوب اذہان کی دنیا میں جلوہ فگن رہے۔

ایسے ہی باعظمت جانے والوں میں وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین سرکار مفتیٔ اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔جو ایک محدث، مفسر، فقیہ، مفتی، متکلم، اصولی، منطقی، فلسفی، محقق، مدقق، شارح، مترجم، ادیب، شاعر، مصنف ہونے کے ساتھ باتفاق عرب و عجم عصر حاضر میں میخانۂ قدرت کے سب سے بڑے ساقی، دانشکدۂ رضویت کے سب

سے عظیم قائد و رہنما اور عالم اسلام کے بے نظیر عالم ربانی اور شیخ وقت تھے، آپ کا جانا عالم اسلام کا سب سے بڑا حادثہ اور ایک عہد کا خاتمہ ہے۔

وہ کیا گئے کہ جان گلستاں چلی گئی

آپ کی رحلت نے دنیا کو بتا دیا کہ:

ڈھونڈو گے اسے بستی بستی، پاؤ گے نہیں ایسی ہستی
حکمت کا تاج تھا جس کے سر ملت کی چلاتا تھا کشتی

رب قدیر آپ کی مرقد پاک پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور آپ کو انوار و تجلیات کے سائے میں رکھے۔ اس موقع پر فقیر قادری کو اس خبر سے مسرت ہوئی کہ سہ ماہی امین شریعت کے ارباب حل و عقد نے اس نابغۂ روزگار شخصیت کے علمی جواہرات کو تعارف کی میز پر سجانے کا اہتمام کیا ہے اور تصانیف تاج الشریعہ پر اہل قلم کے تاثرات کو یکجا کر کے افادۂ عام کے پیش نظر شائع کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے بازوؤں میں قوت بخشے اور اس اہم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ان حضرات کو سعادت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

ادیب شہیر حضرت مولانا

ڈاکٹر نجم القادری صاحب قبلہ

نو بہار قلم مولانا محمد اشرف رضا صاحب۔۔۔ ہدیہ سلام و خلوص جاوداں

طالب خیر الحمد للہ مع الخیر ہے

یہ جان کر مسرتوں کی دنیا میں ہزاروں پھول مسکرانے لگے کہ آپ بھی حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع سے سہ ماہی امین شریعت کا خصوصی گوشہ شائع کر رہے ہیں، اللہ تعالی سہولیات کی دولت فراواں سے نوازے، موانعات کی معمولی گرد سے آپ

کو اور آپ کے پورے کارواں کو محفوظ رکھے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت پر آنسوؤں کے جھرنے اس لئے چل رہے ہیں، آہوں کا طوفان اس لئے اٹھ رہا ہے اور غم کی گھٹا اس لئے چھٹنے کا نام نہیں لے رہی ہے کہ حضور تاج الشریعہ خانوادہ رضویہ ہی کے نہیں پوری دنیائے سنیت کے گنج گرانما تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی حیات بے مثال تھی، خدمات لازوال اور ان دونوں کے سنگم سے ممات ایسی باکمال کہ پوری دنیا جلسہ تعزیت میں ڈوبی ہے اور لگتا ہے یہ پورا سال حضور تاج الشریعہ ہی کا سال رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علوم رضا کے وارث، افکار حجۃ الاسلام کے امین، تحمل مفسر اعظم کا آئینہ، اور تفقہ حضور مفتی اعظم کا قیمیتی نگینہ تھے۔ حضور تاج الشریعہ وہ ہیں کہ اگر آپ کا علم عمل سے گلوگیر رہتا تھا تو عمل، عشق سے ہم آغوش۔ اور عشق جلوہ جاناں کی بہار آفرینیوں سے سرشار۔ حضور تاج الشریعہ جن کی وفات پر عالمی، آفاقی ناگہانی اجتماع نے ثابت کر دیا کہ آپ ہی اپنے دور میں محبوبیت کبری کے عظیم منصب پر فائز، دور حاضر کے سب سے بڑے مرشد طریقت بھی تھے اور اتحاد کے عظیم داعی ومبلغ بھی۔

اس فقید المثال مقناطیسی شخصیت پر خصوصی شمارہ نکالنے پر میں بصمیم قلب ہدیہ تبریک اور ارمغان خلوص پیش کرتا ہوں۔



حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

بارہ بنکوی، نور مسجد مسقط عمان

جانشین مفتیٔ اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ کی قیادت ورہبری، حق گوئی وبے باکی، صبر وعزیمت، کشف وکرامات کا کھلی آنکھوں کے ساتھ دنیا نے مشاہدہ کیا، ان تمام شوکتوں اور عظمتوں کے پیچھے ان کی علمی فوقیت، فکر وادراک میں وسعت وگہرائی، زبان و

بیان پر مضبوط گرفت، قادر الکلامی، علوم متداولہ وفنون مروجہ پر مہارت تامہ ہے، حضرت کی تحریریں، علوم ومعارف کا بحر بے کراں ہیں، سطر سطر سے علم وعرفان، دلائل و براہین کے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ روحانی بلندیاں، صوفیانہ طمطراق، فقاہت کے جلوے اور عشق رسول کی لازوال تجلیاں ہیں۔ تصانیف ایسی معرکۃ الآراء، جنہیں دیکھ کر ارباب علم ودانش پکار اٹھے کہ تاج الشریعہ جہان علم وآگہی کے بدر منیر، مملکت فکر وفن کے بے تاج بادشاہ اور فخر الحکماء والمتکلمین ہیں۔ نکتہ رسی، معاملہ فہمی اور فضل وکمال کے گلزار ہیں۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چاہے وہ مسند تدریس وافتاہو، ایوان شعروادب یا میدان وعظ وخطابت ہو ہر جگہ ان کی ذات مرجع ومرکز بنی ہوئی تھی۔

حدیث پاک کی رو سے علم نافع بھی ثواب جاریہ ہے، آپ کا علمی اثاثہ جو یقینا قوم و ملت کے لئے نفع بخش ہے، اس کے محاسن کے تعارف کے لئے یہ مجموعہ بنام ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ جتنے لوگ بھی اس سے روشناس ہوں گے، پڑھیں گے، عمل کر کے فائدہ اٹھائیں گے تو ان سب کو علم وفن، ایمان وعقیدے میں پختگی کے ساتھ ساتھ حضرت کی نیکیوں میں بھی اضافہ ہوگا اور وسیلہ بننے والے بھی اجر وجزا پائیں گے، میں جملہ ارباب اہل سنت کی جانب سے اس کام کی سرپرستی فرمانے والے شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب اور عاشق تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت کو تہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں، جن کی انتھک کوششوں سے اتنے کم وقت میں یہ کتاب منظر عام پر آئی، ایسے مجموعوں کی تیاری میں کس قدر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ وہی جان سکتا ہے جو اس راہ سے گذرا ہو۔

اللہ تعالیٰ انہیں اور جملہ معاونین ومقالہ نگار حضرات کو اپنے خزانے کی بہترین نعمتیں عطا فرمائے، کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، ورق الٹئے اور دیکھئے کہ حضور تاج الشریعہ کو

ملت کی قیادت ورہنمائی اور قاضیٔ القضاۃ کا منصب محض وراثت میں نہیں ملا بلکہ علمی گہرائی وگیرائی، استقامت وتصلب فی الدین صدق ودیانت، جرأت وایثار کی وجہ سے، صحیح معنوں میں وہ اس کے حق دار تھے۔ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کرۂ ارض رہتی دنیا تک ان کی تنویر عالم گیر سے علمی وروحانی روشنی پائے گا اور اہل حق کو حیات تازہ ملتی رہے گی۔

نام اختر رضا، وہ سورج بھی تھا مہتاب بھی تھا
اس نے دکھلا دیا، ہستی کو کرشمہ کرکے



حضرت مولانا توفیق احسنؔ برکاتی صاحب

[استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

جو فائق الاقران افراد اپنے ذاتی کمالات وامتیازات کی بنیاد پر پوری دنیا کو متاثر کرتے ہیں اور ایک عہد ان کے ارد گرد گھومتا ہے ان میں ایک انتہائی منفرد وممتاز نام تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ کا ہے۔اب ہندستان کی تاریخ اسلامی ازہری میاں کے وصال کی قبلیت وبعدیت کا مزاج اپنائے گی۔شہر بریلی کے اسلامیہ انٹر کالج نے کئی بار عاشقوں اور عالموں کی بھیڑ اکٹھا کی ہے لیکن علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں خود انٹر کالج کا جنازہ نکلتا محسوس ہوا اور پورا شہر بریلی سروں کا سمندر نظر آیا۔خانوادۂ رضا میں ان کا وجود غنیمت تھا، اب بریلی سونی سونی سی نظر آئے گی ،اب علمی وفکری تازگی کی کمی کا احساس ہوگا جو ازہری میاں کے وجود مبارک سے باقی تھی اور پوری اسلامی دنیا ان سے رجوع ہوتی تھی۔ان کے وصال سے یقینا ایک عہد کا خاتمہ ہوا ہے اور ان کے پس ماندگان میں پوری جماعت اہل سنت ہے، یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے جس کا احساس دنیا کو آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔وہ جانشین مفتی اعظم تھے، وارث علوم امام احمد رضا تھے، ان کی تحقیقات میں فیضان حجۃ الاسلام کا رنگ تھا، ان کی

جرأت میں جد اعلیٰ علامہ رضا علی خان کا رعب و تاب قائم تھا، ان کا جلال و جمال عمدۃ المحققین علامہ نقی علی خان سے کسب فیض کر رہا تھا، ان کا فکری آہنگ فکر رضا کا زائیدہ تھا، ان کا شعری مزاج ان کی شناخت تھا اور ان کا دینی تصلب مرشد گرامی علامہ مصطفی رضا نوری کی یاد دلاتا تھا۔ ان کے ایک ایک شعر میں امام احمد رضا کا کمال فن رقصاں ہے۔ ذرا یہ عاشقانہ اعتماد ملاحظہ کریں:

ان کے در پہ اختؔر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مشائخ عرب کے بھی شیخ تھے، علما و خواص ان سے اپنی نسبتِ ارادت کو فخریہ بیان کرتے ہیں، مصری شیوخ بھی ان کے قدردان تھے۔ ان کے علمی و تحقیقی نقوش کبھی دھندلے نہیں ہونے والے، ان کے تلامذہ اور خلفا ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے، اور ان کی ہر علمی یادگار محفوظ کی جائے گی۔ حضرت جہاں تشریف لے جاتے عشاقان دید کا ایک جنونی رنگ دیکھنے کو ملتا، کیا عوام، کیا علما، کیا ائمہ، کیا اہل ثروت، سب ان کی دست بوسی و قدم بوسی کو باعث فخر سمجھتے اور ان کے پر جمال چہرے کا دیدار کرتے۔ یہ مناظر دیدنی بیان کیے جا رہے ہیں، محض شنیدہ نہیں، شہر ممبئی میں متعدد بار راقم الحروف نے یہ حقیقت مشاہدہ کی ہے۔

عربی، اردو اور انگریزی زبان میں ان کی تیس سے زائد تصانیف و تراجم، سیکڑوں تقاریظ، اقوال محبت اور علمی مرکز جامعۃ الرضا انھیں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں، ان کا لگایا ہوا یہ علمی چمن ہزارہا بلبلوں کا مسکن بنا رہے اور مرکزی فضلا ان کے علمی مشن کو دنیا میں پھیلاتے رہیں گے۔ سہ ماہی امین شریعت کا تصانیف تاج الشریعہ نمبر ان کی بارگاہ میں ایک اہم خراج عقیدت ہے اور ان کی علمی زندگی کے پھیلاؤ کو منکشف کرتا ہے۔ اللہ اسے سلامت رکھے اور اس کی بنیادوں کو استحکام بخشے، مزید اس کے مدیر اعلیٰ محب گرامی مولانا

محمد اشرف رضا قادری کو ان بزرگوں کے فیضانِ بلاغت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

توفیق احسنؔ برکاتی

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۱/اگست ۲۰۱۸ء، شنبہ



حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا وصال پوری دنیائے سنیت کے لئے عظیم سانحہ ۶/ذی القعدہ مطابق ۲۰ جون بروز جمعہ بعد نماز مغرب وارث علوم رضا جانشین مفتیٔ اعظم تاج الشریعہ قدس سرہ کا بریلی شریف میں وصال پر ملال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی شخصیت اپنے علم وفضل زہد وتقوی احسان وسلوک، فقہ وتفسیر، شعروادب اور زبان وبیان کے اعتبار سے پوری علمی دنیا میں احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے آپ نے جامعہ منظر اسلام کی مسند تدریس پر بیٹھ کر جہاں ہزاروں تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھائی وہیں ارشاد وہدایت کی قالین زینت بن کر کروڑوں انسان کو عقیدہ کی سلامتی، فکر ونظر کی پاکیزگی اور اصلاح عمل کی ضیائیں عطا کیں آپ کی نماز جنازہ میں پوری دنیا سے آئے ہوئے دیوانوں کا پرنور مجمع اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ ہر دل میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی محبت وعقیدت کا چراغ فروزاں ہے، علمی دنیا میں بھی آپ مقام رفیع پر فائز تھے درس وتدریس کے ساتھ جملہ علوم قدیمہ وجدیدہ پر یکساں مہارت رکھتے تھے اردو شاعری کے ساتھ عربی زبان وادب اور شعر گوئی پر بڑی اہم گرفت تھی جس طرح عربی زبان میں بے تکان خطاب کرتے اسی طرح عربی میں فی البدیہہ شعر بھی کہتے تھے آپ شگفتہ خیال، اونچی فکر، سادہ دل اور حسن اخلاق کے مرقع تھے آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک میں دعوت وتبلیغ کے اہم فرائض انجام دیئے آپکی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں

افراد کو ایمان کی دولت بے بہا نصیب ہوئی اور کروڑوں اشخاص کے دلوں میں عشق رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام کی شمعیں روشن کیں، مختلف موضوعات پر اردو عربی اور انگریزی زبان میں کتابیں تحریر فرما کر علمی خزانوں میں اضافہ فرمایا پوری زندگی سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کی جانشینی کا حق ادا کرتے رہے اور اعلی حضرت کے علوم کا وارث بن کر افق علم وادب پر چھائے رہے اس زمانے میں علم کا ساگر علم کا دریا تاج الشریعہ تاج الشریعہ کا نعرہ انہیں کی ذات کو زیب دیتا ہے دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور ان کی تربت پر قیامت کی صبح تک اپنی رحمتوں کے پھول برسائے آمین بجاہ سید المرسلین صلوۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین



حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی

مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی، نزیل حال ساؤتھ افریقہ

حضرت علامہ مولانا اشرف رضا صاحب قبلہ مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت کے لئے آپ مبارکبادی کے حقدار ہیں۔ یقیناً حضور تاج الشریعہ کی ذات اتنی تہہ دار ہے کہ جتنا لکھا جائے اتنا کم ہے۔ یہاں فقیر آپ کی دور اندیشی کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے نمبرات کی بھیڑ میں اپنے خصوصی نمبر کو حضور تاج الشریعہ کی تصنیفات پر مرکوز کر کے انفرادیت دلائی ہے۔ ورنہ شاید یہ نمبر مکررات کا شکار ہو جاتا، واقعی اس انفرادی فکر کے لئے آپ قابل تحسین ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ حضور امین شریعت کے وصال کے بعد جب سے آپ نے ''تحریک امین شریعت'' کی باگ ڈور سنبھالی ہے تب سے آپ نے اس قدر کام تن تنہا انجام دے دئے ہیں جن پر رشک ہی کیا جا سکتا ہے۔ مختصر سے وقت میں ضخیم

امین شریعت نمبر، مقالات امین شریعت ،صد سالہ عرس رضوی پر استاذ زمن نمبر، اوراب تاج الشریعہ نمبر، اس درمیان حضور علامہ حسنین رضا خاں ودیگر اہم رسائل کی دریافت اور تحقیق وتخریج اس پر مستزاد! یہ بلاشبہ صاحبزادہ گرامی وقار حضرت مولانا سلمان رضا خاں صاحب دام ظلہ العالی کا آپ پر بے پناہ اعتماد اور حضور امین شریعت کا فیضان ہے۔

فقیر نعیمی دعا گو ہے کہ تحریک امین شریعت اسی طرح ملت ومذہب کی خدمت کرتی رہے اور آپ ملت اسلامیہ کے پیچیدہ مسائل کو یوں ہی بحسن وخوبی سلجھاتے رہیں۔قبلہ صاحب سجادہ اور اپنے جملہ معاونین کو سلام عرض کردیں۔



خلیفۂ حضور امین شریعت

حضرت علامہ مفتی محمد عبد المغنی رضوی صاحب قبلہ

استاد دارالعلوم فیض الاسلام کیشکال (چھتیس گڑھ)

میرے مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت وحجۃ الاسلام و مفتی اعظم ہند ومفسر اعظم ہند کے چشم وچراغ تھے، اس چراغ نے نہ جانے کتنے مداحوں کے گھروں کو روشن اور تابناک کیا اور نہ جانے کتنے گستاخان رسول، فاسقوں ،باغیان اسلام کے چراغ کو گل کیا۔

آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرتے تھے اور استقامت علی الحق میں منفرد، یکتا اور ممتاز مقام پر فائز تھے، یہی سبب تھا کہ لاکھوں مخالفت اور بغاوت کے باوجود آپ کی شخصیت نکھرتی رہی اور ایسی نکھری کہ آپ کے جنازے نے آپ کی حقانیت کا ثبوت پیش کردیا، جس کی نظیر زمانہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

ظاہرا ہمارے مخدوم ہمارے درمیان نہیں ہے، لیکن ان کی دستگیری آج بھی ہمارے ساتھ ہے، ہم یتیم ضرور ہوئے ہیں، لیکن مرشد کے فیضان سے ہمیشہ مالامال ہوتے رہیں گے۔

ہم غلامان تاج الشریعہ پر لازم ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے فرامین اور تعلیمات کے عملی تفسیر بن کر اپنی زندگی کو گزاریں، انتشار اور اختلافات سے ہمیشہ دور رہ کر صرف اور صرف مسلک اعلیٰ حضرت اور مشن تاج الشریعہ کے فروغ میں اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیں۔

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر ایک قادری کے لئے



خلیفۂ حضور امین شریعت و تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمٰن رضوی مصباحی صاحب قبلہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، نواسۂ حضور مفتیٔ اعظم، شہزادۂ مفسر اعظم، پیر طریقت، رہبر شریعت، بدر الطریقہ، سرکار حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری بریلوی رحمہ اللہ القوی ۷؍ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بوقت شب جمعہ سات بج کر نو منٹ پر عین مغرب کی آذان کے وقت کلمات آذان ’’اللہ اکبر، اللہ اکبر‘‘ کہتے ہوئے دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کے وصال کی خبر پندرہ سے بیس منٹ کے اندر بجلی کی طرح پوری دنیا میں پھیل گئی، خبر پھیلتے ہی پوری دنیائے اسلام میں کہرام مچ گیا، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، شوشل میڈیا، سب کا عنوان سخن تاج الشریعہ، تاج الشریعہ ہو گیا، کسی نے کہا آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت یتیم ہو گئی، کسی نے لکھا کہ آپ کے رخصت ہو جانے سے اہل سنت و جماعت میں علمی و روحانی دنیا میں بڑا خلا پیداء ہو گیا جس کا مستقبل قریب میں پر ہونا مشکل ہے، کسی نے بیان دیا ہمہ جہت شخصیت کے مالک رخصت ہو گئے، کسی نے تحریر کیا پندرھویں صدی کے مجدد چلے گئے،

کسی نے کہا علم وعمل کا سنگم اور رشد وہدایت کا پیکر چلا گیا، کسی کی زبان پر تھی آپ کی موت تنہا آپ کی موت نہیں بلکہ ایک عالم کی موت ہے، (موت العالم موت العالم)

گویا جتنی زبانیں اتنی ہی بات ایسی تھی تاج الشریعہ کی ذات، شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر اور گھر گھر کا سوگوار ماحول یہ کہتا تھا کہ آپ کی رحلت یہ صرف بریلی شہر کا سانحہ نہیں بلکہ ہر گھر ہر شہر کا سانحہ ہے۔ جس طرف نگاہ کیجئے پوری دنیائے سنیت کے دل فگار ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں، زبانیں بارگاہ الٰہی میں عرض گذار ہیں یا الہ العالمین! پھر سے وہی تاج الشریعہ بھیج دے جو سیرت وصورت، تقویٰ وطہارت، وجاہت وشباہت، قد وقامت، نور ونکہت، شریعت وطریقت، قابلیت وصلاحیت، تحقیق وتدقیق، تحریر وتقریر، تدریس وتبلیغ، تجدید وتدبیر، تعمیر وتردید، جاہ وجلال، فضل وکمال، جود ونوال، تفقہ فی الدین، تصلب بالدین،، احقاق حق وابطال باطل، اور اعلائے کلمۃ الحق، میں جلوۂ اعلیٰ حضرت تھے تو مظہر مفتیٔ اعظم ہند تھے۔ اسی کرب واضطراب کی فضا میں تعلیمات تاج الشریعہ نے سہارا دیتے ہوئے تاریخ اسلام کا ایک ناصحانہ باب سامنے رکھ دیا، جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہر ہوا پوری دنیا سوگوار تھی جاں نثاروں پر غموں کا پہاڑ ٹوٹا ،حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے ساختہ کہا:

صبت علی مصائب لو انہا

صبت علی الایام صرن لیا لیا

ہر ایک کو یہی فکر تھی کہ اب دین اسلام کا کیا ہوگا؟ ہر چہار جانب سے باغیان اسلام اور دشمنان اسلام کا زور ہے، ان کا مقابلہ کون کرے گا؟ مگر عزم وحوصلۂ چار یار نے با نگ دہل کہا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑا ہے ہر جگہ ہر لمحہ ہر قدم ان کی رحمت ان کی برکت ہمارے ساتھ ہے۔ ان کی رحلت نے ہم چھوٹوں کو بڑا بنا دیا ہے کبرنی موت الکبریٰ'' اسی طرح جب جب کسی بڑے کی رحلت سے اسلام کا خسارہ ہوا تو بڑوں کے

فیوض و برکات نے ہی اس خسارے کی تلافی بھی کی ہے اس اصول کے تحت ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ آج اگر چہ بظاہر تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر کروڑوں مریدین و متوسلین اور لاکھوں علماء وفضلاء اور ہزاروں خلفاء وتلامذہ اور جانشینوں کے علاوہ وہابیت و دیو بندیت اور صلح کلیت نیز فکری آزادی اور قلمی بے راہ روی کے خلاف جو آپ کا تصنیفی اثاثہ ہے وہی حق وصداقت، رشد وہدایت، دین وسنیت مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت کے لئے بطور یادگار اور روحانی فیوض و برکات رہتی دنیا تک کافی ہے۔

میں مبارک باد پیش کرتا ہوں گرامی وقار عزیز القدر حضرت مولانا اشرف رضا قادری صاحب کو کہ حضرت کے وصال کے بعد ہی بہت سے ضخیم رسالے بنام تاج الشریعہ نمبر شائع ہونے کا اعلان ہوا مگر ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع کرنے کا شرف آپ کو حاصل ہوا، جس گوشہ کو آپ نے چنا ہے مجھے امید ہے کہ تمام رسالوں میں افادیت کے اعتبار سے ایک ممتاز ومنفرد رسالہ ہوگا، یہ بھی فیضان تاج الشریعہ ہے کہ اتنی قلیل مدت میں اتنا ضخیم نمبر آپ کے ہاتھوں شائع ہو رہا ہے۔ اللھم زد فزد اللھم بارك لك و لنا و لسائر المئومنین بو سیلة سید المرسلین ﷺ



حضرت مولانا مفتی عبد المالک مصباحی صاحب قبلہ

چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ، جمشید پور

فخر صحافت حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب

ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا سانحہ ارتحال اس صدی کا اب تک کا اتنا بڑا حادثہ ہے جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ آپ کے داغ مفارقت کی خبر شب دیجور کی سیاہی بن کر پورے عالم پر چھا گئی۔ ایسے عالم میں نہ کچھ سوچنے کی طرف ذہن کا تبادر اور نہ ہی کسی کام کی

طرف طبیعت کا میلان ہو پا رہا ہے۔ ذہن وفکر پر حزن وملال، اور اداسی و مایوسی کی ایسی پرتیں جمی ہیں کہ ہٹائے نہیں ہٹتیں۔ ایسے میں آپ کا پیہم اصرار کہ حضرت کی شان میں کچھ تحریر کریں بڑا مشکل اور کٹھن سوال ہے۔ بہر حال آپ کے جذبے کا احترام کرتے ہوئے غیر مرتب اور پراگندہ افکار کے چند تراشے پیش خدمت ہیں گر قبول افتد زہے عزوشرف!

ہاں ایک بات عرض کردوں کے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہزاروں عشاق اپنی اپنی سی کوششیں کر رہے ہیں مگر آپ نے سہ ماہی **امین شریعت**، بریلی شریف کے پلیٹ فارم سے جس مثبت ،فکری اور انفرادی کام کا اعلان کیا ہے اور جس پر آپ سرگرمی سے رواں دواں ہیں یہ آپ کی صحافتی ژرف نگاہی کی بین دلیل ہے۔ رسائل وجرائد کے تمام خصوصی پیش رفت میں آپ کی کدوکاوش بالکل منفرد اور دستاویزی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے حیات کے گوناں گوں پہلوؤں کے ایک خاص اور اہم ترین پہلو ''تصانیف'' کو اپنی فکری کاوشوں کا عنوان بنا کر'' تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' کا اعلان کرکے آپ بازی مار گیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یقینا یہ آپ پر حضور امین شریعت کے فیضان اور سرکار تاج الشریعہ کی عنایتوں کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جاں فشانیوں کو بارآور بنائے اور اس نمبر کو دستاویزی بنا کر زیادہ سے زیادہ خواص وعوام کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نمبر کی کامیاب اشاعت پر اس فقیر کی طرف سے پیش گی مبارک باد قبول فرمائیں۔



حضرت مولانا مفتی نثار احمد خان مصباحی

خلیل آباد (یوپی)

محب گرامی حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی، امید ہے بخیر ہوں گے

یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ آپ اپنے سہ ماہی رسالہ ''امینِ شریعت'' کا ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع فرما رہے ہیں، سیدی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و معارف پر درجنوں سُنی رسائل اپنے اپنے خصوصی شمارے شائع کر رہے ہیں، مگر آپ کا انتخاب کردہ موضوع اپنی ایک انفرادی شان رکھتا ہے۔آپ نے خصوصی شمارے کے لیے سیدی تاج الشریعہ رَحِمہ اللہ کی قلمی خدمات کو موضوع بنا کر اہلِ سنت کی طرف سے عموماً اور رضوی نسبت رکھنے والوں کی طرف سے خصوصاً ایک کفائی ذمے داری ادا کی ہے۔جب جماعتِ اہلِ سنت کا ایک عام رجحان یہ ہو کہ کسی بڑی شخصیت کا اصل خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے نام پر جلسے اور کانفرنسیں کر لی جائیں ایسے ماحول میں آپ کا جذبۂ معارف پروری قابلِ تحسین بھی ہے، شایانِ تقلید بھی اور آپ کے لیے وجہِ امتیاز بھی، اکابر کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی قلمی خدمات اور علمی و عملی آثار کی حفاظت اور ترویج ہی ان کی بارگاہوں میں اصل خَراجِ عقیدت ہے اور شخصیات کی بقا کی ضمانت بھی، اور یہ ذمے داری سب سے پہلے وابستگان تلامذہ اور مریدین پر لازم ہوتی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے علوم و معارف کی ترویج کریں، مگر اس حوالے سے ہماری جماعت میں جو عمومی غفلت ہے اب اس کا مرثیہ پڑھنا بھی بے سود ہے، ہمارے اِسی رویے نے مجددِ اسلام امام احمد رضا بریلوی رَحِمہ اللہ کی تہائی سے زیادہ بلکہ آدھی کتابیں ضائع کر دیں! مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کے فتاوی کا تقریباً 90 فیصد حصہ ضائع کر دیا!! اور نہ جانے کتنے ایسے علما کے علمی آثار ضائع کر دیے جو زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

سیدی تاج الشریعہ رَحِمہ اللہ کے بلا مبالغہ کروڑوں مریدین ہیں، ان میں جو اصحابِ ثروت ہیں وہ اپنے مرشدِ گرامی کے نام پر جلسوں اور کانفرنسوں میں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، یقیناً اُن کا جذبۂ محبت قابلِ تحسین ہے مگر جلسوں کا وقتی فائدہ اور علمی و قلمی آثار کی حفاظت اور ترویج کا دائمی فائدہ سب پر ظاہر ہے، ایسے میں اگر اُن کی توجہ اس طرف بھی ہو

جائے تو یہ بہر حال بہترین خراجِ عقیدت ہوگا، اور اس کا عام فائدہ بہت دیر پا ہوگا۔ اللہ اہلِ خیر کو خیر کی توفیق دے۔ سیدی تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے قلمی آثار کی مختلف نوعیتیں ہیں، صرف زبان کی جہت سے دیکھیں تو اُن کے قلمی آثار میں، مستقل عربی تصنیفات، اردو تصنیفات، عربی کتابوں کے اردو تراجم، اردو کتابوں کے عربی تراجم، اردو شرحیں، عربی حاشیے، انگریزی فتاوی، اوران کے علاوہ بھی کچھ اقسام ہیں۔ زبانی افادات اور لسانی مآثر ان پر مستزاد، جنھیں تحریری شکل دے دی جائے تو علومِ تاج الشریعہ کا ایک اچھا ذخیرہ محفوظ ہو سکتا ہے۔ سیدی تاج الشریعہ کے علمی کارناموں کی فنی تقسیم ایک الگ مرحلہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے اُن کے تمام قلمی اور علمی مآثر کی ایک جامع فہرست مرتب کی جائے۔ پھر چند سالوں کے ایک متعین ہدف کے ساتھ ان کی حفاظت، اشاعت اور ترویج کے لیے قابلِ کار افراد کو معقول معاوضے پر رکھ کر ایک متحرک وفعّال ''تاج الشریعہ اکیڈمی'' قائم کی جائے۔ پھر اس اکیڈمی کے تحت تحقیق وتدوین کے تمام اصول وآداب کی رعایت کے ساتھ اُن کے علمی آثار کی حفاظت، تدوین اور مسلسل اشاعت عمل میں آئے۔ یہ تمام مراحل کہنے میں جتنے آسان ہیں، عمل میں اتنے ہی مشکل ہیں، جن میں سب سے بڑی مشکل بے حسی پر مبنی ہمارا عام رویّہ ہے، آج کل اس طرح کے مشورے اور تجویزیں بکثرت دی جاتی ہیں مگر اُن پر عمل جن کی وسعت میں ہوتا ہے وہ اپنے عمل سے ایسی تجویزوں کو ''مجنون کی بڑ'' ثابت کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام اہلِ سنت کے وصال کو 100 سال گزرنے کے بعد بھی آج تک بین الاقوامی معیار اور انداز میں اُن کی کتابیں دنیا کے سامنے پیش نہیں کی جا سکیں، اور کچھ کتابیں جو معیاری انداز میں شائع ہوئیں وہ لوگوں کی جزوی اور انفرادی کوششوں سے ہو سکیں۔ بلکہ تلخ حقیقت تو یہ ہے اس سمت میں کام کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کا ہمارے یہاں کوئی باضابطہ نظم تو قائم نہ ہو سکا البتہ بہت سے کارآمد افراد حوصلہ شکنی کے شکار ضرور ہوئے۔

خیر کہنے کو بہت سی باتیں ہیں مگر آج ہی آپ کا رسالہ پریس جا رہا ہے اور جلدی جلدی

شرکاے بزم میں اپنا نام درج کروانے کی مَیں کوشش کر رہا ہوں۔ایک بات اور جو مَیں نے محسوس کی وہ عرض ہے: ایک درجن سے زیادہ رسائل اپنے خصوصی شمارے شائع کر رہے ہیں، ظاہر ہے ان شماروں کے موضوعات اور مشمولات میں بے تحاشا تکرار ہوگی، کیا ایسا نہیں ہوسکتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ مدیران آپسی مشاورت سے موضوعات اور عناوین طے کرتے اور تقسیم کر لیتے تاکہ بے جا تکرار بھی نہ ہوتی اور علما کے وقت اور اہلِ خیر کے سرمایے کی بچت بھی ہو جاتی، مگر ہمارے آپسی روابط کا شدید فقدان اس کام سے مانع رہا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کی محنتیں قبول فرمائے اور سیدی تاج الشریعہ رَحمہ اللہ کے علوم و معارف کی ہمیں قدر کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے -وھو الموفق لکل خیر



حضرت مولانا محمد بلال انور رضوی صاحب قبلہ

مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول بہار

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

مظہر اعلی حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، افتخار اہل سنت، سیدنا و مرشدنا سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات حسرت آیات بلاشبہ عالم اسلام وسنیت کے لیے نا قابل تلافی سانحۂ عظیم ہے مولی تعالی مرشد کریم علیہ الرحمہ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور جملہ خلفا و مریدین، متوسلین و معتقدین کو حضرت والاشان کے فیوض و برکات سے دونوں جہان میں شاد کام و سرفراز فرمائے۔

اس حقیقت کا زمانہ معترف ہے کہ سرکار تاج شریعت رحمۃ اللہ علیہ اپنے عظیم وجلیل آبا و اجداد رضی اللہ تعالی عنہم وارضاھم عنا کی علمی شوکتوں، اخلاقی عظمتوں، دینی رفعتوں،

ایمانی برکتوں اور انکی بابرکت عزیمتوں کے سچے اور بافیض وارث وامین تھے، آپ کے انتقال پر ملال سے علم وادب، اخلاص ووفا، عشق وعرفان کا اک جہان اٹھ گیا! سچ ہے ''موت العالم موت العالم'' نادر المثال تاریخی نماز جنازہ میں پیران طریقت، علمائے شریعت، مفتیان دین وملت ودیگر خواص وعوام اہل سنت کا فقید المثال ازدحام، پھر عالم اسلام کے مشاہیر کی طرف سے تعزیتی تحریرات وبیانات کا نا قابل فراموش دراز سلسلہ اور ملک وبیرون ملک پوری دنیائے سنیت میں محافل ایصال ثواب کی کثرت، اللہ اللہ یہ ساری ایمان افروز باتیں صالح دلوں کو پختہ یقین دلاتی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کو اللہ عزوجل اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی رفیع بارگاہ میں عظیم محبوبیت ومقبولیت حاصل ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودًّا

(بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کردے گا)

اور بخاری شریف میں ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا احب اللہ العبد نادٰی جبریل ان اللہ یحب فلانا فاحبہ فیحبہ جبریل فینادی فی اھل السماء ان اللہ یحب * *فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض

(جب اللہ تعالی کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو حضرت جبریل کو نداء فرماتا ہے: اے جبریل! فلاں بندہ اللہ کا محبوب ہو گیا ہے، تو بھی اس سے محبت کر! تو حضرت جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل سما میں عام اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا محبوب ہے، تم سب بھی اس سے محبت کرو! تو جملہ اہل سما اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں! پھر اس بندۂ محبوب کی مقبولیت زمین میں عام کردی جاتی ہے)

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی منفرد مقبولیت ومحبوبیت میں اسی آیت کریمہ اور

حدیث پاک کے ایمان افروز جلوے ہیں، دینی علوم وفنون میں معتمد عبقریت اور ایمانی کردار وعمل میں آپکی قابل اتباع عزیمت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی اور آپ کے مخلص متبعین ضرور دونوں جہان کی حقیقی عزتوں سے شاد کام وسرفراز ہونگے۔

مولی تعالی شہزادۂ گرامی وقار، امید گاہ اہل سنت، جانشین حضور تاج الشریعہ مخدومنا الکریم حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ زید مجدہ کو روز افزوں برکتوں کے ساتھ مدتوں سلامت باکرامت رکھے اور آپکی جانشینی کی برکتوں سے تمام سنیوں کو خوب خوب متمتع وفیضیاب فرمائے۔ اب جبکہ حضرت قدس سرہ العزیز کا عرس چہلم قریب سے قریب تر آتا جارہا ہے اس موقع سے وفا شعار مریدین ومعتقدین دنیائے سنیت کو دائمی طور پر مستفید ومستفیض رکھنے کے لیے حضرت کے متنوّع آثار وبرکات کو حتی المقدور تحریری قلعوں میں محفوظ کرنے کی سعید کوششوں میں مصروف ہیں جن میں ایک نمایاں نام محبی المحبوب گرامی قدر حضرت مولانا اشرف رضا سبطینی زید مجدہ کا بھی ہے موصوف محترم سہ ماہی رسالہ امین شریعت کے مخلص وفعال مدیر ہیں یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ چہلم شریف کے موقع پر مذکورہ رسالے کی طرف سے بھی ''تصانیف تاج الشریعہ'' کے عنوان سے ایک ضخیم نمبر منظر عام پر آرہا ہے فالحمد للہ علی ذالك مولی تعالی مدیر موصوف ودیگر تمام برادران خواجہ تاش زید مجدھم کی پر خلوص کوششیں قبول فرمائے اور سرکار تاج شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض وبرکات سے دونوں جہان میں شاد کام وخوش انجام فرمائے۔ آمین آمین یارب العلمین بجاہ حبیبك الکریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ واجمل التسلیم۔



حضرت مولانا محمد عبد الرزاق پیکر صاحب

عبقری الشرق، وارث علوم رضا، جاں نشین مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری رضی اللہ القوی کا وصال حسرت آیات رواں صدی کا عظیم ترین مذہبی سانحہ ہے، ایسا مرد جلیل زمانہ پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے ، کہنا بہت مشکل ہے لیکن خزانۂ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ چاہے تو ان کا نعم البدل مل سکتا ہے ہمیں یہی دعا کرنی چاہئے کہ خداوند تعالیٰ علامہ عسجد رضا کو ان کا سچا جانشین بنائے۔حضور تاج الشریعہ کی سب سے نمایاں کرامت استقامت فی الدین تھی آپ کے عہد مبارکہ میں ہزاروں خوفناک طوفان اٹھے لیکن آپ کوہ ہمالہ کی طرح راہ حق پر قائم رہے، ذرّہ برابر بھی پائے استقامت واستقلال میں جنبش نہیں ہوئی۔ یہ راہ حق وہی پاکیزہ راستہ ہے جس کو قرون اولی میں ”ما انا علیہ واصحابی یا جماعت اہل سنت والجماعت“ کہا جاتا تھا اسی مذہب حقہ کو فی زمانہ ”مسلک اعلی حضرت“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے دینی، علمی، روحانی، فلاحی اور تعمیراتی کارنامے اس قدر وسیع تر اور باوقار ہیں کہ اگر ان سب کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے تو ایک طویل لائبریری تیار ہوسکتی ہے، ان کے وصال کے بعد ملک و بیرون ملک کے بیشتر مذہبی رسائل ضخیم نمبرات یا خصوصی گوشے نکال رہے ہیں، شعراء مناقب و مدائح کے انبار لگا رہے ہیں اور دیگر اصحاب لوح وقلم بھی کتابیں شائع کررہے ہیں یہ بارگاہ خداوندی میں حضور تاج الشریعہ کی بے پناہ مقبولیت کی دلیلیں ہیں لیکن ہمیں اپنے ممدوح گرامی کے روشن کارناموں کو زندہ رکھنے اور انہیں فرزندان آدم کے لئے مفید وکارآمد بنانے کے لئے نہایت ہوش وحواس سے کام لینا چاہئے۔سب سے پہلے ان کی مبسوط سوانح لکھنے کی ضرورت ہے جو تاریخی تقاضے کو کفیل ہوسکے، ان کی بعض اردو و عربی تصانیف کو مدارس و جامعات کے نصاب میں شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نیز ان کے نام پر مکاتب و مدارس، جامعات و ہوسپیٹلس ،ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ و دیگر علمی وفلاحی ادارے قائم کئے جائیں، جملہ اخلاف کو ان سب کو اخلاقی فرض سمجھتے ہوئے اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔خداوند تعالیٰ حضور تاج الشریعہ

علیہ الرحمۃ کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لائق بنائے -عرس چہلم کے موقع سے سہ ماہی امین شریعت کے مدیران ضخیم ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' نکال رہے ہیں خدا اسے مقبول عام فرمائے اور جملہ اراکین کو جزائے خیر دے، آمین براہ سید المرسلین علیہ التحیہ



حضرت مولانا محمد نعیم الحق رضوی ازہری

خادم التدریس: دارالعلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی

مکرمی حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری۔۔۔۔تسلیمات

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ سہ ماہی رسالہ ''امین شریعت'' کے سرگرم کارکنان اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ سیدی ومرشدی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے خصوصی شمارہ پیش کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔

بلاشبہ تاج الشریعہ قدست اسرارہ کی ذات اہل اسلام پر رحمت الٰہی کا گھنیرا سایہ تھی، آپ کا وصال اہل اسلام کے لیے ایک نا قابل تلافی خسارہ ہے۔

آپ امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے چمن زار علم ومعرفت کے ایک مہکتے اور خوشنما پھول تھے، دینی صلابت اور فکری استحکام واستقامت آپ کا خاص نشان تھا، ہمہ جہت شخصتیں تو اور بھی ہیں لیکن اس دور میں جس کی ہر جہت فلک پیما ہو وہ آپ کی ذات تھی۔

فقہیات پر عبور تام، اس کی جزئیات کا حیرت انگیز استحضار، حدیث وعلوم حدیث میں سیوطی وعسقلانی کی عکاسی، ردوابطال میں امام احمد رضا کی سچی وکالت، علم کلام میں رازی کا کمال، الغرض علوم اسلامیہ پر حاکمانہ قدرت، دقیقہ سنجی، بالغ نظری ،ادیبانہ تحریری انداز، شاعرانہ مذاق، آپ کی شخصیت کے نمایاں خط وخال ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو استقامت فی الدین اور تقوی شعاری ہے۔فرض وواجب اور سنن تو لازمۂ حیات تھے، مستحبات پر جس شدت کے ساتھ کاربند رہے یہ آپ ہی کا حصہ تھا،فتنوں کے اس خاردار دور میں دامن کواس خوبی سے بچا لینا کسی شاہکار تقوی سے ہی ممکن ہے۔اگر فتنوں کا ہجوم نہ ہوتا تو آپ کی شخصیت کا علمی وفقہی پہلو ڈیڑھ صدی قبل کا منظر پیش کررہا ہوتا۔اعلی حضرت ، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان سے آپ کی نسبت صرف گوشت پوست کی نہیں بلکہ علمی وراثت کی ہے۔

آپ علمی دنیا کے ساتھ روحانی دنیا کے بھی تاجدار تھے لیکن دیگر ارباب عزیمت اولیائے کرام کی طرح آپ کے روحانی کمالات پر استقامت کا وصف نمایاں رہا جس سے آپ کا روحانی مقام ومنصب صرف اہل دل ہی پر منکشف ہوسکا۔

محب محترم حضرت علامہ مولانا اشرف رضا صاحب قبلہ نے جس عرق ریزی اور سرعت کے ساتھ عناوین کی انجمن سجائی اور حضرت کے گوشہ حیات کا خاکہ پیش کیا ہے اگراس میں سلیقہ مندی سے رنگ آمیزی کی جائے تو حضرت کی حیات کے حوالہ سے یہ ایک گراں مایہ دستاویز ہوگی جس میں تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے بارے میں کچھ جاننے کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے تشفی کا سامان ہوگا۔اگر چہ ’’حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا‘‘ کا شکوہ باقی رہے گا۔

امید ہے کہ ۵۰۰ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم شمارہ حضرت کی حیات مبارکہ کے حوالہ سے سمندر درکوزہ ثابت ہوگا۔اللہ تبارک وتعالی اس کو قبول عام عطا فرمائے۔



حضرت مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ قادری رضوی

النور انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سائنسز ہیوسٹن امریکہ

محترم ومکرم حضرت علامہ محمد اشرف رضا صاحب زید فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خوشی کی بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے چہلم کے موقع پر آپ' حضرت کی تصانیف کے تعلق سے خصوصی شمارہ لا رہے ہیں، یہ کام آپ لوگوں کو کرنا ہی تھا جس پر آپ کی پوری ٹیم ہماری طرف سے مبارک باد اور دعاؤں کی مستحق ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان علم وعمل، زہد وتقویٰ اور استقامت فی الدین کے اعتبار سے دور حاضر میں بے مثل و بے مثال تھے، دنیا ان کے نام سے جاہ وجلال کا مفہوم اخذ کرتی تھی، اور ان کی اداؤں سے شرافت ونجابت کا تعارف حاصل کیا جاتا تھا، پندرہویں صدی ہجری میں دین کے معاملے میں حضرت عزیمت کی پہچان تھے، ان کی حیات وخدمات کے درجنوں پہلوؤں کو لوگوں نے پہچانا اور قدر کی، لیکن بارگاہِ الٰہی اور دربارِ رسالت پناہی میں ان کی مقبولیت کو ان کی رحلت کے بعد سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے، اب جب کہ ان کی ظاہری فیض رسانی کے ایک دور کا خاتمہ ہو چکا ہے، اگر چہ روحانی فیوض وبرکات کا سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا، لیکن ہم تمام وابستگان تاج الشریعہ پر لازم ہے کہ ان کی تعلیمات پر خود عمل کریں اور ان کی تعلیمات لوگوں میں عام کریں، تاکہ ان کے دامانِ فیض وکرم سے وابستگی جاری رہے۔

یوں تو تمام اہل سنت پر اور خصوصاً علمائے کرام پر حضرت تاج الشریعہ کرم کی بارش برساتے تھے، لیکن مجھ فقیر پر حضرت کی نوازشات کا شمار نہیں، دورِ طالب علمی میں حضرت سے بیعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں مفتیان کرام کی موجودگی میں حضرت نے فقیر کو خلافت سے نوازا، ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۲ء تک چار سال جو ہمارا ہندوستان میں قیام رہا اس دوران حضرت مسلسل اپنی تحریریں اور بیانات فقیر کو بھجواتے اور تاثرات معلوم فرماتے۔ امریکی اسکالر نوح حامیم کیلر نے حسام الحرمین پر جو تنقید کی اس کا حضرت نے مفصل جواب انگلش میں تیار کر کے نیٹ پر

ڈلوایا، اس کے اردو ورژن کی ترتیب کی ذمہ داری حضرت نے فقیر کو عنایت فرمائی، اور جب تک ہندوستان میں رہا شرعی کونسل آف انڈیا کے ایک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔ اب بیحد افسوس ہے کہ آخری پانچ چھ سال سے امریکہ میں دینی وتدریسی مشاغل نے ایسا مصروف کیا کہ ہندوستان آنے کا موقع نہ ملا، تاہم وفات سے ایک ہفتہ قبل بذریعہ فون حاضری ہوئی، ۱۲ر جولائی ۲۰۱۸ء کی صبح فون پر مولانا عاشق حسین کشمیری سے بات ہوئی، موصوف حضرت کی بارگاہ میں موجود تھے، انھوں نے فون قریب کر کے حضرت کو میرا سلام پیش کیا، کئی روز سے بات چیت بند ہو چکی تھی، فقیر کا نام سنتے ہی حضرت کے دہانِ مبارک سے کچھ آواز نکلی اور حضرت نے ہاتھ اٹھا دیے، بعد میں معلوم ہوا کہ آخری بار اشارے سے جس کا سلام وکلام حضرت نے قبول فرمایا ان میں یہ فقیر بھی شامل ہے۔

اس غریب الدیار کو جوں ہی حضرت کی رحلت کی خبر ملی قدموں تلے زمین کھسک گئی، عقل ودل ونگاہ اس خبر پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھے، مگر دو چار ذرائع سے تحقیق حال کرنے کے بعد یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ حضور تاج الشریعہ کی رحلت ہوش وحواس پر بجلی بن کر گری، ایک عجیب سا احساس ابھرا، اور اِس بھری دنیا میں تنہائی محسوس ہونے لگی، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی۔ لگ رہا تھا کہ اپنے وجود کی کشتی ناخدا سے محروم ہو کر بیچ منجدھار میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ اب ہم کہاں سے وہ شخصیت لائیں جس کو پوری قوم کی آبرو سمجھیں، اور جنھیں شریعت کی بے لاگ پاس داری کی ضمانت سمجھیں، کون ہے جس کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کو عامۃ الناس ہجوم کریں۔

اب کون ہوگا جو اسلامیان ہند کی روحانی، علمی اور دینی قیادت کرے گا؟ کون ہوگا جو ہندوستانی مسلمانوں کی قیادت کے ساتھ دیارِ عرب میں بھی ہماری عزت وناموس کا آشیانہ بنائے گا، جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں علمائے عرب بھی قلب وجگر کی تسکین محسوس کریں گے۔ آج تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں، لیکن اسلامیانِ ہند کو بہت کچھ دے کر گئے ہیں،

ان کی درجنوں تصانیف وحواشی، درجنوں اردو عربی تراجم، سیکڑوں فتاویٰ، ہزاروں وعظ وبیانات، اور لاکھوں مریدین ومتوسلین ان کی یادگار ہیں، جامعۃ الرضا کی فلک بوس عمارتیں، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی فقہی مجلس، مرکزی دارالافتا بریلی شریف ان کے فیوض وبرکات کا سرچشمہ بن کرامت مسلمہ کو علم ومعرفت کے باڑے بانٹتے رہیں گے۔

سہ ماہی ''امین شریف'' بریلی شریف کے اس خصوصی شمارے کے قارئین کو ہمارا پیغام ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی تصنیفات کو بالاستیعاب پڑھنے کی کوشش کریں، اگر مشکل مقامات آئیں تو اہل علم سے مل کر حل کریں، اور پھر دوسروں تک پہنچائیں، اس طرح حضور تاج الشریعہ سے وابستگی کا کچھ حق ادا ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سہ ماہی ''امین شریعت'' کی ٹیم اور اس کے معاونین اور قارئین کو سلامت رکھے اور رضوی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین

۱۱/اگست ۲۰۱۸ء



حضرت مولانا محمد جمال انور رضوی صاحب قبلہ

مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول بہار

گرامی قدر حضرت مولانا اشرف رضا صاحب زید مجدکم۔۔۔ تسلیمات

رسالہ سہ ماہی امین شریعت نے بحمدہ تعالیٰ معمولی عرصے میں غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل کی ہے اور آج دو زبانوں (اردو ہندی) میں اس کے شمارے چھپ رہے ہیں اس سے جہاں آپ کے علمی ذوق اور محنت کا پتہ چلتا ہے وہیں قوم کے حوالے سے آپ کے دل میں چھپا ہوا درد بھی جھلک رہا ہے مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس وقت عالم اسلام حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت کے صدمے سے دو چار ہے اور عوام وخواص انکی یادوں میں کھو کر غم دل کا مداویٰ کر رہے ہیں چنانچہ جہاں

حضرت کے نام سے منسوب جلسوں اور کانفرنسوں کی قطاریں ہیں وہیں ہزاروں کی تعداد میں صفحات قرطاس بھی ان کے اجالوں سے جگمگا رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ عناوین ومضامین سمیٹے نہیں سمٹ رہے ہیں۔نتیجۃً مختلف ماہناموں اور رسالوں کی طرف سے ضخیم نمبروں کی اشاعت کی خبریں آرہی ہیں بحمدہ تعالیٰ سہ ماہی امین شریعت کی طرف سے بھی ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت کی خبر ملی اور دل آپ کے حسن انتخاب پر جھوم اٹھا، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مبارک تصنیفات سے متعلق یہ نمبر عظیم دستاویز ہوگا مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس نمبر اور سہ ماہی امین شریعت کو مقبول انام رکھے -آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین



حضرت مولانا محمد صابر رضا رہبر مصباحی

سب ایڈیٹر روزنامہ انقلاب پٹنہ

محب گرامی وقار مولانا اشرف رضا صاحب زید مجدہ مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، تسلیم بصد تکریم

خدا کرے آپ اچھے ہوں!

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ سہ ماہی امین شریعت سیدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت صوفی باصفا حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہلم کے موقع پر ایک خصوصی نمبر شائع کررہا ہے۔سہ ماہی امین شریعت اپنی انفرادی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے حضور تاج الشریعہ کی تصانیف کو موضوع بحث بنایا ہے۔اس سے آپ کی علمی فکری سوچ ظاہر ہوتی ہے۔حالاں کہ یہ موضوع مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے، خدا کرے آپ کی ڈگر آسان ہو اور خصوصی نمبر خوب سے خوب تر ہو۔

ماضی کی کئی عظیم تر شخصیتیں ایسی ہیں جنہوں نے تصنیف وتالیف کا متعدد بہ حصہ

چھوڑ امگر ان کے مریدین ومعتقدین نے انہیں صرف ایک ولی کامل اور صوفی کے طور پر پیش کیا اور آج دنیا انہیں صرف ایک بزرگ کی حیثیت سے جانتی ہے۔ جنہیں ان کی تعلیمات سے کوئی غرض نہیں بس چادر پوشی، فاتحہ اور لنگر وجلوس کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ ظاہر سی بات ہے اس کے لئے ہم صرف آج کے سجادہ نشیں اور مریدین ومعتقدین کو ہی قصوروار نہیں کہہ سکتے بلکہ ان کے اولین خلفا ومریدن اور اس وقت کے اہل علم کی ذمہ داری تھی کہ ان کے علمی ذخیرہ کی ترویج واشاعت میں اسی جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے جس طرح کی سرگرمی ان کے سلسلہ کو وسعت دینے میں دکھائی گئی مگر اس جانب سنجیدگی سے توجہ نہ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام ان کی علمی جہت سے ناواقف ہوتی گئی اور وہ صرف ایک بزرگ کے طور پر جانے پہنچانے گئے۔

اللہ بھلا کرے آپ نے اس روش اور جمود کو توڑا اور نئی جہت سے بنیادی کام پر توجہ دی ۔حضور تاج الشریعہ نے اَن گنت ملک وبیرون ملک دعوتی وتبلیغی ادوار کیے، درس وتدریس اور افتا وقضا کی ذمہ داریاں نبھائیں اس کے باوجود تصنیف وتالیف، حاشیہ نگاری اور ترجمہ کے میدان میں بھی قابل قدر کارنامے انجام دیے۔ آپ کی چند تصانیف یہ ہیں: ہجرت رسول، آثار قیامت،، ٹائی کا مسئلہ، حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (یہ کتاب عربی زبان میں بھی ہے، دارالعلوم علمیہ جمد شاہی کے ترجمان عربی مجلہ العلیم میں یہ قسط وار شائع ہوا تھا، اسی وقت زمانہ طالب علمی میں احقر کو اس کے چند اقساط کے پڑھنے کا موقع نصیب ہوا تھا)، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم، شرح حدیث نیت، سنو چپ رہو، دفاع کنز الایمان (۲ جلد)، تین طلاقوں کا شرعی حکم، کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سفینہ بخشش (نعتیہ دیوان)، فضیلت نسب، تصویر کا مسئلہ، اسمائے سورۃ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق، سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی ،العطایا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف ازہر الفتاویٰ (زیر ترتیب)۔

عربی زبان میں آپ کی مندرجہ ذیل تخلیقات ہیں: الحق المبین، الصحابۃ نجوم الاھتداء، شرح حدیث الاخلاص، نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا، سد المشارع، حاشیہ عصیدۃ الشھدہ شرح القصیدۃ البردہ، تعلیقاتِ زاہرہ علی صحیح البخاری، تحقیق أن أبا سیدنا ابراہیم (تارح) لا (آزر)، مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (۲ جلد)/ نهاية الزين في التخفيف عن أبي لب يوم الإثنين اور الفردة في شرح قصيدة البردة جبکہ آپ نے جن کتابوں کے ترجمے کیے ان میں انوار المنان فی توحید القرآن، المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستمد، الزلال النقی من بحر سبقۃ الاتقی، برکات الامداد لاہل استمداد، فقہ شہنشاہ، عطایا القدیر فی حکم التصویر، اہلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین، تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون، شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، قوارع القھار فی الرد المجسمۃ الفجار، الہاد الکاف فی حکم الضعاف، الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء، سبحان السبوح عن عیب ذب المقبوح اور حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین شامل ہیں۔

جشن صد سالہ امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے پیش نظر کچھ تحقیقی کام میں مصروف ہوں اور وقت کی قلت دامن گیر نہ ہوتی تو میں بھی مبسوط مقالہ کے ساتھ حاضر ہوتا۔ امید ہے کہ آپ ہماری مجبوریوں کو سمجھیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو سلامت رکھے اور سہ ماہی امین شریعت کو قبولیت عامہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت مولانا سید محمد ارشد اقبال رضوی مصباحی

خطیب وامام انوار خالد شاہ مسجد، بنونی ساؤتھ افریقہ

محترمی مولانا اشرف رضا قادری صاحب، مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیر مع الخیر ہے،،،آپ کے ذریعے مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کی تصنیفات پر مشتمل تاج الشریعہ نمبر کا اعلان نظر نواز ہوا، بے اختیار دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں، واقعی آپ نے ایک اہم ''گوشۂ تاج الشریعہ'' کو ان کی حیات درخشاں سے منتخب کیا ہے، کیوں وارث علوم اعلی حضرت ہونے کی حیثیت سے آپ کی تصنیفات میں رنگ اعلی حضرت بہت نمایاں ہے، فقہی ابحاث ہوں، یا تفسیری نکات، علم حدیث کی باریکیاں ہوں یا اسماء الرجال کی بحثیں ہر جگہ حضور تاج الشریعہ نے حق تحقیق کو بکمال بڑے احسن طریقے پر ادا فرمایا ہے۔

آپ کے قلم سے دفاع کنز الایمان، شرح حدیث نیت، اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، العطایا الرضویہ فی الفتاوی الازہری جیسی گرانمایہ تصانیف منظر عام پر آ کر اہل علم و دانش سے خراج وصول کر چکی ہیں۔آپ جہاں زبان اردو کے ادیب و مصنف تھے وہیں آپ کے رہوار قلم سے عربی ادب عالیہ پر مشتمل کتابیں بھی منصۂ شہود پر آئیں، الصحابۃ نجوم الاھتدا، شرح حدیث الاخلاص، الفردہ شرح قصیدہ بردہ، تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم (تارح) لا (آزر) جیسی کتابیں عالم عرب میں بھی خوب مقبول ہوئیں۔غرضیکہ حضور تاج الشریعہ کی عبقریت ان کی تصنیفات سے خوب ظاہر و باہر ہے، اس لئے خصوصی نمبر کے لئے اس عنوان کا انتخاب آپ کی مدبرانہ صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دو سال قبل عرس رضوی کی حاضری پر محب مکرم مولانا غلام مصطفی نعیمی زید حبہ کے ہمراہ آپ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور دل پر نقش ہو گئی تھی، آپ کا جذبہ مہمان نواز، اخلاقی اقدار بزرگوں اور بالخصوص حضور امین شریعت کی بافیض صحبت کا نتیجہ ہے، یقیناً اہل اللہ کی صحبت بابرکت انسان کی رفعت و بلندی کا ذریعہ ہوا کرتی ہے، سہ ماہی امین شریعت کے شمارے نظر نواز ہوتے رہتے ہیں، آپ کی کاوشوں کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے۔

فقیر گدائے رضوی اس موقع پر آپ اور شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا صاحب کی بارگاہ میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے کہ آپ نے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اتنا عمدہ اور مستحسن قدم اٹھایا ہے، مولیٰ تعالیٰ آپ اور جملہ رفقا اور تحریک امین شریعت کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام



خلیفۂ تاج الشریعہ

حضرت مولانا شاکر القادری فیضی صاحب

دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ و رضوی دارالافتا اودے پور (راجستھان)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

یہ جان کر مسرت و شادمانی کی انتہا نہ رہی کہ اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان جریدہ ''سہ ماہی امین شریعت'' بریلی شریف کے پلیٹ فارم سے مرشد اجازت امام المشائخ عارف باللہ عاشق رسول اللہ فاتح عرب و عجم وارث علوم اعلیٰ حضرت پرتو حجۃ الاسلام جانشین مفتیٔ اعظم سیدی سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم کے موقع پر بہت ہی معیاری نمبر بنام ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع ہو رہا ہے، یہ حقیقت اہل خرد و عقل سے پوشیدہ نہیں کہ جہاں سیدی تاج الشریعہ، شیخ کبیر، فقیہ جلیل، محدث بے نظیر، مفسر عظیم، خطیب دل گیر وغیرہ تھے وہیں آپ ترجمہ نگاری، شعر و سخن کے امام ہونے کے ساتھ تصانیف و تالیفات کے بادشاہ تھے۔ جس موضوع پہ قلم اٹھایا اس پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور مختلف النوع انداز سے اس موضوع کو عام فہم بنا دیا۔ آپ کو ۳۶ زبانوں پر کمال کا ملکہ حاصل تھا جو آپ کے فتاویٰ و تصنیفات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہت ہی لائق

مبارک باد ہیں ادارہ سہ ماہی امین شریعت کے جملہ ارکان بالخصوص سرپرست ادارہ شیخ طریقت شہزادۂ امین شریعت عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خاں مدظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ امین شریعت بریلی شریف اوران کے دست وبازو پیکر اخلاق ماہر ادبیات شان قلم حضرت علامہ محمد اشرف رضا قادری صاحب زید علمہ وعمرہ جنہوں نے بہتر عناوین کا انتخاب فرما کرعوام وخواص کے مابین نفیس نمبر پیش کرنے کا فیصلہ لیا۔

اس نمبر کے ذریعہ جہاں سنیت میں علمی معلوماتی باب کا اضافہ ہوگااور سیرت سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی آشنائی کے ساتھ ان کے قلمی خدمات سے آگاہی بھی ہوگی۔جس سے عوام نہ آشنا ہے۔اخیر میں دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقہ وطفیل جملہ چشم و چراغ خانوادۂ رضویہ بالخصوص قائد اہل سنت وارث علوم تاج الشریعہ شیخ طریقت محسن سنیت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عسجد رضا قادری مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ تاج الشریعہ وشیخ طریقت شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ مفتیٔ اعظم چھتیس گڑھ کواسلاف کا مظہر بنائے اورعمر طویل علم کثیر نصیب فرمائے۔دین وسنیت مسلک حنفیت ورضویت کا خوب کام لے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ



پروفیسر عبدالحمید اکبر

سابق صدر شعبہ اردو وفارسی گل برگہ یونیورسٹی۔گل برگہ

علامہ محمد اختر رضا خان ازہری رحمہ اللہ تعالی بڑی خوبیوں کے جامع اور بڑی شہرت و مقبولیت کے حامل تھے وہ اپنے علم اور شریعت پر استقامت کی خوبیوں کی بنیاد پر ہی ''تاج الشریعہ'' کے نام سے جانے اور پہچانے گئے ۔وہ ہر زاویے سے کامیاب رہے اس کامیابی میں جہاں ان کا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے خانوادے کا ایک فرد ہونا تھا وہی ان کی دینی، علمی، ادبی، تحقیقی خدمات بھی رہے ہیں۔

حیدرآباد میں منعقدہ ایک سہ روزہ کانفرنس میں انہیں بہت قریب سے دیکھا، سنا اور ان کی علمی و عملی زندگی اور ان کی ناصحانہ و داعیانہ باتوں سے استفادہ کیا اور گھنٹوں ان سے میری ملاقات اور بات رہی ہے ان کی اقتداء میں نماز بھی ادا کی اور ان کے خطاب سے استفادہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ سچ یہ ہے کہ وہ شخصی طور پر بہت پر کشش، سادہ مزاج اور نہایت شفیق و خلیق تھے بلکہ اللہ رب العزت نے انہیں ایسی خوبی عطا کی تھی کہ ہر فرد ان کی ذات میں ایک خاص کشش محسوس کرتا تھا۔

وہ اپنے دور کے جید اور ممتاز عالم دین، بڑے متقی و محتاط شخص تھے اور اردو، عربی، فارسی، انگریزی زبان کے بہترین نظم و نثر نگار ادیب و قلمکار تھے جس پر مختلف زبانوں میں موجود ان کی کتابیں شاہد ہیں۔ وہ ایک بہترین مترجم بھی تھے اور اردو زبان کی کئی کتابوں کو عربی میں اور متعدد عربی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا اور اہل زبان و ادب سے خراج تحسین حاصل کی۔ ان ساری خوبیوں کے باوصف ان کی زندگی عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم سے عبارت تھی اور اسی خوبصورت جذبوں کے اظہار کے لیے انہوں نے شاعری کا سہارا لیا اور بڑے ہی خوبصورت نعتیہ کلام کہے جو فن کے اعتبار سے اعلی اور فکری لحاظ سے مستحکم ہے جسے ان کے مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام اور چند اردو کتابیں پڑھنے اور اس سے استفادہ کرنے کا موقع بھی ملا بلکہ راقم کو ان کے نعتیہ کلام پر اپنی نگرانی میں گل برگہ یونی ورسیٹی، گل برگہ سے تحقیقی کام کرانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی خاص داعیہ کے تحت ہی لکھی گئی ہیں جسے زبان و ادب، فکر و فن، تحقیق و تنقید کا شہکار کہا جا سکتا ہے۔ ان کی بعض کتابیں علمیت اور ادبیت کے لحاظ سے بڑی متاثر کن ہیں بالخصوص ''کنزالایمان کا دفاع''، ''حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر'' ان کے زبان و بیان اور تحقیق و تنقید میں مہارت کا غماز ہے۔ ان دونوں کتابوں سے ان کی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جس کی زبان بالکل

سادہ اور سہل ہیں۔اپنی بات کی پیشکش میں کہیں بھی ابہام پیدانہیں کرتے بعض بلکہ اپنی بات کو واضح اور سادہ انداز میں رکھتے ہیں تا کہ اپنی بات عام قارئین تک پہنچائی جاسکے جو تحریر کے بنیادی مقاصد سے ہیں بلکہ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ ایک محقق اور زباں داں سے جو امید لگائی جاسکتی ہے اس کا انہوں نے حق ادا کر دیا ہے آپ کی طرز تحریر بھی بہت خوب ہے وہ کوئی بھی دعوی پیش کرتے ہیں تو اس کے مثبت اور منفی ہر پہلو پر کھل کر باتیں کرتے ہیں اپنے اکابرین کے آرا کو سامنے رکھتے ہوئے ایک حتمی رائے قائم کرتے ہیں اور پھر اسے دلائل و براہین سے واضح ومبرہن کرتے ہیں ساتھ ہی اختلاف رائے رکھنے والے کو ان کے نزدیک معتبر اہل علم کے آرا سے بھی مسکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسی جگہوں پر ان کی علمیت و بردباری دیدنی ہوتی ہے کہ کہیں بھی زور قلم کے ذریعہ اپنے مخالفین کو ذہنی زک اور قلبی تکلیف پہنچانے کو بالکل روانہیں رکھتے۔

ان کی انہیں دونوں کتابوں سے ان کی علمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ علم قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، لغت، تاریخ پر کس قدر دسترس رکھتے تھے۔ارباب علم ودانش کو چاہیے کہ ان کی تصانیف کی طرف متوجہ ہوں اور خود بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے افکار ونظریات کو عام کریں۔

سہ ماہی امین شریعت کا ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع ہونے جارہا ہے ہمیں یقین ہے یہ نمبر اہل علم کے لئے ایک علمی سوغات ہوگا ہوگا، دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا اشرف رضا قادری اور ان کے جملہ رفقائے فکر وقلم کو کامیاب و بامراد بنائے۔آمین



حضرت مولانا مفتی آل مصطفی رضوی مرکزی

مدرسہ رضائے مصطفی محمد پور مبارک مظفر پور بہار

قدرت جب کسی شخصیت کو عروج کمال تک پہونچانا چاہتی ہے تو اس کے گرد اپنی

نوازشات کے گھیرے ڈال دیتی ہے اس خصوص میں ایک مبارک نام حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ہے۔ پڑھنے سے پڑھانے تک، تصنیف سے تالیف تک اور دعوت و تبلیغ سے ارشاد و ہدایت تک آپ کی پوری زندگی قرآن وسنت کے اجالوں سے منور ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو علم وفضل، مقبولیت وشہرت اور عزت وعظمت آپ کو بخشی، موجودہ خانقاہ کے کسی سجادہ نشین کو میسر نہیں۔ آپ کا چہرہ اتنا پرنور، بارونق تھا جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، علم شریعت وطریقت کے ایسے مجمع البحرین کہ جو آتا اپنے ظرف کے اعتبار سے فیض پاتا، شخصیت اس قدر بارعب کہ بڑے بڑے صاحبان فضل وکمال آپ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھے ہوتے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور اس کے جزئیات پر اتنی گہری نظر تھی، کہ جب بھی کوئی شرعی مسائل پر بحث ہوتی تو اپنی گفتگو کو باوزن کرنے کے لئے قرآنی آیات، احادیث کریمہ اور اقوال ائمہ پیش کرتے، ہم نے انہیں بریلی شریف کے فقہی سمینار میں دیکھا کہ سیکڑوں علماء گھنٹوں بحث کے بعد کسی نتیجے پر نہیں پہونچتے حضرت کی مختصر سی گفتگو شرعی مسائل کو لمحوں میں سلجھا دیتی، مجھے ان کے درس بخاری میں شرکت کی سعادت میسر ہے پہلے عبارت پڑھواتے کہیں اعرابی غلطی ہوتی تو تنبیہ کرتے پھر اس عبارت کا نفیس انداز میں ترجمہ کرتے، تشریح بیان کرتے اور اس حدیث مبارکہ سے فقہ حنفی کے جس مسئلہ کی تائید ہوتی اس پر شرح وبسط کے ساتھ گفتگو فرماتے۔

الغرض حضرت کی ذات مرکز اوصاف کمالات تھی بظاہر وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا فیضان علمی اور روحانی بادل بن کر برس رہا ہے اور ہمیشہ برستا ہی رہے گا۔ ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ سہ ماہی امین شریعت حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر ایک وقیع نمبر شائع کرنے جا رہا ہے میں مدیر محترم مولانا محمد اشرف رضا صاحب قبلہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں خدائے بزرگ وبرتر نمبر کو قبول انام فرمائے۔

☆☆☆

حضرت مولانا جلال الدین رضوی

بھلائی (چھتیس گڑھ)

محترم المقام جناب مولانا اشرف رضا صاحب السلام علیکم ورحم اللہ وبرکاتہ

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

جانشین حضور مفتئ اعظم یادگار حضور حجۃ الاسلام وارث علوم رضا سیدی ومرشدی سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی شخصیتیں روز روز جنم نہیں لیتیں، سرکار اعلی حضرت کی فقہی بصیرت، حضور حجۃ الاسلام کا علمی جلال ،حضور مفتئ اعظم کا تقوی اور حضور مفسر اعظم کے فن تفسیر کا جمال جب یکجا ہوتا ہے تب جا کر تاج الشریعہ جیسی شخصیتیں جنم لیتی ہیں۔

آتی ہیں روز روز کہاں ایسی ہستیاں

بستی ہیں جن کے دم سے عقیدت کی بستیاں

سرکار مفتئ اعظم کے وصال کے بعد جس شخصیت پر عالم اسلام نے کامل بھروسہ کیا،عوام اہلسنت خاص کر علمائے اہلسنت نے جس ذات والاصفات کو اپنی آرزوں اور تمناوں کا مرکز سمجھا، وہ سرکار تاج الشریعہ کی قدسی صفت ذات ہے، افسوس کہ دین وملت کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی، روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا،علم کا ایک فانوس تھا جو بجھ گیا، اک مہکتا پھول تھا جو نذر خزاں ہو گیا،تقوی و پرہیزگاری کا مجسمہ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہو گیا،صدق وصفا کا پیکر تھا جو رو پوش ہو گیا، یا یوں کہیے کہ عاشق رسول تھا جو عشق رسول میں فنا ہو گیا، اک طالب دیدار الٰہی تھا جو اسکے جلوؤں میں گم ہو گیا، یہ وہ جملے ہیں جنہیں کسی عاشق صادق نے اپنے مرشد کامل سیدی سرکار مفتئ اعظم کیلئے کہے تھے لیکن اب یہ فقیر اپنے مرشد برحق سرکار تاج الشریعہ کے لئے کہہ رہا ہے، اب کون ہے جس کو تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ فی الہند کے نام سے پکارا جائے گا، اب کون ہے کہ پیچیدہ سے

پیچیدہ مسائل میں جن کا فتوی حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا، اب کون ہے جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ سرکار اعلی حضرت اور سرکار مفتئ اعظم کے علم و فضل اور تقوی و پرہیزگاری کا سراپا جسے دیکھنا ہو وہ سرکار تاج الشریعہ کو دیکھ لے، اب کون ہے جو صلح کلیت کے دام فریب سے امت مسلمہ کو آگاہ کرے، اب کون ہے جو سجادگان بارگاہ عالیہ کو ان کے مراتب کا خیال کرتے ہوئے ان کی عملی خرابیوں پر تنبیہ کرے اور شہزادگان عالی ان کی تنبیہ پر سر تسلیم خم کریں، اب کون ہے جس کے جلوؤں سے تشنگان دید کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی، اب کون ہے جو عشاق کی انجمن میں مہ درخشاں بن کر چمکے گا، درست فرمایا تھا میرے مرشد گرامی نے

دیکھنے والوں جی بھر کے دیکھو ہمیں
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت مصطفی علیہ السلام کی ترویج واشاعت میں گزرا، مسلمانان عالم کو باطل عقائد ونظریات سے روشناس کراتے رہے اور مذہب حق مسلک اعلی حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے، سفر و حضر خلوت وجلوت ہر مقام پر امت کی اصلاح کی فکر دامن گیر رہی۔

آپ نے تحریک امین شریعت کے زیر اہتمام سہ ماہی امین شریعت کا ’’تصانیف تاج الشریعہ نمبر‘‘ نکالنے جو عزم سعید فرمایا ہے یقینا یہ بہت بڑا کام ہے، اس کار عظیم میں دشواریاں قدم قدم پر آپ کے حوصلوں کا امتحان لیں گی، اسباب کی نافراہمی پائے استقلال کو لرزاں کریں گی، مگر مجھے یقین کامل ہے کہ مرشد برحق کا فیضان ہر قدم پر آپکی یاوری کرتا نظر آئے گا۔

☆☆☆

میثم عباس قادری رضوی لاہور پاکستان

حضرت مولانا اشرف رضا قادری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

اُمیدِ واثق ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے، زندہ قومیں اپنے اسلاف اوران کی تعلیمات کو ہمیشہ یادرکھتی ہیں، مرشدی حضرت تاج الشریعہ کی جدائی کے سبب دل پریشان وغمگین ہے، اس کیفیت میں آپ کی زبانی یہ خبر جان کرنہایت مسرت ہوئی کہ آپ جانشین مفتیِ اعظم ہند نبیرۂ اعلی حضرت مرشدی تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر علمی وتصنیفی خدمات پراپنی زیرادارت سہ ماہی ''امین شریعت'' بریلی شریف کے ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت کرر ہے ہیں، آپ کا یہ اقدام لائق صد تحسین ہے، یقینایہ نمبر اپنے عنوان پرخاص اہمیت کا حامل ہوگا، ان شاء اللہ تعالی۔اس سے پہلے آپ خانوادۂ اعلی حضرت کے بزرگ حضرت امین شریعت قدس سرہ کی حیات وخدمات پربھی خاص نمبر شائع کرچکے ہیں، آپ کی خاندانِ اعلیٰ حضرت سے یہ قلبی محبت قابل رشک ولائق تقلید ہے، اللہ کریم آپ کوان کاوشوں پراجرِ جزیل عطافرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم



مولانا عبدالجبار رضوی

مدرسہ اہل سنت فیضان اسلام، گلزارنگر، بھٹھہ تھانہ بسنتر ائے ضلع گڈا

مئورخہ ۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء مغرب وعشا کے درمیان عقیدت مندوں کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دینے والی خبر ملی، اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں بجلی کی طرح پھیل گئی کہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی جانشین مفتیٔ اعظم، شہزادۂ

مفسر اعظم، فخر ازہر، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے، یہ خبر پاتے ہی پوری دنیا کے لوگوں کے دلوں میں بے چینی و بے قراری پیدا ہوگئی اور دنیا کے کونے کونے سے دیوانے پروانے کی طرح حضرت کے آخری دیدار کے لئے بریلی شریف رواں دواں ہو گئے اور مسجدوں، مدرسوں میں ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ومیلاد خوانی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

الحمدللہ مدرسہ اہل سنت فیضان اسلام گلزار نگر بھٹھہ پوسٹ روپنی تھانہ سنترائے ضلع گڈا، (جو خلیفۂ حضور امین شریعت وحضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری مصباحی کی سرپرستی میں چل رہا ہے) میں وصال کی خبر سنتے ہی تعطیل کا اعلان کیا گیا، بعد نماز فجر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، بعد نماز مغرب میلاد خوانی منعقد ہوئی، نعت ومنقبت پڑھی گئی بعدہ حضرت کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ سلام ودعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا فیضان ساری دنیائے اہل سنت پر قیامت تک جاری رکھے اور آپ کے داماد حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب قبلہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور علم وعمل میں برکتیں رحمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



حضرت مولانا قادر ولی قادری رضوی حبیبی

ادونی آندھرا پردیش

بتاریخ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ بروز جمعہ بعد نماز مغرب دلخراش وجگر پاش، جاں سوز و روح سوخت خبر سماعت سے ٹکرائی کہ سلطنت تصوف کا سلطان اعظم، گلستان صوفیت کا گلاب اکرم، علوم باطنہ کا بحر بیکراں۔ مجاہدہ ؤ مکاشفہ کا کوہ گراں، بصارت وبصیرت کا منبع،

فہم وادراک کا مصدر، سیرت وکردار کا آفتاب، اخلاق کریمہ کا مہتاب، تذکیہ وطہارت کا سرور، صدق وصفا کا پیکر، زہد وتقوی کا امیر، سنت شاہ دیں کا اسیر، تجلیات الٰہیہ کا مخزن، جلوۂ مصطفی کا معدن، حسن و جمال کا مرجان، حق و باطل کا فرقان، شریعت کا پاسبان، طریقت کا آسمان، معرفت کا چراغ، حقیقت کا سراج، علم وعمل کا تاجدار، صداقت و حقانیت کا علمبردار، مسلک اعلی حضرت کا ترجمان، منہاج رضویت وبرکاتیت کا نگہبان، ضلالت وگمراہیت کا قاطع، دین وسنیت کا رافع، راہ سلوک کا رہبر، وادئ عشق کا اختر، فکر رضا کا امین، مفتئ اعظم کا جانشین، حجۃ الاسلام کا نبیرہ، مفسر اعظم کا جگر پارہ، مریدین کا مشکل کشا، متوسلین کا ملجا ؤ ماوی، قوم وملت کا غمخوار، صوفیوں کا سالار وقطب الارشاد، عارف باللہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان المعروف ازہری میاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موت کی خبر پاتے ہی پیر تلے کی زمین سرک گئی، آنکھوں کی بینائی ماند پڑ گئی، سر چکرانے لگا، ہوش وحواس اڑ گئے، پھر کیا تھا آنکھوں نے ساون بھادو برسانا شروع کر دیا بس رہ رہ کر ایک ہی خیال آ رہا تھا کہ اب سنیت کا کیا ہوگا۔ جو صلح کلیت کا آپریشن کرنے والا تھا وہ چلا گیا۔ ہائے اب مسلک کی حفاظت کون کرے گا۔ جو عظیم ومضبوط فصیل تھا اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ہر موڑ پر جس نے بدعت وضلالت سے بچایا۔ بدعقیدگی کی جراثیم سے محفوظ رکھا۔ گمرہی کے دل دل میں جانے سے روکا، آزاد خیالی کے تیرو تار وادی میں بھٹکنے نہ دیا بلکہ مدینے کا غلام بنا کر رکھا، قادریت کی زنجیر میں جکڑ دیا۔ رضویت کے عشق و عقیدت کا چراغ بجھنے نہ دیا یہاں تک کہ عشق ومستی کا رسیا بنا دیا، اب ہماری پاسبانی کا حق کون ادا کرے گا یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ہاتف غیبی نے چونکا دیا اور ایسا لگنے لگا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ارے نادان! اللہ کے ولی مرتے نہیں فقط لباس بدلتے ہیں وہ اب بھی زندہ ہیں جب پکاروگے امداد کو آئیں گے۔ جاتے جاتے اپنا جانشین دے گئے ہیں۔ ان سے محبت

کرو، ان کی حمایت ونصرت ہی مرشد گرامی کے نزول فیضان کرم کا باعث ہوگا۔ رات دن اپنے پیر ومرشد کے جانشین حضور عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالیٰ کیلئے دعا کرو کہ رب قدیر انہیں ارض عرفان کا تناور درخت بنادے، اتنا سنتے ہی ہمت میں توانائیاں آگئیں۔

رب قدیر سے دعا گو ہوں کہ اہل خانہ، مریدین ومتوسلین وجملہ مسلمانان اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل کی دولت مرحمت فرمائے اور جانشین کو میرے مرشد گرامی کا مظہر اتم بنادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

مقالات

تاج الشریعہ: حاسدین کے گھیرے میں

مفتی خالد علی رضوی شمسی
اردول بہار

پھول بن کر ہو گئے کیا خار تم سنیت سے کھٹکے انکی آنکھ میں

کوئی بھی بڑی شخصیت جب دنیا سے رخصت ہوتی ہے اس وقت عوام وخواص کی زبان پر یہ جملہ گردش کرنے لگتا ہے کہ ''اب کیا ہوگا'' جب حضور پاک ﷺ نے پردہ فرمایا اس وقت بھی صحابہ کی مقدس جماعت ''اب کیا ہوگا'' کے صدمے سے اپنا ہوش کھو بیٹھی اس وقت محرم اسرار نبوت حضرت صدیق اکبر کی ہمم ہمالیہ نے صحابہ کو سنبھالا۔ اسی طرح ہر عظیم شخصیت کے سانحۂ ارتحال پر یہ کہا جاتا ہے کہ ''اب کیا ہوگا''

صحابہ وتابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء ومحدثین، اولیائے کاملین اور محققین ہر دور میں پیدا ہوئے، قدرت نے انہیں جس کام کے لئے منتخب کیا تھا اس کو بحسن وخوبی انجام دیا اور ''چوں مرگ آید تبسم برلب اوست'' کے اعزاز کے ساتھ حظیرۂ قدس میں تشریف فرما ہو گئے بعد میں ان کے نائبین نے ان کے کام کو سنبھالا اور آئندہ نسلوں تک منتقل فرمایا اور یہی دستور طبقہ فطبقہ نسلا بعد نسل آج تک جاری ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محبوبان بارگاہ کے قدموں میں جہاں جان نچھاور کرنے والے اور بیاض دیدہ بچھانے والوں کی جماعت در جماعت اور موج در موج فوج موجود رہتی ہے وہیں اعداء دین اور حاسدین کی ایک ٹولی بھی ''ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے'' کا فریضہ انجام دینے میں مصروف

رہتی ہے اور تضحیک وتوہین کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اس کا کچھ بیان آئندہ سطور میں قارئین ملاحظہ کریں۔

اعداءدین کسی شخصیت کے دشمن ہوں تو چنداں تعجب خیز نہیں اس لئے کہ اہل سنت کی خوش عقیدگی کی جنت میں بدعقیدگی کا جو شجر ممنوعہ انہوں نے لگانا چاہا اس کو امام احمد رضا، ان کے خلفاء، تلامذہ اور اس خانوادے کے فرد فرید حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بار بار اکھاڑ پھینکا اس لئے اعداءدین ایسی شخصیت سے آمادۂ پیکار رہیں تو انہیں رہنا چاہیئے۔

بیکار شکایت ہے کانٹوں سے چمن والوں
چبھتے ہیں تو یہ ان کی فطرت کا تقاضا ہے

مجھے حیرت ان لوگوں پر ہے جو دعوائے سنیت کرتے ہیں اور سنی آباء کرام کی اولادیں ہیں باوجود اس کے حضور تاج الشریعہ کو قوم میں بے اثر اور بے اعتبار کرنے کے لئے اپنی پوری توانیائی صرف کیا اور کر رہے ہیں۔ اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے انحرافات اور گمراہ کن خیالات کی ترویج واشاعت کی راہ میں حضرت تاج الشریعہ کو کوہ ہمالہ سمجھا اور یہی کچھ ان کے جد کریم امام احمد رضا کے ساتھ بھی کر رہے ہیں، اس تناظر میں یہ بالکل سچ ہے کہ

جہاں بربادیٔ گلشن میں کانٹوں کا رہا حصہ
وہیں تاراجیٔ گلشن میں پھولوں کی بھی سازش ہے

پہلے صلح کلی نما وہابی ہوتے تھے جو آج بھی موجود ہیں مگر حضور تاج الشریعہ کے دور میں سنی نما صلح کلیت کا ظہور ہوا جس کی لپیٹ میں کچھ بڑے بڑے ادارے کچھ بڑی خانقاہیں اور کچھ بڑی شخصیات آگئیں اور کچھ چھوٹے لوگ جو اہل سنت کے مخالف تھے مگر اہل سنت کے دبدبہ سے خوف کھا کر کچھ خلاف بولنے کی ہمت نہیں کرتے تھے وہ بھی

بڑوں کی بدولت تازہ دم سنی نما صلح کلیت کے متحدہ محاذ میں شامل ہو گئے آج یہ لوگ اندرون خانہ نت نئے فتنے اٹھا رہے ہیں جس سے اہل سنت انتشار کا شکار ہیں۔اسی طبقے کے بارے میں حضور تاج الشریعہ نے بارگاہ غوثیت مآب میں استغاثہ کیا ہے:

ظالم بڑے شریر ہیں یاغوث المدد

محققین فرماتے ہیں ہر باکمال پر حسد کیا گیا حضور شہنشاہ بغداد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کچھ نیک بندوں پر کتوں کو مسلط کر دیتا ہے جو بلا وجہ انہیں بھنبھوڑتے ہیں، حضور ازہری میاں بھی انہیں نیک بندوں میں ہیں جن پر حاسدین بھونکتے رہتے ہیں۔

محبوبان بارگاہ الٰہی کی یہ صفت رہی ہے کہ وہ حاسدین کے غوغا کی طرف التفات کیا کرتے کہ نگار خانۂ کونین میں محبوب کے بے حجاب جلوؤں کے تماشائی کو اپنے مداحوں کی ستائش کا بھی ہوش نہیں رہتا، یہ صفت حضور تاج الشریعہ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھی اسی کی ترجمانی اعلیٰ حضرت کے درج ذیل شعر میں موجود ہے:

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن

نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے

اور کسی نے کہا ہے جو حسب حال ہے:

فیضان رسالت جسے مستانہ بنا دے

کونین میں کونین سے بے گانہ بنا دے

مخلص قائد اور جانباز مجاہد ناموس دین کی حفاظت کے لئے اکیلے ہی سینہ سپر ہو جاتے ہیں ماوشما کی نصرت وحمایت اور خیال این وآں سے بے گانہ ہوتے ہیں۔یہ اور بات ہے کہ ازلی سعادت مندان کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور کارواں تیار ہو جاتا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہی کچھ حضور ازہری میاں کے ساتھ بھی ہوا وہ شیطان کے روسیاہ لشکر سے اکیلے ہی برسرپیکار رہے ان کی مخلصانہ خدمات کے قدردانوں کی کثرت کا اندازہ بہت شان کے ساتھ اس وقت ہوا جب وہ حریم قدس میں پہنچے، دنیا نے کھلے دل سے اعتراف کیا کہ وہ کروڑوں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حضور تاج الشریعہ حیات ظاہری میں بھی اپنی عزت وشان کی وجہ سے حاسدین کے لئے اضطراب کا باعث رہے اور بعد وصال ان کی مقبولیت کا تاریخ ساز نظارہ حاسدین کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔ اس لئے کہ حاسد پر اپنے محسود کی عزت وشان کا تصور موت سے زیادہ سخت ہے اسی لئے علم الاخلاق کے امام عارف شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا جس کا خلاصہ ہے:

''اے حاسد مرجا اس لئے کہ سوائے موت کے اس مرض سے چھٹکارا نہیں''

حسد اور حماقت سگے بھائی بہن ہیں، حاسد کی شدید خواہش رہتی ہے کہ میرا محسود (جس پر حسد کیا جائے) جب دنیا میں نہیں رہے گا تو دنیا میں میری پوچھ ہوگی اور عقیدت کے جو گلہائے رنگارنگ محسود پر نچھاور کئے جاتے ہیں دنیا میرے اوپر نچھاور کرے گی مگر یہ بھی حاسد کی حماقت ہی ہے، حضرت سعدی نے اس کا خوب جواب ارشا فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

کس نیاید بزیر سایۂ بوم

ور ہما از جہاں شود معدوم

ترجمہ: اگر ہما جیسی مبارک چڑیا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس کے سر سے گزر جاتی ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے اگر دنیا سے ختم ہو جائے تو لوگ الو کے سائے میں نہیں جائیں گے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایک بڑے گھرانے کے چشم وچراغ نے حضور ازہری میاں پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا تھا کہ:

''بریلی میں ایک ہی تو ہے جب یہ نہیں رہے گا تو بریلوی کیا کریں گے''

صاحب زادے نشانہ سادھتے وقت اپنی موت کو بھلا بیٹھے یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ یہی سوال میں صاحب زادے سے کروں کہ جب آپ دنیا میں نہیں رہیں گے تو آپ کے ماننے والے کیا کریں گے؟ آپ کے ماننے والے جنہیں اپنا نسب نامہ دکھا کر فریب میں گرفتار کئے ہوئے ہیں وہ باطل پرستی نہیں چھوڑیں گے تو حضور ازہری میاں کے ماننے والے جنہیں حضور ازہری میاں نے زندگی بھر حق پرستی سکھایا وہ حق پرستی کیوں چھوڑیں گے صاحبزادے کے مذکورہ جملے سے حضور تاج الشریعہ کے انتقال کا انتظار بھی جھلک رہا ہے جو بدترین اخلاقی پستی کا غماز ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اس کا بھی جواب دیا ہے فرماتے ہیں:

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست

کہ زندگانئ ما نیز جاودانی نیست

''ترجمہ: اگر دشمن مر گیا تو خوش ہونے کی بات نہیں اس لئے کہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ نہیں رہے گی۔'' ایک اور بڑے گھرانے کے لباک مقرر نے حضرت تاج الشریعہ کے مختلف امراض میں گھرے ہونے پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا:

'' ہم کھڑے ہیں وہ پڑے ہیں''

اخلاق سے گری ہوئی اس بات کا جواب شہزادۂ گرامی حضرت سلمان رضا خان صاحب قبلہ نے بہت شاندار انداز میں دے دیا ہے۔ ہم اس طنزیہ اور توہین آمیز جملہ پر یہ کہنا چاہیں گے کہ میاں تمہارے کھڑا رہنے پر تف ہے، نفرین ہے، ملامت ہے تم کھڑا ہو کر اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کر رہے ہو اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنی بکواس سے گمراہ کر رہے ہو، اور حضرت تاج الشریعہ جن کو تم ''پڑے ہیں'' کا طعنہ دے رہے ہو انہوں نے بستر علالت پر ہوتے ہوئے بھی اپنی تلقین، تبلیغ اور تحقیق سے اسلامی شوکتوں کی حفاظت

فرمایا اور دم واپسیں تک اسلامی ایوان میں چاندنا کرتے رہے اور جب زیر زمین آسودہ ہونے کا وقت آیا تو کروڑوں کی بھیڑ نے ایک اللہ والے کی موت پر بے مثال ازدحام کرکے دین اور دین دار کی شوکتوں کو مجسم دیکھا اور زبان حال سے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حقائق وانکشاف نام کی کتاب جس کو نیٹ سے نکال کر میرے ایک دوست نے ارسال کیا تھا اس میں بہت ساری بکواس ایک سازشی نے کیا تھا اس میں ایک جملہ پر نگاہ ٹھہر گئی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''اگر ازہری میاں کی بات سمجھ میں نہ آئی تو ان سے بحث کروں گا۔''

ذرا مذکورہ جملہ کے تیور پر قارئین غور فرمائیں جس میں قائل کی نخوت برافگندہ نقاب ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قائل کو ایسا کہنے سے پہلے اپنے سامنے آئینہ رکھ لینا چاہئے تھا۔ کہاں تو ایک خوشامدی مولوی جو الحاد وصلح کلیت کے ہر بازار میں اپنی بولی لگا رہا ہوتا ہے کہ لوگو مجھے خرید لو میں بہت کام کا آدمی ہوں میں کرائے پر پہلوانی بھی کرتا ہوں تمہاری گری ہوئی دیوار سیدھی کردوں گا بریلی کچھوچھہ سید سراواں الہ باد بدایوں اور مبارک پور وغیرہ اس وقت سب میری حد پرواز میں ہیں میری یہ صفت توجہ کے لائق ہے کہ:

جیسا موسم ہو مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں
مارچ میں بلبل ہوں میں جولائی میں پروانہ ہوں

اور کہاں حضور تاج الشریعہ جن کے باپ، دادا کا یہ وظیفہ ہے اور اسی پر حضور تاج الشریعہ تا حیات عمل پیرا رہے کہ:

یارسول اللہ

تیرے قدموں میں رہیں غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

حضور تاج الشریعہ تاحیات مرجع علماء رہے خاص ہی نہیں بلکہ اخص الخواص کے مرصع تخت پر تاج الشریعہ کے معزز لقب کے تاج زرنگار کے ساتھ تشریف فرما رہے اگر ان کے آباء کرام نے اپنے علوم و معارف سے علماء کرام کو حیرت زدہ کر دیا تو خود حضرت ازہری میاں نے بھی اپنے علوم و معارف سے قدیم و جدید دانش کدوں کے بہت ارباب علم کو حیران کر دیا جس پر ان کی کتابیں مضامین اور رسالے عادل گواہ ہیں، ایسی دقیق علمی شہ پارے پیش فرماتے ہیں کہ موضوع کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہ جاتا اور بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ آپ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں، قائل کے ایسی شخصیت کو منہ چڑانے پر سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ:

''قطرہ اچھل رہا ہے سمندر کے سامنے''

بعض افراد اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہو کر حضور تاج الشریعہ سے برابری کے خبط میں مبتلا ہوئے انہوں نے اپنے بچوں کو جامعہ ازہر بھیج کر پڑھایا تا کہ دعویٰ دائر کر سکیں کہ اگر حضرت مولانا اختر رضا ''ازہری'' ہیں تو میرا بیٹا بھی ازہری ہے مگر قدرت خداوندی کو اتنا بھی گوارا نہ ہوا کہ کوئی ظاہری مشارکت سے برابری کا دعویٰ کرے منادئ غیب دعوائے برابری کرنے والوں کو مخاطب کر رہا ہے کہ تمہارا بیٹا ازہری اور امام احمد رضا کا پوتا ''فخر ازہر'' رہے گا تم کو جامعہ ازہر پر فخر ہے اور جامعہ ازہر کو حضرت ازہری میاں پر فخر ہے۔

حاسد کی فطرت ہی ہے ''ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے'' حضور تاج الشریعہ حضور اعلیٰ حضرت کی درگاہ سے چند فٹ کے فاصلے پر ازہری مہمان خانہ کے ہال کمرے میں آسودۂ خاک ہو کر جمال سرمدی کی دید میں مصروف عید ہیں حاسد کو رہا نہیں گیا

حسد کی رگ بھڑک گئی اور اس نے کہا:

''ازہری میاں کو ان کے نانا نے اپنے سے دور کر دیا''

مجھ سے ایک صاحب نے مذکورہ قول نقل کیا تو میں نے کہا اس احمق سے پوچھو کہ امام عالی مقام اور خانوادۂ نبوت کے متعدد شہزادگان کربلا میں تشریف فرما ہیں، اور

شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ جنگل تک مہکتا ہے

کیا یہاں بھی کہو گے کہ نانا نے اپنے نواسوں کو اپنے سے دور کر دیا، جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہوگا۔ قارئین اس نقطے پر توجہ مرکوز فرمائیں کہ حسد اور حماقت سگے بھائی بہن ہیں، آپ نے پچھلے سطور میں حسد اور حاسد کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے اس میں حسد اور حماقت دونوں ہے۔ ایک مجلس میں شہزادۂ گرامی حضرت عسجد رضا صاحب مدظلہ کی دین سے وابستگی ان کا احساس ذمہ داری ان کا تصلب فی الدین ان کی غیرت دینی ان کی شجاعت معاملہ فہمی اور حضور تاج الشریعہ کی نیابت پر گفتگو کر رہا تھا ایک صاحب بولے:

''ان پر بھی کیا بھروسہ کیا جائے ماضی سے لے کر حال تک متعدد
مثال موجود ہے کہ بڑے بزرگوں کی اولاد گمراہ ہوئی۔''

میں نے جواباً کہا تھا تمہارے اس حماقت مآب قول کی وجہ سے دنیا سے امان اٹھ جائے گا سارے بزرگوں کی اولاد کے فکر و عمل پر چادر تشکیک تن جائے گی اور کسی بزرگ کی اولاد قابل اعتبار نہیں رہ جائے گی اور جب بزرگوں کی اولاد قابل اعتبار نہیں رہے گی تو ماوشما کی اولاد کس گنتی وشمار میں رہے گی۔ تمہیں بزرگوں کی اولاد کی گمراہی یاد رہی اور یہ یاد نہیں رہا کہ کفار و منافقین کی اولاد صحابی ہوئی، کفار مسلمان ہوئے، بہت کفار کی اولاد مسلمان ہوئی، کوئی صحابی ہوا، کوئی تابعی ہوا، کوئی تبع تابعین کے زمرے میں شامل ہوا، کوئی دین کا امام ہوا، کوئی محدث ہوا، کوئی فقیہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ کریم ابن

کریم حضرت علامہ شاہ عسجد رضا صاحب قبلہ کی بارگاہ میں رضوی فقیر کا عریضہ:

راہی فقیر ہوں نہ میں باغی فقیر ہوں
احمد رضا کے در کا میں شاہی فقیر ہوں

عالی جاہ! آپ حضور تاج الشریعہ کی مبارک اولاد میں ہیں یہ اعزاز آپ کو مبارک ہو۔سطور بالا میں آپ کے لئے جو ریمارکس کسی نے دیا ہے اس سے آئندہ آپ کے حاسدین کیا برتاؤ کریں گے اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے۔اگر ایک طرف آپ کے لئے سبزے کا فرش ابر کا خیمہ گلوں کا عطر چھڑ کنے والے موجود ہیں اور گیسوئے حور سے گرد فشانی مرغول سنبل سے مگس رانی بیاض دیدہ بچھانے کی خواہش عبیر ملائک چھڑ کنے کی آرزو اور چین گر یبان حور سے نا سے بسانے کی تمنا کروڑوں دلوں میں انگڑائیاں لے رہی ہے اور زبان حال سے لوگ کہہ رہے ہیں کہ:

میں لٹا رہا ہوں موتی میں بچھا رہا ہوں کلیاں
مری فکر نوع بنوع سے تیری رہ گذر سجی ہے

تو دوسری طرف اعداء دین اور حاسدین اپنی کمین گاہوں میں نیا نیا آئین جنگ سوچ رہے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہر شری کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے۔آمین، ایسے عالم میں آپ کا وہی حسن اعتقاد سہارا دے گا جو آپ کے آباء کرام کا وطیرہ تھا ملاحظہ ہو:

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

آپ لاکھوں کروڑوں سنیوں کے دل کی دھڑکن ہیں اور ان کی امیدوں آرزوؤں کا مرکز بھی ان کے توقعات جو دین سے متعلق ہیں اس پر پورا پورا اترنے کی خدائے پاک توفیق بخشے۔آمین

سلامت تو تیرا میخانہ تیری انجمن ساقی

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ ایک سفر

شہزادۂ بحر العلوم
مولانا شکیب ارسلان مبارکپوری

کوئی پندرہ سال پیشتر والد محترم حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ (ولادت ۱۳۴۴ھ وفات ۱۴۳۴ھ) کے ساتھ نیومیمن مسجد کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس ۱۴۲۵ھ ۲۰۱۲ء میں شرکت کا موقع میسر آیا۔ یہ میری فیروز بختی اور خوش نصیبی تھی کہ دلی سے کراچی تک وارث علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ کی قربت ومعیت میں آپ کے پند ونصائح سے شادکام ہوتے ہوئے سفر تمام ہوا۔ وہ حسین لمحات ابھی تک میری نگاہوں کے اردگرد گھومتے نظر آرہے ہیں۔ اور انکی یادوں سے مسرت وشادمانی محسوس کرتا ہوں۔

جب ہم ایئرپورٹ سے باہر نکلے دیکھتے ہی دیکھتے پچاسوں ہزار کا جم غفیر اور مجمع کثیر ہاتھوں میں جھنڈیاں لئے اپنے مرشد کی زیارت واستقبال اور شوق دید میں کھڑے ہیں اور ہر چہار جانب کی فضا مرشد کی آمد مرحبا۔ مرشد کی آمد مرحبا کے نعروں سے گونج رہی ہے۔ گویا کوئی آواز دے رہا تھا۔

یہ کون آیا کہ مدھم ہوگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کی جگہ اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

سیکڑوں اور ہزاروں میں صرف ایک ذات ہے۔ جس پر جان نچھاور کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہے اور جس کی لقاء کیلئے دلوں کی چنگاریاں بیتاب بیقرار ہورہی ہیں۔ دھکم دھکا سے بے نیاز کسی طرح مرشد کے قدموں تک رسائی سے دلوں کی دنیا شاد وآباد ہوجائے۔

ادھر ایئر پورٹ کا عملہ حیران و ششدر و پریشان کہ کس طرح عقیدت مندوں، نیاز مندوں اور جاں بازوں کے سیلاب پر قابو پایا جائے۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں رہا ہوگا کہ ایسی مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ خدا خدا کر کے اس ہجوم پر قابو پالیا۔ پھر حضرت تاج الشریعہ کو گاڑی میں سوار کیا گیا۔ پھر فلک شگاف نعروں کی تکرار، مسرت وشاد مانی کی شاہراہوں سے گزر کر آپ اپنی قیام گاہ تک پہونچ گئے۔ یہ گرویدگی وشیفتگی دلوں کا جھکاؤ اور قبول عام کبھی کسی اور کے لئے میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

بے سبب ہی نہیں یہ عام قبول پہلے مقبول بارگاہ ہوئے

(حضرت بحر العلوم)

پھر شام کو عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت فرمانے والے علماء۔ جس میں حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کے سجادہ نشین اور انکی خانقاہ کے وارث وامین اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد کے امام وخطیب اسی طرح سید شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے فضیلۃ الشیخ حضرت سید یوسف ہاشم رفاعی اور دبئی کے سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ عیسیٰ مانع حمیری موجود تھے۔ (جنھوں نے مصنف عبدالرزاق کے گمشدہ دس ابواب کو بڑی محنتوں اور جانفشانیوں کے بعد ڈھونڈ نکالا۔ اس پر فاضلانہ حواشی، اور مقدمہ لکھ کر الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف'' یعنی مصنف عبدالرزاق کی پہلی جلد کا گمشدہ حصہ کے نام سے بیروت میں چھپوایا۔ ہندوستان میں اس کتاب کی پہلی اشاعت، حضرت مولانا مفتی محمد راحت خاں بانی ومہتمم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی کے اہتمام میں منصۂ شہود سے آراستہ ہوئی۔ ان کے علاوہ ہندو پاک کے بیشمار علما اور مشائخ اس عالمی میلاد کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کو ٹی۔ وی۔ اور ویڈیوں کے سہارے پوری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کیا جارہا تھا۔

اچانک کسی گوشہ سے شور اٹھا۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دام بالفضل جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ منتظمین کانفرنس کو معلوم تھا حضرت ازہری میاں صاحب

ٹی۔وی۔کی نشریات کو سخت ناپسند کرتے اور ناجائز وحرام کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ کیوں کی اس میں جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں۔اگرانہوں نے ٹی۔وی۔لگا دیکھ لیا تو کیا کچھ کر سکتے ہیں اندازہ لگانا مشکل ہے۔بڑی تیزی سے اور جلدی، جلدی ٹی۔وی۔کا رخ اسٹیج کی طرف سے موڑ کر مجمع کی طرف کر دیا تا کہ حضرت ازہری میاں کو نظر نہ آئے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیبا کی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ کے شیر کی جواں مردی، حق گوئی اور بیبا کی دنیا نے دیکھ لیا۔شرعی مواخذہ کا خوف کس طرح دلوں پر طاری ہے۔اس طرح کی محفلوں اور مجلسوں میں ضرورت شرعیہ داعی ہوتی اور حضرت بحر العلوم شریک ہوتے۔میں نے دیکھا آپ اپنے چہرہ پر رومال ڈال لیتے۔کہ رومال رکھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔جیسا کہ مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ جامعہ البرکات کے قیام کے لئے ایک شرعی اور فقہی سیمپوزیم ہوا۔وہاں بھی ویڈیو گرافی جاری تھی۔حسب معمول وہاں بھی رومال کا سہارا لیا۔پھر جب آپ نے خطاب شروع کیا اس وقت ویڈیو گرافی بند کر دی گئی۔اسی طرح مدینہ پاک کی ایک محفل میلاد میں پاکستانی حضرات کی دعوت پر شرکت ہوئی۔وہاں بھی موبائل سے بحر العلوم کو اپنی گرفت میں لینا چاہا۔آپ نے انہیں سخت پھٹکار پلائی۔حیرت ہے آپ حضرات کو فوٹو گرافی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔وہ بھی روبروئے روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت تاج الشریعہ کی تو شان ہی نرالی تھی۔وہ بلا خوف لومت لائم غیر شرعی امور اور ناجائز وحرام پر بڑی سخت باز پرس اور تنبیہ کرتے اور منع فرماتے ایسی جرأت حق کم لوگوں میں دیکھنے کو ملی میرے رسول نے ایمان کے تین درجے بتائے۔تم میں جو کوئی منکرات دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، یہ ایمان کا سب سے مضبوط اور پہلا درجہ ہے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے۔حضرت تاج الشریعہ نے اپنے ہاتھ سے کسی کا گریباں پکڑا۔ہلکا سا جھٹکا دیا پھر فرمایا۔ٹائی مسلمانوں کی تہذیب نہیں، یہ یہود و

نصاریٰ کا لباس اوران کا شعار ہے۔ یا پھر زبان وقلم سے روکا۔ اور ’’اضعف ایمان‘‘ کہ صرف دل میں براجانے کبھی بھی اس پرآپ کا عمل نہیں رہا۔ بتانا یہ ہے کہ سارے جہان کے علماء اور مشائخ موجود ہیں۔ کسی کے دل میں کسی کا خوف طاری نہیں ہوا۔ صرف ایک شخصیت سب سے عظیم سب سے ممتاز اور منفرد حضور تاج الشریعہ کی نظر آئی۔ آپ نے اصول مذہب، اور مزاج شریعت کو نہیں۔ بلکہ لوگوں کی طبیعت کو اصول شریعت میں ڈھالنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

موبائل کی بدتمیزیاں عام ہوتی جارہی ہیں۔ اس کے ذریعہ لی جانے والی تصویروں پر سخت برہمی اور ناگواری کا اظہار کرتے۔ بلاضرورت شرعیہ وحاجت شدیدہ تصویرکشی کو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اوراس سے انحراف فرماتے۔ پھر بھی کچھ گم گشتگان راہ شریعت بالقصد وبالارادہ بڑی بے فکری اور خوش دلی کے ساتھ ٹی۔ وی۔ پر آکر اپنے چہروں کی نمائش، اور مسلک اعلیٰحضرت کی تضحیک کرتے ہیں۔ بحمد اللہ۔ حضور تاج الشریعہ نے ٹی۔ وی۔، ویڈیوں، موبائل، فیس بک، اور میڈیا کو کبھی بھی اپنی شہرت کے لئے استعمال نہیں فرمایا۔ کہ ان ذرائع سے آپ کو جانا پہچانا جائے۔ بلکہ پروردگار نے آپ کی دینی اور مذہبی خدمات کے صلہ میں وہ قبول عام بخشا کہ پوری دنیا کواپنے پیروں سے روندتے رہے۔ دنیا نے دیکھ لیا کس شان سے آپ کا جلوس جنازہ اسلامیہ انٹر کالج تک لایا گیا۔ بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے، اتنی خلق کثیر اور ہجوم عوام و خواص نہ کسی جنازے میں دیکھا نہ سنا۔ اور آئندہ اس کا امکان بھی مشکل اور محال نظر آتا ہے۔ پھر ہمیں جامعہ امجدیہ کراچی کے درس بخاری میں شریک ہونا تھا۔ حضور ازہری میاں اور حضور بحر العلوم علیہما الرحمہ نے درس بخاری کی برکتوں سے فیضیاب وسرفراز کیا۔

حضرت کے ساتھ جب میں قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا اس سے قبل سیکڑوں بار آپ کے درس بخاری میں شریک ہوچکا ہوں۔ اورآپکی تفہیم وتشریح اور تحقیق وتنقیح کی شان دیکھ چکا ہوں۔ مگر آج موضوع کے مطابق توضیح وتشریح بظاہر بہت مختصر معلوم ہوئی۔ آپ بحر العلوم ہیں۔ اور آپ کے فرق اقدس پر یہ لقب اس وقت سجا جب سواد اعظم اہلسنت میں اکابر

ملت داعاظم رجال صف بہ صف موجود تھے۔حضور مفتی اعظم ہند، حضور برہان ملت، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور صدر العلما، حضور سید العلما، حضور احسن العلما، حضور شیخ العلماء، حضور شمس العلما وغیرہم اللہ۔اور آپ کے معاصرین میں حضرت پاسبان ملت حضرت رئیس العلم، حضرت صاحب سجادہ، حضرت مجاہد دوراں، حضرت شارح بخاری، حضرت مفتی راجستھان، اور حضرت خواجہ مظفر حسین وغیرہم اللہ۔ یہ وہ گنج گراں مایہ، اور قد آور شخصیتیں تھیں جن کے نزدیک آپ اپنے گرانقدر لقب ''بحر العلوم کے ساتھ محبوب ومحترم تھے۔میرے استفسار کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: حضرت ازہری میاں دام بالفضل نے اس حدیث کا درس بڑے شرح وبسط و مالہ و ما علیہ کے ساتھ بیان فرمایا۔میرے بیان کرنے کے لئے انہوں نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔اس لئے مجھے رخ بدل کر حدیث پاک کے حجت شرعی ہونے اور منکرین حدیث کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔اس طرح پتہ چلا کہ علم حدیث کی تفہیم وتشریح میں حضور تاج الشریعہ کا مقام کتنا بلند ہے۔جس کا اعتراف حضرت بحر العلوم جیسے علم وتدبر کے تاجدار کو ہے۔

شرعی مواخذہ میں جرأت وبیبا کی۔قبول عام اور خلق کثیر کا اژدحام اللہ کے نیک اور خاص الخاص بندے کو نصیب ہوتا ہے۔جیسا کہ حدیث پاک کا ارشاد ہے۔اللہ تعالی جب کسی بندے کو منتخب کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اس کی محبوبیت کا اعلان کراتا ہے اور فرماتا ہے مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ حضرت جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔مفہوم حدیث (مشکوٰۃ شریف)

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ اس حدیث کے مکمل مصداق ہیں۔

بحر العلوم اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری

ہزاروں آندھیوں میں بھی جو مثلِ شمع روشن ہے

ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کردی ہے۔ چونکہ یہ خدا کی پسند ہے، اس لئے خزاں میں بھی ہرا، بھرا، اور ہجوم آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔ البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی مامونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرات کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی، کبھی خارجی شورش نے اس سے پنجہ آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی، مگر وہ سب کی سب جرأتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔ یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ تاہم چودھویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔ اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا۔ بلکہ ام الفتن، اس کے بطن سے چولے بدل بدل کر نئے رنگ وروپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا، تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پَر پھڑ پھڑائے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو

تمام فکری وعلمی اور عملی اسلحہ سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا نرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار واختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے، تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم وفضل، فیض وفیضان، احسان وعرفان، اثر ونفوذ اور قبولیت ومحبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمناں، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنہوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا ۔آج بھی ان کے نام اور کام کا دیپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن بہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جارہی ہے۔ انہیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر وفضل کی بلندی، حق گوئی وبے باکی ،حق پسندی وحق نوائی، جرأت مندی ونکتہ آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد واشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت وحیات کے دامن کو ویسے ہی لولو ولالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاویئے سے دیکھئے ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است'' کا سماں نظر آتا ہے اور

باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرما دیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگار خانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔ بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

بالائے سرش زہوش مندی　　　　می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا مرقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آیئے تھوڑی دیر ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرۃ المنتہیٰ پر عمل کے کیسے عندلیب چہکتے ہیں۔

تاریخ وسیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہنیت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا، آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنہوں نے جامعہ از ہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہنیت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامع از ہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبا سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ ”آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟“ آپ نے جواب میں کہا کہ ”میں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔“

آپ کے جواب سے مسرور ہوکر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ کمال درک کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممتاز حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔ (ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا کیا۔ یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے وفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت وتصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کرکے استاذ کو بتاتے۔ جب جامعہ ازہر کے اساتذہ وطلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محو حیرت ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ:

> ''علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کو چالیس علوم وفنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۵ وص ۱۶)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی،

چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور بروقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے۔ اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی متنوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔ نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدیر افروز نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعبیر بداماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔ والد گرامی کی ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے ''دار العلوم منظر اسلام'' کے طلبا کو ''سیف الجبار'' مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کرو گے۔ آپ نے عرض کیا ''ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔'' فرمایا ''زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔'' آپ نے دوسرے دن اپنے ہم درس طلبا کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار ''سیف الجبار'' کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درسگاہ و خانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کے لئے پیش بینی اور فکر مندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلا تکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجھک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ

رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتی اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جملوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جائیے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہوگی یا بڑائی اس کے انتظار و استقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہِ طور کو جھانک کر کسب نور وضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ:

''ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ ہوا اس میں رئیس اعظم اڑیسہ، سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔ جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا۔ وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔ آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمالیں۔ میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔ سرکار مجاہد ملت نے فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیں، مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت ہی کے کنیزوں میں داخل کروائیں۔ بہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کر لیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں

آہستہ بولو، شہزادے آرام فرمارہے ہیں۔'' (کرامات تاج الشریعہ ص۱۴۹)

حضرت پیر سید علاء الدین صاحب پاکستان جن کی شخصی عظمت کا پورا پاکستان معترف ومداح تھا۔ ملک کے وزیراعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔ حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے، ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''اختر رضا ستارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا''

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے فقہی، تحقیقی، فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی۔ حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے، پیر سید علاء الدین کی مشک بار''پُروقار باتیں مستقبل کے حجاب ہائے سر بستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آ ہی گیا'' بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔ یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔ میں دارالافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور موجودہ لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ ان کو میرا قائم مقام جانیں۔'' (حیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجنا شروع کر دیا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت کا ذکر سن کر، پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ جن کی نظر حق دیکھتی، زبان حق ہی بولتی، جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔ تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانہ

کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔ حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں ؎

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی

ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے، حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پرکھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور نامور خطبا نے حضرت سے اجازت کی گزارش کی، بات نہ بنی تو بھاری بھرکم سفارش کروائی، مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگواری کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو گئے۔ یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار، ان کی دوراندیشی، دور بینی تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے، اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔ اس چھان پھٹک اور تلاش وتفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم کی عقابی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد ویقین سے مکمل طور پر اپنے کو دل کو مطمئن پایا ہوگا تب جا کر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔ اس کے بعد جو آپ اُڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے، آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے، آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے، دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے، حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے، اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ؎

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری

چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتی اعظم نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور وفا نا آشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتی اعظم کی رفاقت و مصاحبت اور دعا و تمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود رقص کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک رس شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلما علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کئی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضدر رہے، تو حضور احسن العلما نے ارشاد فرمایا کہ سنیئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کراماتیں ہیں۔ ''ایک احمد رضا'' اور دوسری ''مصطفی رضا'' سبحان اللہ!

قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری ،اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استادگی، یک در گیر و محکم گیر پر عمل در

آمد اور خود اپنے دریچے کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللّٰہیت تلاش کرنا اور ہمہ وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گوناگوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔ احمد رضا، مصطفی رضا اور اختر رضا۔'' (تجلیات تاج الشریعہ ص)

درگاہ معلی مارہرہ شریف کے سائبان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی، ابدال بھی ہیں، اوتاد بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھون اور وقار وافتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچئے وہ کیسی ہستیاں ہیں۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفی رضا ہیں اور اختر رضا ہیں۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہے تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کناں ہے۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجک نازیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرعی و فقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خودساختہ، من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں

کے جری اور بے باک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے۔ ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔

اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی و گہرائی، تفوق و برتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی و خصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انہیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو ''فتاویٰ رضویہ'' کے صور سے فنا کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلا وجہ کچھ نادان دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد، قبول کریں۔ حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب:

''پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔'' (مقدمہ تفسیر اشرفی)

اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے۔ اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کانی کرنا اور گریز و فرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے۔

آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہو گیا؟ مذہب اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا، تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت و محبت رسول کی شعاع پھوٹتی ہو شرک و بدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا، تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔ اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔ وہابیت کے

منھ زور طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے، مگر نہیں ایسے بھیانک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے حق وصداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفی کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متوارث ومتواتر ضابطوں ،اصولوں کو نشانہ بنایا جارہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز وسامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔ دلائل وحقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائی کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آ گیا۔ یہ امام احمد رضا کی حقانیت وصداقت کی کیسی منھ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔ اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دوشکار کیا۔ ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منصبی کروفر کے بل بوتے پر وہابیت جوھل من مبارز پکار رہی تھی۔ امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور واضح کر دیا ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا ملک ترہت میں ذرا واعظ
محبیؔ اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مومنانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت وجماعت وہابیت کے نرغے سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔ وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گرد وغبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی ؎

بجتا ہے آج دین کا جو ساز دوستو
یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر ومشائخ، خانقاہ

کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار ونظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت و جماعت کو غیر مسخر فولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ، نہیں تھا، لہٰذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام وسنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا اتنا بڑا جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق تمام باطل افکار ونظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے، بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر، صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل ناکارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منہ لگا کر بدعقیدہ و بددین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اور زمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کے لوگ اپنے پیش روؤں کی گرد راہ کو سرمۂ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج کے یہ کچھ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کر رہے ہیں۔ مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ خدانخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر در در بھٹکنے، مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ مسلک اعلیٰ حضرت

کی زنجیر ہے، جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ ایسے میں جو لوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ سنئے! معروف محقق ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی زبان میں:

''لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علما کے خیالات کو جنھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان پر طعن اور تشنیع کے خنجر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جداگانہ مسلک ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن وحدیث کا حقیقی ترجمان، صحابہ وائمہ وفقہا کے اقوال وآثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت وجماعت کا واقعی نگہبان ہے۔ اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں، تو بھلا مودودیت سے متاثر، ندویات سے مرعوب، پادریات کی چکاچوند کے دریوزہ گر وحیدالدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔ اس مذموم کوشش کو کار خیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ، ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی اس منحرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو الٹے قدم فوراً لوگ پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ عاقبت نااندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کر رہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلہ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک

آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جارہا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ایسے لوگوں کو ایک بار یاد دلادوں کے حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور مارہروی کرامت ہیں۔ ان کوز دمیں لانے کی سعی نامحمود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاءاللہ جب سے یہ خاموش کارزار شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ترکی بہ ترکی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکر مند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت،صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی یہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا، مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے،قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے، گزر جاتا ہے،آپ کی پیشانی پر وہی بشاشت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔''اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ'' کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجود یکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج، اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہو جائیں مگر اپنے موقف سے سر موانحراف نہ کرنا، کسی بھی جدید مسئلے میں غور وخوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرمادینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتی اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو جھکنے پر مجبور کیا۔وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔جوں جوں حالات

ابتری کی طرف جارہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کردی ہے۔ اپنے بیان میں، نجی محفلوں میں، ارباباں دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔ سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کرتے رہنا ہی قرآن وسنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ کے اس ببانگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہورہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا ورضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرۂ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنایئے کہ لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیگاؤں لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور مہاراشٹر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک خبر خیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ مدرسے میں یوپی بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہل سنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جارہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے، جنہوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔ اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے، میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے اجاگر ہونے

چاہیں۔ میں اس میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں۔ وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں، آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی حیات وخدمات کو بیان کرنا ہے۔ میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے، ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کررہے ہیں۔ ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔ اس پر اس نے کہا، مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔ بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔ اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا، ایسا ممکن نہیں ہے، مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہو نہیں سکتا، تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کو فون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کررہا ہوں، ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔ اتنی اتنی سو سالہ ہماری تاریخ رہی ہے، آپ ہمارے مشن سے جڑ جائیے، ہماری تحریک کا کام کیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمدللہ یہ کام کررہے ہیں، مگر جو پابندی آپ لگا رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے، یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔ وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرمارہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجئے، پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے پہنچا دیئے جائیں گے۔ بہر کیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کردیا۔" (الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ عتیق الرحمن مالیگاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی بر حقائق ہے، لکھتے ہیں:

''اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے، ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو، مگر اس کی آڑ میں دیگر خانقاہوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔ کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا نام دیا جائے اس کا۔ بریلی کی شہرت کھٹکتی ہے۔ الحمدللہ بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے۔ نہ بریلی اور اہل بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے۔ بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے دبانے سے دبنے یا مٹنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا دیا جارہا ہے مگر درپردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔'' (''الرضا'' پٹنہ جنوری، فروری ص۔۔)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پرفریب انداز میں مدعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں۔ دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہورہا ہے۔ ہزاروں رحمتوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنھوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پرالم پرستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا

ہے تو بلاخوف لومتہ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق وصحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ابھی دوسال ہوئے ۱۶۔۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں بڑا تاریخی فقہی سیمنار رہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمینار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علما اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلانیہ جاری ہوا کہ:

''مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔''

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد ''کوئی جانے منھ میں زباں نہیں'' کی کیفیت طاری ہوگئی۔ شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات وہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے۔

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آرہا ہے وہ اندیشہ ہائے دور از کار کا حامل نظر آتا ہے۔ خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مدمقابل متحد ہو رہی ہیں، انہیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔ اس سے اور جو کچھ ہوگا وہ تو آنے والا وقت بتائے گا تاہم مسلک

اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا۔علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرات صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ، کارگزار اور داعی ہیں۔اس سے انارکی آئے گی، خودغرضی، خودپسندی اور خودرائی کا ماحول بنے گا پھر امان ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

ہزاروں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی، غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے، روکتے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔کوئی تو ہے جو چراغ راہ لئے منزل کی رہنمائی کررہا ہے۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یاران میکدہ اپنا احتساب کرتے، مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انہیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الٹا بریلی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزادخیال متفق ہورہے ہیں تو ہوجائیں۔بریلی تنہا بھی رہے گا تو سواداعظم ہی رہے گا۔اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہرحال میں پیش لفظ، دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے،امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے،مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحب الصلوۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے ،اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علما اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی ،شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیرمقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔اترپردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد ومحبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روش خام کو عین اسلام بتایا جارہا تھا تو آپ نے مخالفت کرکے اس اتحاد کے شیرازے

کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہو رہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ آزاد انٹر کالج بریلی میں 'آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ' نے عظمت مصطفیٰ کانفرنس' ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہ ہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہو سکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیں۔ یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں، وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں 'الھدیٰ' ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روزنامہ 'الھدیٰ' کا جواب عربی میں لکھ کر شائع کرایا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تا کہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے، حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔" (حیات تاج الشریعہ ص ۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہورہی ہے۔آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کر کے سرشاری میں شرابور کردیتے ہیں، اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہوکر سنتے ہیں کہ داد و تحسین کی صداؤں سے مجلس گونجنے لگتی ہے، گویا جو آپ بول دیں وہ انمول ہے جو کہہ دیں وہ انمول ہے اور جو لکھ دیں وہ انمول ہے۔حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً 'الحق المبین'، 'مراۃ النجدیہ' وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تاکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جاچکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جاسکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہورہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے، خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت از بام ہوگا۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۱۶)

بریلی، افراد بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہورہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہورہا ہے۔لوگ بغض و کینہ میں چور ہوکر چاہے جو کریں، جو لکھیں، بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار

اور سچائی کا علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، آئینہ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاس داری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہو یا بے گانہ تاج الشریعہ کی منصفانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے:

''دوبئ میں عبدالرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوبئ کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک آپ شرعی تنبیہ فرماتے رہے۔ آخر کار اس نے معذرت کی، توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ کون امامت کرتا ہے انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیا تو حضور تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ سے آگاہ کیا اور اس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیا وہ شخص عجز و انکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا، حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار میں نہیں جا

سکوں گا اگر تم توبہ پر قائم رہے تو آئندہ سفر میں ضرور چلوں گا، حالاں کہ اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔" (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۷)

یہ ہے شریعت پر استقامت اور صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسرا پیر ہوتا تو مصلحت اور درگزر سے کام لیتا، یہ تاج الشریعہ کا دربار ہے جہاں ساری مصلحتیں شریعت کی عظمت پر قربان ہیں، عموماً لوگ آج کل مالدار مریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تو نہیں ہے، اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پر بل پڑے تو پڑے کتاب وسنت کی پیشانی پر بل نہ پڑے۔ یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کا علم نیچے نہیں ہونے دیتے بلکہ جب جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیر شعوری ہی سہی، داغدار کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دامن بڑھا کر شریعت کا دامن بچالیا۔

شریعت کے متواتر اور متوارث مسائل میں نرمی ونزاکت پیدا کرنے اور مصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے، لوگ کچھ نہیں کرتے اگر خاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جو گرم بازاری ہو رہی ہے ہرگز نہیں ہو پاتی۔ ان لوگوں کی غیر سنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہو رہی ہے مگر غلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پر آنچ آئی ہے، یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھے اور ان کے قلم کا رخ اور فکر کا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کے لئے میدان فکر وعمل میں ڈٹے ہیں اور انہوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کر دی ہے۔ آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام وتفہیم کی اتنی مخلصانہ

کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت منداور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں، مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط وضبط بھی بنائے ہوئے ہیں ،ان کی شان میں کانا پھوسی کرنے والوں سے ان کی رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دورخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول آئینۂ حق نما، چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، آپ فرماتے ہیں:

''دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست''

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو اپنا باغی، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد یقین کریں ورنہ حضرت علی کا قول ،قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔ آدھا اِدھر آدھا اُدھر والی پالیسی

شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، دورنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی، اسلامی سیاست ہے۔لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنۂ صلح کلیت کی نشو ونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے ، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں، مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے ،اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں، ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ، دیابنہ کے کفر کی باتیں ہوتی ہیں، ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے، ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے، بہت کشمکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور ناگواری اس کی ہیئت سے جھلکتی ہے۔دوسری چیز یہ کہ یہ بلا تکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق خفی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلادہ گردن سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ حنفی رہتا ہے نہ شافعی، نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی، سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے۔اس طرح ٹپلے کھانا اور در در بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر والا نہیں رہا اُدھر والا ہو گیا ۔ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا، حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صلح کلی نبی کا نہیں دوستو!
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منھ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنویں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے

جو چاہے بنے۔ دیو بندی بنے، وہابی بنے، قادیانی بنے، چکڑالوی بنے، مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو بننا آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دارومدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

جس حرکت وعمل سے عقیدہ کا تاج محل محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو۔ وقت، محنت، پیسہ سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق وکذب کو پہچانے، نور وظلمت میں تمیز کرے اور حسن وقبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو یکلخت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بے داغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کردوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ میں آجائے تو حضرت موصوف نے برجستہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈمڈ کر دینے کی فکر میں ہیں۔ ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کردوں کہ

اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے، اگر چہرے پر بشاشت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جایئے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت پھیلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیا کے ذریعہ، جب یزیدیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہدا کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ، اور آج جب دنیا میں صلح کلیت پھیل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجۃ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی نکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوہ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے، اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔



حضور تاج الشریعہ کا علمی استحضار

مفتی مشکور صاحب ازہری
دار العلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف اڑیسہ

خانوادۂ رضا کے چشم و چراغ، گلشن نوری کے گل رعنا، دنیائے اسلام کی عبقری شخصیت، اہلسنت کے ایک مخلص نقیب و ترجمان، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو قدرت نے بہت سی خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔ آپ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین بھی تھے اور سیرت و کردار میں اپنے بزرگوں کے آئینہ دار بھی۔ آپ کا حسن و جمال بھی بے مثال تھا اور روحانی فیضان و علمی جلال بھی۔ آپ خانقاہ کی شان بھی تھے اور مدرسہ کی ضرورت بھی۔ علماء کے مرجع بھی تھے اور خواص کے مرکز عقیدت بھی۔ گویا اللہ رب العزت نے آپ کو جس قدر روحانیت کا اونچا مقام عطا فرمایا تھا اسی قدر آپ کی علمی شان کو بھی بلند فرمایا۔ آپ کی ذات یوں تو گوناگوں خوبیوں کی حامل اور بے پناہ محاسن و کمالات کی جامع تھی مگر سر دست آپ کے علمی استحضار کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں۔ ؎

کاش وہ کرلیں قبول اس تحفۂ ناچیز کو
پھول کچھ ہم نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

یہ بات بجائے خود تعجب خیز ہے کہ تقریباً ۲۰۰۵ء میں آپ کی آنکھ کا آپریشن ہوا اور تب سے کتب بینی اور مطالعہ کا سلسلہ یکسر بند ہے، اس کے باوجود دنیا بھر سے مختلف

زبانوں میں آنے والے سوالات کے تشفی بخش جوابات انہیں زبانوں میں حوالہ جات کے ساتھ آپ ارشاد فرمایا کرتے۔ یہ آپ کے علمی استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ واقعہ کئی لوگوں کے ساتھ پیش آیا کہ آپ علیہ الرحمہ کسی کتاب کی جلد اور صفحہ کی تعیین فرماتے، تلاش کرنے پر جب وہ عبارت نہ ملتی تو آپ برہم ہو کر فرماتے کہ ٹھیک سے دیکھو فلاں سطر پر ہے، پھر وہ عبارت اسی سطر پر ملتی جن کی نشاندہی آپ فرماتے۔ ایک بار تو کسی غیر ذمہ دار کتب خانہ نے ایک کتاب کی ایک روایت ہی حذف کر ڈالی۔ آپ علیہ الرحمہ کے بتانے پر جب وہ روایت اس کتاب میں نہ ملی تو آپ نے اپنے پرانے نسخہ میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا، پھر وہ روایت اسی جگہ ملی جہاں آپ نے فرمایا۔ یہ کوئی اتفاق نہیں تھا کہ ایسا ایک دو بار ہوا ہو بلکہ آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یافتہ حضرات میری اس بات کی تصدیق کرینگے کہ استحضار کا یہ وصف خاص آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھا۔

غالباً ۲۰۱۱ء کی بات ہے جب تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اڑیسہ میں رسول پور، جلت سنگھ پور (کٹک) تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہمارے ایک دوست حضرت مولانا ریاضت حسین ازہری صاحب کی شادی کو کچھ مہینے باقی تھے، مولانا موصوف نے موقع غنیمت جانا اور یہ ترکیب کی کہ نکاح ابھی تاج الشریعہ سے پڑھوالیا جائے، رخصتی اپنے وقت پر ہوگی۔ چنانچہ نکاح کی یہ مجلس گھر کے اندر منعقد ہوئی جس میں کچھ مخصوص علما، احباب اور لڑکی کے والد بحیثیت وکیل موجود تھے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ نکاح منکوحہ کا وکیل کراتا ہے اور اگر کوئی بڑی شخصیت موجود ہوتی ہے تو خاص اس کے لئے منکوحہ سے اجازت لی جاتی ہے۔ جب آپ سے نکاح پڑھانے کی درخواست کی گئی تو آپ نے یہ خیال فرما کر کہ میرے لئے منکوحہ سے اجازت لے لی گئی ہے، آپ نے لڑکی اور اس کے والد کا نام پوچھ کر مولانا سے فرمایا ''میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر میں تم

سے کر دیا'' مولانا نے قبول کر لیا۔ علاقہ کے ایک مفتی صاحب نے جھٹ سے کہا کہ یہ تو نکاح فضولی ہو گیا۔(کیونکہ مفتی صاحب کو شاید معلوم تھا کہ آپ علیہ الرحمہ کے نکاح کرانے کی اجازت نہیں لی گئی ہے) سارے علماء دم بخود، یہ کیا ہو گیا اور اب کیا ہوگا!۔ مفتی صاحب موصوف کی آواز حضرت علیہ الرحمہ کے کان تک صاف نہیں پہونچی، آپ نے پوچھا'' کیا کہہ رہے ہیں؟'' تب آپ کے کان میں بتایا گیا کے مفتی صاحب کہتے ہیں کہ یہ نکاح فضولی ہو گیا۔ آپ نے جیسے ہی سنا، ایک لمحہ بھی توقف کئے بغیر لڑکی کے والد(وکیل) سے فرمایا'' آپ کہہ دیجئے کہ میں نے یہ نکاح جائز کر دیا''۔ اس علمی استحضار سے مجلس میں جو کیفیت طاری تھی وہ دیکھنے لائق تھی۔ علماء جھوم اٹھے کہ وہ بات جو اب تک کتابوں تک محدود تھی آج تاج الشریعہ نے اس کا نظارہ کرا دیا اور ایک بڑے مسئلہ کو چٹکی میں حل کر کے اعلیٰ حضرت کے علمی جانشین ہونے کا ثبوت بھی پیش فرما دیا۔

جو مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا اس کی ساری باریکیوں پر آپ کی گہری نظر ہوا کرتی۔ جواب ایسا تشفی بخش ارشاد فرماتے کہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ھیکہ آپ ہندوستانی علمائے اہلسنت کے نزدیک مرجع الفتاویٰ کی حیثیت رکھتے تھے۔ علماء کی ایک بڑی جماعت جس مسئلہ کا حل تلاش نہ کر پاتی، آپ اس لاینحل مسئلہ کو پلک جھپکتے ہی حل فرما دیتے، اس کی ایک جھلک مفتی اختر حسین علیمی صاحب کے بیان میں ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ فقہی سمینار بورڈ دہلی میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ عورت کی آواز عورت ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں اکثر مندوبین فرمارہے تھے کہ عورت کی آواز مطلقاً عورت نہیں، بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے وہ آواز عورت ہے۔ ان کا استدلال یہ تھا کے فقہائے کرام نے فرمایا ہے'' **نغمة المرأة عورة** ''۔ راقم کا کہنا ہے کہ نغمگی کی قید نہیں ہے بلکہ جس آواز میں نغمگی، لچک اور

جاذبیت ودلکشی ہو وہ آواز عورت کے حکم میں ہے۔بحث مکمل نہ ہوسکی اور سمینار کا وقت ختم ہوگیا۔راقم دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم کی زیارت سے مشرف ہوکر سمینار میں ہوئی بحث کا خلاصہ عرض کیا۔آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا کہ" **نغمة المرأة عورة** "میں نغمہ سے مراد نغمگی اور خوش الحانی نہیں بلکہ مطلق آواز ہے، دیکھئے فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی نغمہ سے تعبیر کرتے ہیں، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الشہادات میں ہے" **اذالنغمة تشبه النغمة** "یہاں نغمگی مراد نہیں ہے بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔اسی طرح **نغمة المرأة عورة** "میں بھی نغمہ سے خوش الحانی اور نغمگی نہیں بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔" (ازتجلیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۳۳)

سبحٰن اللہ، ذرا سوچئے! اس فقہی بورڈ میں کتنے چوٹی کے علما رہے ہوں گے اور تقریباً سب نے تیاری بھی کی ہوگی، پھر یہ کہ فتاویٰ عالمگیری کائی ایسی کتاب بھی نہیں جو ان مفتیان عظام وعلمائے کرام سے ڈھکی چھپی ہو، مگر جو علمی استحضار ہمارے تاج الشریعہ میں تھا وہ تو خدا کا فضل ہی تھا سائبان بن کر اہلسنت کی حفاظت کرتا تھا۔ع

اب وہ رعنائِ خیال کہاں

حیرت ہوتی ہے جب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مضطر پورنوی کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ کیرلا سے شافعی علما کا ایک وفد تاج الشریعہ سے ملنے بریلی شریف آیا۔بات چلی تو ان علما نے یہ کہا کہ فقہ امام اعظم کی بنیاد عقل وقیاس پر ہے جب کہ فقہ امام شافعی کی اساس حدیث مصطفی پر ہے، لہٰذا اس اعتبار سے فقہ امام شافعی کو فقہ امام اعظم پر فوقیت وبرتری حاصل ہے۔یہ سن کر حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ آپ کا یہ خیال باطل ہے، فقہ امام اعظم کا ہر جزیہ

حدیث مصطفیٰ سے مستفاد ہے۔ ہر قاعدہ اور اصل کا ماخذ کوئی نہ کوئی حدیث ضرور ہے۔ یقین نہ ہوتو فقہ حنفی کا کوئی جزیہ آپ پیش کریں ہم اس کو ان شاءاللہ حدیث سے ثابت کرینگے۔

بظاہر یہ دعویٰ بڑا حیرت انگیز معلوم ہورہا ہے مگر اعلیٰ حضرت کے علمی جانشین کے لئے کیا مشکل تھا! اور ہوا بھی یہی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے بیان کے مطابق ان شافعی علما نے اس وقت فقہ حنفی کے کچھ اصول پیش بھی کئے اور تاج الشریعہ نے ان کو حدیث سے ثابت فرمایا۔ ان حضرات نے جتنے جزئیات پیش کیا حضور تاج الشریعہ نے فوراً ان کو حدیث سے مدلل فرمایا۔ مفتی صاحب موصوف فرماتے ہیں ''اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ حضرت کی زبان سے اعلیٰ حضرت کا علم اور مفتی اعظم کا عرفان بول رہا ہے'' (ملخصا از تجلیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۷۴)

ظاہر ھیکہ ان شافعی علمانے انہیں جزئیات اور اصول کو پیش کیا ہوگا جن کے بارے میں انھیں علم تھا کہ ان کا رشتہ حدیث سے نہیں ہے۔ مگر آج وہ علم کے اس سمندر کے پاس بیٹھے تھے جو اپنے پرائے سب کی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ علما تو پھر بھی اپنے تھے وہ کیوں تشنہ رہتے۔ چنانچہ ان علما کی غلط فہمی دور ہوئی، بریلی آکر روحانی فیضان بھی انہیں نصیب ہوا اور ایک علمی سرمایہ بھی ان کے ہاتھ لگ گیا۔ ع

نہ یہ ہاتھ خالی نہ وہ ہاتھ خالی

کہاں ہیں وہ لوگ جو امام اعظم پر'' **قلیل البضاعة فی الحدیث**'' کا الزام لگاتے پھرتے ہیں؟ وہ بریلی شریف آکے دیکھیں کہ ان کا ایک پیروکار اپنے مذہب کے دلائل کس شان کے ساتھ حدیث سے پیش کررہا ہے، جب ان کے مقلد کا یہ حال ہے تو امام کی حدیث دانی کا اندازہ بھلا کون لگاسکتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ اور اتباع شریعت

مولانا محمد نوشاد عالم مصباحی
صدر مدرس دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی
ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ حضور مفسر اعظم قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت پر خامہ فرسائی کرنا یا آپ کی عظمت شان رقم کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے تاہم عقیدت کیشوں اور سعادت مندوں کی ایک طویل فہرست میں اپنا نام درج کرانے کی خاطر شکستہ تحریر کے ساتھ احقر حاضر ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف، تاج الشریعہ کی وفات وہ سانحۂ عظیم ہے جس نے پوری دنیائے سنیت کو سوگوار کر دیا۔ آپ کی وفات، موت العالِم موت العالَم کی مصداق ہے۔ حضور تاج الشریعہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے، آپ ایک عالم باعمل اور مفتی بے بدل تھے، آپ کی ذات پاک بھی تھی اور پاکباز بھی، آپ کی ذات تمام امت مسلمہ کے لیے سرمایہ افتخار اور قابل فخر تھی۔ آپ دار القضا کے چیف جسٹس اور آسمان فقاہت کے درخشندہ آفتاب تھے آپ دبستان فکر

ماتریدی کے خوشہ چیں اور گلستاں فقیہ حنفی کے سدابہار پھول تھے۔فقہ میں آپ کی ژرف نگاہی اور تعمق نظر کو دیکھتے ہوئے آپ کو تاج الشریعہ کے لقب سے نوازا گیا۔

حضور تاج الشریعہ اتباع شریعت میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے اتباع شریعت آپ کی زندگی کا جزء لاینفک تھا۔مجال نہیں کہ خلاف شرع کوئی امر سرزد ہوجائے یا کسی کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھیں اور خاموش رہ جائیں اسکی ایک جھلک دیکھنی ہو تو ذیل کا واقعہ پڑھیں۔۱۹۹۷ء کی بات ہے جب راقم الحروف دارالعلوم قادریہ رضویہ برجونالہ، کولکاتا میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا،اس سال حضور تاج الشریعہ مٹیابرج کولکاتا تشریف لائے تھے۔حضرت کی آمد کا علم ہوا،بغرض زیارت فقیر مٹیابرج بیگم مسجد پہنچا،کسی نماز کا وقت تھا،نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ حضور تاج الشریعہ لوگوں کو بیعت کریں گے پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی۔ان میں کچھ عورتیں بھی تھیں،جب حضرت نے مرید کرنا شروع کیا تو کچھ عورتیں سامنے آگئیں،آپ نے فوراً سلسلہ بیعت کو موقوف کر کے فرمایا ان عورتوں سے کہو پردہ کریں،سامنے سے دور ہوجائیں ورنہ میں مرید نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ یہ تھا پاس شریعت اور غیر محرموں سے اجتناب!

اتباع شریعت آپ کی کتاب زندگی کا روشن باب اور تقویٰ وطہارت اس کے صاف وشفاف اوراق تھے۔آپ اپنے مریدین ومتوسلین معتقدین اور مسلمانوں کو سنت واتباع شریعت کا درس دیتے رہے اور خود بھی اس پر عمل پیرا رہے۔

بطور شہادت ذیل کا یہ واقعہ پڑھئے:

جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد کے چانسلر ڈاکٹر محمد مجید السعید کو جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی قائد اور رہنما نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے فوراً دعوت کا اہتمام کیا لیکن حضور تاج الشریعہ کو جب معلوم ہوا کہ چانسلر صاحب کی دعوت کسی بڑے ہوٹل میں ہوگی تو آپ نے

اس وجہ سے منع کر دیا کہ وہاں میز کرسی پر کھانے کا انتظام ہوگا اور میں دسترخوان پر کھاتا ہوں۔ رئیس جامعہ صدام کی اس سے پہلے بھی ملاقات پاکستان میں ہو چکی تھی اس لیے وہ آپ کے بارے میں کسی قدر واقف تھے کہ آپ کا کوئی عمل اسلامی طریقے کے خلاف نہیں ہوتا۔ فوراً انہوں نے کہا کہ شیخ جہاں پسند کریں گے میں وہیں ملاقات کے لیے آجاؤں گا چناں چہ ایسا ہی ہوا (تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۱۷۵)۔

زہد وورع کے آپ اس بلند مقام پر فائز تھے کہ سخت سے سخت مشکل اور شدید بیماری میں بھی آپ کا قدم حد شرع سے باہر نہ جاتا تھا، نماز سے تو آپ کو غیر معمولی شغف تھا، ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے بلکہ ایسی حالت میں بھی آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ نماز ادا فرماتے چنانچہ مولانا شہاب الدین صاحب رضوی رقم طراز ہیں: سفر چاہے جیسا ہو ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی حضور تاج الشریعہ نماز کی ادائیگی کے لیے بے چین و بے قرار ہو جاتے۔ اکثر مجھے حکم فرماتے کہ مصلی بچھاؤ، نماز پڑھوں گا چاہے ایئرپورٹ ہو یا ریلوے اسٹیشن، نماز قضا نہیں ہونے دیتے۔ نماز پڑھنے کی سبھی کو تاکید فرماتے، حضرت اکثر مجھ سے پوچھتے کہ نماز پڑھی کہ نہیں، اگر معلوم ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً ۱۵؍سال تک میں حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر حضرت کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ (حیات تاج الشریعہ، ص: ۴۸)

آپ شریعت وطریقت کے حسین سنگم اور مجمع البحرین تھے۔ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور ہم تمامی مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

ایک عاشق رسول کا سفر آخرت

از: مولانا احسان المصطفیٰ قادری

شام ہی سے موسم کا مزاج اداس تھا، آسمان پر بادلوں کے کالے اور سرخ پہاڑ بھی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہے تھے، ادھر جیسے ہی سورج اپنی روشنیوں سمیت روپوش ہوا، علم کے سورج نے بھی اپنی کرنیں سمیٹنی شروع کر دیں۔ اللہ تعالی کے حکم'' کل نفس ذائقة الموت'' کا اظہار اللہ کے ایک محبوب بندہ کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والا تھا، ملک الموت کو حکم دے دیا گیا، بندہ بھی باوضو عشق رسالت میں سرشار ہو کر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی آرزو سجائے منتظر حکم الٰہی رہا۔ فرشتۂ اجل نے جیسے ہی اجازت طلب کی، آپ نے اللہ اکبر کہا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ایک عرصہ تک دنیا کو اپنی روشنی سے منور و تاباں کرنے والا علم کا آفتاب و ماہتاب دنیا کو تاریک و بے سہارا کر کے ڈوب چکا تھا۔ شام کے ٹھیک سات بج کر بارہ منٹ ہوئے تھے، جب اس ولی کامل نے اپنی روشن آنکھوں کو ہمیشہ کے لیے بند کر لیا تھا۔ بیس جولائی جمعہ کی وہ شام اہل سنت و جماعت پر غم و اندوہ کا پہاڑ بن کر ٹوٹی، ہر طرف صف ماتم بچھ گئی تھی، دیوانوں کی آنکھیں اشکبار تھیں، دل خون کے آنسوں رو رہا تھا۔ حزن وملال کی اس کیفیت سے آسمان کی آنکھیں بھی برس پڑی تھیں، معتقدین زار و قطار رو رہے تھے، مریدین آہ و بکا کر رہے تھے، ہمارے نین بھی ساون بھادو برسا رہے تھے، واہ

حسرتا! شریعت کا علمبردار چلا گیا ، ہائے افسوس! مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسباں چلا گیا۔اب کون ہے جس پر امت محمد یہ اعتماد کرے۔کون ہے جوملت کی تطہیراور حمایت حق کا فریضہ انجام دے؟ کون ہے جسے دیکھ کر بے چین روح قرار پائے۔اب کون ہے جسے لوگ اپنا فیصل تسلیم کریں؟اب کس کے سائے میں فقہ کی گتھیاں سلجھیں؟

وصال کی خبر جیسے ہی عام ہوئی ،لوگوں پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی ، ہر طرف اداسی اور سوگواری چھا گئی تھی ، جو جہاں تھا وہیں مغموم تھا،یتیمی کی کیفیت سے سبھی دو چار تھے ۔ چہار جانب سے لوگ بریلی شریف کے لیے نکل پڑے تھے ، جو جہاں تھا وہیں سے پا بہ رکاب تھا۔اپنے محبوب کے دیدار کے لیے ہم بھی حضور محدث کبیر مدظلہ کی معیت میں نکل پڑے تھے، چار گاڑیوں کا ہمارا قافلہ طلوع فجر سے پہلے بریلی شریف پہنچ گیا تھا۔

جمعہ کی رات ہی سے زیارت کا سلسلہ جاری تھا،حضور تاج الشریعہ کے دیدار کے لیے انسانوں کا ایک ہجوم امڈ پڑا تھا،موسلا دھار بارش سے بھی عوام کے جذبات سرد نہیں ہو رہے تھے،لوگ قطار در قطار آتے اور دیدار سے مشرف ہوکر دوسری طرف سے نکل جاتے ۔ہجوم کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو حجرے میں آنے سے روک دیا گیا تھااور کھڑکیوں کے ذریعہ ہی دیدار کی لذت سے قلب وجگر کو تسکین کا سامان فراہم کیا گیا۔ حضور کی زیارت کے لیے لوگ گھنٹوں پانی میں کھڑے رہے،اور کتنے ہی افراد گھنٹوں انتظار کے باوجود زیارت سے محروم رہے۔اکابرین، سادات کرام، مشائخ عظام بھی بڑی جدو جہد اور مشقت کے بعد اس در تک پہنچتے ،البتہ خواص کی رسائی اندر حضور کے کمرے تک تھی ۔زیارت کے بعد حضور تاج الشریعہ کے بارے میں لوگوں کا یہ عام بیان تھا: کہ حضور کا نورانی چہرہ گلاب کی طرح کھل رہا تھا ، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ابھی آنکھیں کھول دیں گے،ابھی کچھ بول دیں گے۔حضور محدث کبیر مدظلہ العالی بھی بریلی شریف پہنچ کر سب سے پہلے زیارت کے لیے در دولت پر حاضر ہوئے۔زیارت کے بعد حضرت کا

یہ تاثر تھا: ''ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضور کے چہرۂ مبارک سے نور کی بارش ہو رہی ہو، چہرے سے بیماری کی کیفیت بالکل عیاں نہیں ہو رہی تھی، اس قدر خوب صورت نظر آ رہے تھے گویا کبھی بیمار ہی نہ رہے ہوں''۔

زیارت کا یہ سلسلہ وقتاً فوقتاً موقوف ہونے کے بعد اتوار کے روز تک جاری رہا۔ اسی دن طلوع فجر کے بعد تقریباً چار بج کر پینتالیس منٹ پر غسل کا اہتمام کیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اہلیہ مکرمہ مخدومہ اماں جی مدظلہا کے حکم سے جن افراد کو غسل میں شرکت کا حکم دیا گیا تھا، وہ یہ ہیں: حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ، جانشین حضور تاج الشریعہ حضور علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ، شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خان قادری، داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ منسوب رضا خان صاحب، داماد شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عاشق حسین صاحب کشمیر۔ ان کے علاوہ انجینئر برہان میاں، سید کیفی وغیرہ بھی موجود تھے۔ حضور محدث کبیر نے اپنا جانشین اپنے شہزادہ حضرت علامہ مفتی جمال مصطفیٰ قادری صاحب کو مقرر کر دیا اور فرمایا کہ میں حضور کو اس حال میں دیکھ کر برداشت نہ کر سکوں گا۔ غسل کے بعد حضور کو کفن زیب تن کیا گیا اور شیشہ کے غلاف سے آراستہ فیریزر بیڈ پر حضور کے جسد مبارک کو رکھ کر، بیڈ کو آنگن میں کر دیا گیا، تاکہ مخصوص لوگ زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں۔

تقریباً ساڑھے سات بجے خاندان والوں نے اشکبار آنکھوں اور مغموم دل کے ساتھ آخری دیدار کیا۔ آٹھ بج کر بیس منٹ پر ایک شور بلند ہوا، سسکیاں آہ و فغاں میں تبدیل ہو گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جنازہ کاندھوں پر اٹھا لیا گیا۔ مستورات اور گھر والوں نے یتیمی کا احساس لیے، درد و کرب کے عالم میں اپنے محبوب اور دنیا و آخرت کے سہارا کو آنسوؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ جنازہ کیا اٹھا علم کی ایک دنیا اٹھ گئی۔ لاکھوں کا ازدحام تھا، علم کی یہ شمع تو کروڑوں دلوں کو منور کر کے بجھ گئی تھی، لیکن پروانوں کا ہجوم ویسا ہی

تھا۔علم کا یہ پہاڑ کاندھوں سے ہوتے ہوئے ازہری گیسٹ ہاؤس کے مین گیٹ پر لایا گیا، یہاں سے جنازہ مبارک کو گاڑی کے ذریعہ اسلامیہ انٹر کالج لے جانا تھا، بہت ہی احتیاط کے ساتھ جنازہ کو گاڑی پر رکھا گیا۔حضور علامہ عسجد میاں صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، برہان میاں، علامہ عاشق حسین صاحب، سلمان حسن، حسام میاں گاڑی پر چڑھ کر جنازہ کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے، اور دیوانوں کے ہجوم میں ایک عاشق صادق کا جنازہ بہت ہی دھوم سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

نماز جنازہ کے لیے ۱۰ بجے کا وقت مقرر تھا۔اسلامیہ انٹر کالج کا وسیع میدان نماز جنازہ کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔پورا شہر بریلی ابن آدم سے بھر چکا تھا، اسلامیہ انٹر کالج، روڈ، گلیاں، آس پاس کے مکانات کی چھتیں۔اسلامیہ انٹر کالج کے بغل میں راجکیہ انٹر کالج ہے، وہاں بھی آدمیوں کا سیلاب تھا، بلکہ جسے جہاں جگہ ملی، وہیں اس نے صف لگا لی۔ بتایا جاتا ہے کہ کئی کلومیٹر دور تک صف لگائی گئی تھی، بلکہ گاڑیوں، بسوں میں بھی لوگ صف بستہ کھڑے تھے۔اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے والے روڈ پر بھی انسانوں کی بھیڑ تھی، اس لیے جنازہ کی گاڑی کو کالج کے اندر لے جانے کی بجائے کالج کے سامنے پولیس چوکی کے پاس ہی روک دیا گیا، اور وہیں جنازہ رکھ کر نماز پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، تا کہ میت سے آگے ہونے والے لاکھوں عقیدت مندوں کی نمازیں ضائع نہ ہوں۔دیوانوں کے ازدحام کی وجہ سے گاڑی سے جنازہ اتارنا انتہائی مشکل کام تھا، اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ جنازہ گاڑی ہی پر رہنے دیا جائے، اور کراہت دور کرنے کے لیے گاڑی سے متصل ہی چھوٹے ٹرک کے مثل ایک گاڑی اور لگادی جائے، جس پر امام کھڑا ہو جائے اور اس کے پیچھے ایک صف لگا دی جائے، اس طرح کوئی کراہت بھی نہ ہوگی اور جنازہ اتارنے کی مشقت اور بے ادبی سے بھی بچا جا سکے گا۔دس بج کر پچاس منٹ پر جانشین حضور تاج الشریعہ حضور عسجد میاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاکھوں لوگوں نے مائک کے

بغیر حضور کی نماز جنازہ ادا کی۔ حضور کے جنازے میں انسانوں کی تعداد کتنی تھی؟ یہ اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے، البتہ جنازہ کی تعداد پر واویلا مچانے والوں کے لیے حضور نجیب میاں مد ظلہ العالی کا یہ جواب ہمیں بہت پسند آیا۔ آپ فرماتے ہیں: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنازہ میں صرف لاکھ، ڈیڑھ لاکھ لوگ پہنچے تھے۔ ارے میاں سن لو حضور تاج الشریعہ کے جنازہ میں لاکھ دیڑھ لاکھ تو صرف حاسدین پہنچے تھے۔

نماز جنازہ کے بعد ایک مشکل ترین مرحلہ تدفین کا تھا۔ تدفین کے لیے ازہری گیسٹ ہاؤس کا انتخاب کیا گیا تھا، ازہری گیسٹ ہاؤس روضہ اعلیٰ حضرت سے بالکل قریب ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی وصیت بھی تھی کہ میرا انتقال جہاں کہیں بھی ہو، میری قبر کسی ولی کامل کے قریب بنائی جائے۔ یہ وصیت آپ کی پوری ہوئی اور امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے جوار میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔ تقریبا بارہ بجے مقررہ جگہ پر جنازہ لایا گیا، ساڑھے بارہ بجے تدفین کا عمل شروع ہوا۔ علامہ عسجد رضا صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، انجینئر برہان میاں صاحب قبر میں اترے، اور علامہ عاشق حسین صاحب، سلمان حسن صاحب اور دیگر حضرات نے جسم مبارک کو اٹھا کر قبر میں اتارا۔ اور اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق، علم کا کوہ گراں، شریعت و مسلک کا پاسباں ہم اہل سنت و جماعت کو تڑپتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے



تاج الشریعہ اوران کا علمی مقام

مولانا جلال الدین رضوی
بھلائی چھتیس گڑھ

اس خاکدان گیتی پر بے شمار خاصان خدا تشریف لائے اور چلے گئے مگر انہیں میں ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہیں جو اپنے عہد میں مرجع خلائق اور آرزؤں کا مرکز رہیں۔ زمانہ جن کی علمی، دینی، ملی، مذھبی، مسلکی، روحانی، سماجی، تصنیفی، تبلیغی خدمات کا اعتراف کرتا رہا۔ اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر و عمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے رہے۔

ایسی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں، مقبول الانام شخصیتوں میں سے ایک جانشین سرکار مفتی اعظم، وارث علوم اعلی حضرت، مرجع عالم اسلام، شیخ الانام، یادگار حجۃ الاسلام، حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات تھی۔ آپ ہر جہت اور ہر اعتبار سے اپنے آبا و اجداد کے سچے وارث اور جانشین تھے۔ علم و فضل، زہد و تقوی، خلوص وللہیت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پیکر اور پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔

سرکار تاج الشریعہ کے علمی مقام کا اندازہ اتنا ہی مشکل ہے جتنا سمندر سے موتی نکالنا۔ آپ کو اللہ تبارک وتعالی نے مختلف علوم وفنون کی دولت بے بہا سے سرفراز کیا۔ آپ کی علمی لیاقت کا اندازہ آپ کی مختلف زبانوں میں کی گئی آپ کی تصنیف و تالیف، تعریب وتشریح سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کی علمی، فقہی لیاقت کو سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے بخوبی جانچا پرکھا اور پھر ایک دن فرمایا "اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے یہ کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے تم اس کام کو انجام دو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں"۔

سرکار تاج الشریعہ کو یوں تو بے شمار علوم وفنون اللہ عزوجل و سرکار دوعالم علیہ السلام کی عطا سے حاصل تھے مگر مندرجہ ذیل فنون پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

(۱)علم تفسیر (۲) اصول حدیث (۳)علم حدیث (۴)اصول حدیث (۵)اسماء رجال (۶)جرح وتعدیل (۷)فقہ (۸)اصول فقہ (۹)علم الفرائض (۱۰)عقائد (۱۱)علم کلام (۱۲)علم صرف (۱۳)علم نحو (۱۴)علم معانی (۱۵)علم بیان (۱۶)علم بدیع (۱۷)منطق (۱۸)فلسفہ (۱۹)ریاضی (۲۰)مناظرہ (۲۱)علم ہیئت (۲۲)حساب (۲۳)ھندسہ (۲۴)تکسیر (۲۵)قرأت (۲۶)تجوید (۲۷)تصوف (۲۸)سلوک (۲۹)اخلاق (۳۰)سیر (۳۱)تاریخ (۳۲)لغت (۳۳)اردوادب (۳۴)عربی ادب (۳۵)فارسی ادب (۳۶)انگریزی ادب (۳۷)عروض وقوافی (۳۸)توقیت (۳۹)جفر (۴۰)رضویات (۴۱)ردمذاہب باطلہ۔

سرکار تاج الشریعہ کی فتوی نویسی

فتوی نویسی خانوادہ رضا کا علامتی نشان رہا ہے۔ یہ سلسلہ غالبا ۱۳۸۱ھ میں آپ کے جد اعلی مجاہد آزادی حضرت علامہ رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو آپ کے مشفق ومہربان نانا و مرشد گرامی سرکار مفتی اعظم ھند علیہ الرحمہ و حضرت علامہ سید افضل حسین مونگیری رحمہ اللہ کی خاص نگہ تربیت نے خوب سے خوب تر بنا دیا۔ سرکار تاج الشریعہ خود اپنی زبان سے فرماتے ہیں "شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت

میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتیٔ اعظم کا علمی و روحانی فیض پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے"۔

سرکار تاج الشریعہ کا استحضار علمی

آپ کو اللہ عزوجل نے کئی اعتبار سے سرکار اعلی حضرت فاضل بریلوی کی نیابت عظمی سے سرفرز فرمایا تھا ان میں سے ایک خاص چیز قوت حافظہ بھی ہے۔ آپ نے باضابطہ حفظ قرآن نہیں کیا تھا لیکن جب آپ اپنی گفتگو کو دلائل و براہین سے مزین فرماتے تو بے شمار قرآنی آیات اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت فرماتے دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا جیسا کہ آپ نے باضابطہ حفظ قرآن وحدیث کیا ہو۔ اس کی ایک مثال حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی ملاقات میں ملتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اور علامہ یسین اختر مصباحی دونوں حضرت قبلہ کے مہمان خانے پر حاضر تھے اور علمی مذاکرہ چل رہا تھا دریں اثناء ایک چھوٹا سا طالب علم اندر آیا اور سلام کے بعد بڑی جلدی جلدی بولنے لگا کہ دو عجیب سی پگڑی پہنے ہوئے آئے ہیں شاید قادیانی معلوم پڑتے ہیں۔ میں انہیں منع کر دوں حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے اس طالب علم سے کہا کہ تم اجازت لینے آئے ہو یا فیصلہ سنانے آئے ہو۔ پھر اس کے بعد میں حضرت کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا حضور آپ ان سے ملنے تو نہیں گئے وہ خود آپ سے ملنے آئے ہیں خدا کرے ان کا ایمان درست ہو جائے۔ المختصر یہ کہ وہ دونوں حضرات جناب شیخ ابو بکر مصلیار اور انکے ساتھ ایک اور شافعی عالم اندر تشریف لائے انہوں نے عربی میں کلام شروع کیا اور مکمل گفتگو عربی میں ہوتی رہی وہ شافعی علماء جب کسی موضوع پر دو حدیث پاک پڑھتے تو سرکار تاج الشریعہ اسی موضوع پر پانچ سات حدیثیں بیان فرماتے۔

الجامعۃ الاشرفیہ کے فقہی سیمینار میں آپکی صدارت

اس فقیر قادری کو تقریبا پانچ سال ازھر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں اکتساب علم کا

موقع میسر رہا میں نے دیکھا کہ ہر سال فقہی سیمینار میں تشریف لاتے اور سیمینار کی صدارت فرماتے کئی جدید مسائل پر فقہاو مفتیان کرام کی گفتگو ہوتی مگر تاج الشریعہ کا موقف حرف آخر کی حیثیت رکھتا۔حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ، حضرت قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی شبیر صاحب قبلہ، حضور محدث کبیر، حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ انکے علاوہ ھندوستان کے طول وعرض سے مفتیان کرام تشریف لاتے مگر سرکار تاج الشریعہ مرجع کی حیثیت سے ان میں جلوہ افروز ہوتے۔

حضرت سرکار تاج الشریعہ کا جامع الازہر شریف کے چانسلر سے علمی مذاکرہ

جامع الازہر شریف کے اساتذہ کی خصوصی دعوت پر آپ قاہرہ مصر تشریف لے گئے معینہ تقریب سے فراغت کے بعد وہاں کے چانسلر (جوکہ عرب دنیا کے بہت بڑے عالم دین تھے) سے ملاقات ومذاکرات کا سلسلہ ہوا اس دوران حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کے حوالے سے گفتگو شروع ہوئی الحمدللہ دوران گفتگو آپ نے تقریبا سو سے زائد احادیث نبوی اور بے شمار آیات قرآنیہ سے یہ ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ تارح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ کی تصانیف

سرکار تاج الشریعہ کا اکثر وقت مذھبی جلسوں کی شرکت اور بیرون ممالک کے سفر میں گزرتا تھا۔آپنے اپنی علمی مشغولیات ومصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔مولانا شہاب الدین رضوی نے اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) الحق المبین عربی (۲) دفاع کنز الایمان (۳) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۴) مرآۃ النجدیہ بجواب البریلویہ جلد اول، دوم عربی (۵) تصویروں کا شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) شرح حدیث الاخلاص (۸) حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد تارح یا آزر (۹) دفاع

کنز الایمان (کتابچہ) (۱۰) ایک اہم فتوی (۱۱) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۲) آثار قیامت (۱۳) ہجرت رسول (۱۴) القول الفائق لحکم الاقتداء بالفاسق (۱۵) حاشیہ البخاری (۱۶) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۷) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (۱۸) اسماء سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ وغیرہ۔ (حیات تاج الشریعہ ص۔ ۱۵۰ مطبوعہ ممبئی)

ان کے علاوہ سرکار تاج الشریعہ کے فتاوے ہیں جن میں سے کچھ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی زیر طباعت ہیں۔ آپ یقیناً وارث علوم اعلیحضرت ہیں۔ آپ کے فتاوے کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اعلیحضرت کا فتوی دیکھ رہے ہیں۔ ممتاز الفقہا حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری برکاتی امجدی دام ظلہ علینا نے بجا فرمایا۔

"تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں"

سرکار تاج الشریعہ کی عربی اور اردو شاعری

آپ اس فن میں بھی اپنے جد اعلی سرکار اعلیحضرت اور سرکار مفتئ اعظم رضی اللہ عنہما کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شعر گوئی میں قدرت نے آپ کو وہ کمال عطا فرمایا کہ معاصر نعت گو شاعروں، خاص طور پر نئی نسل کے نعت گویوں میں وہ احتیاط اور ادب شناسی نہیں ملتی۔ اور حق یہ ہے کہ جو جتنا بارگاہ رسول کا ادب شناس ہوگا وہ اتنا ہی عظیم نعت کا شاعر ہوگا۔ نعت گوئی کے لیے بنیادی چیز عشق رسول کا ہونا ہے جو آپ کو وراثتاً عطا ہوئی تھی۔ جبھی تو آپ کے کلام میں عشق رسول کی سرمستیاں جا بجا نظر آتی ہیں ہر عاشق کی تمنا ہوتی ہے کہ اسکا دم محبوب کے قدموں میں نکلے۔ آپ فرماتے ہیں۔

حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا
انکے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا

☆☆☆



تجزیات

حضور تاج الشریعہ: عربی تصانیف کا تعارف

طارق انور مصباحی (کیرلا)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، فخر ازہر، قاضی القضاۃ فی الہند، محقق لاثانی، عالم ربانی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک تاریخ ساز، نادر روزگار، منفرد و یگانہ شخصیت اور علم و عمل کے مجمع البحرین کا نام ہے۔ آپ کا ظاہر و باطن ہر دو یکساں تھا۔ حق گوئی و حق شناسی آپ کا وصف خاص تھا۔ آپ نے زندگی بھر دینی و علمی، تعمیری و تبلیغی، اشاعتی و تحریکی خدمات انجام دیں۔ آپ کی حیات و خدمات کی متعدد جہات ہیں۔ قلمکاران و محررین حتی الامکان ان جہات عالیہ سے قوم کو روشناس کرانے کے لیے قرطاس و قلم سنبھال چکے ہیں اور جلد ہی ہزاروں صفحات قوم کو نظر نواز ہونے والے ہیں۔

۳۰/اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸: ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ کو جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) میں عرس چہلم ہے۔ عرس چہلم کے موقع پر ہندوستان بھر سے دو درجن سے زائد خاص نمبر حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی حیات و خدمات سے متعلق شائع ہو رہے ہیں۔ یہ بھی ایک تاریخ ساز مرحلہ ہے۔ کسی عظیم فرد کی وفات پر بیک وقت اتنے خصوصی مجموعے شائع ہوتے ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، نہ کبھی سنا تھا۔ آپ بروز منگل ۱۴: ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ بروز جمعہ بعد نماز

مغرب ۷؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے۔

دنیا بھر کے سنی مسلمانوں سے ربط باہمی کی تدبیر

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے وابستگان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب ربط باہمی کے زیادہ وسائل نہیں تھے، تب دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے آشنا اور کچھ نہ کچھ ربط و تعلق رکھتے تھے۔ آج ذرائع و وسائل بہت زیادہ ہو گئے۔ دور دراز ممالک تک بذریعہ فلائٹ چند گھنٹوں میں پہنچا جا سکتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا و پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا کے ذریعہ چند لمحوں میں اپنی بات ساری دنیا تک پہنچائی جاسکتی ہے، یا کسی سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کا باہمی ربط و تعلق انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس جانب توجہ دینی چاہئے اور ربط باہمی کی کوشش کرنی چاہئے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مختلف کتابوں اور فتاویٰ پر اس عہد کے علمائے عرب کی تصدیقات وتقریظات ہیں ،مثلاً الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ،فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین ،حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین وغیرہ پر علمائے عرب کی تائیدات وتصدیقات موجود ہیں۔ ان علمائے کرام کے وابستگان ومتعلقین، تلامذہ ومعتقدین کچھ نہ کچھ موجود ہوں گے۔ ہمیں ان سے رابطہ کر کے دنیا بھر کے سواد اعظم کے مابین ربط باہمی کو فروغ دینا چاہئے۔ غیروں نے تو ان لوگوں کو قتل کرانے کی کوشش کی، جنہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے فتاویٰ کی تصدیق کی تھی۔ ایسی صورت میں ہمیں اپنے تعلق والوں سے تعلقات کو تازہ کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ شفیع میاں ابن شیخ سید میاں علوی قادری، ساکن ماتر کھیڑہ گجرات نے حسام الحرمین کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقرظین ومصدقین میں سے جو باقی تھے، یا ان کی اولاد میں سے بچے رہ گئے تھے، ان کو اس بڑھوتی عمر میں خلیل احمد انبیٹھوی علیہ مایستحقہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کرادیا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون-و اشد مقت اللّٰہ علٰی کل کافر ملعون“۔

(الصوارم الہندیہ ص ۱۱۷-دار العلوم رضائے خواجہ: اجمیر شریف)

عربی اور انگریزی تصانیف کے اسباب وعلل

اہل ہند اردو زبان سمجھتے ہیں۔ اردو رسائل وکتب سے اہل ہندو پاک بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بہت سی کتابیں اردو زبان میں تحریر فرمائیں، اسی طرح عربی اور انگریزی میں بھی بہت سی مستقل تصانیف ہیں۔ عرب ممالک اور ایشیا کے علاوہ دیگر براعظم سے بھی آپ کے پاس استفتاو دینی ومذہبی سوالات انگریزی زبان میں آتے، آپ انگریزی زبان میں خود سے ان کے جوابات وفتاویٰ تحریر فرماتے۔ آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کے بہت سے رسائل وکتب کا بھی عربی میں ترجمہ کیا، تاکہ اپنا پیغام عرب ممالک تک بھی پہنچایا جاسکے۔ آپ نے بہت سے راستے بنادیئے ہیں۔ اب ہمیں اسی راہ پر چل کر مزید آگے تک جانا چاہیے، اور جہاں بھر کے اہل سنت وجماعت سے تعلقات استوار کرنے چاہیے۔

آپ نے عربی ممالک، یوروپین ممالک، افریقی ممالک، امریکہ ودیگر ممالک عالم کے بھی دورے کیے۔ اب ضرورت ہے کہ جن علاقوں میں حضور تاج الشریعہ کی آمد ورفت جاری رہی، ان علاقوں کے علما ومشائخ سے ہم اپنا ربط وتعلق قوی ومستحکم کریں اور حسب موقع وہاں پہنچنے کی بھی کوشش کریں۔ اس طرح سارے جہاں کے اہل سنت وجماعت ایک لڑی میں پروئے جاسکتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی عربی وانگریزی اور

اردو تصانیف کی ناتمام فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

عربی تصانیف

(۱)الحق المبین (۲)الصحابة نجوم الاهتداء(۳)شرح حدیث الاخلاص(۴)نبذة حیاة الامام احمد رضا (۵)سد المشارع (۶)الفردة شرح القصیدة البردہ(۷)تعلیقات الازهری علیٰ صحیح البخاری (۸)تحقیق ان ابا سیدنا ابراهیم علیه السلام تأرخ لا آزر (۹)مرأة النجدیة بجواب البریلویه(۱۰)روح الفواد بذکریٰ خیر العباد(صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم)(۱۱)نغمات اختر (نعتیه دیوان)(۱۲)نهایة الزین فی التخفیف عن ابی لهب یوم الاثنین (۱۳)حاشیة عصیدة الشهدة شرح القصیدة البردہ۔

اردو کتابوں کا عربی ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل اردو کتب ورسائل کا عربی ترجمہ کیا۔

(۱)سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (۲)دامان باغ سبحان السبوح(۳)القمع المبین لآمال المکذبین(۴)برکات الامداد لاهل الاستمداد (۵)تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون (۶)قوراع القهار فی الردعلی المجسمة الفجار(۷)النهی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۸)حاجز البحرین الواقع من جمع الصلاتین(۹)صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ(۱۰)فقه شهنشاه وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ(۱۱)اهلاك الوهابین علیٰ توهین قبور المسلمین(صیانة القبور) (۱۲)شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳)الهاد الکاف فی حکم الضعاف(۱۴) الامن والعلی لناعتی المصطفٰی بدافع البلا۔

انگریزی تصانیف

1= Asar E Qiyamat
2= Fatwa on Wearing of The Tie
3= Azharul Fatawa
4= A Just Answer to The Based Author
5= The Companions are the Stars of Guidance
6= The Pinnacle of Beauty
7= Of Pure Origin (On the Identity of Prophet Ibrahim,s Father)

عربی کتابوں کا اردو ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عربی کتب ورسائل کا اردو ترجمہ کیا۔

(۱)انوار المنان فی توحید القرآن (۲)المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند(۳)الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی (۴)قصیدتان رائعتان(۵)عطایا القدیر فی حکم التصویر

اردو زبان میں تصانیف

(۱) ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد: تارخ یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنو، چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (۹) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۰) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (۱۱) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۲) سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳) فضیلت نسب (۱۴) تصویر کا مسئلہ (۱۵) اسمائے سورہ فاتحہ (۱۶) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۷) افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۸) سعودی

مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) فتاویٰ تاج الشریعہ (المواهب الرضوية فى الفتاوى الازهريه)(۲۰) چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (۲۱) مقدمہ: تجلية السلم فی مسائل نصف العلم (۲۲) منحة البارى فى حل صحيح البخارى (۲۳) کفر، ایمان، تکفیر۔

عربی تصانیف کا تعارف

(۱) الفردة فی شرح قصیدة البردة

حضور تاج الشریعہ کی یہ بے مثال تصنیف ہے۔ امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: محمد بن سعید بن حماد بن عبد اللہ صنہاجی مصری، شرف الدین، ابو عبد اللہ (۶۰۸ھ-۶۹۶ھ-۱۲۱۲ء-۱۲۹۶ء) کا ''قصیدہ بردہ'' سارے جہاں میں مشہور ومعروف ہے۔ اس کے فوائد وبرکات اور دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس قصیدہ کی قبولیت سے سارا عالم اسلام واقف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں تحریر کی گئیں۔ عربی زبان میں بھی متعدد شرحیں موجود ہیں۔ مشہور مقولہ ہے:

ع/ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ممدوح گرامی کی شرح علمی دنیا میں خوب پسند کی گئی۔ علمائے عرب نے بھی اس کی تحسین فرمائی۔ صاحبزادۂ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری نے اپنے خاص صرفے سے اسے شائع کیا۔ کتاب ۳۲۱ صفحات کی ہے۔ یہ کتاب بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب بھی ہے۔ یہ کتاب کی قبولیت وافادیت پر واضح دلیل ہے۔

اس کا اردو ترجمہ وشرح حضرت علامہ ارسلان رضا قادری نے ''الوردة شرح البردة'' کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ مکتبہ رحمانیہ رضویہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔

وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے تحریر

فرمایا:”فقد اقترح منی بعض خلص الاحباب ان اشرح لهم قصیدة البردة التی انشدها الشیخ الامام شرف الدین البوصیری قدس اللّٰہ سرہ فانجاحًا لطلبتهم عزمت علیٰ ان اشرحها اسعادًا لهم وتیمنًا بهذه القصیدة المیمونة المبارکة متکلًا علی اللّٰہ ومستعینًا به وهو حسبی ونعم الوکیل“۔

(الفردۃ شرح البردۃ ص ۱۷- جامعۃ دراسات الرضا بریلی شریف)

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض مخلص احباب نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے لیے قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھوں، جسے شیخ امام شرف الدین بوصیری قدس سرہ العزیز نے نظم کیا تو ان احباب کی طلب کی تکمیل کے لیے میں نے اس کی شرح کا قصد کیا، انہیں باسعادت بنانے کے لیے اور اس بابرکت قصیدہ مبارکہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے، بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اور اسی سے مدد طلب کرتے ہوئے، اور وہ مجھے کافی ہے اور بہترین نگہبان ہے۔

(۲) تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری

قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ علامہ ازہری نے اس پر حاشیہ تحریر فرمایا۔ مغلق مقام کی توضیح کی۔ بعض مقامات میں محدث احمد علی سہارن پوری کے حواشی کی بھی توضیح وتنقیح فرمائی ہے۔ حضرت محدث سہارن پوری علیہ الرحمہ حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی (م ۱۹۱۶ء) کے استاذ تھے۔ محدث سورتی علیہ الرحمہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے مخلص احباب میں تھے۔ اس حاشیہ کا ایک حصہ ”نموذج حاشیۃ الازہری“ کے نام سے المجمع الرضوی ۸۲: سوداگران (بریلی شریف) سے شائع ہوا تھا۔ یہ ۴۸: صفحات پر مشتمل تھا، پھر یہ حاشیہ دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوا۔ جلد اول میں ۴۴۱ صفحات ہیں۔ جلد دوم ۳۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

امین قوم وملت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی قادری دام ظلہ الاقدس

(مارہرہ مقدسہ) کی تحریک پر سال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۹ء میں ازہر ہند: جامعہ اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڈھ: یوپی) میں ''مجلس برکات'' کا قیام عمل میں آیا۔ حضور امین ملت دام ظلہ الاقدس ''مجلس برکات'' کے سرپرست ہیں، اور ممدوح گرامی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے بھی سرپرست ہیں۔ مجلس برکات کی جانب سے بہت سی درسی کتابیں جدید حواشی کے ساتھ شائع کی گئیں۔ یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ استاذ عالی المراتب حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق شیخ الجامعہ وناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ (مبارک پور) نے حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری قدس سرہ العزیز سے صحیح بخاری پر حاشیہ لکھنے کی درخواست کی۔ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے کثرت مشاغل اور قلت فرصت کے باوجود اس عرضی کو شرف قبولیت عطا فرمائی۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ (جلد اول) کے خطبہ میں فقہائے مجتہدین کے اسمائے گرامی اور بہت سی فقہی کتابوں کے ناموں کا تذکرہ شامل فرمایا ہے۔ اسی طرز پر تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے حاشیہ بخاری کے خطبہ میں علم اصول حدیث کی اصطلاحات اور حدیث کے اقسام ومصطلحات کا تذکرہ انتہائی عمدگی کے ساتھ فرمایا ہے۔ افادۂ عامہ کی خاطر وہ خطبہ سپرد قرطاس کیا جاتا ہے۔

''الحمدﷲ المسلسل احسانه، المتصل انعامه، غیر منقطع ولا مقطوع فضله واکرامه، ذکره سند من لا سند له، واسمه احد من لا احد له۔

فافضل الصلوات العوالی النزول واکمل السلام المتواتر الموصول، علٰی اجل مرسل، کشاف کل معضل، العزیز الاعز المعز الحبیب، الفرد فی وصل کل غریب، فضله الحسن مشهور مستفیض، وبالاستناد الیه یعود صحیحا کل مریض، قد جائه جوده المزید، فی متصل الاسانید، بل کل فضل الیه مسند، عنه یروی والیه یرد،

فسموط فضائله العلية، مسلسلات بالاولية، وكل درجيد من بحره مستخرج، وكل مدرجود فى سائله مدرج، فهو المخرج من كل حرج، وهو الجامع، وله الجوامع، علمه مرفوع، وحديثه مسموع، ومتابعه مشفوع، والاصر عنه موضوع، وغيره من الشفاعة قبله ممنوع، فاليه الاسناد فى محشر الصفوف، وامر الموقف علىٰ رأيه موقوف، حوضه المورود، لكل وارد مسعود، فيافوز من هو منه منهل، ومعلول فيه كل علة من معلل، تزول حزبه المعتبر، والشذوذ منه منكر، وطريق الشاذ الىٰ شواظ سقر، حافظ الامة من الامور المدلهمة الذاب عنا كل تلبيس وتدليس، والجابر لقلب بائس مضطرب من عذاب بئيس، الحاكم الحجة الشاهد البشير، معجم فى مدحه كل بيان وتقرير، علوه لا يدرك، وما عليه مستدرك، مقبوله يقبل، ومتروكه يترك، تعدد طرق الضعيف اليه، فمن سنته الصحاح التعطف عليه، فيجبر باعتضاده قلبه الجريح، ويرتقى من ضعفه الىٰ درجة الصحيح، مدار اسانيد الجود والاكرام، منتهى سلاسل الانبياء الكرام، صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ملأ آفاق السماء واطراف العالم، وعلىٰ آله وصحبه وكل من رج اليه وحزبه، رواة علمه ودعاة ادبه، وعلىٰ كل من له وجادة ومناولة، من افضاله الواصلة الدارة المتواصلة، بحسن ضبط محفوظ النظام، من دون وهم ولا ايهام، ولا اختلاط بالاعداء اللئام، ماروى خبر وحوى اجازة، وغلب حقيقة الكلام مجازه: آمين"۔

(تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری ص ۴۰، ۴۱-فکر رضا آرگنائزیشن)

(۳) سد المشارع فى الرد علىٰ من يقول ان الدين يستغنى عن الشارع

ایک خلاف اسلام نظریہ قائم کیا گیا کہ مذہب اسلام کو شارع اسلام حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ خلاف اسلام ہے، اور یہود ونصاریٰ کی سازش ہے۔ اس کتاب کو ''دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ شارع الشیخ ریحان - عابدین (القاہرۃ: مصر) نے سال ۲۰۱۱ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری نے رقم فرمایا: ''قوله ''الدين لايحتاج الى احد حتى الى الرسول صلى الله تعالٰى عليه وسلم قول صحيح ثابت فى الكتاب والسنة''۔

اقول: هذه دعوى ما عليها بينة ولا هي مبرهنة وزعمه انه قول صحيح ثابت دعوى باللسان، بل هو محض البهتان وهدم لاساس الدين وسوء ادب مع اصل الايمان والدين سيدنا محمد الصادق الامين وقطع للوسيلة''۔

(سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع ص ۴)

ترجمہ: قائل کا قول: دین اسلام کسی کا محتاج نہیں، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی محتاج نہیں، (یہ) کتاب وسنت سے ثابت صحیح قول ہے۔

جواب: یہ ایسا دعویٰ ہے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی یہ دعویٰ قابل دلیل ہے (یعنی اس کی دلیل شریعت میں دستیاب بھی نہیں) اور اس کا دعویٰ کہ یہ صحیح ثابت قول ہے، ایک زبانی دعویٰ ہے، بلکہ یہ محض افترا ہے، اور دین کی بنیاد کو ڈھانا ہے اور ایمان ودین کی اصل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے اور (دین کے لیے) وسیلہ رسول کو منقطع کرنا ہے۔

پیغمبران الٰہی کے وسیلہ کے بغیر کوئی دین بنی آدم تک نہیں پہنچا۔ رب تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت ورہنمائی کے لیے حضرات انبیا ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث

فرمایا۔کسی امتی کو جو کچھ شرعی احکام یا باطنی درجات ملتے ہیں، وہ ان کے نبی ورسول ہی کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں۔حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بے نیازی کا دعویٰ انتہائی غلط دعویٰ ہے۔رب تعالیٰ نے اپنے ارشاد مبارک ''وابتغوا الیه الوسیلة'' میں اسی مفہوم کو بیان فرمایا ہے۔

(۴)الحق المبین

ابوظہبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ ''الہدیٰ'' میں مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف نظریات پیش کیے گئے تھے اور خاص کر ہندوستان کے علمائے اہل سنت وجماعت کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی تھی۔خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلاف بے سروپا باتیں لکھی گئی تھیں۔حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے اس کا رد عربی زبان میں تحریر فرمایا۔المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران (بریلی شریف) نے یہ رسالہ شائع کیا۔کل صفحات ۴۸ ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:''فقد مر بنظری کلمة مولمة فی مجلة الهدی الصادرة من ابو ظبی ملأی باکاذیب وافترائات علی اهل السنة وامام اهل السنة مولانا احمد رضا خان قدس سره ،ولا شک ان کل هذه الاکاذیب انما تلقته المجلة من اناس من الهند، همتهم الافتراء علی اهل السنة والجماعة وعلمائها، لاسیما امام اهل الاسلام شیخ المسلمین العلامة احمد رضا خان اکرم اللّٰہ مثواه فی دار المقامة وقد زعم قائل هذه الکلمة ما نصه:

''ظهرت فی البلاد بدعة جدیدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمین وهی البریلویة ورداعلیه اقول: نسبتنا اهل السنة والجماعة الی

البریلویۃ دیدن الدیوبندیۃ من اھل الھند''۔(الحق المبین ص ۳، ۴)

ترجمہ:ابوظبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ ''ہدیٰ'' میں جھوٹ سے بھری ہوئی اور اہل سنت وامام اہل سنت امام احمد رضا قادری پر بہتان سے بھری ہوئی تکلیف دہ بات میری نظر سے گذری، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام جھوٹی باتیں ماہنامہ نے بعض ہندوستانیوں سے پایا ہے،جن کا مقصد اہل سنت و جماعت اوران کے علما اور خاص کر امام المسلمین، شیخ الاسلام امام احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو اچھا مسکن عطا فرمائے) پر بہتان تراشی کرنی ہے۔اوراس بات کے کہنے والے نے جو کہا ہے،وہ یہ ہے۔

اسلام ومسلمین سے خارج جدید جماعتوں کی بدعتوں میں سے ایک نئ بدعت ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہوئی ،اوروہ بریلویت ہے،اوراس کارد کرتے ہوئے میں کہتا ہوں: ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنا اہل ہند میں سے دیوبندیوں کا طریقہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالہ میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات تحریر فرمائیں، پھراس کا عربی ترجمہ لکھا،اس کے شرعی احکام بیان فرمائے ،تاکہ اہل عرب کو دیوبندیوں کے عقائد وحقائق پر اطلاع ہوسکے۔ہندوستانی دیوبندیوں نے سارے جہاں میں ہندوستان کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کو بدعتی بنا کر پیش کیا ہے،اور خود کو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں،اور جب وہابیوں کے پاس جاتے ہیں تو انہی کی بولی بولنے لگتے ہیں۔اس قسم کی تحریروں کے جوابات انہی ماہناموں میں شائع ہونے چاہئے،جس میں ہمارے خلاف مضمون شائع ہوا ہو۔اگر ماہنامہ بدمذہبوں کا ہوگا،تب ہمارے جوابی مضمون کی اشاعت کی امید کم ہے۔ہاں، ارباب مجلہ سے گفت وشنید کی جاسکتی ہے۔ممکن ہے کہ وہ جوابی مضمون کی اشاعت کے لیے راضی ہوجائیں۔

راقم السطور کی تحریک پر اکابرین اہل سنت وجماعت کی تائید وحمایت کے ساتھ

سال ۲۰۱۲ء سے حسام الحرمین کی تصدیق جدید کا سلسلہ شروع ہوا، یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ سبط صدر الشریعہ حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ قادری (گھوسی) نے فقہی سیمینار آف شرعی کونسل (بریلی شریف) منعقدہ ۱، ۲، ۳/ جون ۲۰۱۲ء میں علمائے کرام کی تصدیقات حاصل کی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصدیق میں اس رسالہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ممدوح گرامی کی تصدیق مندرجہ ذیل ہے۔ افادۂ عامہ کے لیے تصدیق جدید کا سوالنامہ بھی سپرد قرطاس ہے، تاکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جوابات آسانی سے سمجھ میں آ سکیں۔

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ الاعلیٰ وآلہ

بخدمت اقدس حضرت.............................دام ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالقوم مشکور ہوں
: جزاکم اللہ خیر الجزاء: آمین

غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی واشرف علی تھانوی، ان تمام کی صریح کفری عبارتیں متواتر ومشہور ہیں۔ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں ''المعتمد المستند'' میں افراد خمسہ کے متعلق کفر کلامی کا حکم صادر فرمایا۔ یہ کتاب ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں پٹنہ سے چھپ کر شائع ہوئی۔ علمائے حرمین طیبین نے ۱۳۲۳ھ، ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔ علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات ''حسام الحرمین'' میں موجود ہیں۔ ایک مدت بعد شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں (۱۹۰۱ء - ۱۹۶۰ء) کے مشورہ پر سال ۱۳۴۴ھ/ ۱۳۴۵ھ میں غیر منقسم ہندوستان کے دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) اکابر علمائے کرام نے امام اہل

سنت کے فتویٰ کی تصدیق کی۔تمام تصدیقات ’’الصوارم الہندیہ‘‘ میں موجود و مطبوع ہیں۔

(۱) آپ مسلک دیوبند کے عناصر اربعہ: نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اور قادیانی کی تکفیر سے متفق ہیں یا نہیں؟

(۲) جو شخص ان افراد خمسہ کی کفریہ عبارات کے قطعی و یقینی علم اور علمائے عرب و عجم کی جانب سے ان افراد خمسہ کی تکفیر پر قطعی و یقینی اطلاع کے باوجود ان افراد خمسہ کو مومن اعتقاد کرے، وہ شخص مومن ہے یا کافر؟

سائلین: فیضان المصطفٰے قادری مصباحی (گھوسی) طارق انور مصباحی (کیرلا)

الجواب (۱) بے شک مرتد بے دین ہیں جیسا کہ ہم نے اپنی عربی تصنیف ’’الحق المبین‘‘ میں بیان کیا: واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلاشبہہ ان ہی کی طرح کافر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

(بموقع: فقہی سیمینار شرعی کونسل: بریلی شریف، منعقدہ ۱، ۲، ۳/ جون ۲۰۱۲ء)

استاذ گرامی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ الاقدس ناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے تحریر فرمایا کہ ہندو پاک کے دیابنہ عرب جاتے ہیں تو وہاں جب اہل سنت و جماعت سے ملاقات ہوتی ہے تو خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور خود کو چشتی، قادری، نقشبندی وغیرہ بتاتے ہیں اور جب وہابیوں سے ملتے ہیں تو خود کو وہابی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) کے طریقے پر ہیں، پس جو لوگ حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں، وہ ان کی باتوں سے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی قسم کی کیفیت منافقین کی بیان فرمائی ہے کہ وہ مومنین سے ملتے تو خود کو مومن بتاتے اور مشرکین سے ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔آج یہی حال ہندو پاک کے دیوبندیوں کا ہے۔استاذ ممدوح کی تحریر مندرجہ ذیل ہے۔

{وللديوبندية مذهبان متضادان وضيعان متناقضان - مذهب في الانبياء والاولياء وهويوافق مذهب الوهابية - ومذهب في علماءها وكبرائها - اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيَتَصَرَّفُوْنَ فِي الْكَوْنِ وَيَنْجُدُوْنَ فِي الشَّدَائِدِ حَالَ حَيَاتِهِمْ وَبَعْدَ مَمَاتِهِمْ وَيَجُوْزُ التَّوَسُّلُ وَالْاِسْتِغَاثَةُ بِهِمْ - فَاِذَا تَوَسَّلَ اَوْ اِسْتَعَانَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ بِالْاَنْبِيَاءِ وَاْلاَوْلِيَاءِ حَكَمُوْا عَلَيْهِ بِالْاِشْرَاكِ - وَاَتَوْا بِكُلِّ مَا تَمَسَّكَ به الشيخ النجدى فى كتاب التوحيد واسماعيل الدهلوى فى تفوية الايمان - واذا ذَهَبُوْا اِلٰى شُيُوْخِهِمْ وَكُبَرَائِهِمْ او قبورهم، اِسْتَعَانُوْا بِهِمْ فِيْ حَاجَاتِهِمْ - وكذا صَنِيْعُهُمْ متضاد مع الفريقين - اِذَا لَقُوْا اَحَدًا مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ فِى الْاَقْطَارِ العربية وغيرها - وله سطوة او ثروة - قَالُوْا لَهٗ: اِنَّا مَعَكُمْ - نَعْتَقِدُ التَّصَوُّفَ وَالطَّرِيْقَةَ وَالتَّوَسُّلَ وَالْاِسْتِعَانَةَ بِالْاَمْوَاتِ الصَّالِحِيْنَ وَنَحْنُ حَنفِيُّوْنَ مَذْهَبًا - نقشبنديون او جشتيون او قادريون طريقةً - واذا لقوا الوهابية قالوا: انا معكم، نوافق شيخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب فى عقيدته - وَنَرُدُّ عَلٰى اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْخُرَافَاتِ وَنُقَاوِمُهُمْ دَائِمًا فى شبه القارة الهندية - فَكُلُّ مَنْ لاَيَعْلَمُ سَرِيْرَتَهُمْ وَحَقِيْقَتَهُمْ يَنْخَدِعُ بهم - وَيَعُدُّهُمْ اَهْلَ طَرِيْقِهٖ - فَفِتْنَتُهُمْ اَكْبَرُ وَخِدَاعُهُمْ اَشَدُّ} (حدوث الفتن ص ۶۱ - مبارکپور)

جب سال ۱۹۹۰ء سے قبل کیرلا کے علمائے اہل سنت کے روابط وتعلقات شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے نہیں تھے، اس وقت بھی دیابنہ اور تبلیغی جماعت کی آمدورفت یہاں جاری تھی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو قبر پرست کی حیثیت سے ان لوگوں نے یہاں متعارف کرادیا تھا۔ یہاں کے بعض سنی علمانے مجھ سے خود کہا کہ پہلے ہم لوگ سمجھتے تھے کہ امام احمد رضا فرقہ قبوریہ کے امام ہیں: (کنا نعتقد ان الامام احمد رضا

البریلوی امام القبوریین فی الھنـــد)۔جب شیخ ابوبکر باقوی بانی مرکز الثقافۃ السنیہ (کالی کٹ: کیرلا) ودیگر علمائے شوافع کے روابط شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے ہوئے ،تب یہاں کے علمائے شوافع حقیقت حال سے مطلع ہوئے۔اب علمائے شوافع کی اکثریت حقیقت حال سے واقف ہے۔ہاں،بعض کے روابط آج بھی دیوبند وندوہ سے قائم ہیں۔

(۵)حقیقة البریلویة/مرأة النجدیة بجواب البریلویة

مشہور پاکستانی غیر مقلد احسان الٰہی ظہیر نے ایک کتاب ''البریلویۃ: عقائد وتاریخ ،،کے نام سے تحریر کی۔اس میں اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر تنقید کی گئی ہے اور ملک ہند کے علمائے اہل سنت وجماعت اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے خلاف بہت سی بے بنیاد باتیں لکھی گئیں۔احسان الٰہی ظہیر نے شتر بے مہار کی طرح وہ سب کچھ کہہ دیا،جس کے سبب بعد میں اسے ذلت اٹھانی پڑی۔ہندو پاک کے بہت سے علمائے اہل سنت نے اس کا جواب لکھا۔حضور تاج الشریعہ نے عربی زبان میں اس مجموعہ ہفوات کا منہ توڑ جواب لکھا۔

آپ نے دلائل وبراہین سے ثابت کردیا کہ احسان الٰہی ظہیر کے الزامات بے بنیاد ہیں۔یہ کتاب پہلی بار نومبر ۱۹۸۹ء میں مرکزی دارالافتا سوداگران بریلی شریف سے طبع ہوئی۔صفحات کی تعداد ۱۷۳ تھی،پھر سال ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ شارع الشیخ ریحان-عابدین (القاہرۃ: مصر) سے شائع ہوئی۔اس طباعت میں صفحات کی تعداد ۲۳۲ ہے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری نے رقم فرمایا:''فھذہ الرسالة التی بین ایدیکم تھدف الی تقدیم اجابة تفصیلیة عما اوردہ احسان الٰھی ظھیر فی کتابہ ''البریلویة: عقائد وتاریخ'' من ان الامام احمد رضا القادری البریلوی رضی اللہ عنہ أسس فرقة باسم ''البریلویة'' لھا افکار تھدم الفکر الاسلامی

وتختلف عنه تمامًا ولكن مؤلفات الامام البريلوى رضى الله عنه تؤكد بأنه لم يات باى فكر يتصادم مع الفكر الاسلامى، بل احيا احكام الشريعة الاسلامية باتباع سنة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم- وما سلک به الصحابة الكرام والتابعون العظام، ونفض الغبار عن الافكار الاسلامية التى اسىء فهمها علىٰ ايدى علماء الوهابية والديوبندية- وترد على الخرافات والدعايات التى نشرها عامة وهابية الهند عن الامام احمد رضا القادرى البريلوى رضى الله عنه كما تتناول بعض جوانب حياة الامام البريلوى رضى الله عنه وجهوده فى الرد على البدعات والمنكرات التى انتشرت من طريق عامة المسلمين فى شبه القارة الهندية وتلقى ضوءًا علىٰ ما ادى الامام البريلوى رضى الله عنه من دور بارز فى تقديم الفكر الاسلامى القويم وتوجيه الناس وارشادهم الى جادة الصواب'' (مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویہ ص ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اس کا تفصیلی جواب پیش کرتا ہے جو احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب ''البریلویۃ: تاریخ وعقائد'' میں تحریر کیا ہے کہ امام احمد رضا قادری نے ''بریلویت'' کے نام سے ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی، اس فرقہ کے افکار ونظریات اسلامی فکر کو منہدم کر دیتے ہیں، اور یہ افکار اسلامی فکر سے بالکل الگ ہیں، لیکن امام بریلوی کی تالیفات مضبوطی کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ انہوں نے فکر اسلامی سے متصادم کوئی فکر پیش نہیں فرمائی، بلکہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی میں اور حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مسلک ومذہب کے اتباع میں شریعت اسلامیہ کے احکام کو زندہ فرمایا، اور علمائے وہابیہ ودیوبندیہ کے ذریعہ جن اسلامی افکار میں غلط فہمی آ چکی تھی، ان سے گرد وغبار کو دور فرمایا، اور امام احمد رضا کی تالیفات ان تمام خرافات اور جھوٹے دعوؤں کی تردید کرتی ہیں، امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بارے میں ہندوستان کے وہابیہ نے عام طور پر جن افکار ونظریات کو پھیلا دیا۔اسی طرح یہ تالیفات امام احمد رضا قادری کی حیات کے بعض گوشوں پر اور ہندوستانی علاقوں میں عام مسلمانوں کے رسوم ورواج میں پھیلی ہوئی بدعات ومنکرات کے ردوابطال کی کوششوں پر مشتمل ہیں، اور صحیح اسلامی فکر کو پیش کرنے اور راہ حق کی جانب لوگوں کو متوجہ کرنے اور رہنمائی کرنے سے متعلق امام احمد رضا کے عملی اقدام پر روشنی ڈالتی ہیں۔

(۶) الصحابۃ نجوم الاھتداء

اس رسالہ میں حدیث نبوی ”اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم “پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔اس مفہوم کی دیگر احادیث طیبہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔مذکورہ حدیث کی فنی حیثیت پر عمدہ بحث مرقوم ہے۔یہ حدیث موضوع ہے یا غیر موضوع؟ اصول حدیث کے اعتبار سے اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔علمائے عرب نے بھی اس تصنیف کو سراہا ہے اور جامع ازہر مصر کے سابق شیخ الجامعہ سید محمد طنطاوی نے اس رسالہ کو پڑھ کر آپ کے قول کی تائید کی اور اسی کو اختیار کیا۔ دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ شارع الشیخ ریحان-عابدین (القاہرۃ: مصر) نے ۲۰۰۹ء میں یہ رسالہ شائع کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ”**فقد عثرت لبعض الحدثاء علی کلام فی حدیث اوردہ فی الشفاء وھو ”اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم“ ادعی فی تعلیقه علی الکتاب المذکور ان الحدیث موضوع، ولا یتم له ھذا الادعاء وھا انا ذا انقل فیما یلی کلامه ثم اتبعه بما یقطع مرامه وباللہ استعین ھو حسبی ونعم المعین**“ (الصحابۃ نجوم الاہتداء ص ۱۷)

ترجمہ: کتاب الشفا میں پیش کردہ حدیث ”اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم “سے متعلق بعض نوجوانوں کے اعتراض پر میں مطلع ہوا کہ انہوں نے کتاب

مذکور پر اپنے (تحریر کردہ) حاشیہ میں دعویٰ کیا کہ یہ حدیث موضوع ہے، اور اس کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اور یہاں میں اس کا متعلقہ کلام نقل کرتا ہوں، پھر اس کے بعد وہ لاؤں گا جس سے اس کا مقصد نیست و نابود ہو جائے گا اور میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار ہوں، وہ مجھے کافی اور بہترین مدد گار ہے۔

(۷) تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارخ ولا آزر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے یا آزر؟ یہ بحث ہمیشہ معرکۃ الآراء رہی ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ''واذقال ابراھیم لابیہ آزر'' (سورہ انعام: آیت ۷۴) اس آیت میں آزر کا ذکر ہے۔ آزر ایک بت پرست تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ قرآن مجید میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ بتایا گیا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس عظیم پیغمبر کے والد مشرک تھے؟ تارخ کون ہیں؟ جب تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباواجداد مومن تھے تو آزر بت پرست کیسے ہو گیا؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل پاک سے ہیں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بت پرست ہوں گے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباواجداد مومن کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس قسم کے سوالات کے جوابات اس کتاب میں درج ہیں - دار المقطم للنشر والتوزیع، ۵۰/شارع الشیخ ریحان -عابدین (القاہرۃ: مصر) نے ۲۰۰۹ء میں اسے شائع کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا: ''فھذہ عجالۃ فی آزر صدعت فیھا بالحق المبین، وزیفت بادیٔ ذی بدء ما یخالف الجمھور من رأی مھین، ولم ابال بما قیل وقیل، فرارًا منی عن التقلید لقدیم و

حدیث، والتزامًا للدلیل حیثما وجد، فی التنزیل او الحدیث، او عند اھل التاویل، العارفین بالغث والسمین، والدلیل خیر دلیل، واللّٰہ یقول الحق ویھدی السبیل، بہ استعین ونعم المعین"۔ (تحقیق انا ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارخ ولا آزر ص ٦٩)

ترجمہ: یہ آزر کے بارے میں ایک جلد لکھا جانے والا رسالہ ہے۔ میں نے اس میں روشن حق بات کو ظاہر کیا، اور جمہور کے مخالف نئی رائے لانے والے کی کمزور رائے کا بطلان کیا، اور میں نے اقوال ضعیفہ کی پرواہ نہ کی۔ قدیم وجدید کی پیروی سے پرہیز کرتے ہوئے اور دلیل کا التزام کرتے ہوئے، جہاں وہ پائی جائے، قرآن میں یا حدیث میں یا اہل تاویل کے پاس جو صحیح وغلط کو جاننے والے ہیں، اور دلیل بہتر رہنما ہے، اور اللہ تعالیٰ حق ارشاد فرماتا ہے اور راہ حق کی ہدایت فرماتا ہے۔ اللہ ہی سے میں مدد طلب کرتا ہوں اور وہ بہترین مددگار ہے۔

(٨) نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ولادت اقدس کی خوش خبری ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے دی۔ اسی خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے اس روایت کے بارے میں کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ یہ کتاب ١٤٣٣ھ مطابق ٢٠١٢ء میں شائع ہوئی۔

مدینہ منورہ میں آپ سے یہ سوال ہوا تھا۔ آپ نے خطبہ میں تحریر فرمایا: **"فقد سئلت وانا بالمدینۃ المنورۃ یوم الاحد ١٨/ ذی الحجۃ ١٤٣١ھ الموافق ٢٨/نومبر ٢٠١٠ء عما یزعمہ المعترض علی ما ورد فی الحدیث عن ثویبۃ مرضعۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم التی اعتقھا ابو لھب مستبشرًا بمولد النبی**

صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وانہ یخفف عنہ العذاب یوم الاثنین لذلک، زعم المعترض ان الحدیث کذب لما زعم من معارضۃ الآیات والاجماع"۔

(نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین)

ترجمہ: مدینہ مقدسہ میں بروز اتوار ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸: نومبر ۲۰۱۰ء کو مجھ سے اس پر اعتراض کرنے والے کے بارے میں سوال ہوا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کی حدیث میں آیا، جنہیں ابولہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں آزاد کردیا تھا اور اس وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔ معترض نے کہا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، کیوں کہ اس نے آیات واجماع کے معارض ہونے کا گمان کیا۔

(۹) شرح حدیث الاخلاص

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارک "الاعمال بالنیات" کی تشریح پر یہ رسالہ مشتمل ہے۔ المجمع الرضوی ۸۲ / محلہ سوداگران (بریلی شریف) سے یہ رسالہ شائع ہوا۔ یہ ۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

علامہ ازہری قدس سرہ العزیز نے حدیث نبوی نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا: "ھذا الحدیث اصل عظیم فی الدین، فیہ الترغیب للمرء والتلقین لحسن النیۃ والاخلاص، لاسیما الطالب لعلم الحدیث کان الدخول فی منھج الطلب لھذا العلم الشریف لہ حکم الھجرۃ الی اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فکما ان الاخلاص شرط فی الھجرۃ الی اللّٰہ والرسول کذلک ھو شرط ھھنا"۔ (شرح حدیث الاخلاص ص ۴)

ترجمہ: یہ حدیث دین اسلام کا ایک عظیم قانون ہے۔ اس میں انسان کو

(عموماً) اور خاص کر علم حدیث کے طلب گار کو حسن نیت اور اخلاص کی ترغیب وتلقین ہے۔ گویا کہ اس علم شریف کی طلب میں داخل ہونے کا حکم اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت کا حکم ہے، پس جیسے اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت میں اخلاص شرط ہے، اسی طرح یہاں بھی اخلاص شرط ہے۔

(۱۰) نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا

عربی زبان میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مختصر سوانح عمری حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی تھی۔ علامہ موصوف نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بہت سی کتابوں کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ یہ سوانحی رسالہ ان کتابوں کے شروع میں شامل اشاعت کرلیا گیا ہے۔ علمائے عرب تک امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا مختصر تعارف پہنچانے کی یہ ایک کوشش تھی۔

(۱۱) نغمات اختر

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے کئی سالوں قبل طبع ہوا ہے۔ یہ مجموعہ ہند و پاک میں مشہور و مقبول ہے۔ اس مجموعہ میں زیادہ تر نظمیں اردو زبان میں ہیں۔ فارسی اور عربی زبان میں بھی چند نظمیں ہیں۔ آپ کی عربی نعتوں اور عربی منظومات کا ایک مستقل مجموعہ ''نغمات اختر'' کے نام سے ہے۔

مختلف زبانوں میں تحریر وتقریر

آپ متعدد زبانوں میں تحریر وتقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ

کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔آپ کی خطابت وشاعری اور اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے ،اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کرڈالی۔

میں نے انگلینڈ،امریکہ،ساؤتھ افریقہ،زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے،اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے“۔

(تجلیات تاج الشریعہ:ص ۷۴ - رضا اکیڈمی ممبئی)

اللہ تعالیٰ مرکز اہل سنت بریلی شریف کو شرف و بزرگی عطا فرمائے اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی نسل پاک میں ہمیشہ لعل و گوہر پیدا فرمائے ،تاکہ وہ مذہب اہل سنت و جماعت کی صالح رہنمائی کرتے رہیں اور مسلمانان ہند و پاک کے ایمان وعقیدہ کا تحفظ جاری رہے: آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم

☆☆☆

تاج الشریعہ کی نگارشات مشہور رسائل کی روشنی میں

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اترا کھنڈ

اخبارات ورسائل تبلیغ کے معاملہ میں بہت ہی معاون ومددگار ثابت ہوئے ہیں۔ جو بات کہہ کر صرف موجودہ ہزار دس ہزار لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے وہی بات لکھ کر اخبار ورسائل کے ذریعہ کروروں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ علمانے جہاں اپنے وعظ وخطاب کے ذریعہ تبلیغ دین کا کام کیا ہے وہیں اپنی تحریر سے دین کی خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ بات اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر تحریر تصنیف بنا کر کتابی شکل میں شائع کرنا نہایت ہی دشوارترین کام ہے۔ ایک صفحہ دوصفحہ کا مضمون لکھ کر کتابی شکل میں شائع کرنے کا رواج اہل علم کے یہاں نہیں رہا ہے۔ اگر کوئی اہم بات، پیغام، مسائل، یا کسی کے خلافِ اصول بیان یا تحریر کا رد عوام تک پہنچانے کی ضرورت ہوئی اور وہ دو چار صفحات پر مشتمل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو کتابی شکل میں تو شائع نہیں کیا جاسکتا تو پھر اس کو عام کرنے کی آسان ترین سبیل کیا ہوسکتی ہے سوائے اس کے کہ اپنی اس مختصر اور اہم تحریر کو اخبار وسائل میں شائع کرادیا جائے۔ اسی لیے علما ہمیشہ سے اخبارات ورسائل کے ذریعہ اپنی قیمتی تحریریں عوام وخواص تک پہنچاتے رہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہوسکیں۔ اور تحریر بھی محفوظ ہوجائے۔

صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور بے شمار اہل قلم لکھتے آئے ہیں اور آج بھی لکھ رہے ہیں۔ان اہل قلم کا شمار اوران کا تعداد میں انحصار محال ہے۔ہم یہاں ان اہل قلم علما میں سے صرف ایک صاحب قلم جسے عالم اسلام میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قادری نوری رضوی قدس سرہ کے نام سے جانا جاتا ہے، کی قلمی نگارشات کا قدرے تفصیلی بیان قلمبند کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ قدس سرہ کا قلم اپنے جدامجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کا مظہر تھا۔ جولکھا حق لکھا۔آپ نے جب سے قلم سنبھالا آخری ایام تک اس کو ہاتھوں سے دور نہیں کیا۔اردو عربی فارسی انگریزی چاروں زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا۔فتاوی ،تصنیف ،ترتیب ، تقریظ ،تصدیق ،تقدیم ،تعریب ،تعلیق، حواشی ،مقالہ، مضمون، پیغام، کیا کچھ نہیں لکھا آپ نے۔قطع نظران سب سے اہم چند مشہور اردو رسائل خاص کرسنی دنیا بریلی شریف ،ماہنامہ المیزان ممبئی ،اور ماہنامہ قاری دہلی ، میں شائع شدہ آپ کی کچھ تحریروں کے حوالے سے تفصیل قلمبند کرتے ہیں۔

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں

امام اہل سنت کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی امتیازی شان سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔اس ترجمہ سے جہاں اہل ایمان کو ایمانی حلاوت عقائد میں پختگی ، جیسے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں وہیں اہل باطل کی جگر سوزی کے حوالے سے بھی یہ ترجمہ پہچانا جاتا ہے۔اس ترجمہ سے جب بدمذہبوں کو زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف منظم طور پر ریشہ دوانی وشرانگیزی شروع کردی۔ بلاوجہ کی قیل وقال اور بے جا اعتراضات کر کے اس ترجمہ کی خوبیوں کو برائیوں میں بدلنے کی ناپاک کوششوں میں لگ گئے۔اسی کی ایک کڑی ’’قرآن پر ظلم‘‘ نامی کتاب ہے جسے فاضل دیوبند مولوی امام علی قاسمی رائے پوری، نے لکھ کر مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور سے ۱۹۷۶ء میں

شائع کرایا۔مگر باطل جب جب سر اٹھاتا ہے حق کی تلوار اس کے سر کو کچلنے آ ہی جاتی ہے یہی ہوا جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کا ایسا معقول مدلل اور مفصل رد تحریر فرمایا جس سے باطل کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔تاج الشریعہ کا یہ لاجواب، جواب پہلی بار حضور سید جیلانی محامد کی ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ ''المیزان''، ممبئی کے ''امام احمد رضا نمبر'' بابت اپریل، مئی ،جون،۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔اور دوسری بار اسی مضمون کی نقل قاری محمد میاں مظہری کی ادارت میں نکلنے والے رسالہ ماہنامہ قاری دہلی کے ''امام احمد رضا نمبر'' بابت اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔

مضمون کے شروع میں ایڈیٹر کے قلم سے درج ذیل تبصرہ قابل مطالعہ ہے ملاحظہ کریں:

رضوی گلستاں کے ایک شاداب پھول کا نام ''اختر رضا خاں'' جو مفسر اعظم حضرت العلام ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں۔ابتدائی تعلیم دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں بغرض حصول علم جامعہ ازہر مصر گئے۔مسلسل تین سال وہاں قیام پذیر رہ کر علوم احادیث و تفاسیر میں مہارت پیدا کی۔اور ''الاجازۃ العالیہ'' کی سند حاصل کی۔جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایم اے کے مساوی تسلیم کرتی ہے۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں مصر سے واپس ہوئے۔اور دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات پر مامور ہو گئے۔ادھر جب انہوں نے دیکھا کہ دیابنہ کی نگاہیں امام احمد رضا کے ترجمہ پر اٹھ رہی ہیں جن کا مقصد عوام الناس میں کنزالایمان سے سوء ظنی پھیلانے کے سوا کچھ نہیں ۔تو حضرت اختر رضا سے نہ رہا گیا اور اپنے پردادا کی مدافعت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔دراصل اس مدافعت میں اسلام کے جلیل القدر مفسرین و محدثین کی ذوات قدسیہ بھی شامل ہیں۔یہ مدافعت اس حملہ کا نتیجہ ہے جسے مولوی امام علی قاسمی رائے پوری فاضل دیوبند وغیرہ کی گمراہ ذہنیت نے انجام دیا ہے۔مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور یوپی سے ''قرآن پر ظلم'' نامی کتاب شائع کر کے جس فتنہ کا دروازہ فرزندان دیوبند نے کھولنا چاہا تھا حضرت علامہ

اختر رضا خاں ازہری کے دلائل و براہین نے اسے اکھیڑ پھینکا۔ ذیل کے معرکۃ الآرا تحقیقی سطور اس حقیقت کے بین ثبوت ہیں۔ امام احمد رضا نمبر کے لیے اس مضمون کو عنایت فرما کر حضرت ازہری نے ہماری جو حوصلہ افزائی کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ (ایڈیٹر)

[ماہنامہ المیزان، اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء، ماہنامہ قاری، اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۱۲۵ تا ۱۵۶]

تاج الشریعہ کی تحریر کردہ یہ مکمل بحث دفاع کنز الایمان کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہے۔ ارباب ذوق حاصل کر کے مطالعہ کریں۔ ہم یہاں بس ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

”آگے چل کر قاسمی رقم طراز ہیں: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے جنہیں تفسیر لکھنے والے علما نے بیان فرمایا ہے الخ۔ بعد میں ان علوم کا ذکر کیا ہے جو قرآن فہمی میں شرط ہیں پھر قرآن مجید سمجھنے کے غلط طریقہ کو بیان کیا ہے وہ یہ کہ آدمی میں شرطیں موجود نہ ہوں اور محض ترجمہ کی مدد سے مفسر بن جائے یا ہوں مگر وہ غلط عقیدہ و نظریہ کے لیے شرطوں کی مخالفت کرے ایسے کو تفسیر بالرائے کا مرتکب بتایا ہے اور اس پر جو وعیدیں آئی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اقول: آپ تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مگر کچھ خبر بھی ہے امام الطائفۃ الوہابیۃ کہتا ہے سنئے وہ صاف کہتا ہے کہ ”اللہ و رسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے بہت علم نہیں چاہئے۔ الخ“

الحمد للہ آپ نے اپنے امام کے کلام کو خود ہی رد کر دیا اور اپنے کلام سے اسے ان سب وعیدوں کا مستحق بھی بتا دیا کہ یہ وعید جس طرح تفسیر بالرائے کے مرتکب پر ہے بدرجۂ اولیٰ اس پر بھی ہے جو اسے جائز بتائے۔ ہمیں تو خوشی ہے کہ چاہ کن را چاہ درپیش کی مثل صادق آئی۔ رہا یہ کہ کون سچا ہے آپ یا آپ کا امام اس کا فیصلہ کسی وہابی سے کرائیے۔“

[ماہنامہ المیزان ممبئی، امام احمد رضا نمبر“ بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء ص ۱۲۷، ۱۲۸]

ردفتوائے دیوبند

اخبار روز نامہ الجمیعۃ'' کے ۹رجنوری ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں صفحہ تین پر''رضا خانی ترجمہ اور تفسیر نعیمی کے بارے میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کا بیان'' کے عنوان سے بیان شائع ہوا۔جس میں ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کو شرکیات، کفریات ،بدعات اور لغویات کا مجموعہ قرار دیا گیا۔اور اس کو دیکھنے پڑھنے پڑھانے اور سننے کو ناجائز وحرام لکھا گیا۔جب تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار ہوا تو آپ نے اس کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔جواب میں آپ نے ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ وہابی دیوبندی تراجم قرآن کے مفاسد اور ایمان سوز تراجم کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔یہ جواب ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے مارچ ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔اس کا بس ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

بیان مذکورہ سراسر ہذیان سراپا بہتان ہے۔سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ مسمی بہ کنزالایمان اور صدرالافاضل کی تفسیر نعیمی اردو تراجم میں تفاسیر میں دونوں بے مثال اور قرآن عظیم کے مطالب کی تفہیم کے لیے شہرۂ آفاق اور ترجمہ وتفسیر مذکور میں بارگاہ خداوندی و دربار رسالت و نبوت کا جو ادب ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ترجمہ وتفسیر موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔بالخصوص ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان میں قاری متدبر ومناظر ذی فہم بار بار یہ کہتا ہے جہاں جہاں ظاہری معنی اللہ جل وعلا یا کسی رسول علیہ وعلی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کے مناسب نہیں ہوتے وہاں ایسا ترجمہ فرمادیتے ہیں کہ اللہ ورسول کی شان عظیم میں نقص کا واہمہ بھی نہیں گزرتا اور قاری کو تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ اس جگہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ شان خدا اور سول کے بابت یہ اعتقاد ہونا چاہئے جو ہم نے لکھا۔اور ترجمہ مذکورہ کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ آیتوں میں جہاں ظاہری طور پر تعارض معلوم ہوتا ہے ان آیات کا ایسا ترجمہ فرمادیا ہے کہ تعارض کا وہم

کافور ہو جاتا ہے۔“ [ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء۔ص ۱۱، ۱۲]

دفاع کنز الایمان:

اسی الجمعیۃ کے پرچہ میں قسط وار کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان کے مفاہیم مقدسہ اوراس میں درج اسلامی عقائد ونظریات کے خلاف دروغ بیانی وکذب بیانی کا سہارا لے کر ترجمہ اور تفسیر کو مطعون کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ مگر بھلا ہو تاج الشریعہ کا جنہوں نے بروقت الجمعیۃ کے اس مذموم عمل کی تردید فرمائی اور ”دفاع کنز الایمان“ کے عنوان سے ترجمہ کنز الایمان، تفسیر خزائن العرفان کا دفاع فرمایا جو درحقیقت اہل سنت کے عقائد ونظریات کا دفاع تھا۔ الجمعیۃ میں دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ”بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ“ کے جواب میں دفاع کنز الایمان کے نام سے آپ نے متعدد قسطیں رقم فرمائیں۔ جو رسائل میں خاص کر سنی دنیا میں شائع ہوئیں۔ دستیاب قسطوں کی تفصیل ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے حوالے سے کچھ اس طرح ہے۔

مضمون کی دوسری قسط کا جواب چوتھی قسط میں جون، جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا جو ۹؍صفحات پر مشتمل ہے۔

مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۴ سے صفحہ ۱۹ تک۔ مضمون کی چھٹی قسط کا جواب، دیا گیا۔ باقی قسطوں کی تفصیل رسالے دستیاب نہ ہونے کے سبب پیش کرنے سے معذور ہوں۔

اب مضمون کی موجودہ اقساط سے ایک دو اقتباس نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین مضمون کی گہرائی وگیرائی اندازہ لگا سکیں۔ تاج الشریعہ رقمطراز ہیں:

”ہمارے پیش نظر مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ”بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ“ کی دوسری قسط ہے۔ اس مضمون میں مضمون نگار صاحب نے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ پر یوں اعتراض کا منہ کھولا ہے۔

'خانصاحب مرحوم کے ترجمہ میں تفسیر بالرائے کی ایک نہایت گمراہ کن مثال یہ ہے کہ وہ لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر کرتے ہیں۔ جیسا کہ الاحزاب آیت ۴۵ میں لکھتے ہیں۔اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر الخ اس جگہ مضمون نگار صاحب سے یہ کہنا ہے کہ

(۱) آپ پر لازم تھا کہ آپ اپنا دعوی ثابت کرتے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر تفسیر بالرائے ہے مگر جناب نے اپنے پورے مضمون میں اس دعوی کا اصلاً ثبوت فراہم نہ کیا تو جناب کا یہ دعوی ہنوز محتاج ثبوت ہے۔اوران شاءاللہ قیامت تک محتاج ثبوت رہے گا۔اور آپ ہی کیا پوری دیوبندیت بھی اقامت وحجت کے عہدے سے سبکدوش نہ ہو سکے گی۔ان شاءاللہ الکریم۔

آپ اور آپ کے جملہ رؤس اوراذناب کو چیلنج ہے۔ھاتو ابرھانکم ان کنتم صٰدقین۔''

ایک مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں: باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را مضیض ومربی ست'' یہ اس کی سند ہے جو ہم نے کہ تھا کہ عقیدہ حاضر وناظر میں کسی مومن کو اختلاف کی ہرگز مجال نہیں۔''[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۲۱]

الحاصل تاج الشریعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر قرآن وحدیث اور کتب فقہ، لغات، سیرت وغیرہا کتب کے علاوہ مدمخالف کے پیشواؤں سے بھی ثبوت پیش کیا ہے۔ الغرض بہت ہی معرکۃ الآرا، علمی نفیس بحث فرمائی ہے۔جس کی

تفصیل یہاں موجب تطویل ہے۔اس لیے ہم انہیں ایک دو اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔ہاں البتہ اس مضمون کے حوالے سے جدہ مکہ معظّمہ سے سید ظفر علی صاحب کا درج ذیل تاثر نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

''ماہنامہ سنی دنیا کا شمارہ ر ۳ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی خصوصا حضرت مفتی اعظم قبلہ کا مضمون دفاع کنز الایمان بہت پسند آیا۔اہل باطل اور ان علماے سوء کے فتوی کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ان شاء اللہ جب تک ہمارے علما رہیں گے دنیا میں کوئی سنیت کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ان العلماء ورثۃ الانبیاء بلاشبہہ علما (اہل حق) انبیاے کرام کے وارث ہوتے ہیں۔[مرجع سابق۔ص ۶۸]

جواب الہدیٰ

روزنامہ اتحاد جو ابوظبی دبئ سے نکلتا تھا اس کے ۲۶ر رجب ۱۴۰۴ھ کے پرچہ میں شامل ضمیمہ بنام ''الھدیٰ'' میں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر افشانی کی گئی۔اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اسلام سے خارج لکھا گیا۔جواباً تاج الشریعہ نے دو قسطوں میں جواب الہدی کے عنوان سے زبردست باطل شکن مضمون تحریر فرمایا۔چوں کہ الھدی عربی میں تھا اس لیے حضرت نے بھی عربی ہی میں جواب تحریر فرمایا۔لیکن سنی دنیا کے قارئین چوں کہ عوام و خواص سبھی تھے اس لیے اس کے ترجمہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی جس کو حضرت قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ نے پورا فرمایا۔ماہنامہ سنی دنیا جون، جولائی اور اگست ۱۹۸۴ء کے دو شماروں میں مضمون شائع کیا گیا۔مضمون کیا تھا مخالفین کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ تھا جس کی گونج آج بھی اہل باطل محسوس کرتے ہوں گے۔مخالف کے جواب میں عموماً قلم میں تیزی آجاتی ہے اور قلم کی دھار مثل تلوار بن جاتی ہے۔الفاظ کی تلخی زہر بن کر مدمخالف کو مار ڈالتی ہے اور بات جب اپنے باب دادا کی

ہوتو پھر آدمی کا دائرہ تہذیب میں رہ پانا مشکل سا ہوتا ہے لیکن قارئین تاج الشریعہ کا مضمون پڑھنے کے بعد محسوس کریں گے کہ جس شائستگی ومتانت سے حضرت نے جواب دیا ہے وہ یقیناانہیں کا حصہ تھا۔ہم حضرت کے مضمون سے بس ایک اردواقباس نقل کرتے ہیں:

''بعد حمد وصلاۃ کے میری نظر سے رسالہ الہدیٰ میں ایک دل آزار مضمون گزرا جوابوظبی سے شائع ہوا۔ یہ مضمون دروغ اوراہل سنت وجماعت اورامام اہل سنت مولاناشاہ احمد رضاخاں قدس سرہ پرافترا وبہتان سے بھرا ہوا ہے۔بے شک یہ تمام جھوٹی باتیں اس رسالہ میں ہندوستان کے کچھ لوگوں سے لی ہیں۔جن کی کوشش صرف یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت پرخصوصاً امام اہل اسلام وشیخ المسلمین علامہ احمد رضاخاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو بہتر مقام عطافرمائے) پر بہتان باندھا ہے۔مضمون نگار:

''اس ملک میں ایک نئی بدعت اسلام اور مسلمانوں سے خارج گروہوں کی بدعتوں سے ظاہر ہوئی ہے۔اوروہ بریلویت ہے۔اس کے جواب میں، میں کہتا ہوں کہ ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنااہل ہند میں سے دیوبندیوں کی عادت ہے۔اوران لوگوں نے ہم پراسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی تہمت لگائی ہے۔یہی اس کے سزاوار ہیں اور یہ تہمت انہیں پر چسپاں ہے۔اور بحمداللہ ہم اسے تہمت سے بری ہیں۔اور ہمارا مذہب نہ بریلویت ہے نہ اس کے سوا کوئی دوسرا ہی مذہب ہے ہم تو اسی ملت سہل اور بیضا کے معتقد ہیں جو سرکارابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بموجب ایسی ہے کہ اس کی رات اس کے دن کی طرح تاباں ہے۔تو ہم ہمیشہ سے اہل سنت میں ہیں۔اوراپنے آباواجداد سے اہل سنت کے ساتھ ہیں۔اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔مگر یہ کہ امام علامہ حَبر فہامہ شیخ امام احمد رضاخاں بریلوی نے سنت سنیہ کی نصرت فرمائی اور بدعت کارد کیااور بدمذہبوں میں خصوصاً دیوبندیوں اورقادیانیوں کوتر کی بہ تر کی جواب دئے قادیانیوں کے رد میں ان کے اچھے رسالے ہیں۔۔توان بدعتی لوگوں نے جن

کار ممدوح مذکور نے کیا خصوصاً دیوبندیوں نے ان پر نیا مذہب گڑھنے کی تہمت لگائی اوران کے معتقدان کے شہر بریلی کی طرف منسوب کرکے بریلوی کہنے لگے۔تو بریلوی اہل سنت وجماعت لقب ہوگیا۔الخ“[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی، ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

اس مضمون کے حوالے سے سنی دنیا میں حضور تاج الشریعہ کے نام مولانا عبدالکریم نعیمی کا ایک خط شائع کیا گیا جس کو یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ملاحظہ کریں:

مکتوب

۹۲/۷۸۶

مورخہ ۲۵/جولائی ۱۹۸۴ء

محترم المقام حضرت العلام اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج ہمایوں؟

آپ کا گرامی نامہ، اتحاد کا ضمیمہ ”الھدیٰ“ اور بارہ اشخاص کے پتے مشتمل کاغذ سب کچھ موصول ہوئے حسب ارشاد گرامی مندرجہ ذیل عبارت ان بارہ شخصوں کے نام بذریعہ ہوائی ڈاک گزشتہ کل روانہ کردی گئیں۔خصوصی دعا فرمائیں۔فقط والسلام۔محمد عبدالکریم قادری نعیمی غفرلہ۔

اظہار حقیقت:

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ سنی صحیح العقیدہ زبردست عالم دین اور سچے پکے مسلمان تھے۔تحقیق وتدقیق کے بادشاہ شریعت وطریقت کے بادشاہ شریعت وطریقت کے آگاہ چودھویں صدی کے مجدد اور عظیم مفسر ومحدث وفقیہ ومفتی تھے۔ان کے معتقدین ومریدین سنی صحیح العقیدہ مسلمان

ہیں۔اور ہندو پاک بنگلہ دیش اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کی اکثریت ہے۔

مطالبہ

روزنامہ ''اتحاد'' ابوظبی کا ضمیمہ ''الہدیٰ'' مجریہ ۲۶؍رجب ۱۴۰۴ھ کا مندرجہ شائع شدہ مضمون پر پابندی لگائی جائے۔اور اخبارات میں معذرت چھاپی جائے۔''بریلویہ نئی بدعت ہے اور بریلوی اسلام سے خارج ہیں''

فقط والسلام مع الاکرام

محمد عبدالکریم قادری نعیمی غفرلہ

پرنسپل ادارہ بالا۔[سنی دنیا بریلی، اگست ۱۹۸۴ء ص ۱۳، ۱۴]

مدیر رسالہ ماہنامہ سنی دنیا مولانا عبدالنعیم عزیزی صاحب تاج الشریعہ کے اس مضمون کے حوالے سے اپنا تاثر یوں تحریر کرتے ہیں:

''ویسے یہ بتادوں کہ اس تاریکی میں روشنی کی کرن پھوٹی ہے۔حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب نے دبئی کے الہدیٰ (جس نے بریلویوں کو خارج از دین لکھا ہے) اخبار عربی کا جواب عربی زبان میں دیا ہے جسے علما نے سراہا ہے۔[مرجع سابق ص ۴]

عصمت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات

۱۹۸۷ء میں اسلام پورہ بھیونڈی مہاراشٹر میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر، پروفیسر عبدالرحمن مومن کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم کے والد گرامی کو بت تراش کہنے کا معاملہ پیش آیا۔جس پر قائل پروفیسر کو تنبیہ کی گئی مسلک جمہور کا حوالہ دیا گیا مگر پروفیسر نے رجوع نہیں کیا۔بلکہ آزر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اس کے باپ ہونے پر کچھ کتابوں کے حوالے پیش کر کے صفائی دیتا رہا۔عوام اہل سنت نے اسی سلسلہ میں علمائے کرام سے حکم شرعی معلوم کیا۔علما کی طرف سے خاص

کرتاج الشریعہ کی جانب سے اس کا مکمل مدلل اور مفصل جواب تحریر کیا گیا۔جس سے پروفیسر کی تحقیق کے سارے تانے بانے بکھر گئے۔

یہ جواب ماہنامہ قاری دہلی کے اپریل ۱۹۸۷ء کے شمارے میں شامل اشاعت ہوا۔

اس جواب سے بیشتر مدیر رسالہ قاری محمد میاں مظہری نے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے جس سے اصل واقعہ کا پتہ چلتا ہے۔ملاحظہ ہو:

''انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے آبائے کرام وامہات کریمات کے تعلق سے تمام متقدمین ومتاخرین اہل علم وتحقیق کا یہ مسلک ہے کہ یہ حضرات موحدین تھے اورنجاست کفر سے ان کا دامن پاک ومبرا تھا۔مگر افسوس کہ بعض نام نہاد اہل علم وتحقیق کسی نہ کسی شکل میں ان ذوات قدسیہ پر رکیک حملوں کی بدبختانہ جسارت کر کے اپنی شقاوت قلبی کا شرمناک مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔اسی قسم کا ایک افسوس ناک مظاہرہ چندماہ قبل بھیونڈی میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر پروفیسر عبدالرحمن مومن کی جانب سے کیا گیااوران پروفیسر صاحب نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ذوی الاحترام کو بت تراش اور پجاری جیسے مشرکانہ الفاظ کے ذریعہ یادکر کے اپنی کور باطنی اور خباثت قلبی کا ثبوت پیش کیا۔موصوف کواس مسئلہ میں جمہور علماے کرام کی تحقیق سے بھی آگاہ کیا گیامگر ہٹ دھرمی اور علمی برتری کے تکبر نے موصوف کوقبول حق سے باز رکھا۔جس کے بعد بمبئی کے غیوراور دین دار مسلمانوں نے علماے کرام سے رجوع کیا ذیل میں اس موضوع پر جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کا تحقیقی فتوی پیش خدمت قارئین ہے۔ہم بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ قادر مطلق پروفیسر صاحب کی شقاوت قلبی کو محبت واحترام نبوت میں تبدیل فرما کر انھیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔اوراہل ایمان کوایسے مفسدین کے مضراثرات سے محفوظ رکھے۔آمین بجاہ حبیبک سیدالمرسلین۔(ایڈیٹر)[ماہنامہ قاری، دہلی، اپریل ۱۹۸۷ء ص ۱۷]

تاج الشریعہ کے معرکۃ الآرا جواب سے کچھ اقتباس پیش ہیں۔جن سے نفس مسئلہ کے ساتھ ساتھ تاج الشریعہ کی تبحر علمی کا اندازہ کیا جاسکے۔رقم طراز ہیں:

''محققین علماے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پرنور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آباے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے۔اس میں کوئی کافر نہ تھا۔اوراس آیت کریمہ الذی یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین،یعنی جوتمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہواور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورے کودیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:ای تقلبک من اصلاب طاھرۃ من اب لیداب الی ان جعلک نبیاً فکان نور النبوۃ ظاھراً فی آبائہ''یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کواورایک پدر سے ایک دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے۔یہاں کہ حضور کواللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آباے کرام میں ظاہر تھا۔یہ تفسیر امام ابوالحسن ماوردی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمائی۔

کچھ آگے چل کرفرماتے ہیں:

''آزرحضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے ان کے والد کا نام تارخ تھااورآزرآپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جوشجرۂ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے۔''

تمام دلائل وبراہین قلمبند کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آباے کرام کا حال معلوم ہوااوروہ یہ کہ سب کے سب موحد تھے۔ماشاءاللہ ان میں کوئی کافر نہ تھا۔اوردیگر انبیاے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اوران کے مقام رفیع کے شایاں یہی ہے کہ ان

کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن ماتردی سے امام سیوطی ناقل:

لما كان أنبياء الله صفوة عباده و خير خلقه لما كلفهم من القيام بحقه استخلصهم من أكرم العناصر و أمدهم بأوكد الأواصر حفظا لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح" [مرجع سابق،ص ۲۰]

من شک فی کفر و عذابہ فقد کفر

جزئیہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر، کفر التزامی کے ساتھ خاص ہے یا کفر لزومی کے، یہ ایک اہم اور دشوار ترین بحث ہے۔ تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے نہایت علمی و تحقیقی مدلل و مفصل جواب قلمبند فرمایا۔ جواب کی ایک ایک سطر قابل مطالعہ ہے۔ سائل چوں کہ ایک عالم تھے لہٰذا انہوں نے بہت سی علمی دلیلیں نقل کیں جن کے حضرت نے بالترتیب جواب مرحمت فرمائے۔

ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارے میں یہ تحقیقی جواب شائع کیا گیا۔ ہم یہاں اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

"فی الواقع من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر، کفر قطعی (جو کلام متعین المراد کا مدلول قطعی ہوتا ہے جس کے سوا اصلاً اس کلام کے دوسرے معنیٰ ہو ہی نہیں سکتے) ہی کے ساتھ خاص ہے۔ یہی وہ کفر ہے جس کے قائل کی تکفیر حتمی ہے۔ اور اس کے کفر میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔ فقہاء کلام متبین میں قائل کی تکفیر ضرور کرتے ہیں مگر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر نہیں فرماتے۔"

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"تو ثابت کہ عند الفقہا کفر لزومی میں من شک فی کفر مستعمل ہونا ممنوع اور زید نے جو یہ کہا کہ کافر کے کفر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک کرنا ہے الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل کفر التزامی کے مرتکب کی تکفیر میں

شاک کے لیے ہے نہ کہ کفرلزومی کے مرتکب کی تکفیر کے شک کرنے والے کے لیے۔اس لیے کہ امر ضروری دینی کا قطعی اور معلوم خاص وعام ہونا ضروری ہے۔اوراس کے لوازم سے اس کا اتفاقی ہونا بھی ضرور۔اور کفرلزومی کے مرتکب میں اختلاف ہے تو قطعیت کہاں رہی؟ تو اس کی تکفیر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک نہیں۔اور نہ ہی تکفیر متکلمین۔''

آخر میں فرماتے ہیں:

''بالجملہ من شک فی کفرہ وعذابہ کفر التزامی کے ساتھ خاص ہے۔اور کفر سے مراد کفر التزامی قطعی ہے۔تو موضوع محمول سے خاص نہیں۔اوراس صورت میں تکفیر بعض مومنین لازم نہیں آتی۔البتہ کفر فقہی میں جزئیہ مذکورہ مستعمل ہونے کی صورت میں ضرور تکفیر بعض مومنین لازم آتی ہے۔''

[ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء،ص ۲۶، ۲۷، ۳۹]

ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے

ماہنامہ المیزان ممبئی کے فروری ۱۹۷۶ء کے شمارے میں ''کیا عکسی تصویر ناجائز ہیں؟ کے عنوان سے ۱۰ر صفحات پر مشتمل ایک استفتا ہاشمی میاں کچھوچھوی کی طرف سے شائع ہوا۔استفتا کیا تھا بقول تاج الشریعہ:

''ایک استفتاء ہے جو بصورۃً استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتوی ہے۔'' [ماہنامہ المیزان، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۲۸]

یعنی استفتاء کے انداز سے لگتا ہے کہ حکم معلوم کرنا نہیں بلکہ حکم بیان کرنا مقصود ہے۔ خیر اس استفتاء میں عکسی تصویر کے جائز ہونے پر دلائل پیش کئے گئے تھے جس کے جواب میں تاج الشریعہ نے ایک تفصیلی فتوی تحریر فرمایا۔جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بابت جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا اور اسی سے من وعن ماہنامہ المیزان ممبئی میں قسط وار شائع کیا گیا۔

ماہنامہ المیزان میں پہلی قسط پندرہ صفحات پر مشتمل ''ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے۔'' کے عنوان سے جولائی، اگست ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔ دوسری قسط تین صفحات پر مشتمل جولائی ۱۹۷۷ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔

تیسری قسط بارہ صفحات پر مشتمل اگست ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ مابقی قسطیں اگلے دستیاب شماروں میں فقیر کو نظر نہیں آئیں۔ مضمون خالص علمی پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو: تاج الشریعہ رقم طراز ہیں:

مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال قال لی علی رضی اللہ عنہ ألا أبعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن لا تدع صورۃ إلا طمستھا، ولا قبرا مشرفا إلا سویتہ۔

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ کہ تم کسی تصویر کو بغیر اس کے بگاڑ و نہ چھوڑو اور کسی اونچی قبر کو بغیر نیچی کئے نہ چھوڑو۔ اس حدیث میں صورۃ نکرہ منفیہ اور نکرہ حیز نفی میں مقید عموم ہوتا ہے۔ تو صورۃ میں مفید عموم ہوا اور تم جان دار کی تصویروں کی حرمت خواہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں یا نہ پوجتے ہوں کا افادہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی عموم سمجھا بلکہ علی العموم حکم دیا۔ **وللہ الحجۃ السامیۃ**۔ جو مدعی مخصص ہے دلیل دے۔''

[ماہنامہ المیزان ممبئی، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۳۰]

مشتے نمونہ از خروارے یہ چند مثالیں تاج الشریعہ کی نگارشات کے حوالے سے سپر قرطاس کی گئیں یہ مقام مزید تفصیل کا متحمل نہیں۔ اللہ پاک حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ و التسلیم**۔

☆☆☆

سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی
حق گوئی کا تاریخی تجزیہ

مولانا نور الہدیٰ مصباحی گورکھپوری

آج کے اس پرآشوب دور میں جب کہ مذہبی زندگی کے آثار مٹتے چلے جارہے ہیں، حق گوئی اور احکام شریعت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ سرد پڑتا جارہا ہے۔ مغربی تہذیب سے وابستگی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیزاری بڑھتی جارہی ہے، علوم دین سے بے اعتنائی اور دنیاوی علوم سے دلچسپی بڑھتی جارہی ہے، دین کو چھوڑ کر دنیا کی دولت حاصل کرنے کی لگن لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی جارہی ہے۔ مگر جو اللہ کے مخصوص بندے ہوتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد اس پرفتن دور میں بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کی رفتار دیکھ کر مذہبی زندگی گزارنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ ابھی بھی کچھ ایسی قدآور اور عبقری شخصیتیں نظر آتی ہیں جن کی عملی وجاہت اور بے پایاں فیض سے پوری قوم مستفیض ہورہی ہے۔ ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا دیکھ کر مخلوق خدا کے دلوں میں سلف صالحین کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ ان کے کردار وعمل، رفتار وگفتار سے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ ان کے تقویٰ وطہارت، زہد وپارسائی، حسن سیرت وعمل، شب بیداری اور روشن پیشانی کو دیکھ کر گم گشتگان راہ کا صراط مستقیم کی طرف گامزن

ہونے کا حوصلہ پروان چڑھتا ہے۔انھیں عظیم عبقری، ہمہ گیر، قدآور، نابغۂ روزگار اور تاریخ ساز ہستیوں میں حضور تاج الشریعہ، جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اسمٰعیل رضا المعروف اختر رضا خان قادری رضوی نوری برکاتی ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات تھی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خوبصورت، دیدہ زیب، محترم شخصیت کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے ہر نہج اور زاویۂ نگاہ سے کامل نظر آتی ہے۔اخلاق و کردار، سادگی و شرافت جو ہر تحریر، ادب و انشا، شعر وشاعری، فقہ وافتا، درس وتدریس، حق گوئی بلکہ ہر اعتبار سے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت قابل ذکر، لائق مدح وتعریف ہے اور سب پر طرہ یہ کہ آپ کی ذات گرامی مرجع خلائق اور مرجع نگاہ ہر خاص وعام تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے بعد قوم وملت کی صحیح رہنمائی اور قومی وملی دکھ درد کا مداوا فرمانے والی شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات تھی۔آپ کے وصال سے ایک عظیم علمی عہد کا خاتمہ ہو گیا جس کی بھرپائی بہت مشکل نظر آرہی ہے۔آپ کی بے پناہ مقبولیت کی دلیل اس سے بڑی اور کیا ہوگی کہ ملک وبیرون ممالک سے جنازے میں انسانوں کا سیلاب امنڈ کر سمندر کی طرح موجیں مارنے لگا تھا۔اور یہ بھی حقیقت ہے کی صرف شہر بریلی ہی سونا نہیں ہوا بلکہ پوری دنیائے سنیت پر غم واندوہ کے گہرے بادل چھا گئے۔آپ کی تاریخ ساز شخصیت کمال وخوبی سے اس قدر مرصع ومزین تھی جس کی کسی ایک خوبی اور فن پر روشنی ڈالی جائے تو وہی ایک کتاب ہو جائے۔

اعلاے کلمۃ الحق

احقاق حق وابطال باطل خانوادۂ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا، سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہر طرف کفر والحاد کی آندھیاں چل رہی تھیں مگر علم بردار حق سیدی اعلیٰ حضرت نے

کبھی باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حق گوئی و بے باکی بھی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم ہند سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بھی اپنے اسلاف کا پرتو بنایا تھا۔ آپ کی حق گوئی و بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن و تشنیع، مصائب و آلام یہاں تک کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ ہر معاملے میں اپنے آبا و اجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے۔

سعودی مظالم کی کیفیت جانشین مفتی اعظم کی زبانی

ممبئی ۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام جانشین مفتی اعظم ہند کی مکہ مکرمہ میں بیجا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک زبردست احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے فرمائی، ممبئی کے علما و ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے ہزاروں اکابر علما و عوام نے شرکت کی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزر ا افراد پر مشتمل تھا۔ بطور احتجاج سعودی کی ظالم حکومت کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے جارہے تھے۔ اسی اثنا میں جانشین مفتی اعظم ہند سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر ہندوستان واپس کئے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

۳۱۔ اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی۔ ڈی۔ اور پولیس کے لوگ میری رہائش گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں، میں نے انہیں باتھ روم میں بھیجا، پھر سی آئی ڈی نے باہر سے مقفل کر دیا اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی، میرے سامان کی تلاشی لی، میرے پاس حضرت علامہ سید علوی مالکی رضوی

مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا، مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی، آئی، ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقا محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔ مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں، میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے روم میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟۔

میں نے کہا: میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لئے جاتا ہوں۔ اسی لئے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے۔ آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی؟ میں نے کہا ہاں۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔

دس بجے پھر سی، آئی۔ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں ؟میں نے شیعہ قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کارد کیا ہے، اوراس کی رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، قہر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھیں۔ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے۔اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہل سنت وجماعت ہیں۔

سی آئی، ڈی کے دریافت کرنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور صحابہ وتابعین کا اور ہر زمانہ کے صالحین کا مذہب ہے۔ہم اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ہمیں اس مقصد سے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے۔سی، آئی ڈی کے سوال پر میں نے وہابی اور سنی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی اور وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو جانتے بھی ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا۔

علم غیب پر۔سی۔آئی۔ڈی۔کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے، سی، آئی، ڈی کے اگلے سوال پر میں نے بتایا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد

وصال بھی غیب کی خبر ہے، اس لئے کہ سرکار ﷺ کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار ﷺ علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی۔ آئی ڈی کے مطالبہ پر میں نے توسل کی دلیل میں وابتغوا لیہ الوسیلۃ آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار ﷺ سے توسل من جملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو۔ اور سرکار رسالت ﷺ بلا شبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجہ اولی جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی، آئی۔ ڈی، کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی، آئی، ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں، سی، آئی، ڈی، نے میرے لئے ایک اقرار نامہ لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا: میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں، میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔

آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار ﷺ غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور

کوشرک بتاتے ہیں، میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔اقرارنامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت، کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت،، کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے۔

بعد میں مجھ سے میرے سفرلندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا آپ نے وہاں کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومتی پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے جس اجلاس میں، میں شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہل سنت و جماعت کو رابطہ عالم اسلامی میں نمائندگی دی جائے۔جس طرح ندویوں،، وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔سی۔آئی۔ڈی کے سوال پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔

تیسری نشست میں جب دونشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرارنامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی۔آئی۔ڈی افسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں

تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی،اور راستہ میں نماز ظہر کے لے وقت بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہوگئی،،ذیل کے اشعار میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستمگر نے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستمگر میں
ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستمگر میں

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ

ستمبر ۱۹۸۶ء ۱۴۰۷ھ میں دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید و بند میں رکھا۔اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی،اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔اخبارات و رسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ،رضا اکیڈمی ممبئی،سنی جمیعۃ العلما،جمیعۃ علمائے اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں و جماعتوں نے زبر دست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد،شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات

حضرت کی گرفتاری کے رد عمل میں قائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے

بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فریدالحق اور دیگر علمائے اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان ادا کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس کو ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کرلیا اور امت مسلمہ کے لئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک اور مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنزالایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقے پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

بالآخر قربانی رنگ لائی اہل سنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا اور لندن میں سعودی فرمانروا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں پر عبادت کرنے کی آزادی ہوگی، ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبدالعزیز شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کرکے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ مئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا ہے۔ اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴ رمئی ۱۹۸۷ء ر ۱۴۰۷ھ کوسعودی فلائٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دے دی تھی۔سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی دکھائی۔پھر حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے پر جوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔

حاصل کلام یہ کہ حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کی پوری حیات مبارکہ حق گوئی اور بے باکی سے عبارت ہے،آپ نے کبھی کسی کے روبرو چاہے وہ حکومت ہند ہو یا دنیا کی دیگر حکومتیں ان سے حق کے معاملے میں کوئی سمجھوتا نہیں کیا اور ہمیشہ حق کا علم بلند کرتے رہے ،آخری سانس تک آپ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث کی روشنی ہی میں مسائل بیان کیے اور ماحول سے خوف کھا کر اپنے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔اور یہی آپ کے خانوادے کی شان رہی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ حق کے ساتھ کھڑا رہنے ہی کو ترجیح دیا جس کی بنیاد پر اس خانوادے کا نام کل سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک ان شاء اللہ عوام وخواص کی زبانوں پر قائم ودائم رہا ہے اور رہے گا۔اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور ان کے خانوادے کے مشن پر تاحیات قائم رہنے کی توفیق خیر عطا فرمائے۔آمین

روزنامہ راشٹریہ سہارا گورکھپور
سعید العلوم لکشمی پور، مہراج گنج

☆☆☆

مطالعات

حضور تاج الشریعہ کی تصنیف
اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ: ایک مطالعہ

مفتی محمد راحت خان رضوی بریلی شریف

یہ کتاب شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہ کی عربی تصنیف ہے ''المجمع الرضوی'' بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے، سن اشاعت تفصیل طبع میں کہیں بھی درج نہیں ہے۔ یہ کتاب اڑتالیس (۴۸) صفحات پر مشتمل ہے، صفحہ ۴۵؍ سے صفحہ ۴۸؍ تک آپ نے اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کا مختصر اور جامع تعارف پیش فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے تعلق سے بنیادی معلومات مثلاً سن ولادت، نام ونسب، تعلیم وتربیت، سلسلۂ بیعت وطریقت اور دینی وقلمی خدمات وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے انداز غلامی کو ذکر فرمایا ہے۔ مذکورہ تعارف کے بعد مقام مصنف ومؤلف میں حضور تاج الشریعہ کا نام مبارک ہے اس کے بعد تاریخ ۲۵؍ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ درج ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب لگ بھگ ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی۔

مذکورہ کتاب حضور تاج الشریعہ نے وہابیوں کی دروغ گوئی اور بہتان تراشی کو بے

نقاب کرنے کے لیے تحریر فرمائی ہے کیونکہ وہابیوں کی یہ عادت مذمومہ کوئی نئی نہیں بلکہ ان کے اکابرین دروغ گوئی اور تقیہ میں ماہر تھے، یہاں پر ان کی تقیہ بازی کی ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

مجلس میلاد شریف وہابیہ کے یہاں ہر حال میں ممنوع و بدعت ہے، اس کا کرنے والا گناہ گار، حرام کار، بدعتی و بدمذہب ہے بلکہ وہابیہ کے پیشواؤں نے محفل میلاد شریف کو ہندوؤں کا سا سوانگ بتایا، کنہیا کے جنم سے بھی بدتر ٹھہرایا ہے، مگر طمع و لالچ کی وجہ سے ان کے پیشوا و حکیم الامت نے تقیہ و دھوکہ کر کے محفل میلاد شریف میں شرکت کی بلکہ بارہا خود پڑھی۔ جب گنگوہی کو یہ خبر پہونچی کہ تھانوی نے یہ بدعت اختیار کی شرک میں مبتلا ہوا۔ جسے ''براہین قاطعہ'' مصنفہ گنگوہی از نام انبیٹھوی اور ''فتاوی رشیدیہ'' میں ہر حال میں کنہیا کے جنم سے بدتر ٹھہرایا ہے۔ گنگوہی نے تھانوی کو لکھا، تھانوی نے کئی جوابی خط لکھے ہیں ان میں سے ایک ملاحظہ ہو:

''میں (اشرفعلی تھانوی) نے دیکھا وہاں (کانپور میں) بدونِ شرکت ان مجالس (میلاد شریف) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل وتوہین زبانی وجسمانی کے ہو گئے، اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر عذر کر دیا اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی (تذکرۃ الرشید جلد اول ص: ۱۱۸، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور)

سبب تصنیف

متحدہ عرب امارات کا حکومتی ترجمان روزنامہ ''الاتحاد دوبئی'' مشہور اخبار ہے یہ اخبار ''ابوظہبی'' سے عربی زبان میں ۱۹۶۹ء سے شائع ہوتا ہے جس کو (www.alittihad.ae) ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے اور جمعہ کے روز اس اخبار کا ''الھدی'' نام سے ایک خصوصی ضمیمہ شائع ہوتا ہے۔

دیوبندیوں نے مذکورہ مذمومہ روش کو اپناتے ہوئے روزنامہ ''الاتحاد دوبئی'' کے خصوصی ضمیمہ ''الھدیٰ'' میں ایک مضمون رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو شائع کیا، جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اور دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف زہر افشانی کی۔ جس کے متعلق آپ یوں رقم طراز ہیں:

''فقد مرت بنظری کلمة مؤلمة فی مجلة الھدی الصادرة من ابو ظبی ملأی بأکاذیب و افتراءات علیٰ أھل السنة و امام أھل السنة مولانا أحمد رضا خان قدس سرہ و لاشک أن کل ھذہ الأکاذیب انما تلقه المجلة من أناس من الھند ھمتھم الافتراء علیٰ اھل السنة و الجماعة و علمائھا لاسیما امام أھل الاسلام شیخ المسلمین العلامة أحمد رضا خان اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامة۔'' (اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص: ۳)

ترجمہ: ابوظہبی سے نکلنے والے ''الہدیٰ'' نامی میگزین کا تکلیف رساں مضمون میری نظر سے گزرا، جو اہل سنت و جماعت اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا قدس سرہ پر اکاذیب واتہامات سے بھرا ہوا ہے۔ یقینا میگزین نے یہ سارے اکاذیب چند ایسے ہندوستانی افراد سے حاصل کیے ہیں جن کا مقصد اہل سنت و جماعت اور علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل اسلام، شیخ المسلمین، علامہ احمد رضا خان (اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامة) پر بہتان تراشی کرنا ہے۔

اس مضمون کے اندر ہم اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کی کتنی گندی وگھنونی، رذیل و جھوٹی اور ناکام وانہونی کوشش کی گئی اس کا اندازہ اس اخبار کی عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''ظھرت فی البلاد بدعة جدیدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام و المسلمین و ھی البریلویة۔'' (ایضاً)۔

ترجمہ: ملک میں بریلویت نامی ایک نیا بدعتی فرقہ ظاہر ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے مذکورہ تحریر کے جواب میں یہ مضمون لکھنے کے بعد اس کو روز نامہ ''الاتحاد'' کے ایڈیٹر و مالکان کو بھیجا۔ جو آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں فل اسکیپ ۲۸ رصفحات پر مشتمل ہے اس کے آخر میں قاضی عبد الرحیم بستوی قدس سرہ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ الحمد للہ اس تحریر کا عکس بھی ناچیز کے پاس بھی موجود ہے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کی نسبت ''بریلوی'' یہ ہندوستانی دیوبندیوں کے مقابلہ میں ہے، جن لوگوں نے ہم پر اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہونے کا دعوی کیا ہے حقیقت میں وہی اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس (اسلام و مسلمین سے خارج ہونے کی) تہمت سے بری ہیں بریلویت کوئی نیا دین یا نئی جماعت نہیں بلکہ یہ اہل سنت کی ہی جماعت ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے دین متین کی نشر و اشاعت اور بدعات و منکرات، گمراہوں و بد مذہبوں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کا رد بلیغ فرمایا۔

قادیانیت کے رد پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مدلل و مبرہن مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

(۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۲) قھر الدیان علی مرتد بقادیان (۳) الجراز الدیانی (۴) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۵) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن باطل و بدعتی فرقوں کا رد فرمایا انہوں نے آپ پر بہتان تراشیاں کیں خاص کر دیوبندیوں نے نئی جماعت ہونے کا الزام لگایا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات رکھنے والے لوگوں کو شہر بریلی کی جانب منسوب کر کے بریلوی کہنے لگے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے یہ ناکام کوشش کی کہ اہل سنت و جماعت کو ''بریلوی''

کہنا درست نہیں ہے اور درج ذیل عبارت سے استدلال کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کا بھی یہی موقف ہونا ظاہر کیا۔ لہٰذا اس مقام پر عبارت کا خلاصہ اور اور ان کے شبہات کا ازالہ ضروری ہے، الحق المبین کی عبارت یوں ہے:

''زعم قائل هذه الكلمة مانصه:

ظهرت فی البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهی البريلوية۔

ورداً عليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة الیٰ ''البريلوية'' ديدن الديوبندية من اهل الهند، والذی اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به وأجدر، وهٰذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء، ولا ندين ''البريلوية'' ولا ملة جديدة غيرها، انما ندين الملة السمحاء البيضاء التی ليلها كنهارها، ولم نزل من اهل السنة، وفی اهل السنة، ومع اهل السنة عن بكرة ابينا، والله علیٰ مانقول وكيل۔'' (ایضاً)۔

ترجمہ: مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں

(دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمداللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے اور نہ کوئی دوسری نئی ملت، ہمارا دین وہ آسان روشن ملت ہے جس کی شب (روشنی میں) دن کی طرح، ہم اپنے آبا و اجداد سے اہل سنت سے ہیں، اہل سنت میں ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہیں اور ہماری اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے۔

(۱) جو لوگ بریلوی کہنے سے منع کرتے ہیں ان کی مستدل عبارت کے پہلے اقتباس کا جائزہ:

''زعم قائل هذه الكلمة ما نصه:

ظهرت في البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهي البريلوية۔ (مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔)

جو لوگ بریلوی کہنے کو منع کرتے ہیں ان میں سے بعض لوگ استدلال میں اس عبارت کو پیش کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ نے الحق المبین میں لکھا کہ:

''ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔''

مذکورہ عبارت کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا تقیہ و دھوکہ اور الزامات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، یہ عبارت دیوبندیوں کی ہے حضور تاج الشریعہ ''الہدیٰ'' میگزین سے رد کرنے کے لیے نقل فرمائی ہے اور اس کا تفصیلاً رد بھی فرمایا ہے جو اسی اقتباس کے بعد یوں ہے:

ورداً عليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة الى ''البريلوية'' ديدن الديوبندية من اهل الهند، والذى اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به

و أجدر، و هٰذه التهمة بهم ألصق، و نحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء، و لا ندين "البريلوی۔" (میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

لہٰذا مذکورہ اقتباس سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کرنا، اس کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا سفاہت بے وقوفی اور جہالت و نادانی ہے۔

(۲) مخالفین کے مستدل دوسرے اقتباس کا جائزہ:

"نسبتنا أهل السنة و الجماعة الى "البريلوية" ديدن الديوبندية من اهل الهند۔" (ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے۔)

مذکورہ عبارت سے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کو بریلوی کہنا یہ دیوبندیوں کا طریقِ کار ہے یعنی دیوبندی سنیوں کو "بریلوی" کہتے ہیں لیکن ہندوستانی سنیوں نے اپنی نسبت کو امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مبارک شہر کی جانب کبھی بھی معیوب مبغوض نہیں سمجھی بلکہ اس پر اور خوش ہوئے، فخر محسوس کیا، اپنے آپ کو بریلوی کہلانا خوب پسند کیا بلکہ دیوبندیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خود بھی "بریلوی" ہی کہا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ اگر عوام و خواص میں سے کوئی بھی سنی اور غیر سنی کے درمیان امتیاز کے لیے سوال کرنا چاہتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ بریلوی ہے یا نہیں اگر کوئی اپنے آپ کو صرف سنی کہے تو ذہن میں یہ سوال ہوتا ہے کہ دیوبندی بھی اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں تو مجبوراً یہ سوال کرنا

پڑتا ہے کہ دیو بندی ہو یا بریلوی جب بریلوی کہدے تب دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ جملہ معمولات اہل سنت کو ماننے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلاۃ وسلام، قیام وفاتحہ کرتے دیکھا تو غیروں نے کہا بریلوی ہے، اختیار مصطفی، علم غیب مصطفی، نورانیت مصطفی وغیرہ کے قائل مسلمان کو جب غیروں نے دیکھا تب کہا یہ بریلوی ہے گویا کہ لفظ بریلوی اہل سنت وجماعت کے لیے علم ونام ہو گیا اسی کو حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان کیا ہے:

"فصار البریلویة علماً و لقباً علیٰ اهل السنة و الجماعة"۔ (الحق المبین ص: ۴) یہاں تک کہ لفظ "بریلوی" اہلسنت وجماعت کے لئے پہچان وعلم بن گیا۔

لہٰذا اس اقتباس سے بھی مخالفین کا استدلال درست نہیں ہے۔

(۳) والذی اتهمونا من الخروج عن الاسلام و المسلمین هم أحق به و أجدر، و هٰذه التهمة بهم ألصق، و نحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء، و لا ندین "البریلویة"۔" (اور اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت وجماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

بعض لوگوں نے "ولا ندین "البریلویة" سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کیا ہے حالاں کہ حضور تاج الشریعہ نے یہاں پر اس طرح کا بریلوی ہونے کا انکار کیا ہے کہ جو صورت وہابیوں نے مسخ کر کے پیش کی اور مسخ شدہ صورت کو بریلوی کا نام دیا تو آپ نے اسی کے رد میں فرمایا کہ اگر تم اس مسخ شدہ صورت کو بریلویت کا نام دیتے ہو تو ہمارا دین ایسی بریلویت نہیں ہے جو کہ اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہو۔

لہٰذا اس اقتباس سے بھی استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

مذکورہ تمہیدی گفتگو فرمانے کے بعد دیو بندیوں کی جانب سے لگائے گئے الزامات کا جواب دینے سے پہلے قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس، رشید احمد بنام خلیل احمد کی براہین قاطعہ، اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان اور اشرف السوانح ان چار کتابوں سے ان کی چار کفریہ اور گمراہ کن عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد ان عبارتوں کی قباحت وشناعت سے آگاہ فرما کر دیو بندیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا ہے، اور یہ بھی واضح فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ دیو بندیوں کو ان کے عقائد کفریہ خبیثہ کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین اور اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دیگر علمائے کرام جب ان کے گمراہ کن عقائد پر مطلع ہوئے تو انہوں نے ان کے کفر بلکہ جو مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر وعذاب میں شک کرے اس کے بھی کفر کا فتوی دیا ہے۔ ان تمام اکابر علمائے کرام کے فتاوی کے مجموعہ کو ''حسام الحرمین'' میں جمع کیا گیا ہے۔ جن اکابر علمائے کرام نے دیو بندیوں کے کفر کا فتوی دیا ہے انہیں میں سے مفتی مدینہ منورہ شیخ سید احمد آفندی برزنجی قدس سرہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''غایۃ المامول'' میں اس کو یوں اختصار کے ساتھ مفہوم کو ذکر کیا جاتا ہے:

''ہندوستانی علمائے کرام میں سے ایک صاحب آئے جن کو احمد رضا خان کہا جاتا ہے جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہندوستان میں کچھ کافر وگمراہ فرقے ہیں مثلاً غلام احمد قادیانی یہ مماثلت مسیح، وحی ونبوت کا قائل ہے۔ انہیں فرقوں میں سے امیر یہ، نذیر یہ اور فرقۂ قاسمیہ ہے جن کا دعوی یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نبی فرض کیا جائے یا اس کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو تو اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ انہیں فرقوں میں سے فرقۂ وہابیہ کذابیہ اس رشید احمد گنگوہی کے متبعین ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کی تکفیر نہیں کرتا، اسی نے شیطان کے لئے وسعت علم کو ثابت ہونے کا دعوی کیا ہے اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی نفی کی ہے۔اشر فعلی تھانوی بھی انہیں میں سے ہے جس نے کہا ہے: اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علم غیب کا اطلاق درست ہو تو سائل سے سوال یہ ہے کہ اس سے بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یا کل؟ اگر بعض مراد ہوں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ تمام حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔انہوں نے (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) نے ایک رسالہ ''**المعتمد المستند**'' ان کے رد پر لکھا ہے اس کے خلاصہ کو مجھے دکھایا کہ جس کے اندر ان کے کفریہ اقوال کے ساتھ ان کا مختصر رد تھا، مجھ سے اس پر تقریظ و تصدیق مانگی تو میں نے ان کے لئے تقریظ و تصدیق لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر یہ مقالات شنیعہ ان سے ثابت ہوں تو وہ کافر و گمراہ ہیں کیونکہ یہ تمام اقوال خارق اجماع امت ہیں اور اسی کے ضمن میں ہم نے بعض دلائل کو بھی ان کے اقوال کے رد میں ذکر کیا ہے۔

ان تمام باتوں کی وضاحت فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ رسالہ ''الھدی'' کا رد فرمایا ہے ان کی تردید میں آپ نے اپنے معتقدات کی وضاحت اس انداز سے کی ہے کہ پہلے دیوبندیوں کے ہم پر لگائے گئے بہتان و الزام کو بیان کیا ہے پھر اس کے خلاف اپنے عقیدہ کو اہل سنت اور جماعت مسلمین کے موافق اپنی کتب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کی تحریرات سے ثابت فرمایا ہے جس کی تائید میں آپ نے اکابر علمائے اہل سنت کے افکار و نظریات سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہمارے معتقدات کو دیوبندیوں نے کفر و شرک ہونے کا الزام دیا ہے حالانکہ ایسے افکار و نظریات خود ان کے اکابر و بزرگ اور پیشوا بھی رکھتے ہیں جن پر یہ حکم کفر و شرک نہیں لگاتے۔چونکہ یہ رد عربی زبان میں ہے اور خصوصیت سے عرب والوں پر ہی دیوبندیوں کے مکر و فریب کو واضح کرنے کے لیے آپ نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا ہے اس وجہ سے

یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہاں پر ان کے مسلم پیشواؤں کی عبارتوں کا ذکر کیا ہے تو عربی کتابوں سے ہی استدلال کیا ہے تا کہ ان کی عربی عبارات شنیعہ کے ذریعہ ان کی حقیقت اہل عرب پر خوب روشن ہو جائے۔ اب اس حوالے سے بھی کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں کہ جس میں ان کے الزام و بہتان، کذب وافترا کی وضاحت کے ساتھ ان کا رد کیا گیا ہے، چند مثالیں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

پہلا بہتان

دیوبندیوں کی جانب سے ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم معاذ اللہ! یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں''۔

جواب ورد

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کہہ ہی نہیں سکتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں۔ ﴿مَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (النور ۱۵/۲۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور تمام علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بشر ہونے کا منکر نہیں ہے اور ہم ان کی اقتداو پیروی کرتے ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، لیکن ہماری طرح بشر نہیں ہیں بلکہ وہ خیر بشر ہیں ساری مخلوق سے افضل ہیں اور ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں جو سرے سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر ہو۔

ہمارے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاوی میں اسی کی تصریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو:

''جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعا کافر ہے، اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ

سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنتُ إَلاَّبَشَـراًرَّسُولاً}(الاسـراء۹۳/۱۷)اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے،حقیقت باطنی بشریت سے ارفع واعلیٰ ہے یا یہ کہ حضوراوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ششم ص:٦٧)

اور کنزالایمان میں {قُلۡ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ}الآیۃ(الکھف ۱۱۰/۱۸) کے تحت آپ نے فرمایا''تم فرمادوظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں''۔(کنزالایمان) دیوبندیوں نے استدلال میں اس کو پیش کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی کی ہے۔حالاں کہ مذکورہ عبارت میں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی نہیں ہے بلکہ اس سے تواس مثلیت کی نفی ہوتی ہے کہ جس سے غیر نبی کا نبی سے برابر ہونے کا وہم ہو،تو آپ کے ترجمہ سے اس بات کا افادہ ہوتا ہے کہ وہ ظاہراًہماری طرح بشر ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سے ممتاز ہیں۔

حضورتاج الشریعہ نے دیوبندیوں پرایرادات قائم فرمائے ہیں کہ اگرانبیائے کرام کوہماری طرح بشر نہ کہنے کی وجہ سے معاذ اللہ!اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو کافر کہا جائے تو دیوبندیوں کی جماعت ایسے نظریات کے حامل دیگر لوگوں کو بھی کافر کہے گی؟ آپ کی طرف سے قائم کردہ ایرادات اختصار کے ساتھ پیش ہیں:

''ولئن کان هذاالقول كفراً أفهل يجترى اولئـک الطائفـةأن يكفـروا القاضی العلامةالامام عياض المالكی القائل فی الشفاءعـن الأنبيـاءعليهـم الصلاة السلام۔اگراس (مذکورہ) قول کوکفر کہا جائے تو کیا یہ (دیوبندیوں کی) جماعت اس بات کی ہمت رکھتی ہے کہ حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی (قدس سرہ) کو کافر کہے کہ جنھوں نے شفا شریف میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو یہ کہا ہے:

''انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے ظواہر واجسام اوراپنی ساخت کے ساتھ ان اوصاف بشریت سے متصف ہیں اور جوانسانوں پر بیماری اورموت وغیرہ عارض ہوتی

ظاہرا انبیائے کرام کو بھی عارض ہوتی ہے لیکن ان کا باطن بشری اوصاف سے اعلیٰ اور ملأ اعلیٰ سے متعلق ہے اور تغییر وآفات سے محفوظ رہنے میں ملائکہ کی صفات کے مشابہ ہے، غالب یہی رہتا ہے کہ نہ تو ان کو عجز بشریت لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی وصف ضعف انسانیت سے متصف ہوتے ہیں۔تو انبیائے کرام اجسام وظاہر کے اعتبار سے بشر کے ساتھ ہیں اور باطن وارواح کے اعتبار سے ملائکہ کے ساتھ ہیں۔

دوسرا ایراد یوں فرماتے ہیں ”أم یتجاسرون علیٰ أن یرموا بالکفر العلامۃ مولانا الشہاب أحمد الخفاجی المصری القائل فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض“ کیا علامہ مولانا حضرت امام شہاب احمد خفاجی مصری (قدس سرہ) کو بھی یہ (دیوبندی) کافر کہہ پائیں گے کہ جنہوں نے ”نسیم الریاض شرح شفا القاضی عیاض“ میں فرمایا جس کا حاصل یہ ہے:

”بیشک انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے باطن اوران کی روحانی قوت ملکوتی ہے، اسی وجہ سے وہ زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھتے ہیں، آسمان کی باتوں کو سنتے ہیں، جب حضرت جبریل علیٰ نبینا وعلیہ افضل الصلوات والتسلیمات نزول کا ارادے کرتے ہیں تو ان کو خوشبو سے پہچان لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر لیا اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔

شفا شریف سے ہی اس حدیث ”تنام عینی و لا ینام قلبی“ کو ذکر کر کے آپ نے یوں استدلال فرمایا ہے ”وھذا دلیل علیٰ ان ظاھرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشری و باطنہ ملکی الخ“ اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظاہر بشری ہے اور باطن ملکوتی ہے۔

دیوبندیوں پر ایراد قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا دیوبندی تمام مسلمانوں کی تکفیر سے خوش ہوں گے؟ کیوں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیائے

کرام اپنے ظاہر کے ساتھ بشر ہیں اور باعتبار باطن جنس بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ امام ہمام قاضی عیاض اور امام شہاب الدین قدس سرہما کے اقوال گزرے۔آپ نے اپنے مذہب کو اجماع امت سے بھی ثابت فرمایا ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے انبیائے کرام کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے ”انبیائے کرام بشر اور عاجز بندے ہیں“۔اسی سے دیوبندیوں نے دل میں یہ راسخ کرلیا کہ اس آیت میں عام لوگوں سے مطلقاً مماثلت ہے صرف ظاہر کے اعتبار سے ہی نہیں۔حالانکہ ان کے پیشوا کے اس قول سے انبیائے کرام کی شان میں توہین وتنقیص ہوتی ہے اور یہ پہلے کے کافروں کی کہی ہوئی بات ہے جس کو قرآن نے حکایت کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

{قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلاَّ بَشَرٌ مِّثْلُنَا}(ابراھیم ۱۰/۱۴)

اس کے بعد دہلوی کے مذکورہ قول کی قباحت وشناعت کو مدلل وجامع انداز میں بیان فرمائی ہے۔

دوسرا

دیوبندیوں کی طرف سے ہم پر حکم کفر اس وجہ سے عائد کیا گیا کیوں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کے قائل ہیں مذکورہ اخبار کے اندر جس بات پر حکم کفر صادر کیا گیا وہ یہ ہے: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صورت ظاہری میں بشر ہیں حقیقت میں نور ہیں“۔

جواب ورد

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ظاہراً بشر اور حقیقت میں نور ہونے کا قول کرنا کسی بھی طرح کفر نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے:

{قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ}(المائدۃ ۱۵/۵) مفسرین کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور سرور عالم نور مجسم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ذات ہے۔

اس کے بعد آپ نے دیوبندیوں پر یہ لاجواب اور دلچسپ معارضہ قائم فرمایا ہے کہ ’’حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

کنت نبیا و أن آدم لمنجدل فی طینه۔ (المستدرک، کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲/۶۰۰، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۱۱۴، ۱۱/۴۴۹) بیشک بالیقین میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے۔

تو اب دیوبندیوں کی جماعت یہ بتائے کہ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر تھے یا غیر بشر؟ اگر دیوبندی یہ کہیں کہ اس وقت بشر تھے ’’**فهل سمعتم بابن و جد قبل ابیه؟**‘‘ تو کیا آپ نے کسی ایسے بیٹے کے بارے میں سنا جو اپنے والد سے پہلے ہو؟ اور تمام بشر بنی آدم (حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے) ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ کہ بشر نہیں تھے تو ان کے لیے اس شخص پر اعتراض کرنا کیسے درست ہوگا جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری صورت کے اعتبار سے بشر ہیں اور حقیقت قدسیہ کے اعتبار سے اس سے الگ ہیں، یہی حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہے۔ اس قول میں کون سی بدعت ہے؟ جبکہ قرآن نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے تو اس وجہ سے دیوبندیوں کا ہماری تکفیر کرنا بلا وجہ اور بعض قرآن کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا ہے۔

تیسرا

ہم اہلسنت و جماعت پر مذکورہ اخبار کے اندر یہ جھوٹا اور قبیح و شنیع الزام لگایا گیا کہ ہم لفظ ’’رب‘‘ کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درست ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس جھوٹے الزام پر کوئی دلیل نہ ملی تو ہمارے لیے یہ کہا: کہ ہم (اہلسنت و جماعت) یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں۔

جواب ورد

حضور تاج الشریعہ مذکورہ قول کا رد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے اس اعتقاد کی وجہ سے کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں'' ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمۂ ''رب'' کا اطلاق درست سمجھتے ہیں یہ الزام بغیر دلیل کے ہے کیونکہ ہمارے اس اعتقاد سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں یہ لازم تو نہیں آتا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمۂ ''رب'' کے اطلاق کو جائز کہتے ہیں۔ دیوبندیوں پر لازم ہے کہ وہ اس الزام پر دلیل پیش کریں اور وہ قیامت تک اپنی پوری طاقت قوت کو صرف کرنے کے باوجود بھی نہیں دکھا سکتے کہ ہماری کتابوں میں کہیں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمۂ ''رب'' کے اطلاق کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں اس کو دیوبندیوں نے ہمارا عقیدہ بتایا ہے تو وہ اس بات میں سچے ہیں لیکن ہمارے عقائد میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ جس کے سبب ہماری تکفیر کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں تصرفات عنایت فرمائے اور ملائکہ کو امور کی تدبیر کرنے والا بنایا ہے اس پر آپ نے متعدد دلائل قائم فرمائے ان میں سے چند دلائل اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱) {وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقاً، وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطاً، وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحاً، فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقاً، فَالْمُدَبِّرٰتِ أَمْراً}۔(النازعات ۷۹/۱تا۵)

امام راغب اصفہانی نے ''مفردات غریب القرآن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان {وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقاً} کے تحت فرمایا ہے ''ھی الملائکۃ تنزع الارواح من الأشباح'' وہ فرشتے ہیں جو اجسام سے روح نکالتے ہیں، اور ﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ أَمْراً} کے تحت فرماتے ہیں ''یعنی ملائکۃ موکلۃ بتدبیر أمور'' یعنی وہ فرشتے

جوتدبیر امور کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

(۲) حضرت علامہ امام قاضی بیضاوی قدس سرہ مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''ھٰذہ صفات ملائکۃ الموت الیٰ أن قال أو صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانھا تنزع عن الأبدان غرقاً أی نزعا شدیداً من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیھا, تسبق الیٰ حضائر القدس فتصیر لشرفھا وقوتھا من المدبرات''یعنی یہ ملک الموت کی خوبیاں ہیں۔

امام بیضاوی کے حوالے سے مذکورہ عبارت کونقل فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ یوں استدلال فرماتے ہیں:

''وعلیٰ ما قال البیضاوی تکون الآیۃ دلت علیٰ أن اللہ تعالیٰ جعل أولیاءہ من المدبرات امراً۔''یعنی امام بیضاوی کے قول کے اعتبار سے آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کوامور کی تدبیر کرنے والا بنایا ہے۔اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا:

(۳) {قُلۡ یَتَوَفّٰکُم مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ}۔(السجدۃ ۳۲/۱۱) تم فرماؤتم کوموت دیتاہے موت کافرشتہ جوتم پرمقرر ہے۔

(۴) حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ جوحضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے ان کی حکایت(ملکہ سبا بلقیس کا تخت شاہی اسّی گز لمبااور چالیس گز چوڑا تھا،یہ سونے چاندی اورطرح طرح کے جواہرات اورموتیوں سے آراستہ تھا،جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصداوراس کے ہدایاوتحائف کوٹھکرادیا اوراس کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ مسلمان ہوکرمیرے دربار میں حاضرہوجائے تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے ہی اس کا تخت میرے دربارمیں آجائے تو آپ نے اپنے درباریوں سے جوفرمایااس کی حکایت

قرآن کریم نے یوں بیان کی ہے:

{قَالَ یٰأَیُّھَا الْمَلَؤُا أَیُّکُمْ یَأْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ أَنْ یَأْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ وَإِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ أَمِیْنٌ} (النمل ۳۹،۳۸/۲۷) سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہوکر حاضر ہوں، ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ جن کا بیان سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں اس سے بھی جلد وہ تخت میرے دربار میں آجائے یہ سن کر آپ کے وزیر ''حضرت آصف برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' جو اسم اعظم جانتے تھے اور ایک باکرامت ولی تھے، انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جو عرض کیا اسی) کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ أَنَا آتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ یَرْتَدَّ إِلَیْکَ طَرْفُکَ} (النمل ۲۷/۴۰) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

(۵) اللہ رب العزت نے اپنے اولیائے کرام کو شرف خلافت عطا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

{هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْأَرْضِ} (الفاطر ۳۵/۳۹) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا۔

تو اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خلفا ہیں جو اس کے حکم سے قائم ہیں۔ خلافت کے ذریعہ اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو بزرگی عطا کی گئی ہے۔ اس لیے کہ

خلافت کہتے ہیں: غیر کو اپنا نائب بنانے کو اور کسی کو اپنے حکم سے اپنی جگہ کرنا۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات میں کہا ''یقال خلف فلان فلانا قام عنه اما معه و اما بعده''، یعنی فلاں نے فلاں کو خلیفہ بنایا جو اصل کی جانب سے مقرر کیا گیا ہو یا تو اس کے ساتھ یا اس کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ} (الزخرف ۴۳/۶۰) اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بساتے۔

خلافت نیابت کو کہتے ہیں یا تو اصل کے غائب ہونے کے وقت یا اصل کی موت کے سبب یا اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے یا خلیفہ کی عزت افزائی کے لیے اس کو نائب بنایا جاتا ہے، اس آخری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰئِفَ فِي الْأَرْضِ} (الفاطر ۳۵/۳۹) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰئِفَ الأَرْضِ} (الانعام ۶/۱۶۵) اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب کیا۔

(۶) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم'' بیشک شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

سید المرسلین، امام الانبیا اور رحمۃ للعالمین کہ جن کی وجہ سے ساری کائنات کو وجود بخشا گیا، تو کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) زمانے میں تصرف نہیں کر سکتے؟ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اولیائے کرام اور فرشتوں کے زمانے میں تصرف فرمانے کے متعلق قرآن میں آیا ہے، بلکہ کسی کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ شیاطین ساری کائنات میں لوگوں کو گمراہ کر کے اور بہکا کر کے زمانے

میں تصرف کرتے ہیں حالاں کہ وہ مخلوق میں سب سے برے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی مبغوض ہیں۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ ان ملعونوں کو تو قدرت عطا فرمائے، اور خیر البریہ اور تمام انبیا کے سردار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محروم رکھے۔

اگر غیر اللہ کے لیے تصرف کا ثابت کرنا کفر ہو اور ملت سے خارج کرنے والا ہو تو یہ ایسی چیز ہوگی کہ جس سے قرآن کریم بھی خالی نہیں ہے بلکہ اس کے اثبات سے کلام الٰہی بھرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا۔

حضور تاج الشریعہ اپنے مدعیٰ کے ثبوت میں خلف وسلف سے متعدد دلائل قائم فرمانے کے بعد مخالفین کے پیشوا مثلاً ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کی ان عبارات کو نقل فرماتے ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیائے کرام عالم میں تصرف فرماتے ہیں وضاحت کے لیے اس کے بھی چند اقتباسات اختصاراً پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) ابن قیم کی مصنفہ ''کتاب الروح'' ص: ۲۱۴ کی عبارت اس عبارت کو تفصیل سے نقل فرمایا ہے کہ جس میں اس نے تمام انسانوں (مومن وکافر، صالح وفاجر) کی روحوں کے لئے زمانے میں تصرف کرنا ثابت کیا ہے۔

اگر انبیائے کرام کے لیے تصرف کا ماننا شرک ہے تو ابن قیم نے سارے انسان کے لیے تصرف مانا تو دیوبندیوں کے نزدیک ابن قیم بھی کافر ہونا چاہیے، چوں کہ ابن قیم دیوبندیوں کا بالا جماع امام و پیشوا ہے تو دیوبندی بھی اس کو اپنا امام اور پیشوا مان کر اور اس کے نقشِ قدم پر چل کر مشرک ہوئے۔

(۲) ابن قیم کی ہی مصنفہ کتاب ''زاد المعاد'' جلد اول ص: ۲۷۳ کی اس عبارت کو نقل فرمایا ہے کہ جس میں اس نے یہ کہا ہے:

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ کے

دن اور اس کی رات میں خوب درود پڑھو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار ہیں اور جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار ہے تو اس دن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں جو خصوصیت ہے وہ دوسرے دنوں میں نہیں ہے اور ایک دوسری حکمت بھی ہے اور وہ یہ کہ امت نے دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک سے پائی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا جامع بنایا، انسانوں کی ضرورتوں کا پورا ہونا، بخشش ہونا اور جنت میں داخل ہونا سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہے۔

وہابیہ ہماری تکفیر کو حلال سمجھتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں زمانے میں تصرف فرمانے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کے امام ''ابن قیم'' کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ یہ کونسا دین ہے جو ابن قیم کہے تو وہ اسلام ہو اور وہی بات ہم اہل سنت و جماعت کہیں تو کفر ہو؟؟

(۳) وہابیوں کے امام اکبر، ابن قیم کے شیخ ''ابن تیمیہ'' کی مصنفہ کتاب ''الصارم المسلول والفرقان بین الاولیاء والشیطان'' سے اس عبارت کو ذکر کیا ہے کہ جس میں اس بات کی تصریح ہے:

یہ ایمان سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں مخلوق تک اللہ تعالیٰ کا حکم و نہی، وعدہ و وعید، اور حلال و حرام کو پہونچانے میں، حلال وہ ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔ دین وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمایا۔

ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں

رب تبارک وتعالیٰ کی عطا سے امر و نہی، وعدو وعید اور تحلیل وتحریم اور شریعت کے اعتبار سے تصرف فرماتے ہیں اور مخلوق کو خالق سے ملانے کے لیے وسیلہ ہیں۔

یہ وہابیہ ہماری تکفیر کیوں کرتے ہیں اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کی عطا سے زمانے میں تصرف کرنے والا مان کر ہم اہل سنت و جماعت کافر ہوئے تو ہمارے مثل ہی ''ابن تیمیہ'' نے بھی کہا تو چاہیے کہ یہ اپنے امام و شیخ ابن تیمیہ کو بھی کافر و مشرک کہیں۔

(۴) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں ہمارے اسی اعتقاد کی وجہ سے دیوبندیوں نے ہماری تکفیر کی ہے، حالاں کہ ابن تیمیہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مختلف تصرفات مانتا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزرا، ابن تیمیہ نے ''الفرقان'' ص: ۶۴، ۶۵/ پر اولیائے کرام کے متعلق یہ صراحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار اور چیدہ اولیائے کرام کو کرامتوں کے ذریعہ شرف بخشا ہے۔ اولیائے کرام کی کرامتیں یا تو دین کی حجت کے لیے یا مومنین کی ضرورت کے لیے ہیں جیسے ان کے انبیائے کرام کے معجزات تھے۔ اولیائے کرام کی کرامتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کی برکت سے ہیں، تو یہ کرامتیں حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں داخل ہیں، مثلا چاند کا ٹکڑے ہوجانا، آپ کی ہتھیلی میں کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، ددرخت کا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، کھجور کی سوکھی شاخ کا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی میں گریہ کرنا، معراج کی رات بیت المقدس کی صفات کو بیان کرنا، ما کان وما یکون کی خبریں دینا، قرآن مقدس کا لانا، متعدد مرتبہ کھانے اور پانی کا زیادہ ہوجانا جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر تھوڑے سے کھانے کو پورے لشکر نے کھایا اور وہ کم بھی نہ ہوا، اور جنگ خیبر کے وقت

تھوڑے سے پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ پورا لشکر سیراب ہو گیا اور پانی کم بھی نہ ہوا، جنگ تبوک کے موقع پر پورے لشکر نے اپنے برتنوں کو بھر لیا اور کھانا کم تک نہ ہوا جب کہ وہ تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) تھے، متعدد مرتبہ آپ کی انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہونا اور ساتھ والے تمام لوگوں کے لیے کافی ہونا جیسا کہ حدیبیہ میں ہوا اور وہ چودہ سو (۱۴۰۰) یا پندرہ سو (۱۵۰۰) لوگ تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ جب نکل کر ان کے رخسار پر آگئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اس کی جگہ پر کر دیا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا ان کے گرنے کی وجہ سے پیر ٹوٹ گیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھونے کی برکت سے پیر بالکل ٹھیک ہو گیا وغیرہ۔

حضور تاج الشریعہ نے ابن تیمیہ کی تصنیف کردہ کتاب ''الفرقان'' کے حوالے سے مذکورہ معجزات کے ساتھ ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کو تفصیل کے ساتھ شمار کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد جماعت وہابیہ کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا کہ یہ تمہارے امام ''ابن تیمیہ'' ہیں جنہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متصرف ہونا ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمانے میں تصرف فرماتے ہیں۔ مذکورہ معجزات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شمار کرانے کے بعد ''ابن تیمیہ'' نے اسی کتاب میں اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بہت سی کرامتوں کو ذکر کیا ہے جو تقریبا تین صفحات پر مشتمل ہیں جو فائدہ پہونچانے، ضرر کو دور کرنے، مریض کو ٹھیک کرنے، مردے کو زندہ کرنے، دعا کے قبول ہونے اور دشمنوں پر مدد فرمانے کے بارے میں ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کرامت معجزہ کی ہی جنس سے ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اسی موقف کو ''ابن تیمیہ'' نے بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ اس کا

ترجمہ ذکر کیا جاچکا اس کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

”وکرامات الاولیاء انماحصلت لھم ببرکۃاتباع رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھی فی الحقیقۃتدخل فی معجزات الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“

یعنی اولیائے کرام کی کرامتیں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کی برکت سے ہیں، تو یہ کرامتیں حقیقت میں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں داخل ہیں۔

جب”ابن تیمیہ“ نے اس بات کو مانا ہے کہ اولیائے کرام کی کرامتیں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں تو”ابن تیمیہ“ کی مذکورہ بات سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصرف فرماتے رہتے ہیں کیونکہ اولیائے کرام موجود ہیں اوران کی کرامتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اختتام بحث پرآپ امام وہابیہ اسمٰعیل دہلوی قتیل کی کتاب صراط مستقیم ص:۲۹رکی اس عبارت کو کہ جس میں اس نے اپنے شیوخ کی تعریف کرتے ہوئے ان کوملائکہ مدبرات امور کی صف میں شامل کیا ہے کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب میں پوری دنیائے وہابیت سے کہتا ہوں وہ کہیں کے بھی ہوں یا کہیں بھی ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے ہم تمہارے گمان میں کافر ہیں توتمہارے مقتدااورہم اس بات میں مشترک ہیں تواب تمہارے پاس کونسی راہ ہوگی؟؟

چوتھا بہتان

ہم پر یہ بہتان لگایا گیا کہ ہمارا جرم یہ ہے کہ جوائمۂ مسلمین، مذہب میں ہماری مخالفت کرتے ہیں ہم ان ائمہ کی تکفیر کرتے ہیں اوراس بات کے قائل ہیں کہ ان کے پیچھے نماز جائزنہیں ہے۔

جواب ورد

یہ کھلا بہتان اورصریح جھوٹ ہے۔ہم کسی عام مسلمان تک کی تکفیرنہیں کرتے چہ

جائے کہ ائمۂ دین۔ہاں ہم نے ان کو کافر کہا ہے جن کے غلط عقائد پر مشتمل عبارتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان کا امام ہونا تو بہت دور کی بات ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہیں ان کی تکفیر علمائے حرمین شریفین اور مفتی شجاعت علی نے بھی کی ہے جس کی تفصیل ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' میں موجود ہے۔کسی نے بھی ائمۂ مسلمین کی تکفیر نہیں کی ہے جس کا ایسا دعوی ہے اس کو چیلینج ہے کہ وہ اس کو ثابت کرے۔

ان کا یہ کہنا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما کان وما یکون کے عالم الغیب ہیں، ہر جگہ حاضر اور ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں۔تو ان کے رد پر ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں:

''عالم الغیب'' کا اطلاق اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ہمارے نزدیک اس کا اطلاق غیر اللہ پر مباح نہیں ہے جیسا کہ ہمارا قول ''عزّ و جلّ '' یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے علاوہ کے لیے ''عزّ و جلّ ''نہیں کہا جائے گا،لیکن اس کے باوجود اللہ عز وجل کی عطا سے عزت کے ثبوت کی غیر اللہ سے نفی نہیں کی جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْن}(المنافقون ۸/۶۳) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

جس طرح سے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ وصف عزت سے غیر کو متصف کرنا جائز ہے اسی طرح سے وہ نفوس قدسیہ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرمایا ہے ان کو علم غیب کے وصف کے ساتھ متصف کرنا جائز و درست ہے اگرچہ ''عالم الغیب'' اللہ عز وجل کے علاوہ کسی دوسرے پر درست نہیں،البتہ ''عالم للغیب'' کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم نہیں ہے۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور آپ کو ما کان و ما یکون کا علم ہے

ہمارے اس اعتقاد کی وجہ سے ہم پر حکم کفر کیسے ہوسکتا ہے؟

حضور تاج الشریعہ متعدد دلائل اس پر پیش فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور آپ کو ما کان وما یکون کا علم ہے جن کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

(۱) حضور سرور عالم سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''نبی'' ہیں اور لغت میں ''نبی'' کا معنی ہے غیب کی خبر دینے والا اور وہ جس کی طرف اللہ رب العزت کی طرف سے الہام ہو جیسا کہ ''منجد'' میں ہے۔ بعینہ اسی معنی کو اردو میں عبدالحفیظ دیوبندی نے ''مصباح اللغات'' میں منجد سے لے کر ذکر کیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا۔اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ} (الجن ۲۶/۲۷) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ رب العزت کی عطا سے غیب جانتے ہیں اور سارے لوگ اس معاملے میں انبیائے کرام کے تابع ہیں یعنی وہ انبیائے کرام کے بتانے سے جانتے ہیں۔

(۳) {عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا۔اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ} (الجن ۲۶/۲۷) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی قدس سرہ ''نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض'' میں فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ اس آیت کے منافی نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان ''لو کنت

أعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ’’ کے بھی منافی نہیں، کیونکہ یہاں پر اس علم کی نفی ہے جو بغیر واسطہ (ذاتی) ہو، اور اللہ رب العزت کے بتانے سے مطلع ہونا تو یہ امر متحقق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ (الجن ٢٦/٢٧) یعنی غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ابن عطاء اللہ نے ’’لطائف المنن‘‘ میں کہا: بندے کا اللہ تعالیٰ کے غیب پر مطلع ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کی دلیل ’’اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ تعالی‘‘ تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ج:۳/ص: ۱۵۱)

اسی طرز پر حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کے اندر دیو بندیوں اور وہابیوں کے بہتان اور الزام کا جواب بہت عمدہ طریقے سے مدلل مبرہن طور پر تحریر فرمایا ہے، نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش کر دیں یہ کتاب دیو بندیوں کے لیے صرف مسکت ہی نہیں بلکہ ان کی جان پر وبال ہے ان کے جھوٹ و دجل، دغا و فریب کو آشکارا کیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات اصل کتاب کی جانب مراجعت کر کے مستفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محمد راحت خان قادری



بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸/ فروری ۲۰۱۶ء

☆☆☆

آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ

تاج الشریعہ کے علمی اسلوب اور تحقیقی مزاج پر روشنی ڈالتی ایک تجزیاتی تحریر

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی، مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی

دیارِ ہند میں ایسے کئی خانوادے گزرے ہیں جنہوں نے نسلاً بعد نسلٍ قوم وملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت ووطن کی مذہبی، سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور ومعروف خانوادہ ''خانوادۂ اعلیٰ حضرت'' بھی ہے جو کم وبیش پچھلے دوسو سالوں سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں 1731ء میں لاہور سے دہلی آئے۔ فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔ روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا، اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہوگیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش

ہوکر زہد وریاضت میں مستغرق ہو گئے۔انہیں اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا اور مسند افتا پر رونق افروز ہوکر خاندان کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کرایا۔

مولانا رضا علی خان کا وصال 1286ھ،1869ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھما بلکہ ان کے بلند اقبال شہزادے حضرت مفتی نقی علی خان نے بحسن وخوبی جاری رکھا۔مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبوئیں پھیکی پڑ گئیں، جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز! آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کے خلفا، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں، اور آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی وتبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جہاں علم وفن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی بھی علم وتحقیق کے معیار ومنہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن وسنہری تاریخ ہے۔ہماری موجودہ تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف ''آثار قیامت'' کے علمی وتحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری کے تئیں پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً سیدنا شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب کنز العمال میں درج ایک حدیث پاک کے ترجمے کے طور پر منصۂ شہود پر آئی۔اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت بیان کی گئیں ہیں، حضور تاج الشریعہ نے اسی

حدیث کا ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر، آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بناڈالا، اسطرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کر سکتا کہ اصلاً یہ کتاب ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اس مقالہ کے تین حصے ہوں گے:

[الف] پہلے حصے میں قیامت کے متعلق آثار وعلامات پر گفتگو ہوگی۔

[ب] دوسرے حصے میں کنز العمال اور صاحب کنز العمال کا تعارف۔

[ج] تیسرے حصے میں تاج الشریعہ کے علمی اسلوب واستدلال پر گفتگو ہوگی۔

[الف] قیامت کے متعلق اسلامی عقائد:

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والا کافر اور خارج اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنّ السَّاعة لاٰتية لَارَيب فِيها۔ اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں [سورۃ الحجر:85]

واتقوا يوما تُرجعُون فِيه اِلى الله ثُمّ تُوَفّىٰ كُلُّ نَفسٍ مّا كَسَبَت وَهُم لَا يُظلَمُون۔ [سورۃ البقرہ:281]

اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا دے دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے کمایا اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی۔

يَومَ تَبيَضُّ وُجُوهٌ وّتَسوَدُّ وُجُوه۔ [سورہ آل عمران:106] اس دن (جبکہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ۔

اس آیت کریمہ کے تحت پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

قیامت کے روز دل کی کیفیت چہروں پر عیاں ہوگی۔ جن کے دل نور سے منور ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔ اور جن کے باطن میں

گمراہی کی تاریکی جمی ہوئی ہے اس روز ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ بعض علما نے فرمایا کہ کامیابی اور نجات پر فرحت وسرور کی کیفیت جو چہرے پر نمایاں ہوگی اس کو بیاض وجہ یعنی چہرے کی سفیدی اور کفار وفساق رحمت الٰہی سے محرومی کے باعث جس اندوہ والم کا شکار ہوں گے اور جس کے اثرات چہروں پر بالکل واضح ہوں گی اسے سواد وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔[تفسیر ضیاء القرآن جلد اول:262/263]

ثُمَّ اِلَیہ مَرجِعُکُم ثُمّ یُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُم تعمَلُون۔[سورہ الانعام:60]

پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کی طوالت

قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَاِنّ یوماً عِند رَبّک کالفِ سَنَة مِمّا تعُدّون۔ اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔[سورہ الحج:47]

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

من اَنکَر الجنة اوِ لنار اوِ البعث اوِ الحساب اوِ القیامة فھُو کافر باجماع للنص علیہ واجماع الامة علیٰ صحة نقلہ متواتراً۔ جو جنت، جہنم، مرنے کے بعد زندہ ہونے، حساب وکتاب، اور قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس پر اجماع نص ہے، اور اس کی صحت نقل کے تواتر پر اجماع امت ہے۔

قیامت کی تین قسمیں

قیامت تین قسم کی ہے:

ا، قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔ **مَن مَات فَقَد قَامت قِیامتہ**۔ جو مر گیا اس کی قیامت ہوگئی۔

۲، قیامت وسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قرن (یعنی ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہو جائیں

اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

قیامت کبریٰ: تیسری قیامت کبریٰ کہ زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

حضور قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ''ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اور حسن وضعیف وموضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ [الملفوظ حصہ سوم: 385، مطبع مکتبۃ المدینہ کراچی]

[ب] کنز العمال اور مؤلف کا تعارف:

کنز العمال کا پورا نام ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' ہے۔ یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبد الملک بن قاضی خان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔ آپ شیخ علی متقی الھندی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی ہے اور 18 جلدوں پر مشتمل ہے۔

ولادت:

شیخ علی متقی الھندی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر برہان پور میں ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کے والد شیخ حسام الدین نے آٹھ سال کی عمر میں انہیں شیخ بہاؤالدین برہان پوری کی خدمت میں پیش کیا۔ شیخ نے انہیں بیعت کیا اور جوان ہونے تک اپنے ساتھ ہی رکھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبد الحکیم سے سلوک کے مراحل طے کئے اور سلسلہ چشتیہ میں خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے تفسیر بیضاوی، عین العلم جیسی کتابیں

پڑھیں اور دو سال تک رہتے ہوئے اکتساب فیض کیا۔

سفر حرمین:

شیخ حسام الدین ملتانی کے پاس رخصت ہوکر آپ حرمین شریفین کے لئے عازم ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ ابوالحسن شافعی بکری علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں داخل ہو گئے۔ ان سے آپ نے علم حدیث پڑھا اور انہیں سے طریقہ قادریہ شاذلیہ مدنیہ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ شیخ محمد بن محمد سخاوی مصری علیہ الرحمہ، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ سے بھی درس حدیث لیا اور بیت اللہ شریف میں ہی مقیم ہو گئے۔

ہندوستان واپسی

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر محمود شاہ گجراتی کے عہد میں کیا۔ جو شیخ علی متقی کے مرید تھے۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو محمود شاہ گجراتی نے آپ کا بہت اکرام کیا۔ کچھ وقت گزارنے کے بعد آپ موسم حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

ہندوستان میں شیخ علی متقی کی مقبولیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاگرد شیخ علی متقی) کے مطابق اس زمانے میں شیخ کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے خلق خدا کا ہجوم ان کے پیچھے ہو جاتا اور ان کے ارد گرد اس طرح پھرتے تھے جس طرح پروانے شمع کے چاروں اور منڈلاتے ہیں۔ آپ اکثر اپنے حجرے کا دروازہ بند رکھتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے نمازوں کے وقت ہی آپ کی زیارت ہوتی تھی۔

تصانیف

حضرت شیخ علی متقی کی اپنی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، چند اہم کتابیں یہ ہیں:

- **البرهان الجلی فی معرفة الولی۔**

- ★ البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان۔
- ★ الفصول شرح جامع الاصول۔
- ★ المواهب العلية فی جمع الحكم القرآنية والحديثية۔
- ★ ارشاد العرفان وعبارة الايمان۔
- ★ النهج الاتم فی ترتيب الحكم۔
- ★ الوسيلة الفاخرة فی سلطة الدنيا والآخرة۔
- ★ جوامع الكلم فی المواعظ والحكم۔
- ★ شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
- ★ مختصر النهايه۔
- ★ الرق المرقوم فی غاية العلوم۔
- ★ نعم المعيار والمقياس لمعرفة مراتب الناس۔
- ★ هداية ربی عند فقد المربی۔
- ★ كنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

زیارت رسول

حضرت شیخ علی متقی ایک عاشق رسول شخصیت تھے۔آقائے کریم علیہ السلام کو آپ سے بے حد وابستگی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ کی قسمت نے یاوری کی اور انہیں خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ زبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بڑا انعام بھی حاصل ہوا۔

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں تاریخ یعنی شب قدر میں آپ کو حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شادکامی ہوئی۔مقدس مہینہ،مقدس رات اور پیارے آقا کی زیارت !ایک بندہ مومن کو بھلا اور کیا چاہیے لیکن آج حضرت شیخ کا نصیبہ بلندی پر

تھا، اس لیے آپ نے آقائے کریم سے ایک سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے؟

یہ سن کر پیارے آقا مسکرائے:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

اور شیخ علی سے فرمایا: اس زمانے میں سب سے افضل تم ہو!

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات میں شیخ علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے بھی یہی خواب دیکھا، یہی سوال کیا اور آقائے کریم علیہ السلام نے انہیں بھی یہی بتایا کہ اس زمانے میں سب سے افضل شیخ علی متقی ہیں۔ صبح کو شیخ عبدالوہاب اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کیا تو استاذ نے فرمایا کہ یہی خواب میں نے بھی رات کو دیکھا ہے۔

وصال پر ملال

علم و ہدایت کا نور عام کرنے والی یہ عظیم ذات جس نے ساری زندگی عشق مصطفی اور اطاعت خدا میں بسر کرتے ہوئے علم دین کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بیانوے (۹۲) سال کی عمر گزار داعی اجل کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مہمان ہوگئی اور علم کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کا وصال مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحے قبل آپ نے فرمایا: اخیر سانس تک حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا۔ اخیر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتی رہے، اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے سمجھ لینا روح قبض ہوگئی ہے۔ ایسا ہی ہوا، اخیر سانس تک شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حرکت نہیں تھی مگر یہی ایک انگلی تھی جو ذکر الٰہی کے ساتھ مسلسل رواں تھی۔

آپ کی تاریخ وفات ''قضیٰ نحبہ'' سے نکلتی ہے۔ اس کے علاوہ ''شیخ مکہ، اور

متابعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ سے مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

[ج] آثار قیامت کا تحقیقی جائزہ:

کنز العمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب ’’آثار قیامت‘‘ کا موضوع بنایا ہے سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: 39639 (مسند علی) عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اقتراب الساعة اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاة، واضاعوا الامانة، واستحلوا الکبائر، واکلوا الربا، واخذوا الرشی، وشیدوا البناء، واتبعوا الھوی، وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا اجلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وکثر الجور، وفشا الزنا، وتھاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الامین، وصار المطر قیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرة، ووزراء کذبة، وامناء خونة، وعرفاء ظلمة، وقلت العلماء، وکثرت القراء، وقلت الفقھاء، وحلیت المصاحف وزخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القینات، واستحلت المعازف، وشربت الخمور، وعطلت الحدود، ونقصت الشھور، ونقضت المواثیق، وشارکت المرأة زوجھا فی التجارة، ورکب النساء البراذین، وتشبھت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغیر اللہ، ویشھد الرجل من غیر ان یستشھد، وکانت الزکاة مغرما، والامانة مغنما، واطاع الرجل امرأته وعق امه واقصی اباہ، وصارت الامارات مواریث، وسب آخر ھذہ الامة اولھا، واکرم الرجل اتقاء شرہ، وکثرت الشرط، وصعدت الجھال المنابر، ولبس الرجال التیجان،

وضيقت الطرقات، وشيد البناء واستغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء، وكثرت خطباء منابركم، وركن علماؤكم الى ولاتكم فاحلوا الهم الحرام وحرموا عليهم الحلال وافتوهم بما يشتهون، وتعلم علماؤكم العلم ليجلبوا به دنانيركم ودراهمكم واتخذتم القرآن تجارة، وضيعتم حق الله فى اموالكم، وصارت اموالكم عند شراركم، وقطعتم ارحامكم، وشربتم الخمور فى ناديكم، ولعبتم بالميسر، وضربتم بالكبر (بالكبر: الكبر - بفتحتين -: الطبل ذو الرأسين۔ وقيل: الطبل الذى له وجه واحد، النهاية 142/4 ب) والمعزفة والمزامير، ومنعتم محاويجكم زكاتكم ورأيتموها مغرما، وقتل البرىء ليغيظ العامة بقتله، واختلفت اهواؤكم، وصار العطاء فى العبيد والسقاط، وطفف المكائيل والموازين، ووليت اموركم السفهاء۔

(ابو الشيخ فى الفتن وعويس فى جزئه والديلمى)

چونکہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں اس لئے ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔ اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

۱۔ نماز کو ضائع کرنا۔

۲۔ امانت کو ضائع کرنا۔

۳۔ کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔

۴۔ سودخوری کی کثرت۔

۵۔ رشوت خوری کی کثرت۔

۶۔ قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔

۷۔ اولاد باعث تکلیف ہونا۔

۸۔ علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔

۹۔ عورت و مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔

۱۰۔ عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

۱۱۔ عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۲۷ علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جا رہی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

[الف] نمازوں کا ضائع کرنا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا۔

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تین علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔ کیا چھوٹا کیا بڑا؟ عوام و خواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ ان مصائب میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت ولا پرواہی برتنا۔ سب سے پہلے ہم اسی پر حضور تاج الشریعہ کا عالمانہ و ناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کا عالمانہ تبصرہ

''نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے، یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے

کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے''۔[آثار قیامت:۱۸]

اس تبصرہ میں حضور تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے ۔چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں: **اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ**۔ جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہوگا لیکن حضور تاج الشریعہ کی دقت نگاہ کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

(۱) نجاست سے پرہیز نہ کرنا

چونکہ نماز کی درستی کے لئے طہارت شرط ہے۔جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود، تو اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اس نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا۔آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں۔جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۲) وضو صحیح طور پر نہ ہونا

صحت نماز کے لئے وضو کا درست ہونا ضروری ہے۔لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضاء وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضا خشک رہ جاتے ہیں لیکن چونکہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔اب ایسے آدھے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز گویا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کر دی گئی۔

(۳) نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا

نماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔شرائط نماز اس طرح ہیں:

ا۔طہارت۔ ۲،ستر عورت۔ ۳،استقبال قبلہ۔ ۴،وقت۔ ۵،نیت۔ ۶،تکبیر تحریمہ۔

فرائض نماز: ۱،تکبیر تحریمہ۔ ۲،قیام۔ ۳،قرأت۔ ۴،رکوع۔ ۵،سجدہ۔ ۶،قعدہ اخیرہ۔ ۷،خروج بصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں 30,40 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انہیں فرائض نماز کا اتا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت نکال کر مسجد پہنچ جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔اس انداز میں نماز پڑھنا اسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔دل کا طہارت باطنی ونور ایمانی سے خالی ہونا

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط وفرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے کام نہیں آئیں گے۔اس ضمن یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا: ''میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے،اس قدر خیرات کی علاوہ زکواۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذالک۔ارشاد باری ہوگا:

ھل والیت لی ولیاً وعادیت لی عدوًا۔ کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟۔[تفسیر الدر المنثور۔الملفوظ: اول،165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے محبوبوں سے محبت سے دل خالی ہو تو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہو جائیں گی۔غور کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جبکہ سید المحبوبین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کس قدر ضروری ہے۔اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو

کہ نماز میں حضور کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہو گئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جارہے ہیں جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

۵۔ کسی ضرورت دینی کا انکار کرنا

نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔ آج یہ بات بھی دیکھنے میں آرہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے ہیں اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، جسم وجسمانیت کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔ قادیانی، جو آقائے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

”آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔ انہیں کے لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی سچی خبر دی ہے:

سیصلی قوم لا دین لھم۔ یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم وتوقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال وجاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں گے اور دنیا داروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا، اس سے مقصود علما

اور عوام کی تحذیر وتنبیہ ہے''۔[آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیر پسار چکی ہے۔حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دوبھر اور مشکل ہو گیا ہے کہ پوچھیں مت! جبکہ اہل ثروت و دولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جا کر مقیم ہوتے ہیں۔یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ ہو سکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں،وجہ؟امیروں کی دولت کا لالچ!! تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

''قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الصفا الزلازل الذی لا یثبت علیه اقدام العلماء الطمع والله اعلم۔[اللآلی المصنوعۃ،جلد اول،ص ۲۱۰]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر نہیں جمتے''طمع''(لالچ) ہے۔[آثار قیامت: ۴۴]

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء، یعنی علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد، مرد سے ملوث ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے، جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کر رہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے آج کی اس ''مہذب دنیا'' کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

1،ہالینڈ۔۲،ناروے۔۳، بیلجیم۔۴،اسپین۔۵،ساؤتھ افریقہ۔۶،تائیوان

۷، برازیل۔ ۸، ارجنٹائنا۔ ۹، کولمبیا۔ ۱۰، فرانس۔ ۱۱، آیر لینڈ۔

۱۲، آئس لینڈ۔ ۱۳، پرتگال۔ ۱۴، ڈینمارک۔ ۱۵، امریکہ۔ ۱۶، جرمنی۔

۱۷، مالٹا۔ ۱۸، نیوزی لینڈ۔ ۱۹، میکسیکو۔ ۲۰، سویڈن۔ ۲۱، لکسمبرگ۔

۲۲، اروگوے۔ ۲۳، فن لینڈ۔ ۲۴ کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ ویورپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ ویورپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آ پہنچی ہے۔چھتیس گڑھ میں 27مارچ 2001ء کو ضلع سرگجا اسپتال کی دونرسوں تنوجا چوہان اور جیاورما نے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔ہم جنس مردوں کو 'گے'(Gay)اور ہم جنس عورتوں کو 'لیسبین'(Lesbian)کہا جاتا ہے۔2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی: دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگرا کیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔ یہ تھا حضور تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ۔ جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بالتفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت اور دفتروں کے دفتر درکار ہیں لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے ان شاء اللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔

☆☆☆

سنو، چُپ رہو: ایک تعارف

مفتی اعظم باسنی، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ
مفتی ولی محمد صاحب رضوی

احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کرنا حقانی علمائے کرام ہی کا حق ہے۔ اور عوام اہل سنت کی صحیح رہنمائی کرنا لائق وقابل علما ہی کو زیبا ہے۔ گاہِ بگاہ عوام میں بعض رسوم ایسی رواج پکڑ لیتی ہیں جو کم خواندگی کی بنا پر محبت کا نشان سمجھی جاتی ہیں اور بعض حضرات کی نظر اس طرف نہیں جاتی ہے۔ اور بعض خود کی بے عزتی تصور کرتے ہوئے زبان وقلم کو حرکت دینا ایسے محل پر مناسب نہیں جانتے ہیں۔ مگر جو حق کے سچے پاسبان اور احکامِ شریعت کے ترجمان ہوتے ہیں وہ صرف حق کا بول بالا چاہتے ہیں، اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں ازالۂ منکر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت سے وہ اپنے اس مشن میں کامیاب بھی ہوتے ہیں چاہے کم ظرف حضرات اسے کسی نظر سے بھی دیکھیں وہ اس بات کی کبھی پرواہ نہیں کرتے۔

حضور اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی پوری حیات طیبہ میں یہ جلوے بدرجۂ اتم نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس منصب جلیلہ پر آپ کو فائز فرمایا اور عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی۔ آپ کی برکت سے آپ کے بلند پایہ شہزادگان میں بھی یہ کمال وخوبی جلوہ فگن رہی۔

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

موجودہ دور میں اسی خانوادہ کے عظیم چشم و چراغ اور اپنے اسلاف واکابر کے مذہب ومسلک پر پوری پختگی کے ساتھ گامزن رہنے والی ذات مبارکہ حضور تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ کی ہے۔ آپ نے بروقت شرعی احکام جاری کئے اور جہاں بھی کسی منکر کو دیکھا تو آپ نے بلاخوف ولومۃ لائم اس جانب زبان وقلم کو حرکت دے کر عوام اہل سنت کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ مخلص و پختہ اہل علم نے آپ کی تحقیقاتِ جلیلہ ونادرہ کو قبول کر کے مکمل ان کی حمایت کی۔

مثال کے طور پر پاکستان کے ایک سفر (۱۹۸۹) میں آپ نے کسی جلسہ میں شرکت کی، اور جب آیت درود خطیب نے پڑھی تو مجمعِ عوام نے بلند آواز سے آیت درود کے درمیان ''حق نبی'' کی صدا لگائی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خلاف شریعت اس آواز کو سن کر خاموش نہ رہے اور کسی قسم کی مصلحت کو درمیان میں نہ لاکر ''من رای منکم منکرا فلیغیرہ'' کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے دلائل و براہین کی روشنی میں مسئلۂ شرعی کو پیش کیا۔ کہ تلاوتِ قرآن مجید جاری ہے، قاری سانس لے اس وقت بھی گویا وہ قرأت کر رہا ہے، تو سامع پر سماعت لازم ہے۔ اور ''حق نبی'' کے الفاظ اِس درمیان میں کہنا ناجائز ہے۔ اس وقت اسٹیج پر کثیر تعداد میں علماو مشائخ ودانشوران موجود تھے، انہوں نے آپ کی تحسین کی اور اسے قبول کر کے حق کا بول بالا کر دیا۔

مگر صاحبزادہ زبیر احمد نقش بندی صاحب نے خواہ مخواہ سوالات قائم کر کے اسے ایک اختلافی مسئلہ بنانے کا طریقہ اختیار کیا، جسے اہل فضل وکمال نے سراسر ناپسند جانا۔ موصوف کے سوالات کے جوابات میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کتاب وسنت اور اقوال صحابہ وفقہا کی روشنی میں تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل مدلل ومفصل کتاب ''سنو، چُپ رہو'' تحریر فرمائی۔ یہ قرآنی آیت ((اذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون)) ''جب قرآن

پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چُپ رہو تاکہ تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہو۔ کے حکم کی طرف اشارہ ہے کہ جب تلاوتِ قرآن جاری ہو اس وقت خاموش رہو اور قرآن سنو، اس کے ختم پر درود پڑھو یا ''حق نبی'' وغیرہ محبت کے جملے کہو۔ جیسے خطبہ میں، یا کوئی خطیب آیتِ درود پڑھے تو وہاں بھی خاموش رہنا لازم ہے ویسے یہاں بھی سکوت لازم ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی، مستند تفاسیر اور اقوالِ فقہائے اعلام کی روشنی میں اس مسئلہ کی مفصل ومدلل وضاحت فرمائی ہے جو آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ ''فتاویٰ عالمگیری'' کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: دورانِ تلاوت اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے تو قرآن کو اس کے نظم اور تالیف کے ساتھ پڑھتے رہنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے افضل ہے۔ پھر فارغ ہو کر درود شریف پڑھا تو یہ افضل ہے اور نہ پڑھا تو کچھ نہیں'' [ص:۸۹]

''تفسیر درمنثور'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ابو شیخ نے سلمان بن زائدہ سے روایت کی کہ جب ان کے پاس قرآن کی تلاوت ہوتی تو کپڑے سے اپنا منھ چھپا لیتے تھے، اور اس عمل کے لئے اللہ تعالیٰ کا قول: ((اذاقری القرآن فاستمعوا لهٗ وانصتوا لعلکم ترحمون)) کو دلیل بناتے تھے۔ تو انہیں یہ پسند نہ تھا کہ سننے کے سوا کسی اور کام میں اپنی آنکھ اور اعضائے جسم کو مشغول رکھیں'' [ص:۸۸]

غرض کہ کتاب نایاب ''سنو، چُپ رہو'' اس قسم کی حجتوں اور دلیلوں کا بیش بہا خزانہ ہے جو دیدہ ور کے لئے چشم کشا ہے، حق کو قبول کرنے والا تو چند دلائل سے ہی رہنمائی حاصل کر لیتا ہے اور پھر وہ کسی قسم کے شک وتردد میں نہیں پڑتا، اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے اور ضد وہٹ دھرمی سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

میں نے حضور والا کی اس کتاب کو کئی ایک بار مطالعہ میں رکھا مجھ پر حق روشن

ہوا اور جو کوئی میری طرح صاف ستھرہ اور خالی الذہن ہو کر اس تصنیف لطیف سے فیض حاصل کرے گا تو ضرور ضرور حق کے آفتاب سے اپنے قلب ونظر کو منور کرے گا۔ اس کتاب پر ہندوستان کے (۱۸) اور پاکستان کے (۲۰) مقتدر علما وفقہا کی تصدیقات وتائیدات ہیں، جنہوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو عظیم الشان خطابات والقابات سے یاد کیا ہے۔ یقینا آپ کی ذات گرامی قابل تعریف وتوصیف ہے بلا مبالغہ آپ ان خوبیوں کے حامل وجامع ہیں۔

میرے مربی واستاذ حضرت علامہ مولانا ظہور احمد اشرفی علیہ الرحمہ نے جب رسالۂ ہذا کا مطالعہ کیا تو اس پر ایک شعر لکھ کر اس طرح تائید وتصدیق فرمائی اسی شعر پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔

ہے فرمان خدا اوا سمعوا وانصتوا جب

سر اس پر جھکاؤ، سنو، چپ رہو

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا فتویٰ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ولی محمد رضوی عفی عنہ

خادم سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ



ملفوظات تاج الشریعہ: ایک مطالعہ

مولانا محمد اظہار النبی حسینی ابوالعلائی

اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور مقبول ومحبوب بندوں کے فرمودات وملفوظات اور پندو نصائح کی تاریخ تدوین کی بات کی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی تاریخ جتنی پرانی ہے، مقبول بارگاہ الٰہی بندوں کے کلمات وفرمودات کو محفوظ کرنے کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے؛ اس لیے کہ احادیث مبارکہ کا جو عظیم وضخیم ذخیرہ آج ہمارے اور آپ کے درمیان موجود ہیں ان میں احادیث قولی کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ یہ احادیث قولی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وفرمودات ہی ہیں، البتہ اپنی بے مثال عظمت وشرافت کی بنیاد پر اقوال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک الگ اصطلاح حدیث کی قائم کی گئی۔

ملک ہندوستان میں تدوین ملفوظات کی تاریخ دیکھی جائے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالی عنہ کے ملفوظات شریفہ نے سب سے پہلے ترتیب وتدوین کا شرف حاصل کیا، اور ملفوظات کے سب سے پہلے راوی اور مرتب ہونے کی سعادت آپ کے مرید خاص سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے پائی۔ اس کے بعد تو گویا ایک سلسلہ چل پڑا۔

ماضی قریب میں جو ملفوظات وفرمودات محفوظ اور مرتب ہوئے ان میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو حاصل ہوئی۔ جو آج ہمارے درمیان ''الملفوظ'' اور ملفوظات اعلی حضرت'' کے نام سے موجود ہے۔ اسی خانوادے کے ایک صاحب عظمت فرد تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان

ازہری میاں علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ مریدین و معتقدین نے آپ کے کلمات وملفوظات کو صفحات کے سینے میں محفوظ کرلیا۔

ملفوظات تاج الشریعہ کی تاریخی حیثیت:

ہمارے پیش نظر جو ملفوظات تاج الشریعہ موجود ہیں، ان کی جمع وتدوین کا کام کب شروع ہوا اور کہاں شروع ہوا؟ اس بات کا تذکرہ نہ مجموعۂ ملفوظات میں کہیں ہے اور نہ ہی فقیر کو تلاش بسیار کے بعد اس کا علم ہوسکا۔ ہاں! جن ملفوظات کے مطالعے سے شاد کام ہوا، ان کے معرض وجود میں آنے کی تاریخ ومقام اور تعداد ارشادات کی تفصیل سپرد قرطاس کی جارہی ہے:

تاریخ	مقام	تعداد ارشادات و ملفوظات
۲، ۱۰، ۱۵، ۲۱، ۳۰/ مئی ۲۰۱۰	بریلی شریف، للونگوے، ملاوی، ڈربن، جنوبی افریقہ، ممبئ، بریلی شریف	۱۶۱
۶، ۱۳، ۲۱، ۲۷، ۲/ جون ۲۰۱۰	بنارس، (مؤخر الذکر تینوں) بریلی شریف	۹۴
۵، ۱۱، ۱۸، ۲۵/ جولائی ۲۰۱۰	(اول الذکر دونوں) بریلی شریف، دبئی، جدہ	۱۰۸
یکم، ۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹/ اگست	جدہ، مدینہ منورہ، ممبئ، بریلی شریف	۱۹۹
۵، ۱۲، ۱۹، ۲۶/ ستمبر ۲۰۱۰	بریلی شریف	۱۳۴
۴، ۱۰، ۱۷، ۲۴، ۳۱/ اکتوبر	پورٹلوئیس، ماریشش، بریلی شریف، ممبئ، بریلی	۱۴۵

ملفوظات تاج الشریعہ کی علمی حیثیت وخصوصیت:

ملفوظات تاج الشریعہ میں ایک دو علم وفن نہیں بلکہ کئی علوم وفنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس میں علم قرآن وتفسیر کی روشنی ہے، مسائل عقائد وکلام کے تحقیقی مباحث ہیں، فن

حدیث واصول حدیث کے قیمتی فوائد ہیں، فقہ وفتاوی کی انجمن ہے، تصوف وطریقت کے خوش رنگ گلدستے ہیں، سوانح وتذکرۂ اسلاف کی بیش قیمت معلومات ہیں وغیرہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چند گوشوں کے علاوہ ملفوظات اعلی حضرت اور ملفوظات تاج الشریعہ میں کافی حد تک یکسانیت ومماثلت دیکھنے کو ملتی ہے۔ کسی صاحب قلم نے ملفوظات اعلی حضرت کی علمی حیثیت اور خصوصیت کے بارے میں لکھا تھا:

"الملفوظ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں طریقت ومعرفت کے آداب اور تصوف وسلوک کے اسرار ورموز کے ساتھ ساتھ شریعت کی بھرپور تعلیمات موجود ہیں۔ اس میں جا بجا اصول وفروعی مسائل میں نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ جا بجا بزرگوں کے حکایات وواقعات، ذاتی تجربات ومشاہدات اور اہم سفرنامے درج ہیں۔ بہت سارے ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہیں جو علوم و فنون سے اشتغال رکھنے والوں کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔"

(مقدمہ الملفوظ، ص:۹، قادری کتاب گھر، بریلی)

ملفوظات تاج الشریعہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملفوظات اعلی حضرت میں پائی جانے والی درج بالا تقریباً تمام خوبیاں ملفوظات تاج الشریعہ میں پائی جاتی ہیں۔ اب ہم ملفوظات تاج الشریعہ کی خوبیوں کا ایک خاکہ پیش کرنے کے بعد انھیں مثالوں سے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

ملفوظات تاج الشریعہ میں پائی جانے والی خوبیاں:

(۱) عقائد وکلام کی تحقیقی بحثیں، (۲) عام فقہی مسائل، (۳) جدید فقہی مسائل، (۴) شبہات کا ازالہ، (۵) اصلاح معاشرہ، (۶) بزرگان دین کے تذکرے، (۷) عشق رسالت وشان رسالت مآب کا ادب، (۸) بدمذہبوں کا رد، (۹) برمحل اشعار کا استعمال، (۱۰) اعلی حضرت کے رسائل کا تذکرہ اوران کی ترغیب۔

(۱) عقائد وکلام کی تحقیقی بحثیں:

تاج الشریعہ سے ۲؍مئی ۲۰۱۰ء میں قیام بریلی شریف کے دوران علم کلام کے ایک اہم موضوع ''اللہ عزوجل کے علم ذاتی اور علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے بارے میں سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ نے بڑا تحقیقی جواب دیا۔ وہ سوال وجواب ذیل میں من وعن نقل ہے:

عرض ۱۷:

''اللہ رب العزت کا جتنا ذاتی غیب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ فرمادیا'' کیا یہ عبارت اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہے؟ یا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذاتی علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر بتا کر شرک کیا گیا ہے؟''

ارشاد:

یہ عبارت اہل سنت وجماعت کے مذہب کے بالکل خلاف ہے اور یہ کلمہ دو وجہ سے کلمہ کفر ہے ایک تو یہ کہ '' جتنا ذاتی علم غیب'' یہ اس بات میں صریح ہے کہ قائل کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم محدود ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **الدولۃ المکیہ** اور **خالص الاعتقاد** اور **انباء المصطفیٰ** اور **اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان ومایکون** اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بعطاے الٰہی علم غیب ثابت کیا ان میں یہ صاف تصریح کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم، علمِ محیط، تفصیلی بالفعل ہے اور اس کا علم غیر متناہی بالفعل ہے اور یہاں جتنا کہہ کر اُس کو متناہی اور محدود بتایا گیا پھر علم ہو یا قدرت یا کوئی صفت جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اُس میں کسی بندے کی شرکت نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفتِ ذاتیہ کو مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علم غیب عطا فرمایا اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ

مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں کسی شے کا احاطہ نہیں کرتی مگر اُس کا جو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علمِ غیب عطا فرمایا اور اُس بعض میں اتنی کثرت ہے کہ اُنہوں نے اوّلین وآخرین اور ما کان وما یکون اور اُس سے بہت زائد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کا علم اور دُنیا کے فنا ہونے کے بعد قیامت کے بعد تک کا علم حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جس میں وہ علومِ خمس بھی داخل ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیے گئے وہ سب بھی حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائے جن کی تفصیل الدولۃ المکیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر اطلاع مقصود ہو تو اس رسالہ معرکہ کا مطالعہ کرے۔"

(انوار تاج الشریعہ، ص:۱۶، ۱۷، مکتبہ امجدیہ، دہلی)

(۲) عام فقہی مسائل:

منصبی طور پر تاج الشریعہ ایک مفتی اور فقیہ تھے۔ آپ سے علمی فقہی سوالات کثرت سے ہوتے تھے اور آپ ان سولات کے جوابات اپنے دارالافتا سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت سے حصول فیض کے لیے آپ کی مجلس کے شرکا آپ سے فقہی سولات کرتے اور آپ ان کی دینی وفقہی رہنمائی فرماتے۔ آپ کے ملفوظات کا ایک بڑا حصہ ان ہی فقہی سوالات پر مشتمل ہے، بطور مثال چند ملاحظہ فرمائیں:

عرض ۵:

قصر کی قضا گھر آکر پوری یعنی ۴ رکعات پڑھ لی ہوں تو کیا کرے؟

ارشاد:

جیسے قصر کی ادا ہے ویسے ہی قصر کی قضا ہے اور قصر کے معنی ہی ہیں کہ صلوٰۃ رباعیہ جو چار رکعات کی ہے اس کو دو رکعت ادا کیا جائے ظہر میں، عصر میں اور عشاء میں قصر کا حکم ہے اور مغرب اور فجر میں قصر نہیں ہے۔ چار پڑھنا جائز نہیں تھا البتہ اگر اس نے چار پڑھیں اور دو رکعت کے بعد اس نے قعدہ کیا تو اس کا یہ قعدۂ اخیرہ ہے اور باقی دو اس کی نفل ہوگئیں نماز ہوگئی۔'' (ایضا،ص:۱۲)

عرض ا:

کیا عورتوں کو لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور کیا انہیں لوہے کے زیورات پہننے کی اجازت ہے؟

ارشاد:

تانبا، پیتل، لوہا یعنی سونے چاندی کے علاوہ جو دھاتیں ہیں ان کی انگوٹھی اور اس کے زیورات عورت کو بھی ناجائز ہیں اور مرد کو زیور پہننا مطلقاً ناجائز ہے مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی جائز ہے اور عورت کو سونے چاندی کی انگوٹھیاں، چھلے، زیورات یہ سب جائز ہیں یعنی ان کا پہننا جائز ہے اور تانبا، لوہا، پیتل وغیرہ یہ جہنمیوں کا زیور ہے ان کا لباس ہے لہٰذا یہ عورتوں کو بھی ناجائز ہے۔'' (ایضا،ص:۳۱)

(۳) جدید فقہی مسائل:

حالات وتغیرات زمانہ کی کوکھ سے جدید مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اب ان مسائل کے شرعی احکام کیا ہونے چاہیے، اس کی ذمہ داری ملت کے علما وفقہا پر عائد ہوتی ہے۔ ہندوستان میں فقہی منظرنامے پر صف اول کے جن فقہا کی طرف بکثرت علما وعوام کی نگاہیں اٹھتی ہیں، ان میں ایک نام تاج الشریعہ ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے،

چناں چہ وقتاً فوقتاً آپ کی نجی مجلسوں میں بھی جدید فقہی مسائل کے حوالے سے استفسار کیا جاتا اور آپ ان کا تشفی بخش جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ مثلاً ۲ر مئی بریلی شریف کی مجلس میں خاندانی منصوبہ بندی کے تعلق سے سوال ہوا:

عرض۶:

خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز ہے یا نہیں ہم لوگ اپنی مرضی سے وقفہ کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟''

اس کے جواب میں آپ نے خاندانی منصوب بندی کے تمام جائز و ناجائز گوشوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ارشاد:

خاندانی منصوبہ بندی اس کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں جن میں نس بندی اور آپریشن کہ بلاضرورت شرعیہ تجرد اور برہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لئے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بہ نص قطعی حرام ہے بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل اور پرمننٹ طور پر عورت کو ناقابل ولادت کر دینا، بانجھ کر دینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے اور اگر یہ اس طور پر ہو کہ بچہ پیدا ہوگا اس کے رزق کا، اس کی روزی کا کیا اہتمام ہوگا کون اس کو کھلائے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ

اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی روزی دیتے ہیں۔

تو یہ بعض حالات میں بالفعل قتل ولد ہوتا ہے کہ نطفہ ٹھہر جاتا ہے اور اس کا اسقاط کرادیتے ہیں یہ حرام قطعی ہے اور بعض حالات میں یہ مثل قتل ولد ہے اور یہ ناجائز و حرام ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کے منافی ہے لہٰذا فیملی پلاننگ کی جو تدابیر تحکیم دائمی کے لیے کی جاتی ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بناء پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجرد اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر تو اس میں حرج نہیں ہے۔" (ایضا، ص: ۱۲، ۱۳)

شبہات کا ازالہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم غیب پر ایک دیو بندی کے شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عرض ۲۶:

ایک دیو بندی عالم نے کہا کہ جنگ خیبر سے واپسی کے وقت ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ علیہ السلام کو زہر ملا کھانا کھلایا اگر آپ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو زہر ملا کھانا جان بوجھ کر کیوں کھاتے کیوں کہ زہر ملا کھانا تو حرام ہے اس کا رد عنایت فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ زہر ملا کھانا کھانے میں کیا حکمت تھی؟

ارشاد:

دیو بندی کا یہ اعتراض بے جا ہے ہم یہ کب کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتائے بغیر علم غیب تھا۔ علمِ غیب ذاتی، محیط، تفصیلی یہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاصہ ہے جو اس میں سے ایک ذرّہ مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اور علم عطائی یہ خاص بندوں کے لئے ہے جو اس میں سے ایک ذرّہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ثابت کرے وہ بھی مشرک ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم پر کتاب اتاری اور یہ کتاب یکسر یک وقت نازل نہیں ہوئی بلکہ حسب ضرورت لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر نظماً نظماً تھوڑا تھوڑا قرآن نازل ہوتا رہا اور جب قرآن کا نزول مکمل ہوگیا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ما کان وما یکون سب کچھ اولین و آخرین کے علوم اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہورہا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہوگا سب کا علم آپ علیہ السلام کو دے دیا اور اُس مسموم سے ساق مسمومہ، زہریلی بکری سے کھانا اس پر یہ دلیل لانا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا یہ محتمل سے دلیل لانا ہے اور محتمل قابل استدلال نہیں ہے۔ اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ: اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جب احتمال قائم ہوجائے تو استدلال باطل ہوتا ہے (اور دلیل لانا باطل ہوتا ہے)(تحفۃ الاحوذی، ج ۱ ص ۱۲)

یہ کیا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور حضور علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا یہ وہابیہ کی محبوبی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے اور اس کی صفات سے واقف ہوتے ہیں اور سرِّ قدر پر جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اس کے راز پر وہ واقف ہوتے ہیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے سرِّ قدر پر واقف تھے اور ان کو یہی حکم تھا یہ ہمارے لیے ہے کہ زہریلی چیز جان بوجھ کر مت کھاؤ لیکن جو سرِّ قدر پر واقف ہے اس کو یہی حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور اس میں حکمت تھی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم اس میں سے کھائیں اور یہودیوں کا فریب آشکار ہو اور پھر حضور علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو کہ ہر شخص جو زہر کھائے وہ مرجائے لیکن یہ حضور علیہ السلام کی روحانیت ہے کہ اس زہر نے حضور علیہ السلام پر اثر انداز نہیں کیا اور یہ بھی آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا

اوراس سے پہلے کہ حضور علیہ السلام کھاتے حضور علیہ السلام کوخبر ہوگئی اور حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ روک لیااور یہ بھی آیا ہے کہ وہ ساق مسمومہ خود بولی آپ علیہ السلام مجھے تناول نہ فرمائیں مجھ میں زہر دیا گیا ہے دس روایات میں سے ایک ہی طریق کو لیتا ہے اور دوسری دس طرق میں جس میں سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس کو دباتا ہے یہ کون سی بات ہے۔

(۵)اصلاح معاشرہ:

علمائے کرام، انبیائے عظام کے وارث اور نائب ہوتے ہیں، اس لیے جن مقاصد کی ترویج وتبلیغ انبیا نے فرمائی، ان کے بعد ان مقاصد کی ترسیل وتبلیغ کا فریضہ علمائے ربانیین کی ذمہ داری ہے۔تاج الشریعہ جہاں اپنی تحریر وتقریر میں اس فریضے کی ادائیگی فرماتے رہے وہیں اپنی مجلسوں میں بھی اس کام کو بحسن خوبی انجام دیتے رہے، چناں چہ فرماتے ہیں:

عرض ۲۸:

کیا انگریزی ٹوائلٹ میں کھڑے رہ کر پیشاب کرسکتے ہیں جبکہ طہارت ملحوظ ہو؟ خاص کر سفر کے دوران، ایئرپورٹ یا ہوائی جہاز میں ہوٹل یا کوئی اور پبلک مقام میں یا قوی گمان ہو کہ انگریزی ٹوائلٹ پر بیٹھنے سے بدن اور کپڑوں کی طہارت باقی نہ رہے گی۔

ارشاد:

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طہارت کیسے حاصل ہوگی اس میں چھینٹے اُڑنے کا اندیشہ ہے اور یہ خلاف سنت بھی ہے اگر انگریزی ٹوائلٹ کی سیٹ کا اندیشہ ہے یا مظنون ہے کہ وہ ناپاک ہے تو اس کو اچھی طریقے سے دھو کر صاف کرلے اور پھر رفع حاجت کرے اور محض وہم کی بناء پر یہ سمجھ لینا کہ یہ ناپاک ہے اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔‘‘ (ایضا،ص:۴۹)

(۶)بزرگان دین کے تذکرے:

اسلاف شناسی کا ایک بہترین ذریعہ بزرگان دین کو یاد کرنا بھی ہے جو ایک بابرکت

کام ہے اور کیوں نہ ہو کہ صالحین کے ذکر کے وقت ملائکۂ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علما و عوام سبھی بزرگان دین متین سے منسوب اجلاس و کانفرنس کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذکر سے خود کو شاد کام کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ کی مجلسوں میں بھی مختلف مواقع اور مناسبت سے بزرگان دین کے تذکرے ہوتے تھے۔ ایک مثال پیش خدمت ہے:

عرض ۱:

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس شریف کی مناسبت سے ان کی سیرت پر کچھ ارشاد فرمادیں؟

ارشاد:

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صاحب صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور انکے خلیفہ بھی تھے اور ساتھ ہی انہیں حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے اپنے زمانے میں بڑے نقیب رہے اور کھوڑی گارڈن مسجد میں اور کراچی میں ان کی خدمات لائق تحسین ہیں اور ان کا ایک بڑا حلقہ جوان سے منسلک ہے وہ الحمدللہ وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ان کی معرفت رضوی حضرات کی ایک بڑی جماعت ہے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے گھرانے سے محبت رکھتے ہیں اور حضرت قاری صاحب کو مجھ سے بڑی محبت بہت انسیت اور بڑا لگاؤ تھا اور میں جب پہلی مرتبہ پاکستان گیا تو انہوں نے میرے ساتھ جلسوں میں اپنا وقت دیا اور کافی محبت سے وہ میرے ساتھ رہے اور جابجا میرا تعارف کرایا اور پھر جب بھی میں پاکستان گیا تو کراچی کا پہلا جمعہ وہ ان کے زمانے سے اب تک یہ پابندی میری چلی آرہی ہے کہ مجھے پہلا جمعہ ان کی مسجد جو کھوڑی گارڈن کی مسجد ہے

وہاں ان کی پیشکش پر مجھے پڑھانا ہوتا تھا اور ان کے بعد یہی روش مولانا شاہ تراب الحق صاحب ان کے داماد اور خلیفہ نے رکھی اور وہ بھی حضرت قاری صاحب کے بڑے محب اور بڑے چہیتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب اور حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں اور الحمد للہ رضویت کی بڑی چھاپ حضرت مولانا قاری مصلح الدین صاحب پر تھی اور ان کے بعد رضویت کا بڑا کام حضرت مولانا شاہ تراب الحق صاحب کر رہے ہیں۔'' (ایضا، ص: ۲۵)

بدمذہبوں کا رد:

خانوادۂ اعلی حضرت کا یہ امتیازی وصف ہے کہ ہر موقع اور ہر موڑ پر اس خانوادے کے جلیل القدر افراد نے بے دینوں اور بدمذہبوں کا رد بلیغ فرمایا، علامہ نقی علی خان ہو کہ اعلی حضرت، حجۃ الاسلام ہو کہ مفتی اعظم ہند، ان تمام حضرات کی تحریر کردہ کتابیں اور ان کی کتاب زندگی کا مطالعہ کیجیے، بدمذہبوں کی تردید سے متعلق کثیر واقعات مل جائیں گے بلکہ حق تو یہ ہے کہ '' خانوادۂ اعلی حضرت اور بدمذہبوں کا رد بلیغ'' کے عنوان سے مستقل ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ نسلاً بعد نسل یہ وصف تاج الشریعہ کے اندر بھی منتقل ہوا اور آپ نے بھی پوری زندگی بدمذہبوں کے رد بلیغ کی کوشش فرمائی، حتی کہ نجی محفلوں میں بھی رد فرمایا اور عوام کو ان سے بچنے کی تاکید فرمائی، انوار تاج الشریعہ میں ہے:

'' آج کل نام نہاد اہل حدیثوں نے جگہ جگہ یہ شور مچا رکھا ہے اور غالباً ان کا جو پیس ٹی وی وغیرہ چلتا ہے اس میں انہوں نے اپنی تقریروں میں بھی کہا کہ آخری نماز وتر کی نماز ہونی چاہیے وتر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں اور اس سلسلے میں سائل نے کوئی حدیث بیان نہیں کی لیکن اس سلسلے میں مجھے ایک حدیث ملی حدیث شریف یہ ہے کہ: **ان اللہ قد امدکم بصلاۃ وھی خیر لکم من حمر النعم وھی الوتر فجعلھا لکم فیما بین العشاء الی طلوع الفجر** (سنن ابی داؤد)

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے تم کو ایک نماز عطا فرمائی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہت اچھا مال سمجھا جاتا تھا تو فرمایا وہ نماز وتر ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو نمازِ عشاء سے لے کر نمازِ فجر اس درمیان میں رکھا ہے اس سے یہ کہاں نکلا کہ آخری نماز وتر ہونا چاہئے اور وتر کے بعد کوئی نماز نہیں ہونا چاہئے یہ سلفیوں کی بڑی زیادتی ہے اور ان کی بد عقلی ہے کہ وہ اس طریقے سے احادیث میں اپنی طرف سے تراش خراش کرتے ہیں اور اپنے خیالوں کے مطابق احادیث کو کرنا چاہتے ہیں اس حدیث سے یہ مفہوم ہر گز نہیں نکلتا اور ممانعت کسی چیز سے جب تک اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع نہ کریں وہ چیز ہر گز منع نہیں ہوسکتی یہ ان حضرات کی زیادتی اور ان کی بد عقلی ہے یہ بہت سارے خیرات سے اور بہت سارے افعالِ خیر سے نیک کاموں سے انہی حیلوں، حوالوں سے منع کرتے ہیں۔

دوسری حدیث یہ ہے: من خاف لا یقوم آخر اللیل، فلیوتر أوله، ومن طمع أن یقوم أخره فلیوتر أخر اللیل، فان صلاة أخر اللیل مشهودة، وذالک أفضل۔ أخرجه مسلم

حضرت جابر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ خوف ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ نہیں سکے گا تو وہ وتر پہلے پڑھ لے اور جس کو یہ بھروسہ ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ سکتا ہے لہٰذا وہ اپنی نماز وتر کو اٹھا کر رکھے اور وہ پچھلی رات میں اس کو پڑھے تو اس حدیث سے تو اجازت مل گئی خاص کر کہ وتر میں اختیار ہے یا تو پہلے ہی پڑھ لے اور اگر اپنے اوپر اس کو بھروسہ ہے کہ وہ جاگ جائے گا تو وہ وتر کو اٹھا کر رکھے اور تہجد کے بعد وتر پڑھے۔ اب سلفیوں کا معاملہ یہ ہے کہ جو ان کے مطلب کی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں اور جو ان کے مطلب کے خلاف ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث سے ان کے اس معاملے پر گواہی ثابت ہوگئی اور ان کی

بدعقلی اوران کی ہوا اپنی ہوائے نفس کی پرستش اس سے ثابت ہے۔

ایک حدیث اور ہے: **فقد ذهب كل صلاة الليل والوتر فأوتروا قبل طلوع الفجر** اس سے بھی کوئی مدعا ثابت نہیں ہوتا اس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع کرلے تو اب نماز، رات میں جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں فرضِ عشاء اور رات کے بعد تہجد، نوافل اور وتر اب ان کا وقت نہ رہا اگر یہ نمازیں نہیں پڑھیں فرض و وتر نہیں پڑھے تو یہ نمازیں قضا ہوگئیں اور اگر اب پڑھ لیا تو اس وقت میں وتر وغیرہ کا وقت نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر پڑھ لے اگر اس نے طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر نہیں پڑھے تو وتر قضا ہوجائیں گے اب اس کو طلوع فجر کے بعد پڑھے ادا نہیں ہوں گے بلکہ قضا ہوں گے۔

ان احادیث سے وجوب وتر ثابت ہوا لیکن یہ جو خود ساختہ نیا حکم نکالا کہ وتر ساری نمازوں کے بعد اور تہجد کے بعد وتر پڑھنا ضروری ہے یہ ان کی تراش خراش ہے اور ان کی میری دانست میں جہاں سے یہ سلفیت نکلی ہے اور جہاں یہ لوگ پاور میں ہیں میں نے وہاں پر بھی یہ عمل نہیں دیکھا میں نے وہاں پر بھی یہی دیکھا کہ وتر وہ لوگ عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔'' (ایضا، ص: ۳۱۷)

برمحل اشعار کا استعمال:

کہتے ہیں کہ نثر کے مقابلے میں نظم کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، اس کی وجہ نظم کے اندر پائی جانے والی ایک مخصوص کشش اور اس کا زود اثر ہونا ہے؛ اسی لیے مصنفین ومقررین کا یہ عام طریقہ ہے کہ وہ موقع کی مناسبت سے کبھی کبھی کچھ اشعار پیش فرماتے ہیں جس سے تحریر و تقریر میں ایک عجب سی چاشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات میں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ آپ موقع کی مناسبت سے اشعار کہا کرتے ہیں جیسا کہ ۳۰/مئی ۲۰۱۰ بریلی شریف کی مجلس میں سوال ہوا کہ لوح محفوظ کیا ہے؟ تو آپ نے تفصیلی و تحقیقی جواب ارشاد فرمایا، اسی ارشاد میں ہے:

''یہاں تک تعریفات سے لوح محفوظ کا بیان قدرے تصرف کے ساتھ مذکور ہوا، اب میں کہتا ہوں کہ لوح اول جس کو روح عالم کے قائم مقام فرمایا گیا اس کا مصداق حضور سرور عالم ﷺ ہیں، جو اللہ کا نور ہیں، جن کا نور مادّۂ عالم ایجاد ہے، وہی نور حقیقت محمدیہ ﷺ ہے، وہی اول مخلوق ہے، وہی عقل اوّل کا مصداق ہے، کائنات میں جو کچھ ہے اسی حقیقت واحدہ کے تعینات اور اسی نور کی تجلیات ہیں، لوح محفوظ کا علم ان کے سمندر علم کا ایک قطرہ ہے اور ان کے دفتر معرفت کی ایک سطر ہے، بلکہ لوح محفوظ کا وجود اسی حقیقت محمدیہ سے ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزّت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہی ہے اصل عالم مادۂ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

امام بوصیری اسی لئے فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرّتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

(ایضا،ص:۷۰)

اسی طرح بنارس کی محفل میں صدیقین وصالحین میں فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں مختلف مقامات کئی اشعار پیش فرمائے، جو درج ذیل ہیں:

خاص اُس سابق سیر قُربِ خدا
اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفی مایۂ اصطفی
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت کے رسائل کا تذکرہ اور ان کے مطالعے کی ترغیب: علم غیب کے بارے میں سوال کے جواب میں ارشاد ہے:

''امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **الدولة المکیه** اور **خالص الاعتقاد** اور **انباء المصطفیٰ** اور **اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و مایکون** اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعطائے الٰہی علم غیب ثابت کیا۔ جن کی تفصیل **الدولة المکیه** میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر اطلاع مقصود ہو تو اس رسالہ معرکہ کا مطالعہ کرے۔'' (ایضا، ص: ۱۶، ۱۷)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''حکم شرع ہے عمل اس لئے ہوتا ہے اور کچھ حکمتیں کتب فقہ میں بیان کی ہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب " **انہار الانوار من یم صلوٰة الاسرار** '' میں کچھ اس کے نکات بیان کئے ہیں جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں جن صاحب کو شوق ہو وہ فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور'' **انہار الانوار من یم صلوٰة الاسرار** '' کا مطالعہ کرے۔'' (ایضا، ص: ۲۸)

خادم التدریس الجامعة الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

☆☆☆

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

(۱۳۲۵ھجری)

دورانِ طاعون گھر میں ٹھہر جانے والوں کے لئے بھلائی کی فراہمی ایک تجزیاتی مطالعہ

مولانا مجاہد حسین رضوی مصباحی
الہ باد(یوپی)

دینِ اسلام اِفراط وتفریط سے پاک اللہ تک پہونچانے والا واحد مذہب ہے۔اس نے یہ عقیدہ دیا ہے کہ تمام معاملات میں مؤثرِ حقیقی فقط اللہ کی ذات ہے اگر وہ نہ چاہے تو نہ آگ جلا سکتی ہے نہ چھری کاٹ سکتی ہے نہ زہر قاتل موت کا سبب بن سکتا ہے۔زمانۂ جاہلیت میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ بعض بیماریاں ایسی متعدی ہیں کہ ایک بیمار سے دوسرے صحت مند کو بہ ذاتِ خود منتقل ہو سکتی ہیں۔اس میں اللہ کی مشیت اور اس کے ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اِس بدعقیدگی کا شدت سے رد فرمایا بخاری شریف کی ایک حدیث کا پہلا حصہ ہے’’لَا عَدْوَی‘‘ چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے یعنی کوئی بیماری کسی کو اڑ کر نہیں لگتی ہے بلکہ اللہ کی مشیت سے لگتی ہے اگر یہ اعتقاد پختہ ہو تو کسی بیماری میں مبتلا شخص کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، گھلنے ملنے حتی کہ کھانے پینے کی نہ پہلے کوئی ممانعت تھی نہ اب ہے، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہما و دیگر اجلۂ صحابہ کا یہی مذہب بھی تھا اور اسی پر ان متوکلین علی اللہ کا عمل بھی۔

اگر اسلام امراض میں چھوت چھات کے نظریہ کی تعلیم دیتا اور اس میں اس طرح کے مریضوں سے کامل دوری بنائے رکھنے کی تاکید ہوتی تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُن مریضوں پر کیسی قیامت ٹوٹ پڑتی، نہ ان کی عیادت اور بیمار پرسی کے لئے کوئی جاتا نہ ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی ہوتا، نہ علاج ومعالجہ کے لئے کوئی معالج اس کے قریب پھٹکتا، کس مپرسی کے عالم میں بے شمار مریض گھٹ گھٹ کر مرجاتے ان کے غسل ان کی تجہیز وتکفین حتیٰ کہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کوئی آنا نہیں چاہتا۔

ہاں بہت سارے لوگوں کی نظر چوں کہ فقط ظاہری اسباب پر رہتی ہے اور ان کا اعتقاد کمزور ہوتا ہے وہ لوگ اگر ایسی بیماری میں مبتلا مریض کے پاس بیٹھ گئے جو بیماری لوگوں کے خیال خام میں اڑ کر لگ جایا کرتی ہے اور معاذ اللہ ازل میں لکھی ہوئی تقدیر سے اُنہیں وہ بیماری لگ گئی تو ضعیف الاعتقادی کی بنا پر یہ وسوسہ پیدا ہوگا کہ دیکھو بیماری اڑ کر لگ گئی اس باطل وسوسے کا دروازہ بند کرنے کے لئے بخاری شریف کی اسی مذکور حدیث کے آخری حصے میں نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ'' کوڑھ والے سے یوں بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔

جو بیماریاں متعدی مانی جاتی ہیں ان میں ایک مہلک بیماری طاعون بھی ہے، طاعون سے متعلق بھی ہمارے پیغمبر نے اگر ایک طرف اللہ پر توکل کی تعلیم دیتے ہوئے طاعون زدہ شہر سے راہ فرار اختیار کرنے سے لوگوں کو سختی سے روکا ہے تو دوسری طرف باطل وسوسے سے محفوظ رکھنے کے لئے طاعون زدہ شہر میں باہر والوں کو نہ آنے کی ہدایت بھی فرمائی ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ'' حدیثِ پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم سنو کہ کہیں پر طاعون کی وبا آئی ہوئی ہے تو وہاں نہ جانا اور اگر جہاں تم موجود

ہو وہیں پر طاعون کی وبا آئی ہوئی ہے تو وہاں سے راہِ فرار مت اختیار کرنا۔

رسالہ ''تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون'' اسی موضوع پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک گراں قدر تصنیف ہے ۔وارثِ علوم اعلیٰ حضرت سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت کے جن گیارہ رسائل کو اردو زبان سے عربی زبان کے خوب صورت قالب میں ڈھالا ہے ''تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون'' اُن ہی رسائل میں سے ایک ہے۔ یہ رسالہ دراصل طاعون سے متعلق چند سوالات کے جواب پر مشتمل ہے اور وہ سوالات دو حدیثوں کے اردگرد گردش کر رہے ہیں اس لئے پہلے اُن دونوں حدیثوں کا ذکر کردینا مناسب ہے۔

پہلی حدیث:

''إِذَا سَمِعْتُمْ به بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ'' جب تم سنو کہ کسی خطۂ زمین پر طاعون آیا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر جہاں تم ہو وہیں طاعون آجائے پھر وہاں سے نہ نکلو۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے اور اس کے راوی سیدنا عبدالرحمٰن ابن عوف ہیں۔

دوسری حدیث:

''لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ'' جہاں طاعون آجائے اور کوئی شخص اپنے اسی شہر میں بہ نیتِ ثواب، صبر کر کے اور یہ یقین کر کے کہ اُس پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اُسے ایک شہید کا اجر ملے گا۔ یہ حدیث بھی بخاری شریف کی ہے اور اس کے راوی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

متعلقہ سوالات

{۰۱} طاعون زدہ شہر سے فرار جائز ہے یا نہیں؟

{۰۲} اگر جائز ہے تو حدیثِ مذکور کا کیا جواب ہے؟

{۰۳} اگر نا جائز ہے تو یہ کس درجہ کا گناہ ہے، صغیرہ ہے یا کبیرہ؟

{۰۴} گناہِ صغیرہ یا کبیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

{۰۵} بہ صورتِ عدمِ جواز، جان کے خوف سے طاعون زدہ شہر سے فرار کرنے والے یا لوگوں کو فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

{۰۶} بہ صورتِ عدمِ جواز، جان کے خوف سے طاعون زدہ شہر سے فرار اختیار کرنے والا اور لوگوں کو فرار کی ترغیب دینے والا دونوں برابر درجے کے گنہ گار ہوں گے یا کم زیادہ؟

{۰۷} جو آدمی طاعون سے فرار کی حرمت پر مشتمل حدیث کے برخلاف طاعون سے فرار نہ صرف جائز سمجھے بلکہ اُسے مستحسن قرار دے وہ آدمی از روئے شرع کیسا ہے؟

{۰۸} حدیثِ صحیح کے برخلاف کیا کسی صحابی کا قول یا فعل قابل عمل ہے؟

{۰۹} کیا کسی حدیثِ قولی کے خلاف فعل صحابی کو ترجیح دی جاسکتی ہے؟

{۱۰} حفاظتِ صحت کا خیال کر کے طاعون زدہ شہر سے نکل کر فنائے شہر میں چلا جانا طاعون سے فرار کی حرمت میں کس طرح داخل ہوگا؟ جب کہ فنائے شہر اجازتِ جمعہ کے باب میں شہر ہی کا حکم رکھتا ہے اور حدیثِ ابنِ عوف میں ممانعت شہر طاعون سے فرار کی ہے نہ کہ شہر طاعون کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی؟ کیوں کہ اگر شہر طاعون کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ممنوع ہوتا تو ام المؤمنین کی حدیث میں فقط اسی شہر میں صبر کے ساتھ رہنے پر اجرِ شہید کی بشارت نہ ہوتی بلکہ اس اجر کے استحقاق کے لئے اسی گھر میں اقامت ضروری ہوتی جس میں طاعون کا مریض موجود ہے۔

{۱۱} حفاظتِ صحت کا خیال کر کے طاعون زدہ شہر سے نکل کر فنائے شہر میں چلا جانا

طاعون سے فرار کی حرمت میں داخل کیوں نہیں ہوگا؟ جب کہ مسافر پر موضع اقامت کی عمارات سے نکلتے ہی قصر واجب ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شہر کا اطلاق فنائے عمارات پر ہوتا ہے فنائے شہر پر نہیں۔ اس بنیاد پر ام المؤمنین کی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔

یہ رہے وہ سوالات جس کے جواب میں رسالہ ''تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون''معرض وجود میں آیا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے ان تمام سوالات کا مدلل اور تشفی بخش جواب تحریر فرمایا ہے اور اپنی معروف روش کے مطابق ہر بات پر دلائل کے انبار لگا دئے ہیں اختصار کے ساتھ تمام سوالات کے جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جوابات

{۰۱} و {۰۲} و {۰۳} طاعون سے فرار گناہِ کبیرہ ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ'' طاعون سے بھاگنے والا بہ وقتِ مقابلہ کفار جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور اللہ عز وجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے ''فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰہِ وَمَأْوٰاہُ جَہَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْر'' وہ بے شک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری جائے گشت ہے۔

حضرت جابر ابن عبداللہ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی مذکور حدیث کے حوالے میں اعلیٰ حضرت نے حدیث کی ایک درجن کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں۔ اور اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر امام ابن حجر مکی کی ''زواجر عن اقتراف الکبائر شیخ محقق عبدالحق محدثِ دہلوی کی ''اشعۃ اللمعات علامہ طیبی کی شرح المشکوٰۃ علامہ زرقانی کی شرح المؤطا'' کی عبارتیں پیش فرمائی ہیں۔

{۰۴} گناہِ کبیرہ پر اصرار اسے گناہِ کبیرہ اور کبیرہ پر اصرار کبیرہ کو سخت تر کبیرہ

بنا دیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''لا صغیرۃ مع الاصرار'' {رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما}

{۰۵} و{۰۶} جب طاعون سے فرار گناہِ کبیرہ ہے تو اس سے فرار اختیار کرنے والا اور اس کی ترغیب دینے والا دونوں فاسق ہیں اور غالباً اعلان بھی نقدِ وقت ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

غنیّہ میں ہے ''لو قدموا فاسقاً یاثمون'' اگر لوگ کسی فاسق کو اپنا امام بنائیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

{۰۷} طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیثِ صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں تو اسے سمجھایا جائے اور اگر جان بوجھ کر حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو تو صریح گمراہ ہے۔

{۰۸} و{۰۹} جس امر میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو ایسے امر میں حدیث کے خلاف صحابی کا قول اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کا قول نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور جس امر میں رائے اور اجتہاد کو دخل ہو ایسے امر میں حدیث کے خلاف صحابی کا وہ قول جس کے راوی وہ خود ہیں اور مخالفت فقط ظاہر نص میں ہے مثلاً ان کا قول، حدیث عام میں تخصیص کر رہا ہو یا حدیثِ مطلق کو مقید کر رہا ہو تو صحابی کا یہ قول اس حدیثِ مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا۔ اور اگر مخالفت ''مفسر حدیث'' کی ہے تو یہ صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے صحابی کو اس کا ناسخ ہونا معلوم تھا۔ اور اگر اس حدیث کے راوی وہ صحابی خود نہیں ہیں اور حدیث میں مذکور معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ان جیسے صحابی پر مخفی رہتا تو صحابی کی مخالفت اس مرفوع

روایت کی قبولیت میں شبہ ڈالے گی ورنہ حدیث ویسے ہی مرجّح ہے جیسے غیر صحابہ کے قول پر مطلقاً جب کہ غیر صحابہ کا قول حد اجماع کو نہ پہونچے۔ بہ طور استشہاد یہاں مسلم الثبوت کی عبارت نقل کی گئی ہے۔

{۱۰} و {۱۱} اولاً: طاعون سے متعلق تمام حدیثوں میں طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کے ساتھ وہیں ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے، شہر، محلے یا حوالیٔ شہر کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگر چہ شہر ہی کے محلوں میں ہو وہ بلا شبہ اس وعید وتہدید میں داخل ہوگی۔

ثانیاً: ام المؤمنین ہی سے مروی مسند امام احمد ابن حنبل کی ایک دوسری حدیث میں فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِه صَابِراً {اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرے} کی بجائے "فَيَمْكُثُ فِي بَيْتِه صَابِراً" {اپنے گھر میں صبر کے ساتھ ٹھہرے} ہے۔ تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور خود جس کے گھر میں طاعون ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے تو حاصل یہی ہوا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی ظالم ظلماً اس کی گرفتاری کے لئے شہر میں آیا اور یہ اس ظالم سے بچنے کے لئے شہر سے بھاگ گیا تو ہرگز مؤاخذہ نہیں ہوگا اگر چہ وہ زمانۂ طاعون ہی میں بھاگے کیوں کہ یہ بھاگنا ظالم کے ظلم سے ہے نہ کہ طاعون سے۔

ثالثاً: غور کیجئے تو اس حدیث اور بخاری کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ یہ بات بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمیں میں سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں ہے تو حدیثِ بخاری فی بَلَدِ اور حدیثِ احمد میں فِي بَيْتِه بر سبیل تنازع يَمْكُثُ" اور یقع دونوں سے متعلق ہیں تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور خود جس کے

گھر میں طاعون ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے تو حاصل یہی ہوا کہ طاعون سے نہ بھاگے۔

رابعا: لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ جہاں طاعون آجائے اور کوئی شخص اپنے اسی شہر میں بہ نیتِ ثواب، صبر کر کے اور یہ یقین کر کے کہ اُس پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اُسے ایک شہید کا اجر ملے گا۔

حدیث میں نظر کریں، اجر شہید کے استحقاق کے لئے اپنے شہر میں تین اوصاف کے ساتھ ٹھہرنے کی بات کی گئی ہے اول ''صبر استقلال و'' دوم ''تسلیم وتفویض اور رضا بالقضا پر طلب ثواب'' سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہونچ سکتی۔ اب اس کے حال کا اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضا کہا جائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا؟ شہر میں اس کا قیام صبر ورضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ شہر کا یہ کنارہ ہنوز محفوظ ہے۔ کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا اب اگر بیرونِ شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہونچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری بستی ہی میں دم لے گا پھر ''صَابِرًا مُحْتَسِبًا'' کہاں صادق آیا؟

خامساً: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگنے کی طرح بتایا اسی سے پتہ چلتا ہے کہ فرار شہر چھوڑ کر دوسرے شہر چلے جانے پر ہی محصور نہیں ہے۔ اگر مسلمانوں کا امام بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلے سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو کیا فرار نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا تو در

کنارا اگر معرکے سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے تو ضرور عار فرار نقدِ وقت ہوگی کہ میدانِ کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلۂ کفار سے منہ موڑا۔

سادساً: حکیمِ کریم، رؤف ورحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جن حکمتوں کی بناء پر طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے تو بیمار ضائع ہو جائیں گے ان کا نہ تو کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیری کرنے والا جو مریں گے ان کی تجہیز وتکفین کون کرے گا؟

ایک سوال یہ رہ گیا کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس سے مقابلے کی نیت نہ ہو تو طاعون زدہ شہر سے نکلنا یا دوسری جگہ سے وہاں آنا فی نفسہ کیسا ہے؟ اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ وہ بجائے خود حرام نہیں ہے مگر نظر بہ پیش بینی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے ''لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا'' کے مطابق اسے یقین کامل ہے کہ ہم پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اگر ایسا آدمی طاعون زدہ شہر میں کسی کام سے جائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہیں ہوگی کہ ناحق آ گیا اور بلا نے اپنی گرفت میں لے لیا یا ایسا آدمی کسی کام سے باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا کہ طاعون نہ ہونے کے زمانے میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے اور اگر ایسا کامل الایمان انسان نہ ہو تو اسے مکروہ ہے۔

تنبیہ:

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اسی طرح طاعون زدہ شہر میں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے احادیث میں دونوں سے صراحۃً ممانعت آئی ہے، پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت ہے کہ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں ہے۔

☆☆☆

شرح حدیث الاخلاص کا: ایک علمی جائزہ

مولانا حنیف حبیبی مصباحی
دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف

حضور تاج الشریعہ، علامہ اختر رضا خان ازہری قدس سرہ کو دنیا مفتی وفقیہہ، عالم و صوفی اور مرشد کامل اور شیخ طریقت کی حیثیت سے جانتی ہے۔اس میں دورائے نہیں کہ حضرت نہ صرف ہندوستان کے قاضی القضاۃ تھے بلکہ پورے عالم اسلام کی عبقری شخصیت تھے۔گوناگوں اوصاف وکمالات اور متنوع محاسن ومحامد کے حامل تھے۔اہل علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ آپ اپنے جد اعلیٰ، امام اہل سنت، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے زہد وتقویٰ، فضل وکمال اور علم وآگہی کے سچے وارث تھے۔ جملہ علوم متداولہ پر بڑی گہری نظر تھی۔ بالخصوص علم حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔نقد و نظر، جرح وتعدیل، ناسخ ومنسوخ اسماء رجال، محدثین کے طبقات، کتب احادیث کے مدارج ،اقوال جرح میں اعتدال وانصاف، منشاء رسول کی معرفت اور اختلاف روایات میں تطبیق جیسے فن حدیث کے سیکڑوں گوشے آپ کے نگاہوں کے سامنے ہمیشہ موجود ہوتے تھے۔اس حقیقت پر آپ کی تصنیفات اور بالخصوص صحیح بخاری جلد اول پر آپ کا معرکۃ الآرا حاشیہ شاہد عدل ہے۔

فی الوقت ہمارے پیش نظر آپ کی تصنیف لطیف ''شرح حدیث الاخلاص'' ہے جو

۱۳۱؍صفحات پر مشتمل عربی میں ایک مختصر اور انتہائی جامع رسالہ ہے۔ یہ دراصل بخاری شریف جلد اول، باب کیف کان بدء الوحی کی پہلی حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' پر حضرت کا معرکۃ الآرا حاشیہ ہے جسے آپ کے داماد محترم، مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ نے کتاب کی شکل دے کر بڑا احسان کیا۔ ساتھ ہی مولانا عبدالنعیم عزیزی صاحب کے بھی ہم ممنون ہیں، کہ حضرت علیہ الرحمہ وقفہ وقفہ سے جو املا کرواتے رہے ڈاکٹر عزیزی نے اسے یکجا کر دیا اور حضرت کی اجازت سے ''شرح حدیث نیت'' کے نام سے شائع کر دیا جس کی وجہ سے اردو داں طبقہ کو عربی رسالہ کے مباحث کا سمجھنا آسان ہو گیا۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ رب قدیر ان حضرات کی تربتوں پر رحمت و نور کی موسلا دھار بارش برسائے۔ آمین

واضح ہوا کہ قرآن حکیم کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ تحقیقی کام ہوا، وہ صحیح البخاری ہے۔ عمدۃ القاری، فتح الباری اور ارشاد الساری جیسی بے مثال شرحوں کے علاوہ مختلف زبانوں میں اہل علم نے بخاری شریف کی ایک ایک حدیث پر خوب خوب داد تحقیق دی ہے۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی ساری تحقیقات کے باوجود حدیث مذکور کے حوالے سے اتنے علمی و فقہی مباحث اور اصفیا و عرفا کے نظریات ہمیں یکجا نہیں ملتے، جتنے کہ تاج الشریعہ کے اس مختصر رسالہ میں بلکہ ایک حاشیہ میں موجود ہیں۔ عالمانہ تشریح بھی ہے اور عارفانہ تفسیر بھی، فقہی مسائل کی تخریج بھی ہے اور کلمات روایات کی تحقیق بھی۔ اقوال ائمہ کی تطبیق بھی ہے اور مذہب امام اعظم کی پرزور تائید و توثیق بھی۔

حدیث کی تخریج، راویوں کی تفصیل

اب آیئے، قدرے تفصیل کے ساتھ ان حقائق کا جائزہ لیتے چلیں۔ سب سے پہلے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' کی تخریج کے ساتھ راویان حدیث کے اسماء کا ذکر کیا کہ ''یہ حدیث صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی

اور ابن ماجہ یعنی صحاح ستہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب کہ ابو نعیم، دار قطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابو سعید خدری سے، ابن عساکر نے امالی میں حضرت انس سے روایت کیا۔ رشید العطار نے حضرت ابوھریرہ سے روایت کیا ہے''

(مخلصاً شرح حدیث الاخلاص، ص: ۳ر)

امام اعظم کی سند، بخاری سے عمدہ

پھر آپ نے پوری سند کے ساتھ اسی حدیث کو مسند امام اعظم ص: ۲ر سے نقل فرمایا اور بخاری کی سند سے امام اعظم کی سند کی اولیت وافضلیت کو بیان فرمایا۔ ''قلت: و کذا رواہ الامام اعظم ابو حنیفة بمثل الاسناد الذی ساقه البخاری عن شیخه الحمیدی غیر أن اسناد الامام اعلیٰ من اسناد البخاری''۔ (ص: ۳) میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی امام اعظم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس سند کے ساتھ امام بخاری نے اپنے استاذ حضرت حمیدی سے روایت کیا ہے مگر یہ کہ امام اعظم کی سند، امام بخاری کی سند سے اعلیٰ ہے۔

بخاری سے عمدہ روایت، امام اعظم کی ہے

رہی مسند امام اعظم کی حدیث بخاری سے عمدہ واعلیٰ ہونے کی بات تو مسند امام اعظم کی حدیث یہ ہے ''الاعمال بالنیات، و لکل امرئی مانویٰ، فمن کانت ھجرته الی اللہ و رسوله فھجرته الی اللہ و رسوله، و من کانت ھجرته الی دنیا یصیبھا او امرأة ینکحھا ھجرته الی ماھاجر الیه (مسند الامام الاعظم، ص: ۲) جبکہ بخاری، باب کیف کان بدء الوحی میں ''فمن کانت ھجرته الی اللہ و رسوله فھجرته الی اللہ و رسوله'' نہیں ہے (بخاری، ج: ۱، ص: ۲، حدیث: ۱)

حسن نیت کی ضرورت ہر جگہ ہے

مصنف علام نے توجہ دلائی کہ ہر کام میں اخلاص ضروری ہے اور خاص کر علم حدیث

حاصل کرنے والے حصول دنیا کے لیے ہرگز علم حاصل نہ کریں بلکہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے علم دین حاصل کریں جس طرح ہجرت کے لیے حسن نیت چاہیے، ایسے ہی حصول علم کے لیے بھی اخلاص شرط ہے۔اسی لیے عام مصنفین کی طرح امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی صحیح کا آغاز حدیث نیت سے کیا ہے۔حضور تاج الشریعہ رقم طراز ہیں۔

''فکما ان الاخلاص شرط فی الھجرۃ الی اللہ و الرسولہ کذالک ھو شرط ھھنا۔و لذلک بدء الامام البخاری الذی ھو مقدم جماعۃ المحدثین کتابہ بھذا الحدیث الشریف''۔ (ص:۴)

قول امام شافعی کی تشریح

حدیث نیت اتنی عظیم واہم ہے کہ بعض علمانے اسے نصف علم قرار دیا۔حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث کا دخل تو دین کے ستر ابواب میں ہے۔اس پر یہ اشکال وارد ہوتا تھا کہ دین تو عبادات، معاملات اور عادات سب کو شامل ہے، پھر ہر ایک کی ان گنت اور لاتعداد اقسام ہیں، اور سب میں حسن نیت چاہیے۔اخلاص کو صرف دین کے ستر ابواب میں خاص کرنا، دوسرے بے شمار ابواب میں حسن نیت کا فقدان کیوں کر تسلیم کیا جائے گا؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مصنف علیہ الرحمہ نے اس خلجان کو یوں دور فرمایا۔''یرید الامام المذکور بھذا ان ھذا الحدیث مدخلاً عظیماً فی الدین و لیس یرید ان الحدیث انما یدخل فی سبعین باباً فقط، بل مقصودہ المبالغہ و افادہ نفوذ الحدیث''۔ یعنی اس سے امام موصوف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ حدیث دین میں بہت بڑا دخل رکھتی ہے۔اور اس سے یہ مقصود نہیں کہ اس کا دخل صرف ستر ابواب میں ہے، بلکہ مقصود افادۂ کثرت اور مبالغہ ہے۔(شرح حدیث الاخلاص،ص:۴)

سبق

حضور تاج الشریعہ نے ہمیں سبق دیا کہ ہر حال میں اپنے بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھنا

ضروری ہے۔اوران کے اقوال کے وہ معانی بتائے جائیں جن سے ان کے پاکیزہ دامن پر کوئی داغ نہ آنے پائے۔بصورت دیگر بزرگوں کی عظمت سے کھلواڑ کرنے والا بڑا ہی حرمان نصیب ہوتا ہے۔

حسن نیت کے ساتھ حسن عمل بھی ضروری ہے

حضورتاج الشریعہ قدس سرہ نے روح البیان کے حوالے سے نوشیرواں کا ایک واقعہ نقل فرما کرحسن نیت کی افادیت کی طرف بھر پورتوجہ دلائی کہ نیت کے اثرات بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔نیت اچھی ہوتو اس کے اچھے اثرات اور بری نیت کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔جب نوشیرواں کافرکواس کی حسن نیت کا فائدہ ملاتو نیک نیتی کے ساتھ نیک عمل کیا جائے تواس کا فائدہ ظاہر وعیاں ہے۔**انظروا الکافر نوشیرواں حصلت لہ الفائدۃ من حسن نیتہ، واذا کان ھذا شان مجرد النیۃ فاذا وجد العمل مقرونا بھا فلابد تبدؤ نتائجھا۔(ص:٦)**

عظمت اولیا اور دابد مذھباں

حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے حکایت مذکورہ سے ایک ضروری بات ذہن نشیں کرائی کہ اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی اطاعت و بندگی سے جہاں بندہ اپنی ذات کوفائدہ پہنچاتا ہے،وہیں دوسروں کا بھلااور خلق خدا کا بھی فائدہ ہوتا ہے۔دیکھئے،کافر جو طاعت و بندگی کا اہل بھی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی عمل معتبر ہے۔پھر بھی اس کی حسن نیت سے میوہ ذائقہ دار اور پھل رس سے بھر جاتا ہےتو اولیاء کرام جو اللہ و رسول کی طاعت کی عملی تصویر ہیں،ان ذوات قدسیہ سے خلق خدا کوکس قدرفائدہ پہنچتا ہوگا،اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔حضرت علیہ الرحمہ کے کلمات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

وان الکافر وان لم یکن اھلا للطاعۃ ولا یصح لہ العمل لکن لما ظھر لحسن نیتہ فی الدنیا ھذا الاثر المعلوم ظاھراً من ھذہ الحکایۃ فما ظنک

بالاولیاء الکرام الذین هم صور مجسمة لطاعة الله ورسوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف لا یوثر افعالهم الحسنة فی صلاح العالم۔ (ص:٦)

مسلک حق، امام اعظم کا ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعمال کی تقسیم فرمائی کہ دو قسم کے اعمال ہیں۔ایک وہ جو مقصود لذاتہ ہوں، جیسے نماز وغیرہ، دوسری وہ عبادات ہیں جو مقصود لذاتہ نہ ہوں بلکہ دوسرے عمل کا وسیلہ بنیں، جیسے وضو وغیرہ۔مقصود بالذات عبادات میں نیت ضروری ہے، بغیر نیت کے نہ ثواب ملتا ہے اور نہ عبادت صحیح ہوتی ہے۔جب کہ وضو بغیر نیت کے جائز اور اس طرح کے وضو سے نماز بھی درست ہے۔

حضرات شوافع وضو بلا نیت کو صحیح نہیں قرار دیتے اور ایسے وضو سے پڑھی ہوئی نماز بھی ان کے نزدیک جائز نہیں۔اس اختلافی صورت میں کسی کا موقف زیادہ صحیح ہے؟اس سوال کے جواب میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ ایک پکے حنفی اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے سچے مقلد ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نہ صرف مسئلہ دائرہ میں بلکہ تمام اختلافی مقامات میں حق وصواب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے۔ آپ کے پاکیزہ کلمات ملاحظہ ہوں۔

"والحق فی هذه المسئلة وفی کل مسئلة مع امامنا الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه"۔ (ص:۹)

حقانیت کی دلیلیں

حنفیت کی حقانیت کا دعویٰ محض زبانی نہ تھا بلکہ مصنف علیہ الرحمہ نے دلائل کے ذریعہ مسلک امام اعظم کو مبرھن فرمایا۔تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں۔

"لان القرآن اطلق الأمر بالوضو ولم یقیدبالنیة ومن قوائدالاصول ان المطلق

یجری علیٰ اطلاقه"۔ (ص: ۹) یعنی وضو کے بارے میں قرآن کا حکم، مطلق ہے۔ نیت کی قید نہیں ہے۔ اصول فقہ کا ضابطہ ہے "مطلق اپنے اطلاق پر ہی جاری رہے گا"۔

دوسری بات، رہی حدیث "**انما الاعمال بالنیات**" تو احناف اس سے "ثواب" مراد لیتے ہیں جس کا تعلق آخرت سے ہے اور حضرات شوافع "صحت" مقدر مانتے ہیں، جس کا تعلق دنیا سے ہے۔ جب حدیث دونوں معانی کا احتمال رکھتی ہے، اور کوئی ایک معنیٰ اس کا قطعی نہیں۔ تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا۔ اور ظنی سے مفہوم کتاب پر جو کہ قطعی ہے، زیادتی جائز نہیں۔ اسی لیے احناف وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل نہ ہوئے۔ "**واذا احتمل الحدیث کلا المعنین و لا معنیٰ الحدیث قطعی کان مفهوم الحدیث ظنیاً**"۔ (ص:۱۰)

دلیل شوافع کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شوافع کے نزدیک ہر کام میں نیت شرط ہے تو کیا ایک شخص چوری نہ کرنے کی نیت کریگا؟ زنا نہ کرنے اور شراب نہ پینے کی بھی نیت کریگا؟

شوافع اس کا جواب دیتے ہیں کہ ترکِ افعال میں نیت شرط نہیں۔ "**الشافعیه یقولون ان الافعال التی هی من قبیل الترک، النیة فیها لیست بلا ذمة**"۔ (ص:۱۰)

اس پر حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی جرح دیدنی ہے۔ فرماتے ہیں کہ شوافع اعمال کے عموم سے ترک کو مستثنیٰ جانتے ہیں۔ ان کا یہ استثنا بلا دلیل ہے۔ اور دعویٰ بلا دلیل اہل علم کے نزدیک معتبر نہیں۔ "**انهم یرون استثناء الترک من عموم الافعال و استثنائه یحتاج الی دلیل**"۔ (ص:۱۰)

شوافع کی دلیل اپنا مدعا ثابت

دلیل شوافع کا سقم بیان فرمانے کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اپنا مدعا

ثابت کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ’’ازالۂ نجاست محتاج نیت نہیں‘‘، یہ ضابطہ ہمارا نہیں اور ہمیں تسلیم بھی نہیں۔ علی سبیل التنزل اگر یہ قانون مان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہی بات مسئلہ وضو میں کہی جا سکتی ہے کہ وضو میں حدث اصغر کا ازالہ ہوتا ہے اور ازالۂ نجاست میں نیت کی ضرورت نہیں۔ اس سے ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں۔ ’’ھذا القول لایضرنا شیئا بل لنا ان تقول نفس ھذا القول فی مسئلة الوضوء وھو انه لاحاجة الی النیة فی الوضو‘‘ وھذا ھو مطلوبنا الذی یثبت بھذا التقریر من الشافعیة وللہ الحمد‘‘۔ (ص: ۱۱)

قابل غور پہلو یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے پہلے ضابطہ مذکورہ پر نقض وارد کر کے مدمقابل کی دلیل کا ضعف اور اپنے مسلک کی حقانیت کو واضح کیا۔ پھر خصم کی دلیل کو مان کر، اس کے بطن سے اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے دلیل فراہم کی۔ آپ کے اس معقولی استدلال اور مناظرانہ اسلوب کو دیکھ کر روح جھوم اٹھتی ہے۔ دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ یقینا تاج شریعت، مظہر اعلیٰ حضرت ہیں۔ وللہ در المصنف۔

بنتی نہیں ہے ساغر ومینا کہے بغیر

حضرت مصنف قدس سرہ نے حدیث مذکور کی تشریح میں یہ بحث اٹھائی کہ نیت اصل میں کس کو کہتے ہیں اور کیا زبان سے کہنا بھی ضروری ہے یا صرف دل کا ارادہ کافی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ نیت اصل میں دل کے ارادہ ہی کو کہتے ہیں۔ لیکن زبان سے الفاظ نیت کہنا بہتر ہے تا کہ زبان دل کے موافق ہو، اور ظاہر باطن کے مطابق ہو جائے۔ ’’قال الفقھاء انه یستحب التلفظ بالنیة کی یوافق اللسان الجنان ویواطئ الظاھر الباطن ویحصل استحضار النیة فی القلب ویستھل تدبرھا‘‘۔ (ص: ۱۲)

حدیث نیت کی بحث میں دل اور زبان کی مطابقت اور ظاہر و باطن کی موافقت کا تذکرہ کسی اہل دل و صاحب بصیرت ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو

جاتی ہے کہ محشئ بخاری، تاج الشریعہ، علوم ظاہر و باطن کے سنگم اور شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے۔ پھر اس ضمن میں دو باتوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ بندہ نیت کے کلمات آہستہ کہے یعنی اتنی آواز کہ خود سنے، اور اتنی آواز سے کہ دوسرے سنیں نا مشروع ہے۔ دوسرا فائدہ: یہ کہ زبان سے نیت کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام سے منقول نہیں۔ مگر بکثرت علما نے جمع عزیمت کے لیے مستحب قرار دیا ہے۔ اب آگے کی گفتگو تاج الشریعہ کے قلم حق رقم سے ملاحظہ کیجئے، رقم طراز ہیں۔ **فالتلفظ بالنية بدعة حسنة، من هنا علم انه لا تنحصر البدعة في السيئة بل تكون البدعة حسنة ايضاً، فزعم الوهابية ان كل بدعة سيئة لا دليل عليه وعدوان على المسلمين عظيم**'' (ص: ۱۳، ۱۲) یعنی زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بدعت، صرف سیئہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے تو وہابیوں کا ہر بدعت کو سیئہ بتانا بے دلیل اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی تربت اقدس پر انوار وتجلیات کی برسات فرمائے کہ بخاری کے حاشیہ میں اور وہ بھی حدیث نیت کی بحث میں آپ نے جا بجا بدمذہبوں کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ گستاخوں کا مبلغ علم بلکہ سفاہت و جہالت کو خوب واضح کیا ہے۔ سبق لیں وہ حضرات جو امن پسند اور صلح جو بنتے ہیں اور بدعقیدوں کے تعلق سے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ گزارش ہے کہ درس تدریس، وعظ، تبلیغ اور افتا و قضا کے مسند نشیں اپنے منصب کی ذمہ داریاں نبھائیں اور بھولے بھالے عوام کو دشمنان دین کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

عمل ایک، نیت انیک اور ثواب بے شمار

حدیث پاک کا اگلا حصہ ''**انما لكل امرئ ما نوىٰ**'' ہے۔ اور دوسری روایت میں ''**انما لأمري ما نوىٰ**'' بھی ہے۔ حدیث شریف کا یہ جملہ، پہلے جملہ کی تائید و توثیق

ہے۔حدیث کے اس حصہ کی تشریح میں حضرت تاج الشریعہ نے ایک دلچسپ اور مفید بحث کی بنا رکھی ہے کہ ایک نیک عمل کے ساتھ کئی اچھی نیتیں متعلق ہوسکتی ہیں اور اس کے ذریعہ بے شمار فوائد وفضائل حاصل کیے جاسکتے ہیں۔مثلاً ''مسجد میں بیٹھنا'' ایک نیک کام ہے،اس میں کتنی نیتیں کی جاسکتی ہیں؟ ہم تنہائی میں غور کریں تو ممکن ہے کہ چار سے پانچ نیتیں ڈھونڈ نکالیں۔مگر واہ رے تاج الشریعہ،آپ نے تیرہ نیتوں کا تذکرہ کیا ہے اور ہر ایک کے فضائل مع دلائل رقم فرمائے ہیں۔اس وقت آپ کا قلم حقائق ومعارف کے لعل و گوہر لٹاتا ہے۔حیرت ہوتی ہے کہ یہ امام اہل سنت کا قلم ہے یا خامۂ تاج شریعت ہے؟

ساتویں نیت میں فرماتے ہیں،مسجد میں بیٹھنے والا حج وعمرہ کی نیت کرے۔چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر وہ شخص جو باوضو مسجد میں جائے اور نماز پڑھے،اس کو حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔خصوصاً مسجد نبوی شریف۔

(۷) یقصد ان ینال ثواب الحج والعمرة فقد ورد فی الحدیث ان کل شخص دخل المسجد متوضیاً و صلی،ینال ثواب الحج والعمرة خصوصاً المسجد النبوی الشریف۔(ص: ۱۶)

عرفا واصفیا کی تصریحات

حدیث اخلاص کی تشریح میں جہاں حضور تاج الشریعہ نے فقہا اور محدثین کے دلائل و براہین سے اپنی تحریر کو مبرہن کیا،وہیں عرفا اور اصفیاء کرام کی تعبیرات وتصریحات سے اپنی نگارشات کو مزین فرمایا ہے۔اس سے آپ کے علمی رسوخ اور روحانی بلندی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔جہاں آپ وقت کے عظیم محدث وفقیہ تھے وہیں عصر حاضر کے سب سے بڑے عارف وصوفی بھی تھے۔ع

در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق

ایک جگہ اہل دل،صاحب بصیرت اور عارفین کا قول یوں پیش فرماتے ہیں۔

قال بعض اھل الحقیقۃ۔ بھذا المثال افادۃ ربط النیۃ بالقلب و اعلام ان العمل بغیر النیۃ لا ینفع و کذالک مجرد النیۃ بدون العمل لا خیر فیہ۔ (ص:۱۷)

بعض اہل حقیقت کا قول ہے کہ عمل، آدمی کے جسم کا اللہ کی طرف چلنا ہے، اور نیت، دل کا اللہ کی طرف رواں ہونا ہے۔ دل بادشاہ ہے، اعضائے جسم اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ بے فوج کے جنگ نہیں کرتا، نہ فوج بے بادشاہ کے جنگ کرتی ہے۔ اس مثال سے ان کا مقصود عمل اور نیت میں ربط بتانا ہے کہ عمل بغیر نیت کے بے سود ہے، اور اسی طرح محض نیت بغیر عمل کے کارآمد نہیں۔

دوسری جگہ آپ نے یوں خامہ فرسائی کی ''فمعنیٰ الھجرۃ الی اللہ و رسولہ ﷺ ان یھاجر من الکون الی المکون یعنی الخالق و المراد بھجرتہ الی ماھاجر الیہ الکون بالدنیا و الانھماک فیھا، و فی ذالک اشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون السالک عالی الھمۃ و الشامخ الارادۃ حتی لا یلتفت الی شئی من الدنیا سویٰ الخالق''۔ (ص: ۲۴، ۲۳) یعنی (اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کا) معنیٰ یہ ہے کہ کون و مکاں سے مکون یعنی خالق کی طرف ہجرت کرے۔ ''ھجرتہ الی ماھاجر الیہ''۔ (یعنی اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی) کا معنیٰ یہ ہے کہ دنیا ہی کے ساتھ رہے، اور اس میں منہمک ہو جائے، تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سالک کو عالی ہمت اور بلند ارادہ ہونا چاہئے تا کہ وہ خالق کے سوا دنیا کی کسی چیز کی طرف التفات نہ کرے۔

تیسری جگہ صفحہ ۲۹ میں آپ نے سید الاصفیا حضرت امام غزالی قدس سرہ کا قول 'احیاء العلوم' سے درج کیا ہے۔ چوتھی جگہ اہل اللہ کا قول یوں نقل فرمایا ہے۔ قال بعض العرفاء نیۃ العامۃ طلب الاغراض بالتناسی عن الفضل و الثواب

و نیۃ الجھلۃ اتقاء شر القدر و النازلۃ،

و نیۃ اھل النفاق تزکیۃ انفسھم عند اللہ و بمرأی من الناس۔

و نیۃ العلماء اقامۃ الطاعات تعظیماً لمن امر بھا۔

و نیۃ اھل التصوف ان لا یثقوا بطاعات صدرت عنھم۔(ص: ۲۹)

ترجمہ: بعض عرفا کا قول ہے کہ عام لوگوں کی نیت فضل وثواب کو بھول کر اغراض کو طلب کرنا۔ جاہلوں کی نیت یہ ہے کہ وہ بری تقدیر اور نزول آفات سے بچیں۔ اور منافقین کی نیت اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے سامنے سنورنا ہے۔ علما کی نیت یہ ہے کہ وہ طاعت کو قائم کریں، طاعت کا حکم دینے والے کی تعظیم کے لیے اور صوفیا کی نیت یہ ہے کہ وہ اپنی طاعتوں پر اعتماد نہ کریں جو ان سے صادر ہوئی ہیں۔

حدیث نیت میں نحوی، اصولی، لسانی وعروضی بحث

سیدی تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کے فضل وکمال اور تبحر علمی کی داد دیجئے کہ آپ نے حدیث اخلاص میں محدثانہ، فقیہانہ اور عارفانہ بحث ہی نہیں کی بلکہ ثابت کیا کہ علم عروض و بیان ہو یا علم نحو ولسان، عربی نثر ونظم ہو یا علم اصول، ہر جگہ اور ہر مقام پر حدیث نیت کا فیضان عام ہے۔

حدیث نیت اور علم نحو

قال بعض العلماء ان ھذا الاحدیث الشریف یجری فی علم العربیہ ایضاً لھذا اعتبر الاقدمون من النحویین ھذا الحدیث فی حد الکلام لذلک قال سیبویہ۔۔۔الخ (ص: ۶۲) یعنی بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث شریف علم عربیت میں بھی جاری ہے۔ لہذا اس حدیث کا اعتبار اگلے نحویوں نے کلام کی تعریف میں کیا ہے۔ لہذا سیبویہ نے کہا الخ۔

حدیث نیت اور علم اصول

”و من نفس الحدیث استخرج العلماء قاعدۃ ” الامور بمقاصدھا“

یعنی ’’ان الافعال تتبع مقاصدها تماماً و لیست هذه القاعدة مغائرة للحدیث‘‘ ۔(ص:۲۷) اس حدیث سے ایک قاعدہ علمانے استخراج کیا وہ یہ ہے کہ ’’العمور بمقاصدها‘‘ یعنی تمام افعال اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ قاعدہ حدیث سے جدا کوئی چیز نہیں۔

حدیث نیت اور عربی زبان، علم عروض وفن شاعری

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ’’کما یجری هذا الحدیث فی مسائل کثیرة من العربیة کذالک قال فی الاشباه تجری هذه القاعدة فی العروض ایضاً فان الشعر عند اهله کلام موزون مقصود به ذلک، اما مایقع موزوناً اتفاقاً لا عن قصد من المتکلم فانه لا یسمیٰ شعراً ۔(ص:۲۷) یعنی یہ حدیث جس طرح عربیت کے بہت سارے مسائل میں جاری ہے اسی طرح فن شاعری میں بھی جاری ہے کہ شعر اہل عروض کے نزدیک وہ کلام ہے جو موزون ہو، اوراس سے شعریت مقصود ہو، لهذا متکلم کے قصد کے بغیر جو کلام موزون نکل جائے وہ عروضیوں کی اصطلاح میں شعر نہیں۔(الأشباه)

رسالہ کا اختتامیہ

سیدی تاج الشریعہ نے اپنے رسالہ مبارکہ ’’شرح حدیث الاخلاص‘‘ کا اختتام امام بخاری علیہ الرحمہ والرضوان کے جمع وترتیب میں عادت کریمہ کا تذکرہ اور ذکر جمیل پر کیا ہے۔اوراس اعتراض کا عمدہ جواب عنایت فرمایا، جو امام بخاری پر کیا جاتا ہے کہ آپ نے حدیث نیت، باب کیف کان بدء الوحی میں جملہ ’’فمن کانت هجرته الی اللہ و رسوله فهجرته الی اللہ و رسوله‘‘ کیوں ترک کیا؟

ایک جواب مصنف علیہ الرحمہ نے یہ دیا کہ ’’ورای البخاری ان اختصار الحدیث و روایته بالمعنیٰ جائز‘‘۔(ص:۳۱) یعنی امام بخاری کے نزدیک حدیث

مختصر لانا اور روایت بالمعنیٰ جائز ہے۔اس لیے انہوں نے جملۂ مذکورہ حذف کر دیا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کی یہ بھی عادت ہے کہ ''حدیث سے جو معنیٰ مستنبط ہوتے ہیں ان میں تدقیق سے کام لیتے ہیں اور خفی معنیٰ کو جلی پر ترجیح دیتے ہیں''۔(مخلصاً،ص:۳۱) تیسرا اور عمدہ جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اس کو تزکیہ نفس سے بچنے کے لیے حذف کر دیا ''حذف الجملة الثانية فرارا من تزكية النفس''۔(ص:۳۰)

''ومحصل هذا ان الجملة المحذوفة فيها ايهام لمحض القربة والجملة التى ذكرها البخارى تحتمل قصد القربة وغيره فكأن المصنف (البخارى قدس سره) يصف حالته بلسان الحال''۔(ص: ۳۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ جملۂ محذوفہ میں قربت محضہ کا ابہام ہے،اور بخاری نے جو جملہ ذکر کیا،اس میں احتمال ہے کہ ان کا قصد قربت ہے کہ نہیں تو گویا مصنف قدس سرہ اپنی تصنیف میں زبان حال سے اپنی حالات بتا رہے ہیں۔

مضمون کا اختتامیہ

سیدی وسندی،حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ کا یہ ایک سرسری مطالعہ اور طالبانہ تجزیہ تھا،اس لیے آسان بحثوں کو اجاگر کیا گیا۔ورنہ حقیقت یہ کہ یہ ایک مختصر رسالہ،علوم ومعارف کا موجیں مارتا ہوا سمندر ہے،جس کی تہیں موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ضرورت ہے کسی ماہر غواص کی جو بحر ازہری میں غوطہ زن ہو اور اپنا دامن گوہر آبدار سے بھرتا جائے۔

اب ہم سیدی علیہ الرحمہ کے پاکیزہ کلمات پر اپنے مضمون کا اختتام کر رہے ہیں۔یہی کلمات حسنہ پیغام بھی ہیں اور درس عمل بھی۔حدیث مبارک کا تعارف بھی ہیں اور رسول کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا برملا اظہار بھی۔

وهذا الحديث اصل فى الاخلاص عظيم، ومن جوامع كلمه صلى اللہ علیہ وآلہ وسلم لا

يشذ منه عمل اصلاً، من اجل ذلک يئوثر عن ائمة الـدين تو اتـر اًان نفـع هـذا الحديث عميم و وقعه عظيم''۔ (ص: ۲۴)

یہ حدیث، اخلاص کی اصل عظیم ہے، اور سرکار کے جامع کلمات سے ہے۔ جس سے کوئی عمل اصلا خارج نہیں۔ اس لیے جلیل القدر ائمہ دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوا کہ اس حدیث کا نفع عام ہے، اور اس کی وقعت عظیم ہے۔

محمد حنیف حبیبی مصباحی

خادم الحدیث دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، اڑیسہ

۷ر اگست ۲۰۱۸ء



شرح حدیث نیت: محدثانہ مہارت کے جلوے

ڈاکٹر محمد عرفان محی الدین قادری ربانی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، سینٹ جوزف ڈگری کالج، حیدرآباد

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کئی صدیوں سے مرکز علم وحکمت، مسکن اولیاء واصفیاء رہا اور آج بھی علم وحکمت کی شمع روشن ہے اور اولیاء واصفیاء کا فیضان جاری وساری ہے۔ انہیں اولیاء واصفیاء کی نگاہ فیض سے مبلغین وواعظین، مفسرین ومحدثین، علماء وفضلاء، فقہاء و خطباء، اولیاء واصفیاء رونما ہوئے۔ بریلی شریف کی زمین صدیوں سے علماء وعرفاء کی آماجگاہ رہی۔ بریلی شریف میں صرف سرمہ نہیں علم وہنر کے سورما پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں نامور اشخاص ورجال میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، ماہر علوم اسلامیہ، بے مثال خطیب، مفسر ومحدث، شاعر وادیب، فقیہ ومفتی، ولی وصوفی حضور تاج الشریعہ حضرت اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی عبقری شخصیت کا نام ملتا ہے جن کے خطبات وفتاوی سے باطل پرستوں کی گمراہی کا پردہ فاش ہوا۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنے وعظ وارشاد، دعوت وتبلیغ، تقریر وتحریر کے ذریعہ ان تمام گمراہوں کی گمراہیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھایا۔

حضور تاج الشریعہ کی محدثانہ عظمت پر دال ایک ایسی شرح جو شرح حدیث نیت سے مشہور ومعروف ہے اسی مذکورہ شرح پر مقالہ قلمبند کرنے کا حکم ہوا یہ عاجز اس سنہرے موقعہ کو باعث نجات سمجھتا ہے کہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شرح نائب رسول پر کچھ

لکھنا نصیب ہوا۔

حدیث شریف تمام علوم دینیہ میں نہایت ہی قدر و منزلت والا علم ہے اس مقدس علم کی خدمت و اشاعت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء کے لقب سے سرفراز فرمایا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ محدث شہیر حضرت علاؤالدین علی متقی ہندی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کنزالعمال میں اس حدیث کو نقل فرمایا:

رحمته اللّٰه علی خلفائی، قیل من خلفاؤک یارسول اللّٰه؟ قال الذین یحیون سنتی و یعلمونها الناس ''۔(۱)

میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، عرض کی گئی یارسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص رضائے الٰہی کا متمنی ہو اس کے لئے میرے علم میں علم حدیث سے افضل کوئی علم نہیں۔ حدیث وہ علم ہے جس کی طرف لوگ اپنے کھانے پینے اور شب و روز کی تمام ضروریات میں محتاج ہیں۔(۲)

زیر نظر کتاب ''شرح حدیث نیت'' جیسا کہ نام سے ظاہر ہے حدیث نیت کی شرح پر مشتمل ہے۔ حضور تاج الشریعہ خود اس کتاب کے حوالے سے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ فقیر ''انما الاعمال بالنیات'' کی شرح، عزیزی عبدالنعیم عزیزی کو وقتاً فوقتاً لکھواتا رہا ہے۔ جسے وہ ماہنامہ ''سنی دنیا'' میں قسط وار شائع کرتے رہے اور مضمون مکمل ہو جانے پر انھوں نے یکجا کر کے ایک رسالہ کی شکل دے دی۔ جس کی فقیر کی اجازت سے کتابت کرائی گئی اور اب اسے بعنوان ''شرح حدیث نیت'' کتابی شکل میں منظر عام پر لایا جا رہا ہے تا کہ طلبہ اور عوام اس سے استفادہ حاصل کر سکیں''۔(۳)

محدثانہ مہارت کے جلوے:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حدیث نیت کا عربی متن اور اردو میں

سلیس بامحاورہ ترجمہ سے کتاب کا آغاز فرمایا: پھر حدیث کے سندات سے بحث فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''اس حدیث کو بخاری ومسلم، ابوداؤدوترمذی، نسائی وابن ماجہ نے عمر بن خطاب سے روایت کیا، نیز ابونعیم اوردارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا اورابن عساکر نے حضرت انس سے امالی میں اوررشید عطار نے ابوہریرہ سے۔'' (۴)

متن حدیث: **انما الأعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی فمن کانت ھجرته الی اللّٰه ورسوله فهجرته الی اللّٰه ورسوله ومن کانت ھجرته الی دنیا یصیبها او امراة ینکحها فهجرته الی ماھا جر الیه** (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ حدیث: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اعمال دل کے ارادوں سے ہی ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی جواس نے نیت کی، توجس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہوتو اس کی ہجرت اللہ اوررسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو، جس کو وہ لینا چاہے یا عورت کی طرف ہوجس سے وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (ترجمہ ازہری)

حدیث نیت کا متن اور حضور تاج الشریعہ نے جو ترجمہ فرمایا پھر اس کے سندات سے جو بحث فرمائی اس سے حضور تاج الشریعہ کے وسعت مطالعہ اور علم حدیث پر گہری نظر ہونے پر دال ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن کتب حدیث وراویان حدیث کا ذکر فرمایا اس کی تفصیل یہاں درج کی جارہی ہے۔

حدیث نیت کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے **کتاب بدء الوحی** میں سب سے پہلے

اسی حدیث کو بیان فرمایا۔(حدیث نمبر:۱)

امام مسلم نے اس حدیث کو **کتاب الامارة باب قوله صلی اللّٰه علیه وسلم** میں بیان فرمایا(حدیث نمبر:۱۹۰۷)

امام ترمذی نے **کتاب الیسر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، باب ماجاء فیمن یقاتل ریاء** میں بیان فرمایا(حدیث نمبر:۱۶۴۷)

امام ابوداؤد نے **کتاب الطلاق باب فیما عنی به الطلاق والنیات** میں بیان فرمایا۔(حدیث نمبر:۲۲۰۱)

امام نسائی نے **کتاب الطهارة باب النية فی الوضو،** میں بیان فرمایا(حدیث نمبر:۷۵)

امام ابن ماجہ نے **کتاب الزهد، باب النیة** میں بیان فرمایا(حدیث نمبر:۴۲۲۷)

یہ تمام احادیث جو صحاح ستہ میں مذکور ہیں اس کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بیان فرمایا:

امام دارقطنی نے اپنی کتاب ''کتاب العلل''میں بیان فرمایا:

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

غرائب مالک امام دارقطنی کی تصنیف ہے اور امالی ابن عساکر کی تصنیف ہے۔رشید عطار نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوھریرہ سے روایت کردہ حدیث سراج منیر شرح جامع صغیر کی جلد اول ص:۸ مطبوعہ خیریہ مصر ۱۳۰۴ھ میں درج ہے۔

یعنی یہ حدیث بروایت ابوھریرہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے جامع صغیر میں بیان فرمایا۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات مسلم ہوگئی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے پیش نظر یہ ساری کتب حدیث اور اختلاف روایت بدرجہ اتم موجود تھی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے حدیث نیت کو دیگر روایات میں **الأعمال بالنية** اور **العمل بالنية** ہونے پر رقمطراز ہیں۔

''اور بعض روایات میں **الاعمال بالنية** اور بعض میں **العمل بالنية** فرمایا اور ان تمام عبارات کی مراد ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ دل یا بدن کا کوئی عمل اخذ وترک قول وفعل عبادات وعادات بغیر نیت کے نامقبول ونامعتبر ہیں اور اس پر ثواب حاصل نہیں ہوتا''۔(۵)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات معلوم ہوئی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے **النيات** اور **النية** پھر **الاعمال** اور **العمل** والی جتنی احادیث تھیں وہ پیش نظر تھیں اور یہ ان کی وسعت مطالعہ ونظر عمیق پر دلالت کرتا ہے۔

الاعمال بالنية یا **العمل بالنية** والی روایات محدثین کرام نے جو بیان فرمائی اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

الاعمال بالنية والی روایت امام بخاری نے **کتاب الایمان باب ماجاء ان الاعمال بالنية والحسبة ولكل امری مانوی** میں بیان فرمایا (حدیث نمبر: ۵۴) اور امام مسلم نے **کتاب الامارة باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية** میں بیان فرمایا: (حدیث نمبر:۵۰۳۶)

العمل بالنية والی حدیث امام بخاری نے **کتاب النکاح باب ماهاجر أو عمل خير التزويج امراة فله مانوی** میں درج فرمایا۔ (حدیث نمبر: ۴۷۸۳)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ''**انما الاعمال بالنيات**'' والی حدیث کو اکثر

روایات میں اسی مشہور الفاظ کے ساتھ ذکر ہونے کے متعلق رقمطراز ہیں۔

''**انما الاعمال بالنیات** یعنی اعمال بارگاہ الوہیت میں بغیر اخلاص نیت کے مقبول اور معتبر نہیں ہوتے اکثر روایات میں حدیث انہیں الفاظ سے مروی ہے اور یہ الفاظ حدیث کے مشہور ترین الفاظ ہیں اور ایک روایت میں الاعمال بالنیات وارد ہوا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس طرح روایت فرمایا'': (٦)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو بیان فرمایا یہ اقتباس حضور تاج الشریعہ کی کتاب ''شرح حدیث نیت سے معلوم ہوا جبکہ حضور تاج الشریعہ نے جو بخاری شریف پر اپنی تعلیقات وحواشی تحریر فرمائے اس میں امام اعظم ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیث کے اسناد کو امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کے اسناد سے اعلی و ارفع تحریر فرمایا:

بخاری شریف کے تعلیقات جو تعلیقات زاھرہ سے موسوم ہے اس میں حضور تاج الشریعہ رقمطراز ہیں۔

''**قلت و کذا رواه الامام ابو حنیفة بمثل الاسناد الذی ساقه البخاری عن شیخه الحمیدی غیر ان اسناد الامام اعلی من اسناد البخاری ولفظه : ابو حنیفة عن یحیی عن محمد بن ابراهیم الیتمی عن علقمة بن وقاص اللیثی عن عمر بن الخطاب**'' (٧)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے **وانما لکل امری مانوی** پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''**وانما لکل امری مانوی** یعنی ہر آدمی کو اس کے عمل سے وہی نصیب ہوگا جو اس نے نیت کی اور ایک روایت میں **وانما لامری مانوی** بغیر لفظ **کل**

وارد ہوا اور حدیث کا یہ جملہ کلام سابق کی تقریر وتائید ہے اور دونوں جملوں کا حاصل ہے وہ یہ کہ عمل بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوتا''۔(۸)

بغیر لفظ **کل** والی روایت کردہ حدیث امام مسلم نے **کتاب الامارۃ** میں بیان فرمایا (حدیث نمبر:۱۹۰۷)

حدیث نیت کے جامع ونافع ہونے پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے کئی محدثین کے اقوال نقل فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر چیز تیرے رب کی طرف ہے اور یہ حدیث اخلاص کی اصل عظیم ہے اور سرکار کے جامع کلمات سے ہے جس سے کوئی عمل اصلاً خارج نہیں اسی لئے جلیل القدر ائمہ دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوا کہ اس حدیث کا نفع عام ہے اس کی وقعت عظیم ہے ابوعبید کا قول ہے کہ احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع ونافع اور فائدہ بخش کوئی حدیث نہیں۔شافعی،احمد ابن مدینی ابن مہدی،ابوداؤد اور دار قطنی وغیرہ اہم ائمہ دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ چوتھائی اور بیہقی نے تہائی حصہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ بندے کے اعمال اس کے دل،زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہوتے ہیں تو نیت ان کے اقسام میں سے ایک ہے اور ان سب سے زیادہ راجع ہے اس لئے کہ نیت عبادت مستقلہ ہے اور دوسرے اعمال نیت کے محتاج ہیں۔''(۹)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''فروی عن الشافعی انه قال: هذا الحدیث ثلث العلم''(۱۰)

حدیث ''نیۃ المومن خیر من عملہ'' پر حضور تاج الشریعہ امام احمد بن حنبل اور امام ابو

دؤادرضی اللہ عنہما کی آراء نقل فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور امام احمد کا کلام دلالت کرتا ہے کہ ان کی مراد علم کا تہائی حصہ ہونے سے یہ ہے کہ یہ حدیث ان تین قاعدوں میں سے ایک ہے جن کی طرف تمام احکام شرعیہ راجع ہیں اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے اصول تین حدیثوں پر دائر ہیں:

۱) **الاعمال بالنية** :یعنی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

۲) **ومن أحدث فی أمرنا مالیس منه فهورد**:یعنی جو ہمارے دین میں ایسی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہوتو وہ مردود ہے۔

۳) **الحلال بین والحرام بین**:یعنی حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔(۱۱)

حضرت ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں اسی قول کونقل کرتے ہیں۔

''وعن الامام احمد قال :اصول الاسلام علی ثلاثة احادیث حدیث عمر :''الاعمال بالنیات'' وحدیث عائشة:''من أحدث فی أمرناهذامالیس منه فهورد'' وحدیث النعمان بن بشیر:الحلال بین والحرام بین''۔(۱۲)

پھرحضورتاج الشریعہ نے امام ابوداؤد کا قول ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''ابوداؤد نے فرمایا کہ سنت کا دارومدار چار حدیثوں پر ہے:

۱) **الاعمال بالنية** :اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

۲) **من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه** :آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس کو چھوڑ دے جو اس کے لئے یعنی ہو۔

۳) **الحلال بین والحرام بین**: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

۴) **ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا** : بے شک اللہ طیب ہے اور وہ طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔'' (۱۳)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں لکھتے ہیں۔

''**وعن أبی داؤد قال: نظرت فی الحدیث المسند، فاذا ھو اربعة آلاف حدیث ثم نظرت فاذا مدار الاربعة آلاف حدیث علی اربعة أحادیث**

حدیث النعمان بن شیر : الحلال بین والحرام بین

وحدیث عمر : انما الأعمال بالنیات

وحدیث ابی ھریرة : ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا''

وحدیث : من حسن اسلام المرء ترله مالا یعنیه (۱۴)

امام ابوداؤد فرماتے ہیں میں نے جب مسند کی حدیث پر نظر کی تو چار ہزار احادیث تھیں پھر ان چار ہزار احادیث پر نظر کی تو انہیں چار احادیث پر ان چار ہزار احادیث کا دارمدار ہے۔

پھر حضور تاج الشریعہ امام ابوداؤد کی دوسری روایت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

''اور ان سے ایک روایت میں ہے کہ انسان کو اس کے دین کے لئے چار حدیثیں کافی ہیں انہوں نے چار حدیثوں کو ذکر کیا اور آخری حدیث کے بدلے یہ حدیث ذکر کی **:لا یکون المومن مومنا حتی یرضی لاخیه مایرضی لنفسه** یعنی آدمی مومن کامل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (۱۵)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں فرماتے ہیں۔

''**وعن أبی داؤد ایضاء قال : کتبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خمسمائة الف حدیث انتخبت منها ماضمنته ھذا الکتاب یعنی**

کتاب ’’السنن‘‘ جمعت فیه أربعة آلاف و ثمانمئة حدیث، ویکفی الانسان لدینه من ذلک اربعة احادیث۔

احدها : قوله صلی اللّٰه علیه وسلم :انما الأعمال بالنیات

والثانی : قوله صلی اللّٰه علیه وسلم : من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه‘‘

والثالث : قوله صلی اللّٰه علیه وسلم : لایکون المؤمن مؤمنا حتی لایرضی لاخیه الا مالا یرضی لنفسه

والرابع : قوله صلی اللّٰه علیه وسلم : الحلال بین والحرام بین‘‘(۱۶)

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی سنن میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع فرمائی لیکن انسان کو اس کے دین کے لئے چار احادیث کافی ہیں۔

اب حضور تاج الشریعہ امام احمد کی ذکر کردہ تین احادیث اور امام ابوداؤد کی ذکر کردہ چار احادیث پر اپنی آراء پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

’’میں کہتا ہوں کہ ان سے اقوال میں ادنی تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث نیت نصف علم میں بلکہ اس سے زائد میں دخل رکھتی ہے اس لئے کہ بہت سے مباح اور حلال کام نیت کے تابع ہیں اور ان کا حلال اور حرام ہونا نیت پر منحصر ہے تو امام احمد کے قول میں **الحلال بین والحرام بین** فی الجملۃ حدیث نیت کی طرف راجع ہے اور امام ابوداؤد کے کلام میں **من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه** کا مرجع بھی نیت ہے اس لئے کہ مجرد ترک بغیر نیت کے شرعا کوئی فعل نہیں جس پر استحقاق ثواب ہو، اور اسی طرح سے حدیث **ان اللّٰه لا یقبل الا طیبا** بھی نیت کی طرف راجع ہے کہ قبول اخلاص پر موقوف ہے اور اخلاص بغیر نیت کے نا متصور ہے۔

اسی طرح حدیث **لایکون المؤمن مؤمنا حتی یرضی لاخیہ مایرضی لنفسہ** کا رجع نیت کی طرف ہے جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے کہ پسند کرنا فعل قلب ہے اور اس پر بھی استحقاق ثواب بغیر نیت کے نہیں ہوسکتا اور یہاں دوسری وجہ یہ ہے کہ کمال ایمان اس پر موقوف کیا گیا کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ایمان بھی فعل قلب ہے تو کمال ایمان بھی اسی قبیل سے ہے اور اس کے لئے بھی نیت ضروری یہاں سے ظاہر ہوا کہ نیت نصف علم ہے بلکہ اس کا کل علم ہونا بھی مستعبد نہیں۔" (۱۷)

حضور تاج الشریعہ کی محدثانہ مہارت کے جلوے صرف ایک حدیث نیت پر ختم نہیں ہوتے حاشیہ بخاری اس بات پر شاہد ہے حضور تاج الشریعہ نے محدثانہ مہارت کے جلوے کسی طرح اس حاشیہ بخاری میں بیان فرمایا لیکن اس عاجز کا موضوع "شرح حدیث نیت" :محدثانہ مہارت کے جلوے ہے اسی لئے حضور تاج الشریعہ کے محدثانہ مہارت کے جلوے پیش کئے ہیں جن میں کہیں کتب حدیث کا وسعت مطالعہ نظر آتا ہے تو کہیں محدثین کی آرا پر اپنی رائے قائم فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں اس محدثانہ مہارت کے علاوہ اس کتاب "شرح حدیث نیت" میں فقہیانہ مہارت، صوفیانہ افکار، نحویانہ قواعد کا ذکر بھی ملتا ہے یعنی یہ کتاب حدیث نیت کی عالمانہ، محدثانہ، فقہیانہ، صوفیانہ، نحویانہ شرح ہے۔

اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل سے اور بزرگان دین کے فیضان سے ہمیں اپنے علم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صالح نیت کے ساتھ ہر قول وفعل کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الآمین۔

مراجع ومصادر

۱) کنزالعمال :علی متقی ہندی، ج ۱۰.....ص:۲۲۹، حدیث نمبر (۲۹۲۰۹) مؤسہ رسالہ ۱۹۸۵ء

۲) مقالات کاظمی : علامہ سعید کاظمی جلد اول ص: ۲۱۳

۳) شرح حدیث نیت: علامہ اختر رضا خان ازہری،ص: ۴ ناشر: اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف، ۲۰۱۵ء

۴) شرح حدیث نیت : ص، ۸

۵) شرح حدیث نیت : ص، ۱۳

۶) مصدر سابق : ص، ۱۳

۷) بخاری شریف : ج، ۱، تعلیقات زاہرۃ: علامہ اختر رضا خان،ص: ۶۲ مجلس برکات مبارکپور ۲۰۰۷ء

۸) شرح حدیث نیت : ص، ۱۷

۹) شرح حدیث نیت : ص، ۲۹

۱۰) جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم : امام زین الدین ابن رجب ص: ۳۱، دار ابن کثیر دمشق بیروت ۲۰۰۸ء

۱۱) شرح حدیث نیت : ص، ۲۹

۱۲) جامع العلوم والحکم : ابن رجب،ص: ۳۱

۱۳) شرح حدیث نیت : ص، ۳۰

۱۴) جامع العلوم والحکم : ابن رجب،ص: ۳۲　۱۵) شرح حدیث نیت : ص، ۳۰

۱۶) جامع العلوم والحکم : ابن رجب،ص: ۳۳　۱۷) شرح حدیث نیت : ص، ۳۱

☆ اس کے علاوہ تجلیات تاج الشریعہ علامہ شاہد القادری کی مرتب کردہ جو رضا اکیڈمی سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی کتاب سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔



مترجم ''المعتقد والمنتقد'' پر ایک تبصرہ

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ
مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی

بحمدہٖ تعالیٰ عقائد اسلام کی حفاظت وصیانت کے لئے ائمۂ دین علیہم الرحمۃ والرضوان نے کتاب وسنت کے دلائل وبراہین سے مزین جو کتب ورسائل تالیف کئے ہیں ان میں بعض کو وہ مقبولیت حاصل ہے کہ درس نظامی کے نصاب میں شامل وداخل ہیں، جیسے شرح عقائد ونبراس وغیرہ۔ جن کے اندر اس دور کے فرقِ باطلہ کا ردوابطال بڑے مفصل ومدلل اور محققانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اور منقولات کے ساتھ معقولات سے بھی اسلامی عقائد کی صداقت وحقانیت ثابت کی گئی ہے۔ مگر چند نئے باطل وفاسد نظریات والے ۱۲ و ۱۳ ویں صدی میں پیدا ہوئے، مثلاً: وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین وغیرہم، تو اس زمانہ کے محققین علمائے حق اور مقتدیان ملت نے ضروری سمجھا کہ ان باطل فرقوں کا شدید ردوابطال کر کے عقائد اہل سنت وجماعت کا تحفظ کیا جائے، تو سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ نے ایک جامع کتاب ''المعتقد والمنتقد'' تحریر فرمائی۔ یہ محققانہ کتاب عربی زبان میں ہے، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ نے اسے لکھ کر حق وباطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا ہے، وہابیت کے زہریلے اثرات کے دفاع میں یہ تصنیف لطیف تریاق ثابت ہوئی، اس زمانہ کے مستند ومعتمد علما وفقہا نے اس کتاب کو پسند وقبول بھی کیا اور مصنف علامہ

رحمۃ اللہ علیہ کوخوب دعاؤں سے بھی نوازا۔مگراس نادرزمانہ کتاب میں علمی وتحقیقی مباحث اس قدر تھے کہ ہرایک کاانہیں سمجھنا بڑامشکل معلوم ہوتا تھا۔اسی خیال کوپیش نظر رکھتے ہوئے عالم ربانی،محدث بےنظیر حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضوراعلیٰ حضرت امام اہل سنت سیدناامام احمدرضا قدس سرہٗ سے گزارش کی کہ آپ اس کتاب پرحاشیہ تحریرفرمادیں؟توامام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی برق رفتاری کےساتھ ایک عالمانہ ومحققانہ خوبصورت حاشیہ تحریرفرمادیا،جس کانام ’’المعتمد المستند‘‘ رکھا۔اس حاشیہ نے سونے پرسہاگہ کا کام کیا۔آپ نے نوپیدفرقوں کاایسارد وتعاقب فرمایا کہ وہابیت وغیرہ کی بنیادیں ہلنے لگیں اورنجدیت وغیرمقلدیت کے محل میں زلزلہ آگیا۔

کئی ایک باراس مشہورزمانہ کتاب کی طباعت واشاعت ہوئی اوراسے ایک علمی وقیمتی سرمایہ کے طورپررکھا گیا،مگراس کی فصاحت وبلاغت میں بےشمارحقائق ودقائق تھے جوعربی زبان میں ہونے کے باعث ہرایک کے فہم وادراک سے بالاتر تھے،خدا بھلاکرے حضرت مولانا مفتی شعیب رضا صاحب نعیمی [رحمۃ اللہ علیہ] کا،کہ آپ نے حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری [علیہ الرحمہ] سے اس کے اردوترجمہ کی گزارش کی،چنانچہ نعیمی صاحب کی عرضی کوحضورتاج الشریعہ نے خوب سمجھااور چندماہ کے اندراس کتاب کااردوترجمہ ہم اہل سنت کوعطافرمادیا۔ترجمہ کااکثرحصہ سفروحضرمیں کیا گیاہے،یہ صرف ترجمہ نہیں ہے بلکہ حقیقی معنوں میں مکمل ترجمانی ہے،درحقیقت اس ترجمہ کوتراجم کتب میں ایک اعلیٰ مقام بھی حاصل ہے۔اس کے متعلق لب کشائی کرنا سورج کوچراغ دکھانے کے مترادف ہے۔رب قدیر نے حضورتاج الشریعہ کوعلم وفضل میں وہ کمال عطافرمایا تھا کہ زمانہ جس پرنازکرے۔بالخصوص عربی ادب میں تاج الشریعہ اپناایک الگ مقام رکھتے تھے،ترجمہ

پڑھتے وقت دماغ کبھی بوجھل نہیں ہوتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تازہ ترین کتاب زیر مطالعہ ہے، کیوں کہ اکثر مترجمین ترجمہ کرتے وقت کلام کے سیاق وسباق کی پورے طور پر رعایت نہیں رکھتے تو ترجمہ میں ثقالت اور زبان میں گاڑھا پن آجاتا ہے مگر حضور تاج الشریعہ کے تراجمِ کتب کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ قاری علمی ابحاث کو بھی بڑی تیزی کے ساتھ پڑھ لیتا ہے۔ اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ مشکل معانی و مطالب کو بھی آسان اسلوب میں پیش کیا گیا ہے تاکہ دل و دماغ معطر و منور ہو جائیں۔

۳۵۰ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب: توحید باری، نبوت ورسالت جیسی ابحاث کے ساتھ توہین وتنقیص رسول کرنے والوں کا شرعی حکم بھی بیان کرتی ہے۔ صحابۂ کرام، خلفائے راشدین علیہم الرحمہ سے متعلق، اور جنت وجہنم کے تعلق سے بھی عقائد اہل سنت بیان کئے گئے ہیں۔ گویا اردو زبان میں ایک نایاب کتاب اہل سنت کو حاصل ہوئی ہے۔ بلاشبہ حضور تاج الشریعہ نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اہم اور بنیادی مسائل وعقائد کو حل فرما کر ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ کتابِ دقیق کے علمی مباحث ومضامین حضور تاج الشریعہ کے سینے میں موجزن تھے جس کی جھلکیاں اس کتاب کا ہر قاری جگہ جگہ محسوس کرے گا۔ یقینا آپ کے اس ترجمہ کو دیکھ کر ہر صاحب علم وکمال آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور وہ یہ اقرار کرے گا کہ حضور تاج الشریعہ حقیقی معنیٰ میں وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔

اللہ کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین، اور آپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو فروغ واستحکام دینے کی ہمیں توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

☆☆☆

تحقیقات

ٹائی کا مسئلہ: تحقیقی معنویت اور تعمق نظر

مولانا شاہد القادری صاحب (کولکاتا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے ''اے ایمان والوں! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے'' [ترجمہ: کنز الایمان، مائدہ:۵۱]

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے اتحاد و تعلقات کو امت مسلمہ کے لئے زہر قاتل قرار دیا ہے، اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے اتحاد کی باتیں نہ کریں ورنہ اللہ رب العزت علام الغیوب عزوجل کے فرمان کے خلاف بھی عمل ہوگا اور ہمیں تباہی سے کوئی بچا بھی نہیں سکتا ہے۔ یہ قومیں مکار و فریبی ہیں، گرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی کے مسئلہ میں آپس میں دست وگریباں ہیں، لیکن جب امت مسلمہ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو یہ دونوں متحد ہو جایا کرتے ہیں یہی سبب ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے ان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے ان سے دوری بنانے اور ان کے مذہبی رسم و رواج کو اپنانے سے اللہ ورسول ﷺ نے سختی منع فرمایا ہے۔ اور نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جس نے کسی کے مذہبی شعار سے مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے''

یہود و نصاریٰ نے عالمی طور پر بالادستی حاصل کرنے کے لئے اپنے پاس عظیم منصوبے رکھتے ہیں، ان میں ایک عظیم منصوبہ ٹائی کو دوسرے مذاہب کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر کس

طور پر مسلط کیا جائے؟ ان لوگوں نے تعلیمی راستہ کو منتخب کیا، سب سے پہلے سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت کو عالمی سطح پر منوایا اوران کے اصطلاحات کو صرف انگریزی زبان میں محفوظ رکھا تاکہ جس بھی زبان کا ماننے والا ہو، وہ انگریزی زبان کو سیکھنے پر مجبور ہو جائے اوراس کے حصول کے لئے اپنے مذہبی شعار''ٹائی'' کا استعمال ہر اسکول میں لازمی قرار دیا اوراس چور راستے سے دوسرے مذاہب کے علاوہ مسلمانوں پر بھی [ٹائی] کا استعمال جبریہ لازم قرار دکیا گیا اور غیر شعوری طور پر مسلمانوں نے انگریزی تعلیم کے نام پر۔نصاریٰ کے اس مذہبی شعار کو قبول کرلیا۔اوردانستہ اوراورغیر دانستہ طور پراس کے استعمال کے عادی بھی ہوتے چلے گئے۔

''ٹائی کے استعمال کا مسئلہ'' علمائے اسلام اور فقہا عظام کے نزدیک اسلامی اصول کے پیش نظر بہت ہی نازک مسئلہ ہے، عصری علوم سے لیس حضرات بالخصوص یورپ و امریکہ اور جنوبی ہند کے مسلمان خوشی خوشی ''ٹائی'' کا استعمال کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں اورنہ استعمال کرنے والوں کو دقیانوسی مسلمان سمجھا جاتا ہے۔اس مسئلہ پر حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ قدس میں ایک عریضہ پیش کیا گیا، آپ نے کسی کے پرواہ کئے بغیر''ٹائی کے مسئلہ'' پر حکم شرع بیان فرما کر قاضی القضاۃ فی الہند ہونے کا حق ادا کردیا۔ٹائی کے تعلق سے مولانا نشتر فاروقی مدظلہ العالی کی یہ تحریر ملاحظہ کریں:

''ظاہر ہے کہ یہ اس (نصاریٰ) کی شاطرانہ چال ہے کیوں کہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر یہ واضح کردیا جائے کہ ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے تو دیگر سبھی مذاہب کے پیروکار نہیں، تو کم از کم دنیا کے کڑوروں مسلمان تو ضرور اسے ترک کردیں گے، جو اس کے مذہبی اغراض ومقاصد کے یکسر خلاف ہے'' [ٹائی کا مسئلہ، ص:٦]

علامہ نشتر فاروقی مدظلہ آگے لکھتے ہیں: ''جب اس شاطر قوم نے دیکھا کہ ہم اپنے فاسدومفسد مقاصد میں کوئی خاص کامیابی نہیں حاصل کر پارہے ہیں تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنی تہذیب وثقافت اوراپنی وضع وقطع کو مسلمانوں میں رواج دے دیں،

اس طرح مسلمان اعتقادی طور پر نہ سہی کم از کم ظاہری وضع وقطع میں ضرور یہود ونصاریٰ نظر آئیں گے اور اس مقصد میں انہیں کسی حد تک کامیابی بھی ملی [ایضاً، ص:۶ / ۷]

عالم ربانی، فقیہ لاثانی شہزادۂ علامہ جیلانی فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے ''ٹائی کے مسئلہ'' پر مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب نے ایک استفتا کیا تھا، اس پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بہت ہی شرح وبسط کے ساتھ مدلل اور مبرہن جواب عنایت فرما کر حقیقت سے آشکارا فرمایا اور حکم شرع نافذ فرمایا، آپ نے جس قدر دلائل و براہین سے اس فتویٰ کو مزین فرمایا ہے، جہاں طویل فتویٰ ہونے کی وجہ سے ایک تحقیقی رسالہ کی شکل اختیار کر گیا وہیں اس کے مطالعہ سے رسالہ کی تحقیقی معنویت اور حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے تعمق نظر کا بھی پتہ ملتا ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ کے اس تحقیقی رسالہ کو پڑھنے کے بعد مراجع کا ایک خزانہ سامنے آتا ہے، آپ نے جن جن کتابوں کے حوالے جات سے اپنے موقف کو مستند انداز میں پیش کیا ہے ان سے آپ کا ذوق مطالعہ، وسعت علمی اور بڑی کتابوں تک کی رسائی کا پتہ ملتا ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں:

(۱) قرآن مقدس (۲) بیضاوی شریف (۳) بخاری شریف (۴) مسند امام احمد بن حنبل (۵) ہدایہ شریف (۶) اختیار شرح مختار (۷) عینی (۸) زواجر (۹) شرح درود (۱۰) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۱۱) فتاویٰ عالمگیری (۱۲) محیط (۱۳) الاشباہ و النظائر (۱۴) فتاویٰ رضویہ (۱۵) فتاویٰ مفتی اعظم

کراس (cross) کی تحقیق پیش کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں: کراس (cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان مانتے ہیں، اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے، اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی کراس کا مصداق ہے، چنانچہ انگریزی کی

متداول لغت Practical advanced Twentieth Century Daictonary میں ''Cross'' کے تحت ہے:

Stake With a Transverse Bar Used for the Crucifixtion سولی،صلیب، چیلیا، the Cross Wooden Structure on Which accroding to christian religious belief jesus was crucified[P,166]

جو چیز اس کراس کی شکل پر ہو وہ بھی کراس کا مقصد ہے، چنانچہ اسی ڈکشنری میں اسی جگہ [Anything shaped like + ar x] اشارۂ صلیب The sing of the cross صلیب نما چیلیا نما (ایضاً،ص:۱۱)

کراس (cross) کے تعلق سے حتمی فیصلہ صادر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''منجملہ ٹائی مکمل [کراس] ہے، مع شئے زائد ہے، اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے،، اسی پر [Bowti] کو قیاس کر لیجئے، اس کے گلے میں بندھے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے، جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے، کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے، تو ٹائی کو [کراس] مانو [شبیہ کراس] مانو، بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو، وہ ہرگز روا نہ ہوگی، گرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے''

اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا، مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں، تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے، جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے (ٹائی کا مسئلہ،ص:۱۲، ۱۳)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے قول کو مستحکم کرنے کے لئے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے اس فتوی کو سپرد قرطاس کرتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیئے جانے کی کفری یادگار (ٹائی) ہے، ٹائی پھانسی کا پھندا اور کراس مارک یہ نشان + سولی ہے،

حالانکہ ان کے مصلوب ہونے کا عقیدہ کفری ہے، اور قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے۔

جو شعار کفری ہے، اس کا حکم کبھی نہیں بدلے گا، ہمیشہ کفر رہے گا، چاہے اس کا استعمال کفار کے ساتھ خاص رہے یا معاذ اللہ مسلمان بھی اس کو استعمال کرنے لگے، یہاں بھی عموم بلویٰ یا حرج کی بات کرنا لغو ہے، اور اسی قسم کے شعار کفری میں ہے، ہندوؤں کا زنار باندھنا اور قشقہ لگانا، ٹائی کا قیاس پتلون وغیرہ پر کرنا درست نہیں کہ ٹائی کفری شعار ہے، اور پتلون وغیرہ اور دیگر فاسقانہ وضع کے لباس، جو شعار قومی ہیں، حرام یا ممنوع ہیں (ایضاً ص:۱۹)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت عالی میں عرض کیا گیا کہ ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر و مسلمان کا نہ رہے، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ تو حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

> ''حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبه بقوم فهو منهم (جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے) بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں، جیسے زنار باندھنا بلکہ شرح الدر للعلامة النابلسی عبد الغنی بن اسماعيل رحمهما الله تعالىٰ میں ہے ''صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہنا کفر ہے،'' فتویٰ خلاصہ میں ہے ''کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا کہ یہ جینو ہے کافرہ ہوگئی، واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۹۰)

بعض حضرات نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں یہ اعتراض کیا کہ ''ٹائی'' کا استعمال شعار کفری میں سے ہے تو نصاریٰ کی عبادت گاہ کو رب کی بندگی کے لئے استعمال کرنا کیوں کر درست ہے کہ وہاں حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کا مجسمہ ہوتا ہے جبکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ''کنیسہ'' میں نماز پڑھی ہے، اس بابت آپ کیا فرماتے ہیں، حضرت اس کا اطمینان بخش جواب عنایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گرجا گھر میں نماز پڑھتے تھے، مگر اس گرجا میں نہیں، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مجسمے ہوں'' مزید''عینی جلد رابع'' کا حوالے سے لکھتے ہیں:

''امام بغوی علیہ الرحمہ نے جو جعدیات میں اتنا زیادہ کہا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خلاصہ کلام پیش کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:'' حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی، اور جب کنیسہ میں تصاویر پائیں تو کنیسہ سے باہر تشریف لائے اور بارش میں نماز ادا فرمائی۔ اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا رغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے، اور یہ کفری شعار ہے، اور اس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے(ایضاً ص:۲۱، ۲۲)

ٹائی کے تعلق سے حرف آخر کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں''بہرحال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے، اور باندھنے والے پر عند الفقہا حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی۔''(ایضاً، ص:۲۷)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحقیقی معنویت اور تعمق نظر سے بھرپور اس رسالہ کو اپنے مرشد اجازت مخدوم گرامی سرکار احسن العلما علامہ سید شاہ مصطفی حیدر حسن قادری برکاتی محدث مارہروی علیہ الرحمہ کی خدمت عالی جاہ میں نظر ثانی کے لئے پیش کیا، تو خاندان برکات کے چشم و چراغ حضور احسن العلما اس تحقیقات عالیہ پر یوں گویا ہوئے:

''فقیر برکاتی نے اس رسالہ احادیث قبالہ (ٹائی کا مسئلہ) کو اپنے ٹوٹے پھوٹے علم کے مطابق لگ بھگ بالاستیعاب دیکھا، اس مسئلہ پر عزیز موصوف (حضور تاج الشریعہ) زید مجدہم نے بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اس کے سارے

پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ خود اپنی کاوش سے دلائل شرعی وفقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا، بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا، اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح وبسط سے بیان کر دیا ہے (ایضاً ص: ۳) اس رسالے کی افادیت کے پیش نظر حضور احسن العلما بطور نصیحت برائے امت مسلمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''خلاصہ تحریر یہ کہ عامۂ مسلمین کے لئے اپنے موضوع پر یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہم سب اس میں جو احکام شرعیہ بیان کئے گئے ہیں خدا توفیق دے تو ان پر سچے دل سے عمل کرتے ہوئے اپنی صورت وسیرت، قول وفعل، ظاہر وباطن غرض اپنی زندگی کے ہر موڑ پر سچے پکے مسلمان بنیں اور یہود ونصاریٰ وغیرہ جملہ کفار ومشرکین ومرتدین ومبتدعین کے ہر قول وفعل کو برا جانیں اور حتی الوسع خود اس سے دور ونفور رہیں، اور اسی تعلیم کی تلقین اپنے گھر والوں اعزہ واقارب کو بھی کریں (ایضاً ص: ۳)'' اس کتاب کی تحقیقی معنویت پر جماعت اہل سنت کے اجلۂ مشائخ ومفتیان عظام وعلما کرام نے اپنی مہر ثبت فرما کر اس کی صوری ومعنوی حیثیت کو مزید اجاگر کر دیا۔

اجلۂ مشائخ کی تصدیقات:

۱۔ احسن العلما مفتی سید مصطفی حیدر حسن برکاتی (مارہرہ شریف)
۲۔ امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
۳۔ صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
۴۔ رئیس الفقہا مفتی سید ظہیر الدین زیدی (علی گڑھ)
۵۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی (گھوسی)
۶۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی (بستی)
۷۔ ماہر اصول وفروع مفتی عاشق الرحمٰن حبیبی (الہ آباد)
۸۔ شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خان عزیزی (جمدا شاہی)
۹۔ محمود ملت مفتی محمود احمد سلامی برہانی (جبل پور)

۱۰۔ شہزادۂ صدر الشریعہ مفتی بہاء المصطفیٰ امجدی (بریلی شریف)

۱۱۔ مشاہد ملت علامہ مفتی مشاہد رضا خاں حشمتی (پیلی بھیت)

۱۲۔ استاذ الفقہا مفتی قاضی عبد الرحیم محدث بستوی (بستی)

۱۳۔ اشرف العلما علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی (ناگپور)

۱۴۔ شیخ العلما علامہ شبیہ القادری رضوی (سیوان)

۱۵۔ شاہد ملت علامہ سید مفتی شاہد علی رضوی جمالی (رام پور)

مفتیان عظام وعلمائے کرام کی تصدیقات:

۱۔ استاذ العلما مفتی محمد جہانگیر احمد رضوی (بریلی شریف)

۲۔ بقیۃ السلف مفتی حبیب رضا خاں بریلوی (بریلی شریف)

۳۔ مفتی زماں مفتی محمد صالح رضوی (بریلی شریف)

۴۔ خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی (پورنیہ)

۵۔ رئیس العلما مفتی سید عارف حسین رضوی (بہرائچ)

۶۔ علامہ محمد غفران صدیقی رضوی (امریکہ)

۷۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رضوی (جمشید پور)

۸۔ مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی غلام محمد رضوی (ناگپور)

۹۔ عارف حق علامہ شاہ تراب الحق قادری (کراچی)

۱۰۔ مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی رضوی (لندن)

۱۱۔ مفتی اعظم بنارس مفتی محمد یامین رضوی (بنارس)

۱۲۔ مفتی اعظم گجرات مفتی عزیز احسن رضوی (گجرات)

۱۳۔ شہزادۂ محبوب ملت علامہ منصور علی خاں محبوبی (ممبئی)

۱۴۔ مولانا احمد حسین برکاتی (نیپال)

۱۵۔ مفتی نقی امام علی خاں رضوی (حیدر آباد)

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی کتاب
الصحابۃ نجوم الاھتداء پر ایک نظر

مولانا ازہار احمد امجدی ازہری

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ذات بابرکت یقینا مختلف الجہات ذات تھی، آپ ایک ممتاز عالم دین وفقیہ تھے، زہد وتقوی آپ کا طرہ امتیاز تھا، آپ ایک نیک اور باشرع پیر ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال ناصح وخطیب بھی تھے، ان تمام اوصاف حمیدہ کا جامع ہونے کے باوجود بھی سب سے خاص بات جو آپ کے اندر تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو درس وتدریس میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ فقہ وفتاوی میں ید طولی رکھتے تھے، فن حدیث میں بھی آپ کی مہارت کا جواب نہیں تھا، آپ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے، آپ نے متعدد کتابوں کی تعریب کا اہم کام بھی بخوبی انجام دیا، آپ کی تحقیق وتدقیق بڑی عمدہ ہوتی تھی؛ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحقیقی کاوش کو عرب وعجم میں بنظر تحسین دیکھا جاتا تھا، ایسی شخصیت کسی زمانے والوں کو بڑے نصیب سے ملا کرتی ہے، آج اسی شخصیت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، آپ کی شخصیت کی ہر جہت پر اس تھوڑے وقت اور چند صفحات میں گفتگو کرنا ممکن نہیں؛ اس لیے میں یہاں پر صرف آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب 'الصحابۃ نجوم الاھتداء' جو فن حدیث کا عظیم شاہکار ہے، اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا، و ما توفیقی إلا باللہ علیہ

توكلت و إليه أنيب۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے غالبا اپنے مطالعہ کے درمیان 'الشفاء' کے حاشیہ کو ملاحظہ فرمایا کہ کسی حدیثی نے اس کتاب میں مذکور حدیث: ((أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم)) کو موضوع قرار دیا، آپ نے اپنے وسیع مطالعہ کی وجہ سے اول وہلہ میں سمجھ لیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے؛ اس لیے آپ نے اس غلط دعوی اور کج روی سے عام مسلمانوں کو اپنی تحقیق کی روشنی میں آگاہ کرنے کا ارادہ کر کے اس کو بحمد اللہ پایہ تکمیل تک پہونچایا، آپ نے پہلے حدیثی کی دلیل پیش کی پھر اس کے بعد اس کی دلیل کا منصفانہ جائزہ لیا، آپ اس حدیثی کی دلیل ملاحظہ فرمائیں:

''یہ حدیث موضوع ہے، ذہبی نے اسے جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے، جعفر کے بارے میں دار قطنی نے فرمایا: یہ حدیث گڑھتا ہے اور ابو زرعہ نے کہا: کچھ احادیث روایت کی ہے، جن کی کوئی اصل نہیں، یہ حدیث اسی راوی کی بلا سے ہے، مزید کے لیے ابن حجر کی تلخیص الحبیر اور ابن حزم کی ال ا حکام دیکھی جائے''۔ (الصحابۃ نجوم الاهتداء، تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۱۷، تحقیق: ابو سہل نجاح عوض، ط: المقطم للنشر والتوضیع، قاہرہ، مصر)

ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعوی محل نظر بلکہ نادرست ہے، موضوع ہونے کا دعوی کیوں نادرست ہے ملاحظہ فرمائیں:

اولا: ''امام علی قاری نے خود ذکر کیا کہ امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج 'الفضائل' میں کی اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کو تخریج کرنے کے بعد فرمایا: ''اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہوگی''۔

نیز امام دار قطنی رحمہ اللہ نے 'المدخل' میں فرمایا: ''اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں''۔ (الصحابۃ نجوم الاهتداء، ص ۱۸)

اور جب امام حلبی رحمہ اللہ نے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا

کہ اس حدیث کو انہیں اپنی کتاب 'الشفاء' میں صیغہ جزم کے ساتھ نہیں ذکر کرنا چاہیے تھا؛ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث کی کوئی سند ثابت ہو یا یہ کہ آپ نے کثرت طرق کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کے درجہ میں رکھا ہو، مزید یہ کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؛ اس لیے ان پر اعتراض مناسب نہیں''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۱۸)

ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ درمیان گفتگو اس حدیث کے صرف ضعیف ہونے پر مزید ناقدین کے متعدد اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''امام علی القاری رحمہ اللہ کے کلام سے چند باتیں سامنے آئیں:

(۱) اما دار قطنی رحمہ اللہ نے خود اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا، اگر امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہوتا؛ تو امام علی القاری رحمہ اللہ ان کے قول کو ضرور نقل فرماتے۔

(۲) امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کرام نے اس حدیث کے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ان کا مفاد صرف اتنا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے، نیز امام دار قطنی رحمہ اللہ کے قول سے: ''اس حدیث کا متن مشہور ہے اگرچہ اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں'' ایک اور فائدہ حاصل ہوا کہ اس حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے؛ جس کی وجہ سے کثرت طرق کے ساتھ اس حدیث کی قوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

نیز علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ نے بھی امام دار قطنی رحمہ اللہ سے حکایت بیان کی کہ آپ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ خاص اس حدیث پر آپ نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے؛ لہذا صرف امام دار قطنی رحمہ اللہ کے قول: ''راوی جعفر حدیث گڑھتے ہیں'' کے پیش نظر یہ استشہاد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ زیر بحث حدیث موضوع

ہے''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء،ص۱۹)

ثانیا:''امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے قول:''جعفر نے کچھ احادیث روایت کی ہے جس کی کوئی اصل نہیں'' سے بھی استشہاد تام نہیں؛ کیوں کہ یہ حکم وضع میں صریح نہیں اور اس پر سب سے بڑی دلیل وہ کلام ہے جس کو امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'لسان المیزان' میں نقل کیا ہے کہ سعید بن عمرو بردعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوزرعہ رحمہ اللہ سے بعض احادیث کے بارے میں مذاکرہ کیا جسے انہوں نے جعفر بن عبدالواحد سے سنا تھا؛ تو آپ نے ان کا انکار کیا اور فرمایا: ان کی کوئی اصل نہیں اور بعض کے بارے میں فرمایا: یہ باطل وموضوع ہیں۔

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا ابتدا میں جعفر کی بعض احادیث کے متعلق یہ کہنا کہ ان کی کوئی اصل نہیں، یہ حدیث کے موضوع ہونے کا فائدہ نہیں دیتا؛ کیوں کہ اس کے فورا بعد ہی آپ نے ان کی بعض احادیث کے بارے میں فرمایا کہ وہ باطل وموضوع ہیں، اس کا واضح مفاد یہ ہے کہ آپ کے قول: لا أصل لہ اور موضوع و باطل کے درمیان فرق ہے، پہلے قول میں سند پر حکم ہے متن پر نہیں، نیز آپ کا قول: لا أصل لہ، آپ کے اپنے علم کے اعتبار سے ہے اور اس پر قرینہ آپ کا ان کی احادیث کا انکار کرنا ہے''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء،ص۲۰)

ثالثا:''جعفر کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ وہ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، ثقات سے مناکیر روایت کرتے ہیں، ان پر سند کے گڑھنے اور احادیث چوری کرنے کی بھی تہمت لگائی گئی ہے، یہ تمام باتیں سند کے وضع کرنے پر دال ہیں اور اسی وجہ سے کبھی کسی حدیث کے بارے میں صرف سند کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ حدیث موضوع ہے، یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور متن تک تجاوز نہیں کرے گا''۔

پھر ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ جرح مفسر اور غیر مفسر کے بارے امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا قول فیصل ذکر کرنے کے بعد دوبارہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے قول کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

رابعا: ”امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے راوی جعفر کی بعض احادیث کے بارے میں جو یہ کہا کہ یہ موضوع ہیں، اس سے کوئی دھوکا نہ کھائے؛ کیوں کہ اس حکم میں یہ احتمال بہر حال ہے کہ ان احادیث کا دار و مدار انہیں راوی جعفر پر ہو؛ اس لیے ان کے متہم کا لحاظ کرتے ہوئے احادیث کے موضوع ہونے کا حکم لگایا، جس کا مآل وضع کا حکم باعتبار ظن ہے اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو بھی رواى جعفر نے روایت کیا سب موضوع ہے؛ اس لیے خاص اس زیر بحث حدیث کے متعلق یقین نہیں کیا جا سکتا بلکہ گمان کی بھی گنجائش نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے“۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۱)

خامسا: ”یہ حدیث کیسے موضوع ہو سکتی ہے جب کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ اسی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے، نیز فرماتے ہیں: بلکہ ابن حزم سے مروی ہے کہ انھوں نے اس حدیث کے موضوع و باطل ہونے کا قول کیا ہے، مگر امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے اس حکم کو قبول نہیں کیا، چنانچہ اس کے بعد آپ مزید فرماتے ہیں: لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بے شک مسلم شریف کی حدیث: ستارے آسمان کے امین ہیں۔۔۔ الحدیث، اس زیر بحث حدیث کے بعض معنی کو ادا کرتی ہے، پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بیہقی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا، یہ حدیث صحابہ کرام کو ستاروں سے تشبیہ کی مؤید ہے، ہاں اقتدا کے بارے میں تائید ظاہر نہیں، البتہ ممکن ہے کہ ستاروں کے ذریعہ ہدایت کے معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اقتدا کا معنی حاصل ہو جائے، امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اہتدا اقتدا کی فرع ہے“۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اس کلام سے بالکل واضح ہو گیا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے دعوی موضوع کو قبول نہیں کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جس حدیث کو نقل کیا ہے اس کے ذریعہ زیر بحث حدیث کے معنی کی تائید کی ہے، یہیں سے حدیثی نے جو ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا تھا اس کا بھی جواب مل گیا اور وہ یہ کہ ابن حجر

رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع و باطل قرار نہیں دیا اور ابن حزم کے دعوی کو بھی قبول نہیں کیا بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے قول کو باقی رکھا اور زیر بحث حدیث تائید کی حالاں کہ آپ نے شروع کلام میں فرمایا تھا: یہ حدیث ہے''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۲)

سادسا:''امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے بارے میں فرمایا: یہ حدیث جعفر کی بلا سے ہے، یہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں؛ کیوں زیر بحث حدیث کی تائید صحیح مسلم کی حدیث سے ہو رہی ہے اور اس حدیث کا مدار صرف جعفر بن عبدالواحد پر نہیں بلکہ یہ حدیث متعدد طرق کے ذریعہ حضرت عمر، جابر، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، نیز امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا یہ قول حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں ہے جس کو انہیں سے 'المیزان' میں نقل کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے:((أصحابي كالنجوم من اقتدى بشيء منها اهتدى)) قارئین واضح طور پر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ یہ وہ حدیث نہیں جس کو'الشفاء' اور 'المشکاۃ' وغیرہ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا:((بأيهم اقتديتم اهتديتم)

لہذا اگر مان بھی لیا جائے کہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متن پر وضع کا حکم لگایا ہے؛ تو یہ حکم اسی لفظ کے ساتھ خاص ہوگا جس کا ذکر 'المیزان' میں ہوا اور ان کا یہ حکم حدیث کے دوسرے الفاظ پر صادق نہیں آئے گا''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۵)

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی 'التقریر والتحبیر' کے حوالہ سے گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''امام ابن حجر رحمہ اللہ نے راوی جعفر کے بارے جس کلام کے ذریعہ اپنی بات ختم کی ہے، اس سے بے توجہی نہیں برتی جا سکتی، وہ کلام یہ ہے: مسلمہ بن قاسم نے فرمایا: راوی جعفر کا مقام ثغر ۲۴۸ھ میں انتقال ہوا، یہ بصری ثقہ ہیں، ان سے امام ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو علی جیان نے بھی انہیں شیوخ ابوداؤد میں شمار کیا ہے''۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:''اور یہ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی جانب سے راوی

جعفر کے بارے میں صریح توثیق ہے اور جو راوی جعفر کے بارے میں دوسروں کی جانب سے کلام کیا گیا ہے، وہ محتمل ہے؛ اس لیے راوی جعفر کے بارے میں توثیق ہی مقدم ہونی چاہیے۔

پھر جو ناقد ہوتا ہے وہ غیر کی رائے کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے اور امام قاضی عیاض رحمہ اللہ یقینی طور پر عظیم ناقد اور حدیث کی علل کو جاننے والے ہیں، اس طرح کے جو لوگ ہوتے ہیں، انہیں اس بات کا حق ہوتا ہے کہ جس راوی کو وہ قابل قبول سمجھیں، ان سے روایت کریں، اگرچہ دوسروں کے نزدیک وہ قابل قبول نہ ہو"۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۸)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے اس دعوی پر صحیح البخاری، مسلم اور ابوداؤد کے بعض متکلم فیہ راویوں کی مثال پیش کرنے کے بعد ابن حزم کی رائے کی طرف اپنی نوک قلم کے ذریعہ متوجہ ہوتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

سابعا: "ابن حزم اپنے دعوی میں تمام لوگوں سے متفرد ہیں اور ان کا تفرد ہمیں کوئی ضرر نہیں دے سکتا۔۔۔ابن حزم زیر بحث حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور روایت: أصحابي كالنجوم، یہ روایت ساقط ہے"۔ پھر سند ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ابو وہب ثقفی اور سلام بن سلیمان موضوع احادیث روایت کرتے ہیں اور زیر بحث حدیث بلا شک انہیں موضوعات میں سے ہے؛ لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے"۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ان کے اس قول کا تنقیدی تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ابن حزم کا قول: "یہ روایت ساقط ہے"۔ یہ حکم صرف سند پر صادق آئے گا، اس پر قرینہ ابن حزم کی عبارت کے اخیر میں یہ قول ہے: "لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے"۔ اس لیے یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور اس حکم کا متن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا"۔

پھر اپنے جد امجد اعلی حضرت مجدد دین وملت نور اللہ مرقدہ کی کتاب: "الھاد الکاف فی

أحکام الضعاف' کا حوالہ دینے کے بعد ابن حزم کے دعوی کا رد اور ان کے تناقض کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور گفتگو کے درمیان ابن حزم کا یہ کہنا: ''یہ حدیث انہیں موضوعات میں سے ہے'' قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ یہ دعوی دلیل سے خالی و عاری ہے اور ساتھ ہی یہ دعوی ان کے ضعف سند کے اقرار کے منافی ہے؛ کیوں کہ ضعف سند، متن کے ضعیف ہونے کے مستلزم نہیں چہ جائے کہ حدیث کے موضوع ہونے کو مستلزم ہو''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۳۰)

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ابن حزم کا بعض دیگر ناقدین کے اقوال سے استدلال جیسے متروک، مجہول اور عدم صحت کا علمی و تنقیدی جائزہ لینے کے بعد فرماتے ہیں:

''ابن حزم کا ان اقوال کو ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا: ''یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بالکل ثابت نہیں، بلا شبہ یہ روایت جھوٹی ہے''۔ دعوی بلا دلیل ہے اور اندازہ سے حکم لگانا ہے جو بہت سخت ہے، نیز تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ابن حزم زیر بحث حدیث کی سند کے بارے میں گفتگو کر کے سند کے ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہیں، امام بزار رحمہ اللہ کا ایسا قول ذکر کرتے ہیں جو ضعیف ہونے کا بھی فائدہ نہیں دیتا، پھر متن کے بارے میں یقینی طور پر مکذوب و موضوع ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں!''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۳۱)

اس کے بعد جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے آیات کریمہ سے ابن حزم کا بے محل استدلال اور ان کی کج روی بیان کرتے ہوئے وضاحت فرائی کہ اس طرح کے بے محل استدلال اور فکری انحراف کی وجہ سے تقلید سے منع کرنا، سارے صحابہ کے اقوال کو رد کرنا، صحیح احادیث کو قبول نہ کرنا بلکہ قرآن کریم کو نہ تسلیم کرنا اور ہر کس و ناکس کے لیے اجتہاد کا باب کھولنے جیسی مہلک خرابیاں لازم آئیں گی۔

نیز ابن حزم نے جو بلا دلیل امام بخاری اور راوی ہشام کے درمیان انقطاع کا دعوی کر کے حرمت معازف کے بارے میں وارد حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے، اس

دعوی کو بھی جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے علمی وسعت کے پیش نظر قبول نہیں کیا اور بتایا کہ یہ دعوی بالکل غلط ہے؛ کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی راوی ہشام سے ملاقات اور سماعت دونوں ثابت ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس بے جا استدلال، بلا دلیل دعوی اور کج روی سے واضح ہو گیا کہ ابن حزم نے اپنے نفس اور خواہش کی اتباع کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ابن حزم نے عام راوی تو عام راوی، صحابی رسول حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی بے جا تنقید وطعن کا نشانہ بنایا اور کہا کہ یہ مقدوح ہیں، یہ طعن صرف ایک صحابی رسول کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس متفق علیہ اعتقاد کے بھی مخالف ہے کہ سارے صحابہ عدول ہیں: کیوں کہ کسی صحابی رسول کی عدالت کو طعن کر کے ساقط کرنا، تمام صحابہ کی عدالت کو ساقط کرنا ہے۔

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ان بعض احادیث جن کی وجہ سے راوی جعفر کو متہم قرار دیا گیا، ان کا فنی وتنقیدی جائزہ لیا اور ان کے بارے میں بتایا کہ یہ احادیث ایسی نہیں ہیں کہ جن کی وجہ سے انہیں متہم قرار دیا جا سکے بلکہ اس میں سے تو بعض حدیث متواتر یا کم از کم حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ کو پہونچی ہوئی ہیں، اس کے باجود ان احادیث کو روایت کرنے کی وجہ سے انہیں جرح وقدح کا نشانہ بنانا عجیب وغریب ہے۔

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اپنی قیمتی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے اپنے جد امجد حضور اعلی حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کا قول فیصل پیش کرتے ہیں:

”عقل شاہد ہے کہ حدیث ضعیف اس طرح کے مقام میں مقبول ہے“ اس کے بعد فرماتے ہیں:

”میں کہتا ہوں: جب عقل سلیم شاہد ہے کہ حدیث ضعیف ایسے مقام پر معتبر ہے؛ تو سند میں خواہ کتنا ہی کیوں نقص نہ ہو، اس حدیث کے باطل ہونے پر یقین نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ زیادہ جھوٹ بولنے والا بھی کبھی سچ بولتا ہے، ممکن ہے کہ اس کے سوا دوسری سند

کے ذریعہ صحیح طریقہ سے حدیث روایت کی گئی ہو‘‘۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء،ص ۴۰)

پھر آپ نے اپنے اس دعوی پر متعدد ناقدین وعلما کے اقوال پیش کر کے اپنے دعوی کو مزید محکم اور مضبوط بنایا نیز یہ بھی وضاحت فرمائی کہ کبھی حدیث سند کے اعتبار سے تو ضعیف ہوتی ہے مگر اہل کشف کے نزدیک وہ صحیح ہوتی ہے جیسے امام اکبر ابن عربی اور خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ نے متعدد احادیث کو کشف کے ذریعہ صحیح قرار دیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اخیر میں ایک مفید مثال پیش کی،وہ مثال یہ ہے:

’’ایک آدمی نے طبعی حرارت میں کمی محسوس کی؛ تو زید نے اس سے کہا: فلاں ماہر ڈاکٹر نے اس مرض کے لیے ایک دوا تجویز کی ہے کہ سونے کے اوراق کو بید مشک کے عرق کے ساتھ ہاوون دستے میں سونے کے کوٹنے والے اوزار سے کوٹ کر یا اسے ہتھیلی میں شہد کے ساتھ رگڑ کر خوب باریک کر کے پی لیا جائے۔

اب مریض کو یہ تجویز معلوم ہونے کے بعد عقل سلیم کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ مذکور دوا کو حرام جانے جب تک کہ ڈاکٹر تک صحیح سند کے ذریعہ اس نسخہ کی حیثیت معلوم نہ ہو جائے، یہاں پر اس کے استعمال کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ طبی اصول کے مطابق اس کے استعمال میں کوئی خرابی نہیں، ورنہ بعید نہیں کہ وہ نسخہ کی صحت کتابوں میں تلاش کرتا پھرے، راویوں کی ثقاہت کی تحقیق کرے اور اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اس دوا کے منافع سے محروم ہو جائے اور بیمار کو وقت پر نافع دوا نہ مل پائے۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء،ص ۴۴)

اس کے بعد اپنی اس بات کو بطور نتیجہ اس فکر انگیز قول کے ذریعہ اختتام کو پہونچایا،ملاحظہ فرمائیں:

’’فضائل اعمال کی حدیث کا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے کانوں تک اس طرح کی کوئی مفید حدیث پہونچی جس سے شریعت مطہرہ نے منع نہیں فرمایا قانون اسلام سے متصادم نہیں؛ تو ہمارے لیے محدثین کے طریقہ کار پر حدیث کی تحقیق ضروری نہیں،اگر حدیث صحیح ہے تو خوب،ورنہ ہماری اچھی نیت کی وجہ سے ہمیں بہترین ثمرہ ملے گا،اللہ

تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ (التوبۃ:۹، آیت: ۵۲) وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم"۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۴۵، تحقیق: ابوسہل نجاح عوض، ط: المقطم للنشر والتوضیع، قاہرہ، مصر)

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنی اس علمی، تحقیقی وتنقیدی گفتگو میں مندرجہ ذیل پیغام امت مسلمہ کو پہونچانے کی بہترین کوشش فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ایک ناقد ومحقق کے لیے مناسب نہیں کہ کسی کی تحقیق خاص کر کسی حدیثی کی تحقیق کو دیکھ کر مرعوب ہوجائے اور بلا تحقیق وتفتیش آمنا وصدقنا کہے۔

(۲) اہل سنت وجماعت کے عوام پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر معاملہ خاص کر وہ معاملہ جس کا تعلق دین متین سے ہے، اس میں ضرور اپنے علماے اہل سنت ہی کی طرف رجوع کریں تاکہ حق سے انحراف کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو۔

(۳) زیر بحث حدیث کے متعلق حدیثی محقق کی تحقیق قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ اس نے جن علما وناقدین کے اقوال سے استدلال کیا تھا وہ خود خاص اس حدیث کے موضوع ہونے کے قائل نہیں، البتہ ابن حزم نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر خود ان کا استدلال ان کے دعوی کا ساتھ نہیں دے رہا ہے؛ اس لیے ان کی رائے قابل اعتماد نہیں۔

(۴) اس حدیث کے راوی جعفر نے بعض احادیث روایت کی جس کی بنا پر بعض لوگوں نے ان پر جرح وقدح کیا مگر چوں کہ یہ احادیث اصول شرع سے متصادم نہیں بلکہ ان میں سے بعض متواتر یا صحیح ہیں؛ اس لیے ان احادیث کی بنا پر جرح اور دیگر مبہم ومحتمل جرح محل نظر ہے، خاص کر اس صورت میں کہ بعض ناقدین نے آپ کی توثیق بھی کی ہے۔

(۵) اس حدیث کے متعلق جو اکثر اقوال ہیں وہ یہی بتاتے ہیں کہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے بلکہ بعض رجحان کے مطابق اس حدیث کے حسن لغیرہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(۶) ابن حزم نامی شخصیت نے آیات سے بے محل استدلال کیا جو بہت ساری شرعی خرابیوں کی جامع اور بعض اوقات یہ جرح وقدح میں بہت سخت ثابت ہوئے ہیں یہاں تک کہ صحابی رسول ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی جرح و قدح کا نشانہ بنایا جو تمام صحابی کی جرح وقدح کے مترادف ہے۔

(۷) کشف کے ذریعہ بھی احادیث کی صحت ثابت ہوتی ہے؛ اسی لیے بعض اوقات محدثین کرام بعض احادیث کو موضوع یا ضعیف قرار دیتے ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔

(۸) راوی کتنا بھی ضعیف ہو، اس کی روایت کردہ حدیث کے متعلق موضوع ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ کبھی بہت جھوٹ بولنے والا بھی سچ بولتا ہے اور یہی مذہب محتاط ہے۔

(۹) اگر بر سبیل تنزل زیر بحث حدیث کو ضعیف مان لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ اس طرح کی حدیث فضائل کے باب میں معتبر اور قابل عمل ہے، نیز کوئی ایسی حدیث جس کی سند قوی نہیں بلکہ ضعیف یا شدید ضعیف ہے اور وہ اصول شرع سے متصادم نہیں تو اس پر بھی عمل کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی قبر انور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے، ہمیں ان کے علمی وعملی فیوض وبرکات سے مالا مال کرے، ہم سب کو باطل سے بچنے، حق بولنے اور حق قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ازہار احمد امجدی ازہری

فاضل جامعہ ازہر، مصر، شعبہ حدیث، ایم اے

خادم: مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، بستی، یوپی، انڈیا

۳۰/ ذوالقعدۃ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲/ اگست ۲۰۱۸ء

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت

''العطایا الرضویہ فی فتاوی الازہریہ المعروف ازہر الفتاوی'' کی روشنی میں

مفتی شمیم اختر مصباحی (اڑیسہ)

سلطان الفقہا، اکمل الفضلا، فقیہ اعظم ہند، شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، مرجع الفتاوی، مقتدائے اہل سنت، فخر ازہر، شیخِ طریقت، مرشدِ کامل، مردِ حق آگاہ، غواصِ بحر شریعت ومعرفت، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، مظہرِ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتیِ اعظم، سیدنا، سندنا، مرشدنا، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ شمالی ہندوستان کے مشہور علمی خانوادہ مہبطِ علم ودانش، مرکز معرفت وشریعت اور مخزنِ رشد و ہدایت خانوادۂ رضا کے چشم وچراغ، سچے جانشین اور علمی یادگار تھے۔

حضور تاج الشریعہ کو علومِ اعلیٰ حضرت سے حظِ وافر ملا، آپ علوم ومعارف کے ایسے آفتاب تھے جس کی ضوفشاں کرنوں سے ایک جہاں مستنیر ہوئی اور ہو رہی ہے۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشی، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، مرشد، خطیب، مفتی شرع اور فقیہ اعظم جیسے اوصاف وکمالات کے حامل ہیں، مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین، فتاوی نگاری اور شان فقاہت جو خانوادۂ رضا کا برسوں سے طرۂ امتیاز رہا، آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں وامتیازی طور پر نظر آتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت، شان تفقہ، علم فقہ میں گیرائی وگہرائی اور فقہی

جزیات کا استحضار دیکھنا ہو تو فقہی موضوعات پر آپ کی گراں مایہ تصانیف ''ٹائی کا مسئلہ''، ''تین طلاقوں کا شرعی حکم''، ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویتِ ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' اور خصوصا ''المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریۃ'' کا مطالعہ فرمائیں، یقیناً آپ فقہ وافتا کے میدان میں حضور تاج الشریعہ کو مظہرِ علوم اعلیٰ حضرت وجانشین مفتیِ اعظم پائیں گے۔

علم فقہ دین کی سمجھ وفہم کا نام ہے، یہ علم سعادت ابدی وسرمدی کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعہ انسان کو ان چیزوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن سے نفع ونقصان وابستہ ہے، اسی علم کے طفیل حلال وحرام کے درمیان تمیز ہوتی ہے بلکہ علم فقہ پر ہی قرآن وحدیث کا سمجھنا موقوف ہے، اور علم فقہ کے تعلق سے کہا جاتا ہے " الأمة الاسلامية لا حياة لها بدون الفقه"، یعنی امت اسلامیہ کی حیات وبقا فقہ کے بغیر نہیں، کیوں کہ یہ شریعت اسلامیہ کے مقاصد اور قرآن وحدیث کے مطالب بیان کرتا ہے جس سے انسان کی فلاح ونجات وابستہ ہے۔ اس علم شریف کا ایک مہتم بالشان شعبہ افتا وفتویٰ نویسی ہے۔ افتا حکم شرع بیان کرنے سے عبارت ہے، اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟ کن اوصاف کا حامل ہونا ہے؟ ہم اس تعلق سے فتاوی رضویہ سے مندرجہ ذیل اقتباس ہدیۂ ناظرین کررہے ہیں۔ فقاہت کے تعلق سے امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ ووجوہِ تکلم وطرق تفاہم وتنقیح مناط ولحاظ انضباط ومواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط وفرق روایاتِ ظاہرہ ونادرہ وتمیز درآیات غامضہ وظاہرہ ومنطوق ومفہوم وصریح ومحتمل وقول بعض وجمہور ومرسل ومعلل ووزن الفاظ وسیر مفتین و سیر مراتب ناقلین وعرف وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایا وسلطان وحفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح ومناہج

توفیق و مدارکِ تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق مؤید بتوفیق کا کام ہے، اور حقیقۃً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے:

وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم ،، اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔''

(فتاوی رضویہ، ج:۱۶،ص:۳۷۶،۳۷۷)

ان مذکورہ بالا فقاہت کی تعریف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات پر حرف بحرف صادق آتی ہے اور جب ہم آپ کی جولان گاہ تحقیق وتدقیق اور مجموعۂ فتاوی پر نظر دوڑاتے ہیں تو قرآن واحادیث سے مزین آپ کے علمی جواہر پارے گوہر آبدار کی طرح چمکتے و دمکتے نظر آتے ہیں۔ہم ذیل میں اصول افتا اور فتاوی ازہریہ کی روشنی میں آپ کی فقہی بصیرت کا مختصر سا جائزہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

کثرت مراجع

فقہاے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی پر واجب ہے کہ جو بھی حکم شرع بیان کرے، اس کا حوالہ ضرور دے کہ کس سے وہ حکم نقل کر رہا ہے اور صرف ایک یا دو کتاب پڑھ کر کے حکم شرع نقل نہ کرے۔

علامہ شامی اپنی مایہ ناز کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' میں علامہ ابن حجر ہیتمی کے فتاوی سے نقل فرماتے ہیں:

لا یجوز له أن یفتي من کتاب ن ولا من کتابین

ترجمہ:مفتی کے لیے ایک کتاب یا دو کتاب (پڑھ کر) فتوی دینا جائز نہیں۔(شرح عقود رسم المفتی،ص: ۸۷،دار لنور للتحقیق و

التصنیف کراچی)

چناں چہ آپ اپنے فتاوی میں ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں متعدد کتابوں سے کثیر فقہی جزئیات پیش فرماتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مثال نمبر(۱): ''آپ سے ''وحدۃ الوجود'' کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے اس کے جواب میں ''قرآن کریم''، المواھب اللدنیۃ للامام قسطلانی، رعایۃ الانصاف و الاعتدال فی صوفیۃ الاعتقاد من ارباب الحال و اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ للشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی، الروض المجود للعلامۃ فضل حق الخیر آبادی''، ''الفتاوی العزیزیہ للمحدث عبد العزیز الدھلوی''، ''رسالہ وحدۃ الوجود از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی'' اور ''فتاوی رضویہ از امام اہل سنت امام احمد رضا قادری'' سے تقریباً بیس نصوص ذکر فرمائے ہیں۔(فتاوی تاج الشریعہ، ج:۱، ص: ۱۸۳، باب عقائد متعلق باری تعالی)

مثال نمبر(۲): اکثر بد مذہبوں کی جانب سے یہ سوال ہوتا ہے کہ ''رضی اللہ تعالی عنہ'' کا لاحقہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی عنہم کے ساتھ خاص ہے لیکن سنی حضرات اس کا استعمال اولیائے کرام اور اپنے پیروں کے ساتھ بھی کر دیتے ہیں، چناں چہ اس بابت آپ سے استفتا ہوا تو آپ نے مدلل انداز میں اس کا نہایت ہی شافی جواب عطا فرمایا کہ اولیاے کرام کے اسم مبارک کے ساتھ ''رضی اللہ تعالی عنہ'' کا لاحقہ جائز ہے، ممنوع نہیں اور اس میں آپ نے ان کی کتابوں سے بھی ثبوت فراہم کیا۔ اس فتوے میں آپ نے ان کتابوں ''قرآن کریم''، ''المقاصد الحسنۃ از امام سخاوی علیہ الرحمہ''، ''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق از امام زیلعی علیہ الرحمہ''، تفسیر بیضاوی از امام بیضاوی علیہ الرحمہ''، ''درّ مختار از علامہ حصکفی علیہ الرحمہ''، رد المحتار علی درّ المختار از علامہ ابن عابدین شامی علیہ

الرحمہ''،''الحدیقة الندیقیة شرح الطریقة المحمدیة از علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ''،''نہایة الزین''،اور''تذکرة الرشید از مولوی رشید احمد گنگوہی'' کے تقریباً بیس نصوص سے استدلال فرماتے ہوئے تحقیقی فتوی صادر فرمایا۔

(فتاوی تاج الشریعہ ج:۱،ص:۱۷۴،باب عقائد متعلقہ اولیاے کرام)

حق کی اتباع،خوف خدا اور بے نیازی

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی حکم شرع بیان کرنے میں حق کی اتباع کرے اور کسی ملامت اور مخالفت سے نہ گھبرائے بلکہ ہمیشہ خوف خدا دل میں رکھے اور خواہشات طبع کو یکسر دل میں جگہ نہ دے۔علامہ شامی علیہ الرحمہ شرح عقود میں فرماتے ہیں:

ولا یتکلم فیها جزافاً بجاهه لمنصبه و حرمته و لیخش الله تبارك و تعالی و یراقبه فانه أمر عظیم لا یتجاسر علیه الا جاهل شقی

ترجمہ:اور مفتی اپنے منصب کی عزت وحرمت(بچانے کی خاطر)اندازے سے حکم شرع بیان نہ کرے اور اس کا خیال رکھے کہ وہ عظیم کام ہے اس پر کئی جاہل بدبخت ہی جسارت کرسکتا ہے۔(شرح عقود رسم المفتی،ص:۱۶۳،۱۶۴،دار النور للتحقیق و التصنیف)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ایک زمانے تک ایک عادل،ثقہ،معتمد،معتبر اور ماہر مفتی کی حیثیت سے افتا کی ذمہ داری نبھائی،کبھی بھی آپ نے حکم شرع بیان کرنے میں کسی کی مخالفت وملامت کی پرواہ نہیں کی خواہ وہ نجدی حکومت ہو یا حکومت وقت ہو یا کوئی تنظیم یا جماعت یا بااثر شخص ہو بلکہ دیکھا تو یہاں تک گیا کہ اگر خاندان کے افراد کی جانب سے شریعت کی نافرمانی ہوتی تو بروقت تنبیہ فرماتے اور اس میں کسی جانب داری کا پاس ولحاظ نہیں فرماتے،آپ کو اپنے حق گوئی وبے باکی کی وجہ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا،آپ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی،چاہے آپ کو مخالفین جس نام سے یاد کریں،کیوں کر

کرتے؟ فیضان سرکار اعلیٰ حضرت کی شکل میں توفیق الٰہی و تائید ایزدی آپ کی رفیق و ہمدم رہی۔ آیئے اپنی حقیقت آشنا نگاہوں سے اس کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مثال (۱): سلسلہ قدیری کے ایک پیر پیلی بھیت میں رہتے تھے اور ان کے مریدین انھیں ''اللہ میاں'' کہتے تھے۔ اس بابت آپ سے استفتا ہوا کہ کسی کو ''اللہ میاں'' کہنا کیسا ہے؟ آپ نے دلائل کی روشنی میں حکم شرع واضح فرما دیا کہ ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا علم خاص ہے، اس کا اطلاق کسی پر ہرگز جائز نہیں، آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ پیر صاحب ہیں، البتہ آپ نے ان کی ذاتیات سے لاعلمی اظہار فرمایا اور دوٹوک انداز میں حکم شرع بیان فرما دیا، آپ نے چار وجوہ سے اس کے اطلاق کو باطل فرمایا۔

اولاً: آپ فرماتے ہیں کہ کسی کو ''اللہ میاں'' کہنا حرام ہے، یہ لفظ شرعاً و عرفاً خدائے پاک کے لیے خاص ہے، ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا علَمِ خاص ہے جس میں اشتراک لفظی کا کہیں پتہ نہیں اور معنی تو معبود برحق ولاشریک لہ ہے اس کا ادنی وہم وگمان کفر ہے۔

ثانیاً: آپ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہونا ضروریات دین میں ایسا جلی ہے کہ عالم تو عالم، جاہل پر مخفی نہیں بلکہ کافر بھی جانتا ہے کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جاتا ہے اور جب ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان اور کسی ضرورت دینی کا انکار کفر ٹھہرا تو کسی ضرورت دینی سے جہل بھی منافی ایمان ہے کہ ایمان کا مدار علم پر ہے۔ اسی لیے ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے تو کافر ہے؛ اس لیے کہ یہاں ایک اہم ضرورتِ دینی سے جہل لازم آ رہا ہے۔

ثالثاً: آپ فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام نے صراحۃً فرمایا کہ کسی بندے پر ''رحمٰن'' کا اطلاق کفر ہے، جب بندے کو رحمٰن کہنا بوجہ خصوصیت بہ ذات خدا کفر ٹھہرا تو ''اللہ'' کہنا بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا کہ اللہ علم ذات باری تعالیٰ ہے اور اس کی خصوصیت ذات باری تعالیٰ سے اظہر و اشہر ہے۔

رابعاً: آپ فرماتے ہیں کہ اس قول کے کفری ہونے کی ایک وجہ اور ظاہر تر یہ ہے کہ

کسی بندہ کو اللہ کہنا اس کے لیے ادعائے الوہیت کی صورتِ ظاہرہ واضحہ رکھتا ہے۔

نہایۃً آپ فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ خاصہ ذات باری تعالی اور اس کا اطلاق غیر پر حرام بلکہ کفر ہے، قائل پر توبہ اور احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح ناگزیر یہ حکم اس کا ہے جو براہ نادانی و عدم علم کہہ دے، اور جو اسے جائز مان کر کہے وہ قطعاً کافر وضروریات دین کا منکر ہے۔اس فتوی پر مندرجہ ذیل اکابر مفتیان کرام کی تصدیقات ہیں:

تاج دار اہل سنت، شہزادۂ اعلی حضرت، حضرت علامہ ومولانا مصطفی رضا خاں، استاذ الفقہا مفتی عبدالرحیم بستوی، صدر العلما علامہ تحسین رضا خان، مولانا سید اعجاز علی عارف رضوی، مفتی تقدس علی رضوی اور مفتی صالح القادری۔ (فتاوی تاج الشریعہ، ج: 1، ص: ۲۰۳ تا ۲۰۸ باب عقائد متعلقہ ذات باری تعالی)

مثال (۲): اہل سنت وجماعت میں ایک مشہور ومعروف اور بافیض بزرگ حضرت زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ گزرے ہیں اور ان کے متبعین مداری کہلاتے ہیں۔ یہ نہایت ہی غالی، بدزبان، جھگڑالو اور بداخلاق ہیں۔ یہ لوگ پرتپاک انداز میں ''مدار العالمین'' کا نعرلگاتے ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ پر حضرت مدار شاہ علیہ الرحمہ کو فضیلت دیتے ہیں، اس بابت آپ سے استفتا ہوا اور آپ نے صاف انداز میں حکم شرع بیان فرمایا۔

چناں چہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ''فی الوقع سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت علما و اولیا کے درمیان مسلم ہے اور ان کا ''قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله'' یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے فرمانا اور اولیائے کرام کا اسے اپنے مقامات پر دنیا میں اور برزخ میں قبروں میں لینا کتب معتمدہ مثلاً بہجۃ الاسرار، زبدۃ الآثار، قلائد الجواہر و فتاوی حدیثیہ وغیرہا میں منقول ومشہور ہے۔ مداریہ کا اس میں اختلاف محض نا معتبر ہے اور غوث پاک کی اہانت کا مرتکب ہونا سخت محرومی ہے۔ مدار العالمین کہنا مدار شاہ صاحب کو شرعاً جائز نہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا لقب اقدس رحمۃ للعالمین ہے تو مدار

جملہ عالم ہونا انھیں کا خاصہ ہے (فتاوی تاج الشریعہ، ج:۱،ص:۴۶۹، ۴۷۰ باب عقائد متعلقہ اولیاے کرام)

حضرت مدار شاہ علیہ الرحمہ کی خلافت اور اس سلسلے میں بیعت ہونے کے بارے میں بھی استفتا ہوا تو آپ نے بحوالہ ''سبع سنابل'' ارشاد فرمایا کہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کا سلسلہ منقطع ہے؛ اس لیے اس سلسلے میں بیعت ہونا جائز نہیں، کیوں کہ بیعت کے جملہ شرائط میں سے اتصال سلسلہ بھی ہے اور یہ یہاں مفقود ہے۔ ان فتاوے کی وجہ سے مداریوں نے آپ کی ذات پر رکیک حملے بھی کیے اور اس کو غلط رخ دینے کی ناپاک کوششیں بھی کیں مگر آپ اپنے فیصلے پر اٹل رہے اور حکم شرع بیان کرنے میں کسی کی مخالفت کی پروہ نہیں کی۔

ماہر مفتی کی صحبت

علم فتوی صرف پڑھنے سے نہیں آتا ہے بلکہ مفتی کے لیے ضروری ہے کہ مفتیان کامل سے علم حاصل کیا ہو، ایک زمانے تک ان کی بافیض صحبت میں رہ کر فتوی نویسی سیکھا ہو، اور جب اس کی خطا کی نسبت اس کے تحریر کردہ فتاوے زیادہ صحیح ہوں۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ فتاوی ابن حجر سے نقل فرماتے ہیں: ' سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقھیة بنفسه و لم یکن له شیخ، و یفتی و یعتمد علی مطالعته فی الکتب، فھل یجوز له ذلك أم لا؟ فأجاب بقوله: لا یجوز له الافتاء بوجه من الوجوه؛ لانه عامی جاھل لا یدری ما یقول بل الذی یأخذ العلم عن المشائخ المعتبرین۔' (شرح عقود رسم المفتی، ص:۸۷)

ترجمہ: ایک شخص کے متعلق سوال ہوا کہ خود سے کتب فقہیہ کا مطالعہ کرتا ہے، اس نے کسی شیخ سے علم فقہ حاصل نہیں کیا، فتوی دیتا ہے اور اپنے مطالعہ کتب پر اعتماد کرتا ہے، کیا اس کے لیے فتوی دینا جائز ہے یا نہیں؟ علامہ ابن حجر ہیتمی جواب دیتے ہیں: اسے کسی طرح فتوی دینا جائز نہیں؛ اس لیے کہ وہ عامی جاہل ہے، وہ نہیں جانتا ہے جو کہتا ہے، ہاں (اس

کے لیے افتا جائز ہے) جو معتمد مفتیان کرام سے اکتساب علم کا شرف رکھتا ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''اور علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدر جہا زائد تھے۔'' (فتاوی رضویہ مترجم، ج:۲۳،ص:۶۳۹)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جب جامعہ ازہر مصر سے لوٹ کر آئے تو درس و تدریس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز فرمایا۔ آپ نے مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ایک استفتا کا شاندار جواب تحریر فرمایا، آپ نے پہلے بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ کو دکھایا ،حضرت نے تحسین فرمائی اور کہا اپنے نان جان کو دکھایئے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے دلائل و براہین سے مزین فتوے کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتوی نویسی کی ابتدا اور اس کی مشق و ممارست کے تعلق سے فرماتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔'' (سوانح تاج الشریعہ بحوالہ حیات تاج الشریعہ،ص:۳۲)

حضور تاج الشریعہ نے تقریباً پینتالیس سال فقہ و افتا کے میدان میں گراں قدر خدمت دی ہے، آپ حضور مفتی اعظم کے انتقال کے بعد سے مسلسل مرجع الفتاوی

رہے، آپ کے نوک قلم سے بے شمار علمی و تحقیقی فتاوے صادر ہوئے، ان میں سے کچھ طباعت سے آراستہ ہو چکے اور کچھ ابھی تشنۂ طباعت ہیں۔ آپ کو یہ امتیازی شان حاصل رہا کہ آپ تینوں زبان اردو، عربی اور انگریزی زبان میں فتوی تحریر فرماتے تھے۔

عرف وعادت اور لوگوں سے واقفیت

اصولین مفتی کے لیے اس بات کی شرط لگاتے ہیں کہ عرف و عادت اور ان کے احوال سے گہری واقفیت رکھے کیوں کہ فقہاے کرام نے صدہا ایسے مسائل اپنی کتابوں میں تحریر فرمائے جن کے احکام عرف وعادت کے بدلنے کی وجہ سے بدل گئے ہیں۔ لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی مختلف ہوا کرتے ہیں جیسے بعض الفاظ بعض جگہ معانی قبیحہ رکھتے ہیں اور کہیں معانی صحیحہ رکھتے ہیں تو ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ زمانے کے عرف وعادت سے کامل معرفت رکھے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ شرح عقود رسم المفتی میں لکھتے ہیں: ''لا بد له من معرفة عرف زمانه وأحوال اهله. ليس للمفتي ولا للقاضي ان يحكما على ظاهر المذهب و يتركا العرف'' (شرح عقود رسم المفتی، ص:۲۲۲)

ترجمہ: مفتی کے لیے اپنے زمانے کے اور لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے، مفتی اور قاضی کے لیے یہ روا نہیں کہ ظاہر مذہب کے مطابق فیصلہ کرے اور عرف وعادت کو ترک کر دے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ''مفتی وحاکم پر دونوں پر لازم کہ جہاں کی نسبت حکم یا فتوی دیں، خاص وہاں کے رسم ورواج پر لحاظ کریں دوسرا رواج کیسا ہی عام ہو۔ وہاں کے اپنے رواج کا معارض نہیں ہوسکتا۔'' (فتاوی رضویہ مترجم، ج:۱۸، ص:۳۵۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک سوال آیا کہ ''قربان، فدا، نچھاور، عاشق، معشوق، حاضر ناظر، لاابالی، صاحب، میاں، لفظ شکایت، اور ہوس تھی دید کی، معراج کا بہانہ تھا، اور شوق ہے، اے خدا میں بھی اور میرے باپ بھی تیری لونڈی اور غلام ہیں'' کا اطلاق باری تعالی کی شان میں درست ہیں یا نہیں۔

آپ جواب تحریر فرماتے ہیں: ”معاذ اللہ رب العلمین جلت عظمتہ وعزت عزتہ کی شان رفیع میں قربان فدا نچھاور اور جن الفاظ سے متبادر وعرف جاری ہیں بلکہ محض دلالت لفظ سے محبوب پر مرمٹ جانے، فنا ہو جانے کا اطلاق ہو جناب باری تعالی میں حرام حرام اشد حرام بلکہ اپنے معانی ظاہرہ متبادرہ کی بنا پر کفر میں صریح اور اگر معاذ اللہ سامعین نے یہی معنی مراد لیا جو اس سے متبادر ہیں تو کفر متعین اور قائل وسامع دونوں پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بیوی والوں پر بہر کیف لازم، لاابالی کا اطلاق سوء ادب وکفر ہے اور صاحب کا اطلاق نہ چاہیے یونہی میاں کا اطلاق اللہ تعالی پر بھی منع ہے اور اللہ تعالی سے شکایت کرنا حرام ہے اور ہوس و بہانہ کا اطلاق اللہ تعالی کے لیے کفر کفر ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اور اللہ تعالی کے لونڈی وغلام کہنے میں حرج نہیں جبکہ بمعنی مملوک کہے اور بندہ اور کنیز کہنا بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم“

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱ ص ۱۷۰/۱۷۱/ باب عقائد متعلقہ ذات وصفات باری تعالی)

محترم قارئین کرام! جب مذکورۃ الصدر اصول کی روشنی میں فتاوی تاج الشریعہ کا مطالعہ کریں گے تو آپ حضرت کی ذہانت وذکاوت، استحضار جزئیات پر عبور، فقہ وفقاہت میں کامل مہارت، مختلف زبانوں خصوصاً اردو، عربی اور انگریزی زبان وادب پر قدرت کاملہ اور عرف و عادت کی معرفت تامہ کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اصول افتا کے جامع تھے۔ یوں تو ربّ تبارک وتعالی آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاوی نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے جو آپ کو رب قدیر کے خزانہ عامرہ سے خوب خوب عطا کیا گیا۔ ہم نے اصول افتا کی روشنی میں چند شواہد ہدیہ ٔ ناظرین کرنے سعی کی ہے، جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علم فتاوی میں گیرائی وگہرائی کا ماتھے کی نگاہوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

بخاری شریف پر حواشی: ایک علمی جائزہ

از: محمد محفوظ عالم رضوی علیمی (کلکتہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد

شیخ العلماء زبدۃ العرفاء وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم شہزادۂ حضور مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق شخصیت گوناگوں فضائل وکمال کی جامع تھی، اس دور قحط الرجال میں آپ علوم اعلیٰ حضرت کے امین صادق اور سچے وارث تھے جن کی علمی وروحانی تجلیات سے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء اور افاضل دہر واماثل عصر خوشہ چینی اور اکتساب فیض کرتے نظر آتے تھے۔

کج کلاہان دہر! دیکھو ادھر
جلوہ گاہ رضا یہی تو ہے

آپ جہاں علم وفضل کے ہر زاویے میں انفرادی شان کے ساتھ جلوہ گر نظر آتے ہیں متعدد علوم وفنون میں آپ کے کامل رسوخ اور تبحر کا ایک زمانہ معترف ہے اور آپ کے رشحات قلم جس پر برہان صادق ہیں زیر نظر مضمون میں صحیح البخاری پر آپ کے بیش قیمت تعلیقات اور گراں مایہ علمی افادات کا ایک سرسری جائزہ مقصود ہے اس حاشیہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ علم حدیث وفن اسماء الرجال میں آپ اپنی نظیر آپ ہیں۔

تعلیقات زاہرہ

اس عالم رنگ وبو میں کتاب اللہ کے بعد سب سے معتبر اور مستند کتاب شیخ المحدثین

محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح البخاری ہے جس کا پورا نام **الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ و سننه و ایامه صلی اللہ علیه وسلم** ہے۔

علمائے حدیث نے مختلف زاویے سے بخاری شریف کو اپنی فکر ونظر کا محور بنایا ہے علوم حدیث میں تبحر رکھنے والے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں کسی نے تلخیص وتجرید کا کام کیا کسی نے راویوں کو ضبط تحریر لانے کا کارنامہ انجام دیا کسی نے امام بخاری کی شرطوں پر دیگر احادیث کو ضبط تحریر میں لانے کی سعی محمود کی غرض علماء نے اپنی اپنی بساط اور ذوق کے مطابق اس پر کام کیا یوں ہی بے شمار محدثین نے اس پر حاشیہ قلمبند فرمایا ہیں ان ممتاز اور قدآور نفوس قدسیہ میں جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ ضعف ونقاہت، مصروفیت وعلالت، ترویج مذہب ومسلک کی شبانہ روز کوشش، قومی ملی الجھے ہوئے مسئلوں کی گتھیوں کو سلجھانا، شرعی کونسل کی سرپرستی ونگرانی، احباب ومریدین، محبین ومعتقدین کی ہنگامہ آرائیوں کی مشغولیت، جامعۃ الرضا بریلی شریف ودیگر مدارس اور تنظیموں کی سرپرستی کے باوجود آپ کا یہ ایک شاہکار کارنامہ ہے کہ آپ نے مکمل فقیہانہ ومحدثانہ شان کے ساتھ تعلیقات زاہرہ کو تحریر فرمایا راقم السطور مصروفیتوں کے ہجوم میں اس کو آپ کی کرامت تعقید کرتا ہے۔ سچ ہے

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آپ نے اپنی تعلیقات میں محض احادیث مبارکہ کے مفاہیم ومطالب کے بیان پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اسماء الرجال، جرح وتعدیل، عقائد اہلسنت وفقہی مذاہب پر بصیرت افروز قیمتی افادات رقم فرماتے ہیں علاوہ ازایں معمولات اہلسنت کو احادیث مبارکہ واقوال صحابہ کی روشنی میں مبرہن فرمایا ہے، جملہ فرقۂ باطلہ بالخصوص وہابیہ کے عقائد رذیلہ کی پردہ دری کی ہے بعض مواقع پر بخاری شریف کے محشی علامہ احمد علی سہارنپوری کا علمی محاسبہ بھی فرمایا ہے مذکورہ دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے ذیل میں چند جھلکیاں نظر قارئین ہیں۔

حدیث **انما الاعمال بالنیات** کے تحت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ''یہ حدیث دین کے ستر ابواب میں داخل ہے'' اس سے بعض طلبہ حدیث کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ یہاں تعداد معین عدد کے طور پر ہو یعنی مذکور حدیث دائرۂ کار ستر ابواب ہی میں منحصر ہے حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں **قال الامام الشافعی ان هذا الحدیث ید خل فی سبعین بابا من الدین یرید الامام المذکور بهذا ان لهذا الحدیث مدخلا عظیما فی الدین و لیس یرید ان الحدیث انما یدخل فی سبعین بابا فقط، بل مقصوده المبالغة و افادة کثیرة نفوذالحدیث والا فان الحدیث یدخل فی اکثرمن سبعین بابا لا ن العبادات و المعاملات و العادات اقسامها لا تعدو لا تحصی** (تعلیقات زاہرہ ص ۶۳)

یعنی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حدیث مبارک محض ستر ابواب ہی میں دخل ہے بلکہ تعداد سے مقصود مبالغہ اور کثرت فوائد ہے ورنہ تو حدیث مبارک کا دخل ستر ابواب سے زائد میں ہے کیونکہ عبادات، معاملات، عادتیں اور ان کے اقسام لا تعداد ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

''عقائد وہابیہ کی بخیہ دری''

وہابیہ اپنے کفریہ عقائد پر ملمع سازی کرنے کے لئے معمولات اہلسنت پر شرک و بدعت کا فتویٰ جڑتے ہیں اور جملہ بدعات کو بدعت سیئہ گردانتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ ان کے ہفوات باطلہ و ہذیانات عاطلہ کو تار عنکبوت کی مانند بکھیرتے ہوئے حدیث **انما الاعمال بالنیات** کے تحت ارشاد فرماتے ہیں **لم ینقل عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم ولا عن الصحابة الکرام التلفظ بالنیة غیران اکثرالصلحاء قالوا باستحبابه لجمع العزیمة کما تقدم فالتلفظ بالنیة بدعة حسنة من هنا علم انه لا تنحصر البدعة فی السیئة بل تکون البدعة حسنة ایضا، فزعم الوهابیة ان کل بدعة**

سیئة لا دلیل علیه و هو عدوان علی المسلمین عظیم (تعلیقات زاہرہ ص ۶۴)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زبان سے نیت کرنا منقول نہیں ہے اس کے باوجود اکثر صالحین فرماتے ہیں کہ الفاظ نیت کا زبان سے جاری کرنا مستحب ہے اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے، نیز یہ واضح ہوا کہ بدعت صرف سیئہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ گمان کرنا کہ ہر بدعت سیئہ ہوتی ہے یہ ایسا گمان ہے جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کا ہر بدعت کو سیئہ قرار دینا مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو دوست، مددگار، حاجت روا، مشکل کشا اور دافع البلاء کہنا شرک ہے خواہ ذاتی طور پر کہا جائے یا اللہ کی عطا سے بہر صورت شرک ہے اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں و ما لکم من دون اللّٰہ من ولی و لا نصیر (العنکبوت/ ۲۲) اور اللہ تعالیٰ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

حالانکہ قرآن کریم ہی میں ہے **انما ولیکم اللّٰہ و رسوله و الذین اٰمنوا** (المائدہ/ ۵۵) تمہارا ولی تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور مومنین صالحین ہیں۔ **و اجعل لنا من لدنک ولیا و اجعل لنا من لدنک نصیرا** (النساء/ ۷۵) اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے ولی بنا اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار بنا۔ **و تعاونوا علی البر و التقوىٰ و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان** (المائدہ/ ۲) اور تم نیکی اور پرہیزگاری میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قدس سرہ اہل سنت کے موقف کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کی ترجمانی فرماتے ہوئے اپنے تعلیقات میں باب التماس الوضؤ اذا حانت الصلوۃ کے تحت فرماتے ہیں فیه ان الصحابة کانوا یلجئون الیه صلی اللّٰه علیه وسلم فی کل مایهمهم یفزعون الیه فی شدائدهم یتوسلون به الی اللّٰه تعالیٰ فی دفع البلاء عنهم وکانوا یجدون ببرکته مطلوبهم وکان صلی اللّٰه علیه وسلم یعینهم ویقضی حوائجهم و جری علی اولیاء اللّٰه تعالیٰ فی شدائدهم ویغاثون ویکشف الضر عنهم ببرکتهم ولیس هذا من الشرک الذی تتهم به الوهابیه المسلمین، بل هو من باب التوسل المجمع علیه المتوارث من زمنه علیه الصلوٰة والسلام الی هٰذا الزمان وماتزعم الوهابیة من الشرک وترمی به الامة المرحومة لا یخلو منه احد کما هو ظاهر حتی الوهابیه تورطوا فی نفس ماذموا به الامة باجمعها (تعلیقات زاہرہ ص ۷۰)

ان کا قول فاتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بوضوء میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب بھی صحابۂ کرام مصائب وآلام سے دوچار ہوتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مراجعت فرماتے اور دفع بلاء کے لئے آپ سے توسل کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں ان کا مطلوب حاصل ہو جاتا حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم ان کی مدد فرماتے اور ان کی ضروریات پوری فرماتے۔ صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں کا یہی عمل رہا ہے۔ مسلمان آج بھی اللہ کے ولیوں کی بارگاہ میں اپنی پریشانیوں کو لے کر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے استعانت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی برکت سے ان کی پریشانیوں کو دور فرما دیتا ہے اور یہ شرک نہیں ہے جیسا کہ وہابیہ مسلمانوں پر تہمت باندھتے ہیں بلکہ یہ باب توسل سے ہے جس پر عہد رسالت سے لے کر عہد حاضر کے مسلمانوں کا اجماع ہے اور رہا وہابیوں کا امت مسلمہ کو مشرک گردانناتو اس طرح احاطۂ شرک سے کوئی بھی خارج نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہابیہ بھی اس حکم شرک سے امان نہیں پا سکتے۔

وہابیہ مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وحسد کے بناء پر ایسے مرض میں مبتلا ہیں کہ سوائے موت کے اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست

کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

اے حاسد مر جا تا کہ تو اس مصیبت سے آزاد ہو سکے کہ اس مصیبت سے سوائے موت کے کوئی چھٹکارہ نہیں۔

اس مذہب غیر مہذب کا بنیادی مقصد معمولات اہلسنت پر بیجا اعتراض کر کے ملی و مذہبی شیرازہ بندی کو تار تار کرنا ہے مگر ان کے سارے ہفوات پر حسن بن ہانی کا یہ شعر کافی ہے۔

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ

اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

اے پہاڑ سے سر ٹکرانے والے تا کہ پہاڑ کو پھوڑ دے اپنا سر پھٹ جانے سے ڈر پہاڑ کی فکر نہ کر ان کے نزدیک عبد النبی اور عبد الرسول نام رکھنا شرک ہے۔ حضور تاج الشریعہ ان کے عقائد ضالہ اور افکار فاسدہ کے تانے بانے بکھیرتے ہوئے ان کا رد بلیغ بھی فرماتے ہیں

اور اس تحریر میں محدث سہارنپوری کا علمی اور فکری محاسبہ بھی ہے۔ چنانچہ محدث سہارنپوری باب کراھیة التطاول علی الرقیق و قوله عبدی و امتی پر طویل حاشیہ نگاری کے بعد آخری میں لکھتے ہیں فعلیٰ ھٰذا لا ینبغی التسمیة بنحو عبد الرسول و عبد النبی و نحو ذلک مما یضاف العبد فیه الی غیر الله تعالیٰ (بخاری شریف جلد اول ص ۳۴۶ حاشیہ ۹)

یہاں پر محشی سہارنپوری صاحب نے اس موقف کو اختیار فرمایا کہ عبدالرسول اور عبد النبی نام رکھنا مناسب نہیں ہے اور اسی طرح ہر وہ نام رکھنا جس میں لفظ عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا فکری تعاقب فرماتے ہوئے رقمطراز ہے

افصح المحشی عن توھبه ھنا حیث منع التسمیة بعبد الرسول و عبد النبی وکان من الواجب علی ان یجیب عن الآیات و الاحادیث التی ورد فیھا اضافة العبد الی غیر الله سبحانه و تعالیٰ (تعلیقات زاہرہ ص ۱۰۷)

یعنی محشی کا یہ بیان وہابیت سے متاثر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے عبد الرسول اور عبدالنبی نام رکھنے سے منع کیا جب کہ ان پر تو آیات و احادیث کی توجیہ و تاویل کرتے ہوئے جواب دینا واجب تھا جس میں عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے۔

یہ چند کوزے تعلیقات زاہرہ کے بحر زخار سے میں نے قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور محدثانہ صلاحیت ابھر کر سامنے آتی ہے اللہ رب العزت میرے مرشد برحق کی تربت اقدس پر ابر رحمت کا نزول فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

فتاویٰ تاج الشریعہ میں حزم واحتیاط کے پہلو

مفتی اعجاز احمد مصباحی راج محلی
خادم التدریس والافتا دارالعلوم مجاہد ملت
دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان، اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین، جلیل القدر محدث، بلند پایہ محقق، ماہر مدرس، تدبر آشنا فقیہ اور دقیقہ رس مفتی تھے۔ تقریباً چالیس علوم و فنون پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ ایک بالغ نظر فقیہ و مفتی کے لیے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سارے علوم آپ کو حاصل تھے۔ عصر حاضر میں آپ کی ذات فقہ وافتاء کے حوالے سے سند کا درجہ رکھتی تھی اور ملک و بیرون ملک آپ کے فتاویٰ اعتماد واستناد کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

ایک مفتی کے لیے جہاں اصول وقواعد سے آگاہی، اجتہادات فقہا سے واقفیت، مصادر شرعیہ پر کامل دسترس، احوال زمانہ سے باخبری، فقہ کے متون و شروح اور فتاویٰ کے جزئیات پر استحضار ضروری ہے۔ وہیں یہ بھی لازم ہے کہ خوف خدا اور عشق رسول سے اس کا سینہ آراستہ ہو، خلوص وللّٰہیت اور امانت و دیانت کا خوگر ہو۔ ان صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ آپ کے فتاویٰ ان تمام صفات اور خوبیوں کے جامع ہیں۔

مستند فتاویٰ کے لیے جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے وہ ساری خصوصیات ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' میں موجود ہیں۔ مدارج احکام کی رعایت بھی ہے، احوال زمانہ کا لحاظ بھی ہے، احتیاطی پہلو کا پاس بھی ہے، عزیمت و دیانت پر عمل کی تاکید بھی ہے، جائز متبادل کی نشان دہی بھی ہے، احکام شرعیہ کی حکمت و مصلحت کا بیان بھی ہے، لغزش وخطا پر تنبیہات بھی ہیں، مختلف اقوال واحکام میں تطبیق وترجیح کی جلوہ افشانی بھی ہے۔

راقم الحروف کے مقالے کا عنوان ''فتاویٰ تاج الشریعہ میں حزم واحتیاط کے پہلو'' ہے اس لیے دیگر خصوصیات سے قطع نظر صرف اسی پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان فقہ وافتا میں تاج الشریعہ کا قلم بڑا محتاط رہا، کافی غور وفکر اور تحقیق وتنقیح کے بعد ہی کوئی فیصلہ صادر فرماتے، اس پر درجنوں شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر ہمارا مقصود احاطہ واستیعاب نہیں اور نہ ہی مقالے کے محدود صفحات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے سر دست صرف تین شواہد پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ انہیں پڑھیے اور تاج الشریعہ کی شان حزم واحتیاط کی داد دیجیے۔

(۱) کفر کا معاملہ بہت نازک ہے اور اسی لیے کسی پر حکم کفر لگانے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ چناں چہ اصول افتا میں یہ امر ایک قاعدے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی قول بظاہر کفریہ ہو مگر اس کی کوئی صحیح توجیہ وتاویل ہوسکتی ہو تو اگر چہ وہ تاویل بعید ہی کیوں نہ ہو، قائل کی تکفیر میں توقف کیا جائے گا۔ اسی طرح کوئی ایسی بات کہی گئی جو بعض اصحاب فقہ وافتا کے نزدیک کفر ہے اور بعض کے نزدیک کفر نہیں، جب بھی قائل کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے گا۔ جیسا کہ علامہ شامی لکھتے ہیں: ''**والذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علیٰ محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة**'' (شرح عقود رسم المفتی ص: ۸۳)

لیکن افسوس کہ عصر حاضر میں بعض لوگوں کی بے اعتدالی اور شدت پسندی کی وجہ

سے تکفیر نے ایک فتنے کی صورت اختیار کرلی ہے۔ مگر تاج الشریعہ کا قلم حق رقم اس بارے میں حد درجہ محتاط ہے۔ چناں چہ

(ا) ایک امام صاحب نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی اور ایک مہینہ بعد کسی مفتی صاحب نے بغیر ثبوت شرعی میت کو کافر قرار دیتے ہوئے امام صاحب پر یہ جبروتی حکم نافذ کیا کہ امام صاحب نے کافر کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ اس لیے امام صاحب توبہ کریں اور صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی حیثیت عرفی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بالجبر امام صاحب سے توبہ بھی کرائی اور جا بجا اس کا پرچار کرایا۔

تو امام صاحب نے پوری صورت حال قلمبند کر کے ایک استفتاء تاج الشریعہ کی بارگاہ میں بھیجا اور جواب کے طالب ہوئے۔ اس سوال کے جواب میں ایک دیدہ ورفقیہ نے جو قیمتی افادات تحریر فرمائے۔ انہیں پڑھیے اور موصوف کے حزم واحتیاط کی درخشاں کرنیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ملاحظہ کیجئے۔

آپ فرماتے ہیں: ''اس مسئلہ کا جواب مرکزی دارالافتا سے پہلے ہی جا چکا اور وہ یہ کہ صورت مسئولہ میں سائل پر کوئی الزام نہیں اسے توبہ کا حکم دینا صحیح نہ تھا کہ جب وہ ناواقف تھا تو اسے نماز جنازہ پڑھانا حرام نہ تھا بلکہ اگر اس جگہ پر وہی صالح وقابل امامت تھا تو امامت کے لیے وہی متعین تھا لہذا اسے امامت کرنا واجب تھا تو یہ کہنا کہ بہر حال نماز جنازہ پڑھنا حرام تھا، یہ غلط اور محض جرنیلی حکم ہے۔ مفتی مذکور فی السوال پر لازم تھا کہ مدعیان کفر سے متوفی کے کفر پر بیّنۂ شرعیہ طلب فرماتے پھر شرکائے نماز جنازہ پر حکم شرعی نافذ کرتے۔

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ مدعیان کفر متوفی ایک ماہ تک کس لیے خاموش رہے اگر اس کی کوئی وجہ شرعی نہ تھی تو حکم کفر شرکائے نماز جنازہ پر ہی نہیں بلکہ مدعیان پر بھی متعدی ہوگا کہ الرضا بالکفر کفر، کفر سے رضا خود کفر ہے۔ کیا مفتی صاحب نے ان

مدعیان کو بھی کوئی حکم شرعی بعد تحقیق حال دیا سوال ہذا اور پچھلے سوال میں اس کا کوئی ذکر نہیں، پھر یہ حکم کہ آپ حرام سے توبہ کیجیے، پھر سائل کی وہ توبہ جو بقول سائل محض دفع نزاع کے لیے تھی نہ کہ ثبوت جرم کے بعد اسے متوفی کی علت و وجہ تکفیر بتانا بہت عجیب ہے۔

بالجملہ بے ثبوت شرعی کافر کہنا اور اس کی تشہیر کرنا شرعاً سخت ناروا ہے اور یہاں سوال سائل سے آشکار ہے کہ مفتی مذکور نے انہیں صرف حرام سے توبہ کرنے کو کہا تھا تو یہ تشہیر و پرچار ان کے نادان ہوا خواہوں کا کام ہے، بہر حال وہ لوگ سخت ملزم ہیں ان پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان وغیرہ بھی کریں اور مفتی صاحب پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو ایسے پرچار سے باز رکھیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد ثانی، ص: ۵۰ و ۵۱)

(۲) ایک صاحب نے آیت کریمہ "ان اللہ و ملائکۃ یُصلون علی النبی" پڑھتے ہوئے "یُصَلُّوْنَ" کے بجائے "یَصَلُّوْنَ" پڑھ دیا۔ تالیٔ قرآن کو جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا فوراً اس نے توبہ و رجوع کر لیا۔ اس کے باوجود ایک مولانا صاحب نے "اپنی علمی قابلیت" کا جوہر دکھاتے ہوئے قاریٔ قرآن پر کفر کا فتویٰ لگا دیا (شاید انہوں نے اسے تحریف قرآن سمجھا) اور توبہ بھی کرائی۔ اس سلسلے میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے تاج الشریعہ کی بارگاہ میں رجوع کیا گیا، موصوف نے انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ حکم شرع کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"بر تقدیر صدق سوال تالی نے آیت کریمہ اگر سہواً یا از راہ جہالت غلط پڑھی ہو قصداً غلط نہ پڑھی ہو تو اس پر حکم کفر نہیں۔ بلکہ صرف توبہ و رجوع کافی ہے۔ جبکہ از راہ جہالت و ناواقفی غلطی ہوئی ہو اور وہ توبہ کر چکا تو اس پر الزام دینا مطلقاً صحیح نہیں بلکہ تحریف قصداً ثابت ہونے پر منحصر اور وہ یہاں منتفی تو حکم کفر نہیں۔ جس نے حکم کفر دیا، غلط کیا۔ اس پر توبہ و رجوع لازم ہے"۔ وھو تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد اول، ص: ۳۹۴)

(۳) نعت کا ایک شعر ہے:

جان و ایمان و اصل ایمانم
سجدہ سوئے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک صاحب نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ''یہ کھلم کھلا شرک ہے، اگر توبہ کیے بغیر قائل کا وصال ہوا ہے تو اللہ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو''۔ شعر مذکور، اس کے قائل اور اس پر اعتراض کرنے والے کے بارے میں حکم شرع دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا تاج الشریعہ کی بارگاہ میں روانہ کیا گیا۔ تاج الشریعہ نے جو تحقیقی اور مدلل جواب رقم فرمایا اسے پڑھیے اور موصوف کے محتاط قلم کی خوشبوؤں سے اپنے مشام جاں کو معطر کیجیے۔

''شعر مذکور میں سجدۂ حقیقی ہرگز مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ غیر خدا کے لیے سجدہ بہ نیت عبادت کفر و شرک ہے اور بہ نیت تعظیم ہماری شرع میں حرام ہے۔ اس کا مرتکب کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا مگر شرک نہ ہوگا۔ شخص مذکور نے اپنی جہالت سے یا تو سجدۂ کو سجدۂ عبادت سمجھ لیا اور مولانا علیہ الرحمہ پر حکم شرک جڑ دیا یا سجدۂ تعظیمی ہی کو بہ تقلید وہابیہ شرک جانا اور سجدہ سے مجرد تعظیم مراد ہونا اس کے خیال میں نہ آیا حالانکہ عرف میں سجدہ سے کبھی مجرد تعظیم بھی مراد ہوتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں ایک گروہ اولیا کے متعلق فرماتے ہیں:

''مسجود خلائق گشتہ اند'' ملخصاً

(تفسیر عزیزی پارۂ عم، سورۂ الم نشرح، ص

:۳۲۲، مطبع مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی)

اب کیا شاہ صاحب کو بھی مشرک کہا جائے گا؟ نہیں اور یہی وجہ ہر شخص موافق و مخالف بیان کرے گا کہ یہاں مجازی معنیٰ مراد ہیں۔ اور جب یہاں شاہ صاحب کی عبارت میں مجازی معنیٰ مراد ہوئے تو اس شعر میں حقیقت مراد ہونے کا علم کیسے ہو گیا مگر

ہے یہ کہ وہابیہ بڑی ہٹ دھرم قوم ہے۔ جو بات دوسروں کے لیے شرک وہی بات اپنوں کے لیے عین ایمان ہو جاتی ہے۔ پھر بالفرض اگر حقیقی معنیٰ ہی مراد تو محض اتنی بات پر حکم شرک کیسے دے دیا؟

ہنوز سجدۂ حقیقی میں دو قسموں کا احتمال ہے، تعظیمی اور تعبدی۔ پہلا حرام ہے، دوسرا شرک ہے۔ اسے پھلانگ کر یہ دوسرا ہی کیوں پکڑا۔ مگر یہ کہ وہابیہ کو شرک گری کی ہوس ہے۔ کہاں ان مقہورین کے یہ بڑے بول اور کہاں ہمارے علمائے اہل سنت کا یہ بلند پایہ احتیاط کہ فرماتے ہیں:

”لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ او فعلہ علیٰ محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف“۔

یعنی مسلمان کے قول وفعل کو محمل حسن پر رکھنا جب تک ممکن ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو اس کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔

(الدر المختار، ج٦ ص٣٦٧، باب المرتد، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

پھر شرک کا وہ جرنیلی حکم اور اس پر یہ کہنا کہ ”اگر بغیر توبہ کے وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو“ طرفہ عجب ہے۔ گویا کھلا مشرک جس کا خاتمہ شرک پر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ أَن یُشْرَکَ بِہٖ... الآیۃ)**

اللہ شرک کو معاف نہ فرمائے گا۔

یہ کہنا آیت کریمہ اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے جو کفر ہے اور اس قول سے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے اور تجدید بیعت بھی اس کو چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد اول، ص: ٢٢٣ تا ٢٢٥)

مذکورہ بالا اقتباسات سے جہاں تاج الشریعہ کی شان حزم واحتیاط اجاگر ہوتی ہے

وہیں اس الزام کی قلعی بھی کھل جاتی ہے جو کئی دہائیوں سے مسلسل علمائے اہل سنت و جماعت پر عائد کیا جارہا ہے کہ مجدد اعظم امام علم وفن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے متبعین کا قلم تکفیر مسلم (اہل قبلہ) کے باب میں بہت بے باک اور انتہائی غیر محتاط واقع ہوا ہے۔ معترضین ومعاندین کے اندر اگر انصاف و دیانت کی کوئی رمق باقی ہے تو تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا شہ پاروں کو بغور پڑھیں اور اپنے خودساختہ اور اختراعی الزام پر نظر ثانی کریں ہاں یہ ضرور ہے کہ جن بدنصیب دشمنان دین نے تاج دار کون ومکاں، محسن انسانیت  کی شان میں شدید گستاخیاں اور زبان درازیاں کیں، امام اہل سنت اور ان کے پیروکار علما نے ان کی تکفیر کی اور یہی ایک مومن کا شیوۂ حیات اور اپنے آقا سے پر خلوص محبت کا واضح ثبوت ہے۔

☆☆☆

تین طلاق کا شرعی حکم: ایک تحقیقی جائزہ

حضرت مولانا محمد اصغر علی قادری صاحب
دار العلوم مجاہد ملت (دھام نگر شریف بھدرک)

تین طلاق کا شرعی حکم یہ کتاب اس عظیم عبقری شخصیت کی ہے جس کے علم کی دھمک عرب وعجم میں ہے اور جس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ''کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے'' جسے زمانہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، رہبر شریعت، مرجع الفتاویٰ، منبع العلم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ معروف بہ حضور تاج الشریعہ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ہے ایک سوال کا جواب ہے لیکن جواب اتنا طویل اور مدلل ہے کہ الگ سے افادۂ عام کی خاطر اس کو کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے، تین طلاق کا شرعی حکم کیا ہے؟ خواص تو جانتے ہیں لیکن عوام اس میں غلط فہمی کے شکار ہو جاتے ہیں حضور تاج الشریعہ نے بڑے سلیس انداز میں تین طلاق کا حکم عند الشرع کیا ہے اسے دلائل وبراہین سے مزین کیا ہے۔

۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے کسی غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں آئے۔ آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرما دیا سوال کا ماحصل یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ایک ہی واقع ہوگی اور اس پر چند

احادیث کو بطور استدلال نقل کیا حضور تاج الشریعہ نے مفصل ومدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے پردہ چاک فرمایا اور آپ نے قرآن کریم، احادیث رسول، خلفائے راشدین ائمۂ کرام اور علمائے سلف وخلف کے اقوال واعمال سے یہ ثابت فرمایا کہ یکبارگی تین طلاق دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی طلاق واقع ہوں گی اور جن احادیث کو غیر مقلد نے بطور دلیل پیش کیا ہے حضور تاج الشریعہ نے ان ہی احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس سے تو جماعت اہل سنت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے نہ کہ غیر مقلد کے مذہب کی اور آپ کی قوت استدلال اور طرز بیان کو دیکھ کر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت حضرت علامہ شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس طرح سے سرکار اعلیٰ حضرت خداداد علم وفضل سے جب کسی کے استدلال پر ایراد قائم فرماتے تو اولا، ثانیا، ثالثاً کئی اعتراضات قائم فرما دیتے ٹھیک اسی طرح حضور تاج االشریعہ نے اس کتاب میں غیر مقلد کے استدلال پر کئی طرح سے ایراد قائم فرمایا ہے اور اس کی تضاد بیانی کی ایسی گرفت فرمائی ہے کہ غیر مقلدین زمانہ کا اس گرفت سے نجات پانا محال ہے نجات کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ اپنے باطل افکار ونظریات سے تائب ہو جائیں۔

علامہ موصوف غیر مقلد کے سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع ائمۂ اربعہ وجماہیر اہل سنت کا سلفاً وخلفاً اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوگی اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں البتہ ظاہری اور آج کے غیر مقلدین گمراہ بے دین جن کا اختلاف شرعاً کسی گنتی وشمار میں نہیں ہے ضرور مخالف ہیں اور وہ خارق اجماع مسلمین، مفارق مومنین، مخالف دین، و منکر شرع مبین، صراط مستقیم سے دور اور نشۂ ضلالت میں چور ہیں۔ غیر مقلد نے اپنے

کتابچے میں دوراز کارباتوں سے صفحات قرطاس کو سیاہ کیا ہے اوراس کوملاحظہ کرنے سے ظاہروآشکار ہے کہ مصنف نے کوئی دلیل صریح اس دعویٰ پر قائم نہ کی کہ جب تین طلاقتیں یکبارگی دی جائیں گی تو ہمیشہ ہرزمانے میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہ حکم اس کے طور پراٹل ناقابل تغیر ہرزمانے میں واجب العلم ہے جن احادیث کومصنف نے بطور دلیل پیش کیا ہے ان احادیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ تو صرف غیر مقلد کی ایجادو اختراع ہے ہاں حدیث سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ سرکارابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کرامت اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوائل دورخلافت میں عرف یہ تھا کہ تین طلاقیں یکبارگی بول کرایک ہی طلاق مراد لیتے تھےاوردوسری تیسری بارلفظ طلاق بولنے سے جملہ اولیٰ کی تاکید مراد ہوتی تھی پھر جب تبدل زمانہ سے عرف بدلا اورلوگ قصداً وارادۃً سے تین طلاقیں ازراہ عجلت یکبارگی دینے لگے تو سیدنا عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عرف حادث اور دستور جدید کا اعتبار فرمایا اورتینوں طلاقیں دینے کا حکم دیا اوراس پراسی عہد مبارک میں تمام اہل علم کا بلا نکیر منکر اتفاق ہوگیا اس پہ ظاہر ہے کہ یہ قرارداد مجمع صحابہ میں ہوئی اور کسی صحابی کا انکار منقول نہ ہوا بلکہ تابعین عظام پھرائمہ مجتہدین کے زمانے میں بھی یہ حکم احکم مقرر رہا اوریہی ائمہ اربعہ کا مذہب قرناً فقرناً متوارث چلا آرہا ہے جس سے یہ روشن ہوا کہ اس پر ہرزمانے کے ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے اوریہی سواداعظم ہے جس کی پیروی کے حوالے سے حدیث میں حکم فرمایا گیا ہے اب غیر مقلدین سواداعظم سے ہٹ کرایک الگ مسلک بنانے کی کوشش کررہے ہیں اور جوسواداعظم سے ہٹ جاتا ہے اس کے تعلق سے حضورتاج الشریعہ اپنی اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سواداعظم سے ہٹنا اجماع امت کوتوڑنا اور صراط مستقیم سے منھ موڑنا اور جہنم کی راہ لینا اور گمراہی وضلالت ہے۔اس پرآپ نے قرآن کریم سے استدلال قائم فرمایا: قال اللہ تعالیٰ و من یشاقق الرسول من

بعد ما تبين له الهدیٰ و يتبع خير سبيل غير سبيل المئومنين نوله ما نوله و نصليه جهنم و ساءت مصيرا یعنی جو سیدھی راہ روشن ہونے کے بعد رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے ضد باندھے گے اور عام مسلمانوں سے ہٹ کر الگ راہ چلے ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے، جدھر کو اس نے منھ کیا اور جہنم میں ڈھکیل دیں گے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔

غیر مقلد نے کتابچہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں نسائی کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

سليمان بن دائود عن ابن وهب قال اخبرنا مخرمة عن ابيه قال سمعت محمود بن عبيد قال اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امر أته ثلث تطليقا جميعا فقام غضبانا ثم قال أيلعب بكتاب الله و انا بين اظهر كم حتىٰ قام رجل و قال يا رسول الله الا اقتله غیر مقلد کے استدلال کو دیکھ کر جانشین حضور مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ غیر مقلد نے کم فہمی بلکہ کم عقلی کی حد کر دی کیوں کہ اس حدیث سے اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ہم اہل سنت کا مدعی ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اگر قصداً وارادۃً تین طلاقیں دفعۃ دے تو تین ہی پڑے گا گرچہ ایسا کرنا شرعاً مذموم و گناہ ہے اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ غیر مقلدین کا عقیدہ ونظریہ ہیں۔

اب حضور تاج الشریعہ کا طرز استدلال دیکھئے اور ان کی دقت نظر اور فقہی مہارت کو داد دیجئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تین طلاق سے ایک ہی طلاق واقع ہوئی جیسا کہ غیر مقلدین کا خیال ہے تو اس پر چند ایرادات ہیں اولاً: اگر ایسا ہوتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غصہ کیوں فرماتے اور کتاب اللہ سے کھیلنا کیوں قرار دیتے کہ ایک طلاق دینا منع نہیں۔ ثانیاً: اب متعین ہو گیا کہ اس شخص نے قصداً تین ہی دی تھیں اور یکبارگی تین طلاق دینا گناہ ہے اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے غضب فرمایا۔ ثالثاً: سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے

غضب سے دلالت ظاہرہ ہوئی کہ جو قصداً تین طلاقیں دے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ رابعاً: سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر اور اوائل دور فاروقی ہیں جو ایک طلاق شمار کی جاتی تھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ اسی صورت میں تھا جب کہ قائل نے دوسری تیسری طلاق سے پہلی کی تاکید مراد لی ہو ورنہ بصورت ارادت تاسیس وقصد تین طلاق زمن نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں تین طلاقوں کے وقوع کا حکم ہوتا تھا۔ اس کتابچہ میں غیر مقلد نے اپنی عادت قبیحہ کے مطابق حدیث نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے اور جس حدیث سے اس نے اپنے دعوی پر دلیل قائم کی حضور تاج الشریعہ نے اپنی کتاب میں اس دلیل کے پرخچے اڑا دیئے اور جب اس نے خیانت کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کی خیانت کو بھی طشت ازبام کیا، آپ فرماتے ہیں کہ اسی نسائی میں اسی حدیث کے متصل امام نسائی نے باب الرخصۃ فی ذیک باندھ کر بوقت ضرورت تین طلاقیں دفعۃً دینے کی رخصت کے سلسلے میں حدیث لکھی ہے جسے غیر مقلد نے اصلاً ذکر نہ کیا اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے عویمر عجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بواسطہ حضرت عاصم بن عدی پھر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے براہ راست سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھے تو اسے قتل کر دے تو مسلمان اسے قتل کر دیں گے آیا وہ کیا کرے حضور نے حضرت عاصم بن عدی کے اس سوال کو ناپسند فرمایا انہوں نے حضرت عویمر کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسندیدگی کی خبر دے دی پھر حضرت عاصم نے صحابہ کے درمیان خدمت اقدس میں حاضر آ کر سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم الٰہی نازل ہوا ہے تم اپنی بیوی کو لے آؤ حضرت سہل فرماتے ہیں تو عویمر اور ان کی بیوی نے باہم لعان کیا اور میں صحابہ حضور کی خدمت میں حاضر تھا تو عویمر فارغ ہوئے بولے یارسول اللہ میں نے اپنی بیوی پر جھوٹ باندھا اگر میں اس کو رکھ لوں تو انہوں نے اپنی بیوی کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یکبارگی تین طلاقیں شرعاً تین ہی قرار پائیں گی جب کہ تاکید کی نیت نہ ہو بلکہ تجدید واستیناف کا قصد ہواور یہ کہ حالت مقتضی ہوتو یکبارگی تین طلاق دینے کی رخصت بھی ہے کیوں کہ حضور عویمر پر انکار نہ فرمایا پھر تاکید کے ارادہ کی صورت میں ایک طلاق اور استیناف کے قصد کی صورت میں تین طلاق کا حکم اس وقت ہے جبکہ تین طلاقیں متفرق جملوں میں دے اور اگر ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دے دے تو لامحالہ تین ہی پڑے گی۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ صدر اول میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرارداد سے قبل لوگوں کی عادت تھی کہ وہ متفرق جملوں میں تین طلاقیں دیتے تھے اسی لئے امام نسائی نے مذکورہ بالا حدیث کے بعد ایک باب یوں باندھا باب الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ اس باب کے تحت وہی حدیث نقل کی جس سے غیر مقلد نے استدلال کیا ہے لہذا امام نسائی نے اپنے اس طرز سے صاف بتادیا کہ پہلے یہ دستور تھا کہ تین طلاقیں متفرق جملوں میں ادا کرتے تھے اور چونکہ جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں تین ہی واقع ہوں گی اور یہ حدیث بظاہر اس مذہب کے خلاف ہے لہذا انہوں نے اس باب میں اس کی تاویل کی طرف اشارہ فرمادیا کہ تین طلاقیں ایک طلاق اس وقت قرار پائے گی جب کہ عورت غیر مدخولہ ہواور اسے شوہر تین طلاق متفرق طور پر دے لیکن اب لوگوں کا عرف بدل گیا ہے اور جب وہ تین طلاق دیتے ہیں تو وہ تین ہی مراد لیتے ہیں لہذا تین واقع ہوں گی اس پر دلالت واضحہ حضرت فاروق اعظم کا یہ ارشاد ہے کہ ”ان الناس قد استعجلوا امر کانت لھم فیہ اناۃ “یعنی لوگوں نے ایسے کام میں عجلت شروع کردی جس میں ان کو مہلت تھی۔اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں لوگ ہر جملہ سے نئی طلاق مراد لیتے تھے، تبھی تو وہ جلد بازی کے مصداق ہوئے۔

غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ارشاد رسول کو بدل دیا ہے لہذا اہم ارشاد رسول پر عمل کریں گے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس ایراد کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر پر ارشاد رسول کے تبدیل کرنے کا الزام عائد کرنا یہ غیر مقلد کی کم عقلی ہے کیوں کہ حضرت عمر نے حکم رسول کو نہ بدلا بلکہ لوگوں کے عرف میں تبدیلی کی وجہ سے ان پر خود حضور ہی کا وہ فیصلہ نافذ ہوا جو خود حضور نے ان لوگوں کے حق میں فرمایا جنہوں نے قصداً تین طلاقیں متفرق جملوں میں یکبارگی بہ نیت استیناف دیں اور جب حضرت عمر نے حکم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بدلا بلکہ حسب تقاضائے حال خود حضور کا دوسرا حکم نافذ فرمایا تو حضرت عمر پر چوٹ کرنا اور انہیں حکم رسول کا بدلنے والا ٹھہرانا اور بے محل آیت ''وما کان لھم الخبثاء'' وغیرہ پڑھنا غیر مقلد کی دریدہ دہنی وجراءت ہے۔

مختصر یہ کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر مدلل ومفصل ہے یہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اس کتاب اور دیگر کتابوں کو پڑھنے کے بعد ہر ذی شعور قاری یہ کہنے پر مجبور ہوجائے گا کہ واقعی علامہ اختر رضا وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں اور آپ کا علم علم وہبی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین عرس چہلم کے موقع پر خلیفۂ امین شریعت حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ سہ ماہی امین شریعت (بریلی شریف) کا ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' شائع کررہے ہیں اللہ انہیں دارین کی برکتوں سے مالامال فرمائے، میں مبارک بادی پیش کرتا ہوں سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کے ایڈیٹر اور ارکان کو جنہوں نے اپنے کاندھے پر اتنا عظیم بار اٹھایا ہے، آخر میں ایک بات مشورۃً ہیں خاص کر میں مدیران ماہنامہ سے اور بالعموم سارے عقیدت مندان تاج الشریعہ سے کہنا چاہوں گا کہ اس کے بعد آپ حضرات تاج الشریعہ کی وہ تصنیفات جو غیر مطبوعہ ہیں زیور طباعت سے آراستہ فرما کر قوم مسلم تک پہونچانے کی کوشش فرمائیں تاکہ حضور تاج الشریعہ کے علمی فیضان سے ساری قوم مالامال ہو۔

☆☆☆

تاج الشریعہ کا رسالہ ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“: ایک مطالعہ

محمد ولی اللہ قادری

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اسماعیل رضا خاں المعروف بہ علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ کی ذات گرامی تعارف کی محتاج نہیں، حضرت نصف صدی سے علمی وروحانی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت ہمہ گیر ہے۔ درس وتدریس کے ساتھ خطابت اور رشد وہدایت کا فریضہ پانچ دہائیوں سے انجام دے رہے ہیں، مزید برآں تصنیفات وتالیفات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ شعر وشاعری کا ذوق اور فتویٰ نویسی خاندانی وراشت میں ملی ہے۔ تاج الشریعہ ان ہی خصوصیات اور امتیازات کی بنیاد پر عرب وعجم میں یکساں مشہور ومعروف ہیں۔

تاج الشریعہ جیسی ہمہ گیر علمی وآفاقی شخصیت کا احاطہ کسی ایک مضمون میں ممکن نہیں، بایں سبب راقم الحروف نے اپنی گفتگو کا مرکز تاج الشریعہ کے ایک علمی رسالہ ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“ کو بنایا ہے۔ اس نام سے دیگر علماے اہل سنت کی کاوشیں ملتی ہیں، اس لیے عنوان میں ہی راقم نے واضح کر دیا کہ ہماری گفتگو تاج الشریعہ کے رسالہ پر ہی ہوگی۔ تاج الشریعہ کا متذکرہ رسالہ دراصل ایک استفتا کے جواب پر بنی ہے جیسا کہ مولانا

محمد شباب الدین رضوی کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ رسالہ کے اختتام پر تاج الشریعہ کے دستخط کے نیچے حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ کا تصدیقی دستخط ہے، جس سے اس رسالے کی اہمیت خود بہ خود واضح ہو جاتی ہے۔ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ کے دستخط کے ساتھ ۲۲ / محرم الحرام ۱۴۱۰ھ درج ہے، اس لحاظ سے یہ رسالہ ۲۶ / سال قبل کی ایک علمی یادگار ہے۔ یہ رسالہ تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت وانفرادیت کو واضح کر رہا ہے۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی کی تحریر کے مطابق یہ رسالہ پہلی دفعہ ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ مولانا رضوی ''حرف مدعا'' کے تحت لکھتے ہیں:

> ''۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب جانشین مفتی اعظم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرما دیا۔ ان جوابات کو کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، مگر افسوس کہ ذخیرہ ڈاک میں وہ سوالات گم ہو گئے۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ، کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہو گی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلدین نے لکھا کہ 'ایک ہی واقع ہو گی، جانشین مفتی اعظم نے مفصل و مدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے۔'' (ص ۳)

پیش نظر اقتباس سے کتاب کی وجہ تالیف واضح ہو رہی ہے، مگر تاج الشریعہ اور تحقیق کے طالب علم کو حد درجہ افسوس ہو رہا ہے کہ غیر معمولی اہم سوالات کو بھلا دیا گیا۔ چار پانچ سالوں کے اندر میں تاج الشریعہ کے مستفتی کا جب یہ حشر ہو سکتا ہے تو یقیناً یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ محمد شہاب الدین رضوی قابل صد ستائش بایں ہیں کہ انھوں نے تاج

الشریعہ کی ایک علمی یادگار کو محفوظ کرلیا، ورنہ سوالات کی طرح تاج الشریعہ کا جواب بھی نہ جانے کہاں چلا جاتا۔ مولانا رضوی کا یہ اقتباس ہمیں دعوت درس بھی دے رہا ہے کہ آج ہم تاج الشریعہ یا دیگر اکابرین کی عقیدت کو جو دعویٰ کرتے ہیں وہ تحریری لحاظ سے غلط ہے۔ یہ تحریر دارافتاء کے نظام پر بھی سوالات کھڑا کر رہی ہے۔ دارالافتاء میں سوال وجواب رجسٹر میں نقل کرنے کی جو روایت اکابرین سے چلی آرہی ہے کیا یہ روایت ختم ہو رہی ہے؟ اگر یہ روایت ختم ہو رہی ہے تو ہماری جماعت کے لئے یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ مولانا رضوی کی تحریر پڑھنے کے بعد راقم الحروف یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ تاج الشریعہ کی زندگی میں ان کے مستفتی کی علمی تحریر کا یہ حال ہے تو تاج الشریعہ کے وصال کے بعد ان کے عقیدت مند علما کی تحریری خدمات کا کیا حشر ہوگا، اس کا اللہ ہی محافظ ہے۔ بہرکیف بیس سالوں کے بعد متذکرہ رسالہ کا دوسرا ایڈیشن نومبر ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آیا۔ راقم الحروف کے پیش نظر یہی دوسرا ایڈیشن ہے لہٰذا راقم اسی کے تناظر میں چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کرے گا۔

۲۷ صفحات پر مشتمل اس رسالے کا آغاز صفحہ ۵ سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل مولانا محمد شہاب الدین کا پیش لفظ بہ عنوان ''حرف مدعا'' ہے جو دو صفحات پر محیط ہے۔ اخیر میں بھی مولانا موصوف کا ایک مضمون تین صفحات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے تاج الشریعہ کی تحریر صفحہ ۵ سے صفحہ ۲۹ تک پھیلی ہوئی ہے اور اپنی علمی چمک اور فکری خوشبو سے قاری کے قلوب واذہان کو معطر کر رہی ہے۔ یوں تو راقم الحروف جیسا کم علم تاج الشریعہ جیسی آفاقی شخصیت کی علم تحریر بالخصوص رسالہ ''تین طلاقوں کا شرعی حکم'' جیسی خالص فقہی تحریر میں کسی طرح کی رائے پیش کرنے کا ہرگز اہل نہیں، لیکن اراکین سمینار اور تاج الشریعہ کی عقیدت نے قلم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔

تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا رسالہ کے مطالعہ کے دوران حضرت کا اسلوب تحریر و

تنقید ہمیں خاص طور سے متاثر کرتا ہے۔ حضرت کا اسلوب تحریر نہ صرف قابل تحسین ہے بلکہ قابل تقلید بھی۔ فی زمانہ مذہبی اور تنقیدی کتابیں شائع ہو رہی ہیں، اس کے مطالعے کے بعد تاج الشریعہ کے اسلوب تحریر کی عصری معنویت اور اس کی ضرورت خود بہ خود واضح ہو رہی ہے۔ پورے رسالے میں تاج الشریعہ نے غیر مقلد کے کتابچہ کا جنازہ نکال دیا اور غیر مقلدین کے نظریات پر آخری کیل ٹھوک دی ہے، مگر مؤلف کتاب کا نام تک درج نہیں کیا اور نہ ہی اس ذات پر ایک جملہ لکھا ہے جب کہ اس کی بہتان طرازی اور غیر علمی اعتراضات کا ایسا محاسبہ فرمایا ہے کہ غیر مقلدین کو علم کا ذرہ برابر بھی پاس ہوگا تو تاج الشریعہ کے نتائج پر، جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں، رجوع کرنے میں دیر نہ ہوگی۔ تاج الشریعہ نے غیر مقلدین کا ہر طرح سے رو فرمانے کے باوجود مؤلف کتابچہ کو ''صاحب'' لکھا ہے۔ تاج الشریعہ کے اس انداز مخاطب سے جہاں خوشی ہوتی ہے وہیں ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جنہوں نے علمی اختلافات کو ذاتیات پر کیچڑ اچھالنے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ اس سلسلے میں تاج الشریعہ کی عقیدت کا دم بھرنے والے اور ان کے نام پر اپنی دکان چلانے والے قلم کاروں کا رویہ بھی دل خراش ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تاج الشریعہ کے اسلوب تنقید کو نہ صرف اپنایا جائے بلکہ ان کو اپنانے کی تحریک چلائی جائے، اس سے اہل سنت کو بڑا فائدہ ہوگا اور عصر حاضر میں اہل سنت کے علما کے درمیان جو فروعی تنازع ہے، اس پر مکمل کنٹرول ہو سکے گا۔ انشاء اللہ

تاج الشریعہ نے اپنے اس رسالے میں خاص علمی و فقہی گفتگو فرمائی ہے اور مخالفین کے ہر ایک اعتراض کا نہایت سنجیدگی اور متانت سے جواب رقم فرمایا ہے۔ علم تفسیر، علم حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے سلسلے میں تاج الشریعہ نے اپنی صلاحیت کا جو مظاہرہ کیا وہ تاج الشریعہ، جیسے لقب کا جواز پیدا کر رہا ہے۔ تاج الشریعہ نے یہاں فقہائے اسلام کے ساتھ ابن قیم کے اقوال کو سامنے لا کر عصر حاضر کے غیر مقلدین کو آئینہ دکھایا ہے۔ تاج

الشریعہ نے اپنے رسالہ میں غیر مقلدین کے فکری تضاد کو بھی طشت از بام کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صحابہ کرام بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کی گئی غیر مقلدین کی گستاخیوں کو بھی سامنے لادیا ہے۔ الزامی جواب کا رخ اختیار فرماتے ہوئے تاج الشریعہ نے غیر مقلدین سے جو سوالات طلب کیے ہیں وہ بہت خوب ہیں۔ غیر مقلدین سے تاج الشریعہ کے سوالات یہ ہیں:

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اقدام کو اپنے مذہب کی دلیل بنانا شریعت میں ناجائز تصرف کیوں ہے، حالانکہ امیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والے نہ تھے الخ۔

(۲) جب آپ ہی کے بقول حضرت عمر خود اپنے دور خلافت میں نبوی فیصلے پر کاربند تھے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام (تین طلاق نافذ کرنا) حکم نبوی کے موافق ہے یا مخالف۔

(۳) حکم نبوی کے موافق ہے جیسا کہ اقرار غیر مقلد صاحب سے ظاہر ہے تو اسے نہ ماننا آپ تمام غیر مقلدوں کی حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرتابی اور اجماع مسلمین کو توڑنا ہے کہ نہیں ہے اور ضرور ہے۔

(۴) مخالف ہے تو یہ امر کون سی حدیث صریح غیر محتمل تاویل سے معلوم ہوا۔

(۵) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام حکم خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالف تھا تو صحابہ نے انکار کیوں نہیں کیا۔

(۶) کیا اس تقدیر پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی مخالفت کا طعن بلکہ تمام صحابہ پر یہ الزام آیا کہ نہیں۔ آیا اور ضرور آیا اور غیر مقلد صاحب نے جملہ صحابہ کو حکم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف پر اجماع کرنے والا ٹھہرادیا۔ (کیوں)

(۷) متعہ بھی عہد رسالت و دور خلافت صدیق میں حلال تھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے منع فرمایا اور تمام صحابہ نے مانا کما مر عن فتح الباری۔ یہ اقدام بھی بہ ظاہر نبوی فیصل کے خلاف ہے، پھر غیر مقلد صاحبان ان کے اس اقدام کو اپنے مذہب کی دلیل بناتے ہیں؟ (۴۹ و ص ۵۰)

تاج الشریعہ نے اپنے اس رسالے میں نکاح متعہ اور نکاح حلالہ پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ دونوں کے سلسلے میں تاج الشریعہ نے جو توضیحات و تشریحات پیش کیں ہیں، وہ بہت کارآمد ہے۔ تاج الشریعہ نے نکاح متعہ کے حرام ہونے پر ایسی دل افروز گفتگو اور اہم نکات سے قاری کی ضیافت فرمائی ہے کہ اس سے ایمان و عقیدہ اور اعمال میں پاکیزگی آتی ہے۔ یہاں بھی تاج الشریعہ نے اپنی حدیثی و فقہی صلاحیت کا دریا بہاتے ہوئے غیر مقلدین کے دلائل کا رو ایسا فرمایا ہے کہ غیر مقلدین کے دلائل کے اثرات سے قاری محفوظ ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تاج الشریعہ کی اس تحریر کی زیارت کریں:

''اپنے کتابچہ میں غیر مقلد صاحب نے جا بجا نکاح حلالہ کو مطلقا حرام اور ابن قیم کے حوالے سے متعہ سے بدتر حرام کہا ہے اور اس دعویٰ میں نہ صرف قرآن کی پرواہ کی ہے اور نہ ہی احادیث صریحہ کا خیال کیا، اور کچھ احادیث ذکر کیں جن سے صراحتاً حرمت ثابت نہیں ہوئی، بلکہ ترمذی کی اس حدیث سے نکاح حلالہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سرکار علیہ الصلوۃ ولسلام نے ارشاد فرمایا لعن اللّٰہ المحلل و لمحلل له۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جو عورت کو دوسرے کے لئے حلال کرے اور اس پر جس کے لئے حلال کی گئی۔ الفاظ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی رو سے بھی نکاح حلالہ صحیح ہے۔ تو یہ حدیث آیت کریمہ اور دوسری احادیث کے معارض نہیں ہے اس لئے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شوہر ثانی کو محلل

فرمایا یعنی حلال کرنے والا۔ یہ اس پر دلالت صریحہ ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہے ورنہ اسے محلل نہ فرماتے۔ غایت درجہ یہ ہے کہ نکاح محض تحلیل کے ارادے سے کرنا برا ہے تو اس حدیث سے اس کی خباست وقباحت کا اظہار مراد ہے نہ کہ حقیقت لعنت مراد ہو۔'' (ص ٦٥)

تاج الشریعہ اپنے افکار اور تنقید کو مزید باوقار بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیا نہیں دیکھتے کہ حدیث میں فرمایا 'ابغض الحلال الی اللہ الطلاق' سب حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک مبغوض تر طلاق ہے۔ بالجملہ یہ حدیث نکاح حلالہ پر شاہد ہے جس طرح کہ دوسری حدیثیں اس پر نص ہیں اور اس سے حرمت نکاح حلال سمجھنا جہالت وضلالت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل باوجود حلت شرعاً ناپسندیدہ ہے یا اس پر محمول ہے کہ زبان سے تحلیل کی شرط کر لی جائے۔'' (ص۔٦٦)

مذکورہ بالا اقتباسات بار بار دعوت مطالعہ دے رہے ہیں اور تاج الشریعہ کی حدیثی و فقہی بصیرت کی شہادت پیش کر رہے ہیں۔ تاج الشریعہ نے غیر مقلدین کی سب سے بڑی دلیل کا اس عالمانہ دفاضلانہ انداز میں رد فرمایا ہے کہ غیر شعوری طور پر بھی اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے ؎

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدد کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تاج الشریعہ نے ''تین طلاقوں کے شرعی حکم'' میں کسی حدیث سے غیر مقلد کا رد ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کی تشریح اور وقت ضرورت ایسی تاویل فرمائی ہے کہ پڑھنے کے بعد تاج الشریعہ کی عقیدت ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ان کی صلاحیت اور علمی شخصیت بھی آشکار ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر بن نافع سے روایت کردہ حدیث (جو نکاح حلالہ پر دلیل ہے)

ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

’’یہاں سے ثابت ہوا کہ نکاح حلالہ نیت خیر وقصد اصلاح سے حرام نہیں بلکہ امر جائز وخوب ہے اور حدیث میں ذم کا محمل وہی ہے جب کہ قصد محض حصول لذت کے بعد چھوڑ دینا اور حرمت اس صورت میں جب کہ وقت نکاح تحلیل کی شرط کرلے۔‘‘ (ص ٦٨)

حاصل کلام یہ کہ یہ رسالہ اپنے موضوع کا بھرپور احاطہ ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اس موضوع پر علمی مواد کا ایک ذخیرہ ہے۔ ’’تین طلاقوں کا شرعی حکم‘‘ غیر مقلدین کو سنجیدگی سے اپنے نظریات (ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ماننا) سے رجوع کرنے پر مجبور کررہا ہے۔ البتہ کمپوزنگ کی غلطی اور پروف کی خامی نے اس باوقار رسالے کا مزا پھیکا کردیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آئندہ کے ایڈیشنوں میں اس بات پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ حضور تاج الشریعہ کے عقیدت مندوں کی عقیدت مجروح نہ ہوجائے اور معاندین تاج الشریعہ کو کسی طرح کی شکایت کا موقع دستیاب نہ ہوسکے۔



استاد شعبۂ اردو، گورنمنٹ انظر کالج
(ضلع اسکول) چھپرہ (بہار)
موبائل نمبر: 9852234311

تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ

خلیفۂ تاج الشریعہ
مفتی محمد مقصود ضیائی صاحب (کرناٹک)

اجتہادی شان کے مالک رہے
وقت کے نعمان تھے اختر رضا

حضور تاج الشریعہ محقق بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جنہوں نے اپنی حیات دنیوی کے ۵۷ برس میں علوم وفنون، فکر وعمل کے جو جوت جگائے وہ آپ ہی کا حصہ ہے جب آپ کا اشہب قلم میدان تحقیقات وتدقیقات میں سرپٹ دوڑنے لگا تو دلائل و براہین کی ایک دنیا آباد ہوگئی، توضیحات وتشریحات کا گلشن مسکرانے لگا، زبان وادب کی زلفیں سنور گئیں، جرح وتعدیل کا بانکپن جاگ اٹھا، نقد ونظر کے گلستان میں ہریالیاں آ گئیں، فقہی جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں موجیں مارنے لگا، محدثانہ عظمت ورفعت اور جاہ وجلال کی قندیلیں روشن ہوگئیں، مفسرانہ جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا آفتاب طلوع پذیر ہوگیا، شاعرانہ حسن وجمال کے جلوے بکھرنے لگے، حکمت ودانائی کی چاندنی تبسم ریز ہوگئی، فلسفیانہ ومنطقیانہ اسرار ورموز کے دیپک جل اٹھے، تحریکات وتعمیرات کا چمن مرغزار بن گیا، بیعت وارادت کے گل بوٹے لہلہانے لگے، عشق وعرفان کا جام چھلکنے لگا، کیف ومستی اور شعور وآگہی کی وادیاں شاداب ہوگئیں، ولایت وکرامت کے آبشار پھوٹنے لگے، تصنیفات وتالیفات کے باغات میں بہار آ گئی، دعوت وتبلیغ، رشد

وہدایت کے ستارے جگمگانے لگے،فکروتدبرکا انجمن سجنے لگا،فہم وادراک،عقل ودانشمندی کے آفتاب ومہتاب خط استوار پر جلوہ بار ہونے لگے،بصارت وبصیرت کے چشمے میں ابال آ گیا،علوم اسلامیہ کی زلف برہم میں جو پیچیدگیاں درآئیں تھیں اس کی گتھیاں سلجھنے لگیں جن کو دیکھ کر اصحاب علم ودانش،ارباب فکرونظر،اہل درک وبصیرت یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری،حاضرین میں بدرالطریقت،نجم المعرفت،رفیع الدرجت،سرچشمۂ علم وحکمت،آشنائے رمز حقیقت،محافظ دین وشریعت،قاطع کفر وبدعت،دافع جہل وضلالت،پاسبان ناموس رسالت،مینارۂ رشد وہدایت،رہنمائے قوم وملت،مصلح خیر امت سیدنا تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان ازہری میاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسا نکتہ داں فقیہ باریک بیں قاضئ القضاۃ،ماہر محدث،راسخ مفسر،خلیق مدرس،شفیق شیخ،عمدہ معمار،حاذق مصلح،بالغ نظر،مدبرومفکر،نبض شناس مبلغ،قادرالکلام شاعر،حاضر جواب مناظر،نکتہ رس متکلم،کہنہ مشق قلمکار،خوش طبع مقررو واعظ،شیریں مقال داعی،طلیق الوجہ مقتدیٔ وپیشوا،واضح الادب والقوی مصنف ومؤلف،ذکی النفس صوفی،لاجواب مؤرخ،بے مثال منطقی وفلسفی نادرالمثال محقق ومدقق جامع العلوم والفنون جیسا پورے عالم اسلام میں دور دور تک نظر نہیں آتا ہے۔

علم وفن شعر وسخن کے تاجور
نازش عرفان تھے اختر رضا

شش جہات خدمات پر محیط ذات کے اس ایک پہلو کا مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری تھی جس سے ان کی علو مرتبت شخصیت کا آفتاب اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے نظر آئے گا۔

ٹائی کے مسئلہ کی تحقیق انیق فرماتے ہوئے محقق اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی سے چند کلمات تبرکا پیش ہیں اس کے بعد

فتاوی رضویہ ج ۱۰/۱۵۰ کا اقتباس رقم فرماتے ہیں۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۴) اس کے بعد آسمان علم وفن کے تاجدار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ مفتئ اعظم ہند کے اس فتوی کو رقم فرماتے ہیں جس سے انہوں نے محقق علی الاطلاق محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوی کی تصدیق فرمائی تھی۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتئ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ کفار کا شعار مذہبی ہمیشہ کفر ہی رہے گا۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۵)

حضور تاج الشریعہ کی باریک بینی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ فرماتے ہیں اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ہے: **کان ابن عباس یصلی فی البیعة لا البیعة فیها تماثیل** (بخاری شریف ج ۱/۶۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس میں حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام وحضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے نہیں ہوتے اصلا مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار ورغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا، عینی میں اس حدیث کے تحت ہے: **وزاد فیه (فان کان فیها تماثیل خرج فصلی فی المطر**۔ عینی ج ۴/۱۹۲) یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی۔ اس کے برعکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے۔ دونوں میں بظاہر تضاد ہے اس کو دور فرمادیا کہ داخل ہونا عذر شرعی کے باعث ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار بارضاؤ رغبت ہے اس کو بھی دور فرمادیا۔ (عینی ج ۴/۱۹۲) کیونکہ اضطرار میں جانا مومن کی شان ہے اور خوشی سے جانا کافروں کا کام ہے اور

یہ کفری شعار ہے اوراس میں کفار کی موافقت باجماع المسلمین کفر ہے(ٹائی کا مسئلہ ۲۱)

نیر العلوم والفنون حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری ہے کہ معترض جس حدیث کے تحت اعتراض کرسکتا تھا اس کو لاکر مزید علامہ عینی علیہ الرحمہ کی تصنیف عینی سے دو جزئیہ پیش فرماکر اعتراض کے دروازے کو بند فرمادیا اور مسئلہ کی تنقیح فرماکر واضح کردیا کہ کفری شعار ہر حاجت میں کفری شعار ہی رہے گا اگرچہ وہ عام تام ہوجائے اوراس کے کفری شعار ہونے کی نشانیاں مفقود ہوجائیں پھر بھی اس کا حکم کفر برقرار رہے گا۔اس سے حدیث دانی اور جزئیات پر گرفت کا جہاں اندازہ ہوتا ہے وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کرام کی کتب پر آپ کی تعمق نظر اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے ہے۔اس پر کئی گوشوں سے بحث فرماتے ہیں کبھی مسند امام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل فرماتے ہیں تو کبھی شامی و بحر الرائق کے جزئیات سے استدلال فرماتے ہیں (ٹائی کا مسئلہ ۲۳) اس طرح اسلاف کرام کی بے شمار کتب کا تذکرہ آپ کی تصنیفات میں ملتا ہے اوراس کے حوالجات کی نیر باریاں نظر آتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے یا آزر؟ اپنی تصنیف تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارح لا آزر میں کثرت سے اسلاف کرام کی کتب کا ذکر جمیل فرماتے ہیں اور قرآن واحادیث اور اسلاف کرام کی کتب کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں کہ والد کا نام تارح ہے آزر نہیں اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے لسان العرب، آیت قرآنیہ، اہل نسب کا متفقہ فیصلہ، حضرت مجاہد کا قول، ابواسحاق جوالیقی، زجاج وغیرہ کے اقوال پیش فرماتے ہوئے اقول کے ذریعے متحقق فرماتے ہیں بل قد سبقه جماعة من الصحابة والتابعين سردهم الامام جلال الدين سيوطي عليه الرحمه في رسالة الحافلة، مسالک الحنفاء، فهاهو ذا قائلا ما نصه (وهذا القول اعني ان آزر ليس ابا ابراهيم ورد عن جماعة من

السلف (تارح لا آزر ٦٩) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے اور اسلاف کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء میں کیا ہے اس کے بعد احادیث پیش فرمایا ہے اور کثرت سے اسلاف کرام کی کتب احادیث وتفاسیر اورفقہ سے عبارت نقل فرمایا ہے جس کو پڑھ کر ان کی تعمق نظر پر تعجب ہوتا ہے۔

محقق زمن قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف آثار قیامت کا مطالعہ کیا تو وہاں بھی کتب اسلاف پر ژرف نگاہی کا وہی عنفوان شباب پایا اور ان کے تعمق نظری پر عش عش کرا ٹھا بطور تمثیل کتابوں کا نام نظر قارئین ہے: کنز العمال، الملفوظ، بخاری شریف، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، تفسیر خازن، ابوداؤد و ترمذی، اللآلی المصنوعہ، فیض القدیر، کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم، آیات قرآنیہ، مسند احمد بن حنبل، اتقان فی علوم القرآن، شرح المهذب، حاکم مستدرک، الترغیب والترهیب، حقوق والدین، درمختار، رد المحتار، مجمع بہار الانوار، تفسیر کبیر، تبین الحقائق، فتاوی رضویہ، عنایہ، جوہرنیرہ، اشعۃ اللمعات، مشکواۃ، جامع الصغیر، احکام القرآن۔ (آثار قیامت) ان کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تصنیف آثار قیامت کے صفحات کو لالہ زار بنایا ہے جس سے آپ کی ژرف نگاہی وتعمق نظری کے ماہ ونجوم کتب اسلاف پر تبسم ریز نظر آتے ہیں آپ کی علمی وقعت، فنی گہرائی، استدلالی عبقریت، تحقیقی مہارت اور دعوے کی اثباتی پہلو کی رفعت وعظمت کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے، ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ خود کتب بینی سے دور ہوگئے اس کے باوجود درس دیتے رہے اور سارے جہاں کو مسائل بتاتے رہے علماء وفقہاء، محدثین ومفسرین، ارباب دانش وبینش، دانشگاہ عصریات کے مدبرین ومفکرین، ماہرین قانون داں رجوع کرتے رہے علوم وفنون کے ماہ تاباں، فکروفن کے آفتاب درخشاں نے دلائل وبراہین کا دریا بہایا در بے بہایا۔

دین وملت کے محقق ہادی وقطب زماں
تا ابد تجھ پر رہے گا رحمت حق کا نزول

نجم المحدثین حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف ''الصحابة نجوم الاهتدی'میں ۷۷ کتابوں کا ذکرفرمایا ہے،اورحدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیهم اهتدیتم پرکامل گفتگوفرمایا ہےان لوگوں کا ردکیا جنہوں نے اس کوموضوع قرار دیا ہے البتہ ضعف کا تذکرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے بیان ہوتو وہ درجۂ حسن کوپہنچ جاتا ہے،اقول سے بیان کرتے ہیں کہ :تقرر فی الاصول ان الضعیف یتقوی بکثرۃ الطرق فیرتقی الی درجة الحسن (الصحابة نجوم الاهتدی)اس کتاب کا جوبھی مطالعہ کرے گا آپ کی حدیث دانی فن جرح وتعدیل، بلکہ علوم حدیث کا بحربیکراں ماننے اورنجم المحدثین کہنے پرمجبور ہوجائے گا وہیں کتب اسلاف پرژرف نگاہی وتعمق نظری کا معترف ہوگا،اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے آزرنہیں تقریبا ۲۴ کتابوں سے اس کوثابت کیا ہے۔

علم وفن کا بحر ناپیداکنار
مظہر سلمان تھے اختر رضا

تاج الاسلام والمسلمین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نےمحقق علی الاطلاق امام احمدرضاخان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف عطایا القدیر فی حکم التصویر،فقہ شہنشاہ،شمول الاسلام،الامن والعلی،قوارع القھاراورالھادی الکاف کی تعریب وتحقیق کی اس میں بھی کئی کتابوں کا ذکرفرمایا،نیر العین،حاجزالبحرین،سبحان السبوح،النھی الاکید کی بھی تعریب وتحقیق اورتعلیق کا کام انجام دیا۔

سلطان المحدثین حضورتاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ءمیں مدینۃ المنورہ واردہوئے تو وہاں کسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص پیر کے روز ابو لہب کی تخفیف عذاب والی حدیث کا منکر ہے اوراس کوکذب پرمحمول کرتا ہےتو وہیں آپ

نے نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین رقم کیا جس میں ۱۲ دلائل اور ۱۷ کتابوں سے اس کی صحت کا اثبات فرمایا آپ فرماتے ہیں: ان الحدیث اصل و قد تلقی بالقبول و ان ماثبت بالآیات و الاجماع (نھایۃ الزین) بدر المحققین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے دفاع کنز الایمان رقم فرمایا اور کنز الایمان پر وہابیہ کی جانب سے کئے گئے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اس میں بھی بے شمار حوالے اسلاف کی کتابوں سے نقل فرمایا بطور استشہاد عقائد باطلہ کے حاملین کی کتابوں کے حوالوں کا التزام فرمایا۔

البحر الھمام، فخر الملۃ والدین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف فضیلت شیخین میں احادیث کی کتابوں سے تقریبا تیس کتب کا حوالہ نقل فرماتے ہیں اور کثرت دلائل و براہین کے ذریعے ثابت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل شیخین کریمین ہیں۔ مؤید ملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقالہ افتراق امت والی حدیث میں جو بہتر کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے آپ خلود فی النار کا تعین اور دخول فی النار کی نفی فرماتے ہیں اور وہاں بھی اسلاف کرام کی کتابوں سے حوالے نقل فرما کر ان لوگوں کا سخت رد فرماتے ہیں جو بہتر کے دخول فی النار کا قول کرتے ہیں وہاں جو فنی بحث آپ نے فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔

کاسر الفتنۃ وناصر السنۃ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے تعلیقات الازھری علی الصحیح البخاری تالیف کی اپنی تعلیق میں بھی آپ نے اسلام کی کتب سے جا بجا عبارتیں پیش کی ہیں ۔فرید الدہر، وحید العصر حضور تاج الشریعہ اپنی تصنیف شرح حدیث الاخلاص یعنی انما الاعمال بالنیات پہ جامع کلام فرمایا ہے اور کثرت سے اکابرین کی کتب کی عبارتیں پیش کی ہیں، اس حدیث کو کن کن محدثین نے اپنی کن کن کتابوں میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اسلاف کرام کے کتابوں کا ذکر اور ان کے حوالے موجود ہیں، شمس العرفان، قطب الزمان حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب طلاق ثلثہ میں بھی حدیث کی کتاب محدثین کی کتابوں کی

عبارتیں اور فقہی جزئیات سے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں اس مقام پر بھی اکابرین کی کتابوں کی عبارتیں منقول ہیں۔ سنو اور چپ رہو نامی کتاب میں فقیہ الاسلام تاج الدین والشریعت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے کئی سوالوں کے جوابات دیئے ہیں تلاوت کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم صادر فرمایا ہے وہاں بھی اکابرین کی کتابوں سے بکثرت حوالے منقول ہیں، حقیقۃ البریلویۃ میں تقریبا ۵۰ کتب سے حوالے منقول ہیں اس کے ذریعہ اعتراضات والزامات وہابیہ احسان الٰہی ظہیر کا دنداں شکن جواب دیا ہے اور دلائل وبراہین سے اپنے دعوے کا اثبات فرمایا ہے اور اکابرین علماء کی کتب سے تعلیقات، انگلش، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں تقریبا ۵۲ یا ۶۲ ہیں، جس میں دلائل وبراہین کا کامل التزام ہے اسلاف کی کتب سے کثرت کے ساتھ حوالے منقول ہیں جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ کی نگاہ کتب اسلاف پر بڑی گہری تھی، ژرف نگاہی وتعمق نظری کا کوئی جواب نہیں ان امور کے مشاہدہ کے بعد زمانے نے امام المسلمین، سلطان المحققین، سید المفکرین، شیخ المتکلمین، جامع الکمالات، ماہر اللسانیات، سراج التنقید والتحقیق، مصباح التنقیح والتدقیق، حبر المصنفین، مخزن المؤلفین، نصیر الدین، معین الاسلام، عماد المبلغین، قامع اساس المحدثین، حامئ سنن، ماحئ فتن، صدر الاماثل، فخر الافاضل، نور چشم اتقیا، زینت بزم اولیا، شہباز الطریقۃ، محافظ الشریعت کہا یقینا آپ ان القابات وخطابات کے لائق تھے وہ علم وعمل کا شہنشاہ فکر وفن کا بادشاہ ۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا جس کے غم میں عالم اسلام اشک بار ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے


☆☆☆

عرفانیات

حضور تاج الشریعہ اور درسِ بخاری

موضوع: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ناجائز ہے۔

مفتی شمشاد احمد مصباحی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور تاج الشریعہ شروع ہی سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، ترجمہ وتعریب، فقہ وافتاء جیسے اہم علمی کاموں میں مصروف رہے، بین الاقوامی مبلغ اور عالمی شہرت یافتہ پیر ہونے کے سبب دنیا کے بیشتر مما لک میں بیعت وارشاد کی خاطر تبلیغی سفر کرنے کے باجود لکھنے پڑھنے کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا، صحت کی نامساعدت اور حالات کی ستم ظریفی کے باوجود سفر وحضر ہر جگہ دین کی نشر واشاعت بالخصوص دنیا بھر سے آئے ہوئے دینی سوالوں کے جوابات، درس بخاری ودیگر کتب کی تدریس وتعریب کا سلسلہ صاحب فراش ہونے تک جاری رہا۔ گزشتہ دنوں حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک آڈیو کیسٹ بعض کرم فرماؤں کے ذریعہ مجھ کو ملی جس میں حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر ایک تحقیقی اور علمی بحث ریکارڈ کرائی ہے، یہ بحث کئی گھنٹوں پر محیط ہے، دلائل وبراہین کی کثرت، قوت استنباط، طرز استدلال، دیکھ کر امام ابن الھمام کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، تاج الشریعہ نے جس طرح حدیث کی تشریح وتوضیح، مختلف مذاہب اور ان کے دلائل کی

تفصیل، حلِّ لغات، اعراب کی مختلف صورتوں کی وضاحت، متعارض احادیث میں تطبیق، اور اسمائے رجال پر محققانہ بحث فرما کر مذہب حنفی کی ترجیح فرمائی ہے اسے دیکھ کر ہر منصف مزاج محقق یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ کا پایہ علم فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی بہت بلند اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک جھلک میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں تا کہ مسطورہ بالا جملوں کی صداقت کا آپ خود اندازہ کر سکیں۔ بخاری شریف ج ا ص ۲۶ پر امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے ''باب لاتستقبل القبلة بغائط او بول الا عند البناء جدار او نحوه'' پھر اس کے تحت درجہ ذیل حدیث سند کے ساتھ بیان کی، حدثنا آدم قال: ثنا ابن ابی ذئب قال: ثنا الزھریُّ عن عطاء ابن یزیدَ اللیثی عن ابی أیوب الأنصاری قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذا أتی أحدکم الغائط فلا یَستَقْبِلِ الْقِبْلَةَ و لا یُوَلِّھا ظَھْرَہ شَرِّقُوا او غَرِّبُوا۔

حضور تاج الشریعہ نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد، غائط اور بول کی تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے مختلف نسخوں کا ذکر کیا پھر باسانید مختلفہ حدیث کہاں کہاں مذکور ہے اس کو بیان فرمایا، پھر حدیث کی تشریح، بیان لغات و اعراب، حل مغلقات کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں کل چار مشہور و معروف مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب:

مطلقا عدم جواز چاہے صحراء ہو یا بُنیان۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابو حنیفہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری کا اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور خود راویٔ حدیث حضرت ابو ایوب انصاری کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ حدیث ابو ایوب کا یہ جملہ اس پر روشن دلیل ہے '' فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بُنیت نحو الکعبة فکنا ننحرف عنھا و نستغفر اللہ تعالیٰ'' اگر انہوں

نے ممانعت کو عام نہ سمجھا ہوتا تو مکان میں قضائے حاجت کے وقت انحراف اور استغفار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا مذہب:

فضا اور صحراء میں ناجائز بُنیان اور اماکن میں جائز۔ یہ مذہب ہے امام شعبی، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کا۔ ان حضرات کی دلیل مروان اُصفر سے مروی وہ حدیث ہے جس کی ابوداؤد نے تخریج کی ''رأیت ابن عمر أناخ راحلته و جلس یبول الیها فقلت: أبا عبدالرحمن ألیس قد نهیٰ عن هذا؟ قال: بلیٰ انه نهیٰ عن ذالک فی الفضاء فاذا کان بینک و بین القبلة شئ یسترک فلاباس''

ابن خزیمہ، حاکم، دارقطنی، بیہقی نے بھی اس کی تخریج کی۔ ان کی دوسری مستدل حدیث بھی عبداللہ ابن عمر ہی کی ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی ہے، ابن عمر فرماتے ہیں: ''رقیتُ یوماً علی بیت أختی حفصة فرأیتُ النّبِیَّ صلی اللہ علیه و سلم یقضی حاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة'' اس حدیث کو بخاری، مسلم ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ نے روایت کیا، حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر انتہائی محققانہ اور محدثانہ انداز میں کلام فرمایا ہے اور کثیر وجوہ سے ابوایوب کی حدیث کو ترجیح دی، ان میں سے کچھ یہ ہیں (۱) ابن عمر کی پہلی حدیث موقوف ہے اور ابو ایوب کی حدیث مرفوع اس لیے حدیث ابوایوب کو ترجیح ہوگی (۲) ابن عمر کی دوسری حدیث اگر چہ مرفوع ہے مگر وہ فعل رسول کی حکایت ہے اور حدیث فعلی ہے اور ابوایوب کی حدیث، حدیث قولی، اس لیے حدیث قولی کو ترجیح ہوگی۔ (۳) ابوایوب کی حدیث حرمت اور ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور ابن عمر کی حدیث حلت و اباحت پر اور شریعت کا قاعدہ ہے ''اذا اجتمع الحلال و الحرام رَجح الحرام''۔ (۴) اگر مکان میں رخصت اس وجہ سے ہے کہ شرم گاہ اور قبلہ کے درمیان دیوار وغیرہ حائل ہے تو جنگل اور صحراء میں بھی

رخصت ہونی چاہیے کہ وہاں بھی پہاڑ وغیرہ حائل ہے مگر آپ وہاں حرمت کے قائل ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟ (۵) راویٔ حدیث ابوایوب انصاری نے بھی ممانعت کو عام سمجھا۔ تاج الشریعہ نے اس مقام پر اصول حدیث، اصول فقہ، فن جرح وتعدیل، اور اسمائے رجال کی روشنی میں ایسی زبردست بحث فرمائی ہے کہ مذہب حنفی آفتاب وماہتاب کی طرح منور ومجلّٰی ہوجاتا ہے۔

تیسرا مذہب:

صحراء اور اماکن میں استقبال قبلہ ناجائز اور استدبار قبلہ جائز۔ ہدایہ میں اسے ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ''**والاستدبار یکرہ فی روایة لما فیہ من ترک العظیم ، ولا یکرہ فی روایة لان المستدبر فرجہ غیر مواز للقبلة وما ینحط منہ ینحط إلی الارض بخلاف المستقبل لان فرجہ موازلھا وما ینحط منہ ینحط إلیھا**۔ اس مذہب کی بنیاد بھی ابن عمر کے اسی قول پر ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی۔ ابن عمر کی حدیث پر تفصیلی گفتگو مذہب ثانی کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اور حدیث ایوب کا راجح ہونا بیان کیا جاچکا ہے۔

چوتھا مذہب:

مطلقِ اباحت۔ اباحت کے قائلین میں بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے حدیث میں تعارض دیکھ کر ''اذا تعارض تساقط'' کے تحت اصل کی طرف رجوع کیا اور وہ اباحت ہے ان حضرات نے ابن عمر کی حدیث مذکور نیز ابن ماجہ کی اس حدیث کو جسے عراک نے حضرت عائشہ سے روایت کیا حضرت ابوایوب کی حدیث کے معارض گمان کیا اور تعارض کے سبب اصل اباحت کا قول کیا، عراک کی حدیث یہ ہے ''**عن عائشة قالت : ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم یکرھون ان یستقبلوا بفروجھم القبلة فقال : أراھم قد فعلوھا استقبلوا بمقعدی القبلة** ''اس حدیث کو بیہقی طیالسی، دارقطنی

،وغیرہ نے بھی روایت کیا، بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا مگر تاج الشریعہ نے نصب الرایہ سے امام زیلعی کا یہ قول پیش کیا، قال : الزیلعی :قال ابن دقیق العید :قال الأثرم:قال احمد :احسن مافی الرخصة حدیث عائشة وان کان مرسلا ،فإنَّ مَخْرَجَه حسن“ تاج الشریعہ نے فرمایا کہ اس کو مرسل کہنے کی بنا اس پر ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت نہیں کی پھر تاج الشریعہ نے فتح القدیر کے حوالے سے فرمایا کہ ممکن ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت کی ہو کیوں کہ عراک کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع ثابت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ کا وصال ایک ہی سال ہوا۔ اس لیے عراک کا حضرت عائشہ سے سماع بعید نہیں جبکہ دونوں ایک ہی شہر میں تھے۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر عراک کی دو حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث کو مسلم نے تخریج کی، دوسری کو دار قطنی نے، دار قطنی کی حدیث میں تحدیث کی صراحت ہے۔ مسلم کی حدیث یہ ہے، عراک نے کہا: عن عائشة جاءتنی مسکینة تحمل ابنتین لھا“ دار قطنی کی حدیث یہ ہے۔ عراک نے کہا: حدثتنی عائشة رضی اللہ عنھا انه صلی اللہ علیه وسلم لما بلغه قول الناس أمر بمقعدته فاستقبل بھا القبلة۔ اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعوی کیا، ان میں عروہ ابن زبیر، ربیعۃ الرأی، اور ابو داؤد ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ ہو چکی ہیں اور ناسخ مجاھد کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے ”نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان نستقبل القبلة او نستدبرھا ببول ،ثم رأیته قبل ان یقبض بعام یستقبلھا“ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے روایت کیا۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، مگر امام بدرالدین عینی نے فرمایا کہ حاکم کا مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ امام مسلم نے اَبان بن صالح جو حدیث مجاھد عن جابر کے راوی ہیں انکی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی پھر مسلم کی شرط پر

صحیح کیسے ہوگی؟۔ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نہانا ان نستقبل القبلۃ او نستدبرھا بفروجنا اذا ھرقنا الماء ثم رأیتہ قبل موتہ بعام یبول الی القبلۃ'' اس حدیث کے راوی اُبان ابن صالح ہیں، ان کو یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا، امام ترمذی نے ''عِلَلِ کبیر'' میں فرمایا: سألت محمد ابن اسماعیل: یعنی البخاری عن ھذا الحدیث فقال: صحیح ،والأحوط المنع، لان الناسخ لابد أن یکون فی قوۃ المنسوخ وھذا وان صحّ لا یقاوم ما تقدم ممّا اتّفق علیہ الستۃُ وغیرہ مما أخرج کثیراً، مع أنّ الذی فیہ حکایۃ فعلہ وھو لیس صریحاً فی نسخ التشریع القولی لجواز الخصوصیۃ۔
تاج الشریعہ نے اس مقام پر طحاوی، فتح القدیر بنایہ، نصب الرایہ اور عینی وغیرہ کے حوالے سے ایک تحقیقی گفتگو فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ یہ حدیث، حدیث ایوب کی ناسخ نہیں ہوسکتی، یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حدیث ابو ایوب کے برابر نہیں جس کی تخریج پر ائمۂ ستہ کا اتفاق ہے، نیز اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ خصائص نبوت سے ہو اس لیے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے۔تاج الشریعہ نے چاروں مذاہب اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد مذہب حنفی کی تائید وترجیح میں ایک تفصیلی گفتگو فرمائی اور کثیر دلائل سے واضح فرمایا کہ اس باب میں امام اعظم کا مسلک ہی راجح اور محتاط ہے اسی پر عمل کرنے سے بہر صورت کعبہ کی تعظیم اور اکرام قبلہ کا حق ادا ہو سکتا ہے۔تاج الشریعہ نے اس مقام پر جو احادیث ذکر کیں ان میں سے بعض پیش کی جاتی ہیں۔پہلی حدیث عبد اللہ ابن حارث کی ہے، ''أنا أوّلُ من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لَا یَبُولَنّ أحَدُکم مستقبل القبلۃ'' دوسری حدیث معقل ابن ابی معقل کی ہے۔''نہیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلتین ببول

و غائط'' تیسری حدیث حضرت سلمان فارسی کی ہے۔''لقد نھانا ان نستقبل القبلۃ بغائطٍ او بولٍ'' چوتھی حدیث ابو ہریرہ کی ہے''انما أنا لکم بمنزلۃ الوالد أعلمکم ،فاذا أتی احدکم الغائط فلایستقبل القبلۃ و لا یستدبرھا'' تاج الشریعہ نے مسلم ،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ کی مذکورہ بالا حدیثوں کے عموم واطلاق سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ''نھی'' عام ہے اس لیے صحرا ہو یا مکان قضائے حاجت کے وقت استقبال واستدبار دونوں ناجائز وحرام ہوگا۔

تاج الشریعہ نے حدیث کے آخری حصہ ''شَرِّقُوا أو غَرِّبُوا'' پر ایسی معرکۃ الآرا بحث کی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے، میں بخوف طوالت اس پر تبصرہ ترک کرتا ہوں اور نفس مفہوم پر اکتفا کرتا ہوں۔تاج الشریعہ نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطاب اہل مدینہ،اہل شام، اہل یمن،اوران حضرات سے ہے جن کا قبلہ نہ جہت مشرق ہے نہ مغرب،اور جن کا قبلہ جہت مشرق یا مغرب ہو ان کے لیے حکم یہ ہے کہ قضائے حاجت کے وقت وہ شمال یا جنوب کی طرف منہ یا پیٹھ کریں۔تاج الشریعہ نے درس بخاری کے دوران حضرت ابوایوب انصاری کے حالات بھی بیان کیے جس میں ان کا نام،کنیت،قبیلہ،خاندان حضور سے رشتہ داری،عقیدت ومحبت،میزبان رسول بننے کا شرف،غزوات میں شرکت،قسطنطنیہ میں وصال اور دفن کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔تاج الشریعہ نے درسِ بخاری کے درمیان حدیثِ بخاری پر ''مالہ و ما علیہ'' بحث کے بعد آداب خلا سے متعلق بھی بڑی مفید گفتگو فرمائی اور تفصیل سے بیان کیا کہ کس چیز سے استنجا کرنا چاہیے اور کس چیز سے استنجا ممنوع ہے،اس مقام پر یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ جس طرح بالغ کے لیے قضائے حاجت کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ ناجائز ہے اسی طرح اس کے لیے یہ بھی ناجائز ہے کہ بچوں کو قبلہ رخ بیٹھا کر پیشاب، پاخانہ کرائے،اس پر مزید یہ افادہ فرمایا کہ اگر بھول کر قبلہ رخ بیٹھ گیا تو بقدر امکان گھوم جائے اور انحراف

کرے ثبوت میں آپ نے درج ذیل جزئیات کا حوالہ دیا اور زبانی پڑھکر سنا بھی دیا، عالمگیری میں تبیین سے ہے '' وکرہ استقبال القبلۃ بالفرج فی الخلاء واستدبارھا وان غفل وقعد مستقبل القبلۃ یستحب لہ ان ینحرف بقدر الامکان کذا فی التبیین۔ ''ویکرہ للمرأۃ ان تمسک ولدھا للبول والتغوّط نحو القبلۃ کذا فی السراج الوھاج''۔(عالمگیری ج ا ص ۵۰) فتح القدیر میں ہے ''ولو نسی فجلس مستقبلاً فذکر یستحب لہ الانحراف بقدر مایمکنہ لما اخرجہ الطبری مرفوعاً من جلس یبول قبالۃ القبلۃ فذکر فتحرف عنھا اجلالاً لھا لم یقم من مجلسہ حتی یغفر لہ وکما یکرہ للبالغ ذالک یکرہ لہ ان یمسک الصبی نحوھا لیبول (ج ا ص ۵۹)

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا درس بخاری جس کی آڈیو کیسٹ میں نے سنی، علوم ومعارف کا انمول خزانہ ہے۔ تاج الشریعہ نے مذہب حنفی کے اثبات و اظہار میں دلائل و براہین کے انبار لگا دیے ہیں، جو کچھ فرمایا اصول روایت و درایت کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہر بات کو مستند حوالوں سے مزین کیا ہے۔ کتابوں کو دیکھے بغیر محض ایک مرتبہ سن کر لمبی لمبی حدیثوں کے متن کو بیان کرنا۔ اس کے راویوں پر جرح وتعدیل کی روشنی میں کلام کرنا، شارحین حدیث کے اقوال کو سامنے رکھ کر فنی اور اصولی انداز میں بحث کر کے ترجیح راجح کو ظاہر کرنا اور پھر درجنوں کتابوں میں پھیلی ہوئی دقیق اور طویل بحثوں کو سمیٹ کر آسان الفاظ میں پیش کرنا کوئی معمولی کام نہیں یہ کام وہی کر سکتا ہے جو تبحر علمی، کمال استحضار، مجتہدانہ بصیرت اور فقیہانہ شان رکھتا ہو۔ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ کی تربت پر رحمت وانوار کی برسات فرمائے اور ان کا علمی وروحانی فیضان ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین

☆☆☆

تاج الشریعہ کے چند معرکہ آراء فتاوے کا انتخاب

از: (مفتی) عبدالحنان قادری رضوی مصباحی
(خلیفۂ حضور تاج الشریعہ) بنارس

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس وسیع وعریض رقبۂ زمیں پر بے شمار خاصان خدا آئے اور چلے گئے اور گردش لیل ونہار کے ساتھ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ بنی نوع انسان کا یہ نورانی کاررواں باہمی احتیاج کی بنیادوں کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر انہیں میں کچھ ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہی ہیں۔ جن کی علمی وعملی، دینی وملی، تعلیمی وروحانی، تصنیفی وتالیفی، افتاء وفتویٰ نویسی اور تبلیغی خدمات کا سارا زمانہ اعتراف کرتا ہے۔ اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر وعمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے ہیں۔

ایسی ہی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں برگزیدہ یکتائے روزگار شخصیتوں میں درنایاب کی حیثیت رکھنے والی ذات نبیرۂ امام اہلسنت وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، مرجع عالم، فقیہ اعظم، یادگار حجۃ الاسلام، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، سید المحققین، رئیس المحدثین، تاج الاسلام وتاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ العزیز کی ہے۔ جن کی مقناطیسی شخصیت، عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہندو پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ہر جہت سے اپنے آباء واجداد کے سچے وارث اور جانشیں تھے۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ، تفقہ فی الدین،

اور پاسداریٔ شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔ چمنستان رضا کی ہر مہکتی ہوئی کلی کو یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں اپنے اپنے دور میں تبلیغ وارشاد اور دعوت و اصلاح کے ذریعہ مسلمانان عالم کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت وصیانت کی ہے وہیں یکے بعد دیگرے اپنے عہد زریں میں افتاء وقضا کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کی کامل رہنمائی فرمائی ہے بلکہ دین وملت کی رہنمائی کے لئے اپنے گلستان علم وفضل سے ایسی ایسی کلیوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے پھول بن کر اپنے فیضان سے ایک عالم کو معطر ومعنبر کر دیا۔

خانوادۂ تاج الشریعہ:

میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً (۱۷۸) سال سے چلی آرہی ہے۔ دنیا میں بہت کم خاندانوں کو ایسی لازوال سعادت نصیب ہوتی ہے کہ ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل میں کئی صدیوں تک علم وفضل کا دریا موجزن رہے اور دس نسلوں تک بھی اس کے تسلسل کی کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے۔ علم وفضل کا یہ دریا بلا رکے حضور تاج الشریعہ تک بہتا رہا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ کے نانا جان تاجدار اہلسنت شبیہ غوث اعظم، مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر احیاء سنت واماتت بدعت اور دین وملت پر ہونے والے طاغوتی حملوں کے دفاع کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے دنیائے سنیت اس سے بے خبر نہیں۔ سند تبلیغ وارشاد ہو یا حلقۂ اصلاح وہدایت، معرکۂ مجاہدہ وریاضت ہو یا خلق خدا کی خدمت، حیات مقدسہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو طالبان حق کیلئے مشعل ہدایت نہ ہو۔ کچھ ایسی صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل آپ اپنے مستقبل کے جانشین کو دیکھنا چاہتے تھے۔ جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشینی کا حق ادا کر سکے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جب اس نظریہ سے اپنے اطراف وجوانب کی طرف نظر دوڑاتے تو آپ کی نظر انتخاب حضور تاج الشریعہ پر آکر مرکوز ہو جاتی۔ کیونکہ آپ اہل علم

وفضل اور صاحب فتویٰ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تقویٰ بھی تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ النورانی کو اپنی ملی و مذہبی وراثت خصوصاً افتاء وقضا جیسی اہم ذمہ داری سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو۔ اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' (پھر حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا) آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔''

(فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف)

لیکن کیا تھا خلق خدا آپ کی دیوانی ہوتی چلی گئی، اہل علم ودانش آپ کی زلف علم وفضل کے اسیر ہوتے چلے گئے اور آپ نے فتاویٰ نویسی، تصنیف وتالیف، تقریر وتحریر اور تبلیغ وارشاد کے ذریعہ علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ لوگ عش عش کرا ٹھے، آج بڑے بڑے قدآور علماء اور دانشوران قوم وملت آپ کی شوکت علمی کا لوہا مانتے ہیں اور رہتی دنیا تک آپ کے علمی وفکری کارناموں کو سنہرے حرفوں میں لکھا جاتا رہے گا اور کیوں نہ لکھا جائے کیونکہ آپ ہی علوم رضا کے حقیقی وارث وامین اور حضور مفتی اعظم ہند کے سچے وارث بنکر اکناف عالم کے گوشے گوشے کو اپنی علمی ضیاباریوں سے تاحین حیات روشن وتابناک کرتے رہے، اور پوری دنیا کے علماء وفضلاء عوام وخواص اپنے پیچیدہ اور لاینحل مسائل کی مشکلات کے حل کیلئے رجوع فرماتے اور آپ انہیں اپنے فتاویٰ سے قرآن واحادیث کی روشنی میں اطمینان بخش جوابات مرحمت فرماتے کہ پھر اسکے بعد کسی مفتی کی طرف حل مسائل کیلئے رجوع کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔ اسی مرجع الفتاویٰ، راس العلماء والفضلاء قاضی القضاۃ فی الہند کے چند معرکۃ الآراء فتاوے قارئین کی نذر ہیں۔

معرکہ آراء فتاوے:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ النورانی کی

حیات طیبہ ہی میں ۱۹۶۷ء سے فتویٰ نویسی کا کام آغاز کردیا تھا اور تادم حیات ۵۱ ؍سال تک آپ مفتئ دارالافتاء پھر قاضی القضاۃ کی حیثیت سے زینت دارالافتاء بنکر دنیا بھر کے استفتاؤں کے مدلل ومبرھن جوابات اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں تحریر فرماتے رہے، اس عرصۂ دراز میں آپ کے نوک قلم سے بہت سے معرکہ آراء فتاوے لکھے گئے جیسا کہ:

(۱) ٹائی کا مسئلہ:

یہ فتویٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک مستقل تصنیف بھی ہے اور معرکہ آراء فتویٰ بھی جس کو شہنشاہ صحافت حضرت مولانا محمد شہاب الدین صاحب رضوی نے استفتاء کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

’’کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ٹائی کا باندھنا کیسا ہے؟ اور اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اور تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا فتاویٰ دیئے۔ تفصیل سے واضح کریں۔‘‘

المستفتی: محمد شہاب الدین رضوی

اس استفتاء کا جواب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نہایت ہی سلجھے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اسکے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ صرف اپنی کاوش سے دلائل شرعی وفقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح وبسط سے بیان کردیا ہے۔ یہ تصنیف لطیف ’’ٹائی کا مسئلہ‘‘ اکاون جید علماء کرام ومفتیان عظام کی تصدیقات سے مزین ہے۔

ٹائی کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت

اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا مشاہدہ تھا کہ کسی کوٹائی پہنتے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروا دیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے، حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ چند وجوہ سے مؤید ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ (ص ۱۰)

نیز آگے مذکورہ کتاب (ص ۱۳) پر حضور تاج الشریعہ ٹائی کا حکم بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: عیسائیوں کے یہاں (ٹائی کی اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو یہ ضروران کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کیلئے حرام اور باعث ننگ وعار ونار ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں، اور شرٹ پتلون وغیرہ بھی نہ پہنیں کہ صلحاء اور دینداروں کا لباس نہیں۔ الخ'' اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ **یایھاالذین امنوا ان تنصر اللہ ینصرکم** اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔ (پارہ ۲۶ رسورہ محمد آیت ۸)

(۲) **نسبندی کی حرمت پر فتویٰ**: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقہی کمالات اور معرکہ آراء فتویٰ نویسی کی سب سے بڑی مثال وہ فتویٰ ہے جس نے ایوان اقتدار کو لرزہ براندام کردیا گیا تھا۔ زمانہ ۱۹۷۵ء کا تھا۔ قیام بنگلہ دیش کی تحریک میں اخلاقی اور فوجی مدد اور سقوط ڈھاکہ نے اس وقت کی وزیراعظم آنجہانی اندرا گاندھی کے حوصلے بلند کردیئے تھے۔ پورے دیش میں ایمرجنسی لاگو کردیا، اس ایمرجنسی کے کریلے پر سنجے گاندھی کا نیم چڑھا تو حالات اور دیگر گوں ہوگئے اسی وقت خاندانی منصوبہ بندی کا بخار حکومت کے سر چڑھ گیا آبادی پر کنٹرول کا ایک نادر منصوبہ ہاتھ آگیا، حکم دے دیا گیا کہ مردوں کی نسبندی کردی جائے۔ نس بندی ایک آپریشن جو مردانہ عضو تناسل کی چند مخصوص رگوں کا ہوتا ہے اور جس آپریشن کے بعد مردانہ مادۂ منویہ کی تولید کی طاقت کو گنوادیتا ہے۔ حکومت کے اشارے پر یہ کام دھڑلے سے شروع کردیا گیا، بزور وقوت اس سفاکانہ عمل کی انجام دہی پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب کے جواز کا

فتویٰ گنجے کو ناخن کے مصداق ہوگیا۔ ایسے افراتفری کے ماحول میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نس بندی کو از روئے شرع حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ کے آتے ہی حکومت کی کارروائی کے خلاف ردعمل شروع ہوگیا، حکومت پریشان ہوگئی، چند بارسوخ لوگ بھیجے گئے تا کہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے فتویٰ واپس لینے سے انکار کر دیا کسی دھمکی کی پرواہ نہیں کی بلکہ صاحبان اقتدار کو تنبیہ کی کہ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے۔ ۱۹۷۷ کا جنرل الیکشن ان کی پیش گوئی کا ثبوت بن گیا پورے ملک سے کانگریسی اقتدار کا خاتمہ ہوگیا حتیٰ کہ اپنے آپ کو درگا کی اوتار سمجھنے والی اندرا گاندھی کو راج نرائن جیسے اوسط درجے کے لیڈر نے شرمناک شکست دی اور بعد میں مرکز کو کانگریس کی واپسی ہوئی مگر بعض صوبوں میں تو آج تک واپسی نہیں ہوئی، اور موجودہ دور میں جو کانگریس کی کسمپرسی والی حالت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ (بحوالہ تجلیات تاج الشریعہ)

(۳) تصویروں کا شرعی حکم: جاندار کی تصویروں سے متعلق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مستقل کتابچہ ہی ہے جو ۸۰ر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے لکھنے کی وجہ خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ماہنامہ المیزان مجریہ ممبئی کا شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء دفتر مرکز اہلسنّت منظر اسلام محلہ سوداگران میں آیا فقیر سراپا تقصیر گدائے آستانہ قادری ورضوی کی نظر سے بھی یہ شمارہ گذرا۔ اس شمارہ میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والے کی نظریں جم گئیں وہ عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتاء ہے۔ جو صورتاً استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے

افسوس تو یہ ہے کہ غازی ملت حضرت ہاشمی میاں صاحب صاحبزادۂ گرامی حضرت محمد محدث اعظم کچھوچھوی کی طرف اسکی نسبت کی گئی ہے۔''

چند سطور کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں تو افسوس یہ ہے کہ ایسا مضمون حضرت مدنی میاں صاحب کی سرپرستی میں چھپا جنھیں شیخ الاسلام کہا جائے۔ بہرکیف دعوت دی گئی ہے تو ہم بھی حسب الحکم اس استفتاء کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔

تصویر حرام:

خطبۂ مسنونہ کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بے شک جاندار کی تصویریں بنانا، کھینچنا، کھینچوانا، خواہ دستی، خواہ عکسی، چھوٹی ہو یا بڑی، معظم ہو یا غیر معظم، اونچائی پر ہو یا فرش پر ہر انداز میں حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے، اس کی حرمت پر متعدد دلائل قائم ہیں''۔

اس حکم حرمت پر اولاً آپ نے آیت قرآن **انّ الذین یوذون اللّٰہ ورسولہٗ لعنہم اللّٰہ فی الدنیا والآخرہ واعدّلہم عذاباًمُّھِینًا**۔ سے استدلال کیا۔ (بے شک جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت فرمائی اور ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے)

آیت کریمہ کے ذیل میں حضرت عکرمہ کی حدیث سے استدلال فرما کر تحریر کرتے ہیں کہ آیت کریمہ میں مراد وہ لوگ ہیں جو تصویر بناتے ہیں۔ نیز اور بھی ۷ رمعتبر احادیث کریمہ سے اپنے موقف پر مختلف رواۃ حدیث کے حوالہ سے خصوصاً شیخین یعنی بخاری ومسلم اور ترمذی شریف کی احادیث سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

اخیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ''**الحمد للّٰہ** احادیث سابقہ سے خوب مبرہن ہوا کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقاً حرام اور احادیث واقوال صحابہ سے صاف ظاہر ہوا کہ حرمت بعد

زمانۂ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی باقی ہے اوراس حکم حرمت سے کسی تصویر کا بنانا مستثنیٰ نہیں، نہ ہرگز کسی حدیث سے کسی تصویر کو بنانے کی اجازت ثابت ہے۔" (بحوالہ تصویروں کا شرعی حکم)

(۴) رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:

جدید مسائل میں رویت ہلال سے متعلق موبائل، ٹیلیفون، فیکس، ای میل کے معتبر ہونے کا مسئلہ سرفہرست ہے، مفتیان کرام نے اس میں اپنے اپنے موقف کی روشنی میں الگ الگ احکام بیان کئے، کچھ جگہوں پر اسے جائز ثابت کرنے کیلئے سمینار بھی منعقد ہوئے، بعض مفتیان کرام نے ماہانہ رسائل وجرائد میں اپنے اپنے مضامین بھیج کر اپنا موقف بھی بیان کیا انہیں میں سے ایک حضرت علامہ مفتی عبیدالرحمن صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی ذات بھی ہے جنہوں نے جواز کے قول کا موقف ماہنامہ اشرفیہ میں چند سالوں قبل چھپوایا اس موقف کے برخلاف اس حقیر وفقیر سراپا تقصیر نے بھی ایک مضمون تحریر کیا جو عدم جواز کا موقف ہے اسے ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے نومبر ۲۰۱۳ء کے شمارہ میں شائع کیا۔ پھر چند مہینوں کے بعد اس سلسلہ میں مرشد گرامی سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا کتابچہ نگاہوں سے گزرا جسمیں حضرت نے نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ مدلل ومبرہن جواب تحریر فرمایا کہ:

"رویت ہلال سے متعلق اجمیر شریف سے ہونے والے سیمنار کے کچھ مقالات ملاحظہ ہوئے سرفہرست ایک مکتوب پڑھوا کر سنا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی جگہ سے اگر چند موبائل کے ذریعہ اگر رویت ہلال کی خبر پہنچے تو یہ خبر مستفیض ہے۔ جس پر عمل ضروری ہے اور یہ کہ یہ شہادت کے قبیل سے نہیں بلکہ خبر ہے لہذا مخبر کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔ مخبر اگر دور ہو اوراس کی خبر کسی الہ کے ذریعہ سنی جائے تو بھی یہ خبر ہے اور اگر مخبر چند ہوں مثلا چار، چھ، نو، بارہ تو خبر مستفیض ہے یہ خط کے تمہیدی کلمات اور اخیر جملوں کا مفاد ہے۔"

اب سوال یہ ہے کہ آیا ٹیلیفون وغیرہ کا اعتبار در بارۂ رویت ہلال ہے یا نہیں اور اگر متعدد ٹیلیفون کسی شہر سے آجائیں کہ فلاجگہ رویت ہوئی تو یہ بمنزلۂ استفاضہ ہوگا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے اس مقام پر درج ذیل امور کا لحاظ ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ کا اتصال بھی درکار ہے، اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انھوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی، اور جہاں روای اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتی اگر چہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھر سکتی۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جوتعریف بایں الفاظ کی:

”معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن روية“۔

تحقیق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نا متصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضروری۔“

صاحب مکتوب نے غالبا یہ دیکھا کی علامہ رحمتی کی عبارت مکتوب میں درج باتوں کی صریح مخالف ہے تو اسکے تدارک کی یوں سعی کی:

”خبر مستفیض کی تشریح جو علامہ رحمتی قدس سرہ نے کی ہے اپنے عہد کے لحاظ سے کی ہے اسلئے کہ اس عہد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہنچانے کیلئے اسکے سوا کوئی صورت نہیں تھی کہ جماعت آکر خبر دے (الیٰ ان قال) خبر

مستفیض کی تشریح علامہ رحمتی نے اپنے عہد کے لحاظ سے فرمائی ہے اور یہ خاکسار اس کی تشریح اپنے عہد کے لحاظ سے کر رہا ہے (اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ اس خاکسار کی تشریح علامہ موصوف کی تشریح کو باطل نہیں قرار دیتی بلکہ خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشاندہی کرتی ہے) انتہی کلامہ"

ان کلمات کے پیش نظر صاحب مکتوب سے یہ پوچھا جائے کہ خبر مستفیض کی تقریر جو آپ نے پیش کی اس میں آپ منفرد ہیں یا آپ سے پہلے فقہاء و محدثین میں سے کسی نے خبر مستفیض کی ایسی تقریر کی۔ صاحب مکتوب نے خود اعتراف کر لیا کہ اس تقریر میں کوئی ان کا سلف نہیں جس کے وہ متبع ہوں بلکہ جناب نے بزم خود خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشان دہی کی جسکا نام و نشان کتب فقہ میں نہیں، البتہ صاحب مکتوب سے اس دعوے پر سند کا مطالبہ ضرور ہے لہذا سند پیش کرنا لازم یا تو وہ یہ بتائیں کہ محل بحث میں آپ کی بات بے سند قابل قبول ہے یا یہ سب کے نزدیک بدیہیات واضحات کے قبیل سے ہے کہ محتاج دلیل نہیں۔ بہر حال جبکہ یہ امر نزاعی ہے ہرگز بدیہی نہیں، مدعی کو دلیل قائم کرنا ضروری ہے **ھاتوا برھانکم**۔

بعدہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے استفاضۂ شرعیہ کی تحقیق انیق پیش فرمائی لیکن مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ماسبق جواب ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

(۵) چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم:

مندرجہ بالا موضوع پر مجلس شرعی کے اس فیصلہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ "موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں جب وہ چل رہی ہوں اس وقت بھی فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی جائز وصحیح ہے اور بعد میں ان کا اعادہ نہیں" اس فیصلہ کے اثبات میں دو دلیل ذکر کی گئیں۔

پہلی دلیل: اس کی ایک دلیل خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مذکورہ بالا عبارت ہے اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف نصوص کتاب وسنت میں اگرچہ معتبر نہیں مگر عبارت فقہاء وکلام علماء میں ضرور معتبر ہے۔

''(ٹرین) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کیلئے نہیں تو منع من جھۃ العباد ہوا۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۴، سنی دار الاشاعت مبارکپور)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کیلئے نہ روکنے کے سبب منع من جھۃ العباد ہونے کا حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر دونوں کیلئے روکی جائے تو سرے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جھۃ العباد نہیں''

خود اسی عبارت سے مفہوم میں مستفاد ہوا کہ اب ٹرین چونکہ کسی فرد یا افراد کے کام کیلئے نہیں روکی جاتی تو منع من جھۃ العباد رہا لہٰذا چلتی ٹرین پر ادائے نماز کے بعد اعادۂ نماز کا حکم بھی نہ رہا۔ (نقل فیصلہ مجلس شرعی مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء)

حضور تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت کی عبارت کے مفہوم مخالف سے استدلال کرنے پر کئی جہتوں سے مضبوط گرفت فرمائی اور یہ واضح فرمایا کہ یہاں مفہوم مخالف ہے ہی نہیں اور مفہوم موافق چھوڑ کر مفہوم مخالف کے پیچھے دوڑنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں، اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کیلئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے دینی فریضے کیلئے نہیں روکتے تھے اور یہی صورت حال آج بھی ہے۔ یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے، قانون اسی اختیار سے بنے ہیں، نماز کیلئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے۔ منع من جھۃ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو، اگر ممانعت عام ہو تو منع من جھۃ العبد نہ رہے؟ کتب اصول

سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ منع من جھۃ العبد ہو تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا۔

حضور تاج الشریعہ نے فتاویٰ رضویہ کی درج ذیل عبارت ’’ریل میں ہے اور اس درجہ میں پانی نہیں اور دروازہ بند ہے، تیمم کرے لانہ کالمحبوس فی معنی العجز مگر ۵۶؍ سے یہاں تک ان پانچوں صورتوں میں جب پانی پائے، طہارے کر کے نماز پھیرے۔ لان المانع من جھۃ العباد (ج ۱:ص ۶۱۴ باب التیمم) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ دروازہ بند ہونے سے جو دقت درپیش ہے کیا صرف ایک فرد خاص کو ہے باقی ضرورت مندوں کو دقت درپیش نہیں، ظاہر ہے کہ دوسروں کو بھی اس سے دقت ہو سکتی ہے، تو یہ دوسرے کے حق میں بھی مسلمان ہو خواہ کافر عام دقت کا باعث ہے تو کیا اس وجہ سے عذر سماوی ہو جائے گا؟ یہ کہاں ہے کہ منع من جھۃ العبد جبھی ہو گا جب ایک فرد خاص یا چند افراد کے حق میں ہو اور اگر آدمی اپنے اختیار سے عام ممانعت کرے تو منع سماوی ہو جائے گا یہ محتاج نقل ہے اس پر صریح جزیہ درکار ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ عام ممانعت کے ضمن میں بھی خاص نماز سے روکنا اگر پایا جائے تو یہ منع من جھۃ العباد ہے اور اس صورت میں بھی حکم یہی ہے کہ چلتی ٹرین پر حسب امکان نماز پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی عبارت منقولہ بالا سے ظاہر ہے اور یہی صورت حال موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں بھی ہے کہ نہ نماز کیلئے روکی جاتی ہے نہ کسی کے کھانے کیلئے یہاں بھی عام ممانعت کے ضمن میں نماز سے روکنا پایا جا رہا ہے اس لئے یہاں بھی حکم وہی ہوگا جو اوپر مذکورہ ہوا یعنی حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ۔

(چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم)

(۶) تین طلاقوں کا شرعی حکم:

تین طلاق کا شرعی حکم بھی **حضور تاج الشریعہ** علیہ الرحمۃ والرضوان کا معرکۃ

الاراءفتاویٰ میں سے ایک ہے جو ایک کتابچہ کی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۱۰ھ میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آئے، آپ نے فوری طور پر جواب قلمبند فرما دیا، ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ''ایک ہی واقع ہوگی'' جانشین حضور مفتی اعظم نے مفصل ومدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے اسکی کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے۔ اور آپ نے قرآن کریم، احادیث مبارکہ، خلفاء راشدین، ائمہ مجتہدین اور علماء سلف وخلف کے اقوال واعمال سے یہ ثابت کیا ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی۔ مزید برآں جانشین مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے ان کی تضاد بیانیوں پر مضبوط گرفت فرمائی ہے اور غیر مقلدین پر سوالات بھی قائم کئے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے سروں پر شمشیر برہنہ کی طرح لٹکتے رہیں گے اور وہ جواب دینے سے عاجز وقاصر رہیں گے۔ اس جواب کو ہم مختصراً قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

''الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فی الواقع ائمہ اربعہ وجماہیر اہلسنت کا سلفا وخلفا اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں، البتہ ظاہری اور آج کے غیر مقلد گمراہ بیدین جن کا اختلاف شرعا کسی گنتی وشمار میں نہیں ضرور مخالف ہیں اور وہ خارق اجماع مسلمین، مفارق مومنین، مخالف دین ومنکر شرع مبین صراط مستقیم سے دور نشۂ ضلالت میں چور ہیں۔

(۷) ٹی وی ویڈیو کا آپریشن اور شرعی حکم:

ٹی وی، اور ویڈیو کے سلسلے میں **حضور تاج الشریعہ** علیہ الرحمۃ والرضوان اور

حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کے درمیان جواز وعدم جواز پر سوال و جواب قائم ہوئے اور علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ النورانی نے اپنے دلائل و براہین کی روشنی میں ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کو اصل تصویر نہیں مانا صرف اسے کرن مانا اور کرن کی کوئی صورت میں نہیں ہوتی۔ لیکن جانشین حضور مفتی اعظم ہند وارث علوم اعلیٰ حضرت نے غایت درجہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے علامہ موصوف کے دلائل کو رد فرمایا اس میں سے صرف ایک اقتباس کو ہم قارئین کی نذر کرتے ہیں، حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ علامہ موصوف کے ایک اقتباس کو نقل کر کے اس پر اپنی بات کو رد میں پیش کرتے ہیں۔

''علامہ موصوف رقم طراز ہیں کہ: ''ہر صاحب علم نجوبی واقف ہے جن نصوص میں جاندار کی تصاویر و تماثیل کی حرمت مذکور ہے اس میں اس کے سر بریدہ کر دینے، ٹکڑے کر دینے اور پامال کر دینے کی ہدایات بھی ہیں اور اگر وہ جائے اہانت میں ہوں تو ان کو رکھ چھوڑنے کی رخصت بھی ہے۔ اس سے اندازہ لگتا ہے۔ کہ تصاویر ممنوعہ وہی ہیں جو حقیقی معنوں میں تصاویر ہوں یعنی پائیدار ہوں، جنہیں سر بریدہ بھی کیا جاسکے، جن کے عضو مٹائے بھی جاسکیں، جن کے ٹکڑے ہوسکیں اور جنہیں موضع اہانت میں رکھا بھی جاسکے'' (ٹی وی ویڈیو کا آپریشن ص ٦)

علامہ موصوف کے جواز کے استدلال پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان معارضہ قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(١) ''اس پر گذارش ہے کہ جناب کے قول ''اندازہ لگتا ہے'' سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جناب کا محض اندازہ ہے جس پر خود جناب کو یقین نہیں بلکہ یہ محض جناب کا گمان ہے۔ ورنہ جناب یوں فرماتے ہیں ''کہ یقین ہوتا ہے'' اور نصوص کا عموم جو خود جناب کو مسلم یقینی ہے۔ اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لئے اسی کے مثل یقین کی حاجت ہے **کما تقرر فی الاصول**، تو محض اندازہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حرمت تصاویر کے

نصوص کے عموم میں سرے سے ناپائیدار عکوس داخل ہی نہیں، الخ شک سے یقین کو زائل کرنا ہے کہ نہیں، ضرور ہے، اور شک سے یقین کو زائل کرنا نادرست ہے۔

(۲) آپ مدعی ہیں کہ تصویر کی وضع پائیدار صورت کیلئے ہے جیسا کہ آپ کے کلمات سے ظاہر ہے، مگر اس دعویٰ کا ثبوت اندازہ لگتا ہے سے نہیں ہوسکتا، بلکہ لازم ہے کہ لغت سے یا شرع سے اس دعویٰ کا ثبوت دیجئے۔ اور شرع سے ثبوت دینا آکد والزم ہے، کہ گفتگو حرمت تصاویر میں ہے اور حلت وحرمت احکام شرعیہ ہیں۔ اس طرح کے تقریباً دس اعتراضات حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ نے علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی مدظلہ النورانی پر قائم فرمائے ہیں اور ٹی وی اور ویڈیو گرافی کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے۔ اور حرمت کی دلائل تقریباً وہی ہیں جو راقم السطور نے تصاویر کی حرمت پر اس بیان میں رقم کیا ہے۔

لیکن افسوس برصغیر کا وہ مرشد گرامیٔ وقار شیخ طریقت، رہبر شریعت، وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نور دیدۂ مفسر اعظم، سید المحققین، شیخ المحدثین، اعلم العلماء، افقہ الفقہاء، مرجع المشائخ والفضلاء، تاج الاسلام وتاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری نوراللہ تعالیٰ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ جیسی نابغۂ روزگار شخصیت نے مورخہ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بوقت نماز مغرب بحالت وضولبہائے مبارک سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صداؤں کو جاری رکھتے ہوئے اپنے مریدین، متوسلین، معتقدین، اہل خانہ اعزہ واقرباء کو ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کے لاکھوں کروڑوں افراد کو روتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے اور اپنی عزیز جان، جان آفریں کے سپرد فرمائی۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارروا ں تجھ پر

لیکن جب تک کوہ ودمن کے مخملی سبزہ زار اور کوہسار و آبشار کی دلفریبیاں قائم رہیں گی۔ گنگ وجمن کی جل ترنگ اور کوکب وانجم کی انجمن باقی رہے گی۔ دنیا اس یکتائے روزگار کے علم وتحقیق، تصنیف وتالیف، فقہ وافتاء، نقد ونظر، بحث ومناظرہ، مذہب ومسلک کی حفاظت واشاعت، علمی وجاہت، علوم قرآن وحدیث پر استحضار وتبحر علمی، جود ونوال، حسن وجمال، کو یاد رکھے گی۔

کتبہ: ابوالحسان احقر عبدالحنان قادری رضوی مصباحی

استاذ مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑہا بنارس

مورخہ یکم اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز بدھ۔



فتاویٰ تاج الشریعہ میں چند اصلاحی گوشے

عتیق الرحمٰن رضوی، نوری مشن، مالیگاؤں

دبستانِ بریلی شریف بالخصوص خانوادۂ رضویہ اپنی دینی، علمی، روحانی، فقہی اور ملی قیادت اور خدمات کے حوالے سے محتاجِ تعارف نہیں۔ اس خاندان نے انگریزی سامراج کی مخالفت میں جہاں مجاہدانہ کردار ادا کیا، وہیں ہر معاملے و ہر محاذ پر ملت اسلامیہ کی قیادت ورہبری کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت مولانا مفتی اعظم خاں علیہ الرحمۃ، مفتی کاظم علی خاں، مفتی رضا علی خاں، مولانا مفتی نقی علی خاں، امام احمد رضا خاں، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں، مفسر اعظم مفتی ابراہیم رضا جیلانی میاں، مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں علیہم الرحمۃ والرضوان اور ہمارے ممدوح سیدی سرکار تاج الشریعہ بدرالطریقہ، وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتی اعظم، شہزادہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ تک علوم اسلامیہ، وخدمات دینیہ اور بالخصوص افتاء و فتویٰ نویسی کا ایک روشن باب ہے۔

مذکورہ بالا شخصیات میں اکثر کے علمی شہ پارے زیور طباعت سے آراستہ ہیں، یہاں دبستانِ بریلی کے مرکزی دارالافتاء کے گیارہویں مفتی (درج بالا ترتیب کے اعتبار سے) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے فتاوں سے چند اصلاحی گوشوں کو نقل کیا جاتا ہے۔ جن سے ہمارے فکر واعمال اور نظریات کی اصلاح ہوتی ہے۔

علم پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپنے والوں کی اصلاح:

سوال ہوا: جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا علم دیا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب ہو اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ کیسا ہے؟ اور جو چوپائے سے مشابہت دے وہ کون سا فرقہ ہے؟ کیا وہ مسلمان رہے گا؟ جو بدعقیدگی کو فروغ دے اور پرچار کرے کیا وہ مسلمان ہے؟

ان سوالات کا مدلل قرآن و حدیث سے جواب ارشاد فرمائے اور علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل و براہین کے حوالے پیش کرتے ہوئے منکرینِ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطل نظریات کی اصلاح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”یہ عقیدہ اہل سنت ہے اور جو مطلقاً علم غیب کی نفی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا کسی نبی علیہ السلام سے کرے وہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اہانت و نفی علم غیب میں صریح ہے، تو اس قول کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہے اور چوپایوں سے علم نبی کو تشبیہ دینا بے شک کفر اور قائل اور اس کے ہم نوا اور اسے مسلمان جاننے والے سب کافر و مرتد بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، بدعقیدگی جو حد کفر کو پہنچی ہو اس کا مبلغ کافر ہے مسلمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم“

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶۷-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

اللہ جل مجدہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غوث پاک کے مابین جاہلانہ تقابل کی اصلاح:

ایک جگہ سے سوال آیا کہ کہ زید ایک محلہ کا چودھری ہے اور محلہ کے ہر مقدمہ کا فیصلہ انہیں کیا جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر چیز کا علم ہے مگر ایک چیز سے غافل ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز سے خداوند قدوس غافل ہے؟ تو زید نے جواباً کہا کہ میاں بیوی کی صحبت سے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے نیز زید یہ بھی کہتا ہے ہمارے بزرگانِ دین نے جو کام کر دکھائے ہیں ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں پوچھنے پر جواب دیا کہ مثلاً غوث پاک نے مردے کو زندہ کیا ہے مگر ہمارے نبی کر سکے۔

سائل کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے زید کی جہالت اور کفریات کا ردّ و اصلاح اس انداز میں فرماتے ہیں:

''اس شخص کی دونوں باتیں کفری ہیں اور اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخت اہانت وتنقیص پر مشتمل ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلمان پر فرض ہے کہ اسے چھوڑے کہ مجبور ہو کر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶۷-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

کفار کی مجالس میں جانے والوں کی اصلاح:

ایک جگہ رام لچھمن کی کہانی اور واقعات کو سننے سنانے سے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بدکام بدانجام ہے اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے، ہدیۃ المہتدین چلپی میں ہے: ''موافقۃ الکفار فی اقوالھم وافعالھم ایامھم الخاصۃ کفر۔'' (ھدیۃ المھتدین چلپی مع اثبات النبوۃ)

پھر آگے فرماتے ہیں:

''اور اگر ان واقعات کو سننا تحسین کے ساتھ ہے تو دوسری وجہ اس کے کفر کی ہے جو اشد واشنع ہے۔ ہندیہ میں ہے: ''وتحسین امر الکفار اتفاقا۔۔۔الخ'' واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶۹-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

کچھ ناموں سے متعلق اصلاح:

ایک موقع پر 'عاشق الرحمٰن' اور 'معشوق اللہ' عاشق الٰہی نام رکھنے سے متعلق اصلاح پر جواب میں ارشاد فرمایا: ''درست ہے۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۷۰، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

واعظ کی اصلاح:

ایک جگہ ایک مقرر نے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے مسئلہ حاضر وناظر پر کچھ اس طرح کلام کیا کہ اللہ جل مجدہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقابل کر بیٹھے، جو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا تو آپ نے قرآنی آیت سے واعظ کی اصلاح کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

’’بلکہ کتاب وسنت واجماع سے جو اسماء الٰہیہ ثابت ہیں انہیں پر اختصار واجب ہے۔ واعظ مذکور نے صاف صاف خدا پر حاضر وناظر کا اطلاق کیا جو نائز ہے اور بعض جگہ حاضر وناظر مان کر عقیدہ اہل سنت کے خلاف کا مرتکب ہوا یہ خود بہت سخت ہے پھر یوں بے طور تقابل کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، یہ صریح تنقیص کا کلمہ ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۷۷، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

نعت نگاری کی اصلاح:

بارگاہ تاج الشریعہ میں کسی نے ایک نعت پاک پیش کیا اور ساتھ یہ سوال کیا کہ نعت پاک کس انداز میں لکھنا چاہیے۔ سائل کے جواب میں حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

’’نعت پاک میں دو باتوں کا خیال بہت ضروری ہے ایک تو یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نبوت سے اونچا کر کے انہیں خدائی حد تک نہ بڑھایا جائے، اور دوسری یہ کہ ان کی شانِ رفیع کے خلاف کوئی کلمہ نہ لکھے۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۳-۲۹۲، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

تبلیغ کے لیے ویڈیو بنانے والوں کی اصلاح:

افریقہ سے سوال ہوا کہ زید عالم ہے اور اعلیٰ حضرت کے مشن کو عام کرنے کے لیے ویڈیو بنانے کو جائز کہتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ لوگ فلمیں دیکھتے ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ علما کی ویڈیو دیکھیں گے۔ احادیثِ مبارکہ سے جواب ارشاد فرمانے کے بعد اس

طرح اصلاح فرماتے ہیں:

’’سب سے زیادہ عذاب کے مستحق حکم الٰہی میں وہ ہیں جو فوٹو ذی روح کا کھینچتے کھنچواتے ہیں، اور تبلیغ کے لیے حرام کو ذریعہ بنانا حرام ہے۔ تبلیغ دین کچھ اس پر منحصر نہیں کہ ویڈیو پر علما و مشائخ وغیرہم کی تصویریں اتاری جائیں بلکہ یہ سرے سے تبلیغ دین ہی نہیں، یہ دین کو تماشہ بنانا ہے، جو نری تصویر کشی سے زیادہ سخت ہے۔ ہم نے خود اعلیٰ حضرت کے کلمات سے ثابت کیا ہے کہ اس مقصد کے لیے بھی ویڈیو کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ ہمارا رسالہ ’ٹی وی۔ ویڈیو کا آپریشن‘ دیکھیں۔‘‘

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۵، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

نماز میں پیر کا تصور:

سوال ہوا زید کہتا ہے کہ وہ نماز میں صرف اپنے پیر کا تصور کرتا ہے کسی اور کا نہیں، اس کے جواب میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

’’نماز میں حق تعالیٰ کی طرف توجہ رکھے پیر کا تصور کرنے کا حکم نہیں ہے، زید کو احتراز چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۵، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

منکرین بیعت کی اصلاح:

بھولے بھالے مسلمان وہابیہ کے جالِ مکر وفریب کا شکار ہو جاتے ہیں، اور معمولات اہل سنت سے متعلق کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور کم علمی کے سبب وہابیہ کے دام فریب میں پھنستے چلے جاتے ہیں، اسی قسم پر کسی نے اعتراض کیا پیری مریدی کوئی چیز نہیں یا مرشد کی کوئی شرعی حیثیت نہیں وغیرہ یا ان کی کوئی حاجت وضرورت نہیں، اس تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے سوال ہوا تو آپ نے معترضین کے ہی معتمد اکابرین کے اقوال سے ان کا جواب یوں دیا:

''بیعت ہونا بلا شبہ جائز و مستحسن ہے اور خود قرآن عظیم سے ثابت ہے، قال تعالیٰ و ابتغوا الیہ الوسیلة، (سورہ مائدہ:۳۵) -اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ زید (معترض) کے ہم خیال لوگوں کے مستند و معتمد خرم علی بلہوری نے شاہ عبد الرحیم صاحب جو امام الوہابیہ کے دادا ہی کا قول بواسطہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی (امام الطائفہ کے چچا) سے نقل کیا کہ آیت میں بیعت سے مرشد مراد ہے۔ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، مصنفہ خرم علی بلہوری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۳۲۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر استعمال کرنے والوں کی اصلاح:

اکثر میلاد خوان غیر محتاط شعرا کے کلام میلاد کی محافل میں پڑھ دیتے ہیں جن میں ''کملی والے'' وغیرہ جیسے قابل گرفت اور غیر محتاط الفاظ سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کیا جاتا ہے اس تعلق سے سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے ایک شعر ؎

کالی کملی والے تم پر لاکھوں سلام
امت کے رکھوالے تم پر لاکھوں سلام

کے ساتھ استفسار ہوا تو آپ نے یوں رہنمائی فرمائی:

''کملی تصغیر کا لفظ ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب کسی چیز کی تصغیر اگرچہ از راہِ محبت ہو، بوجہ ایہام وسوءِ ادب جائز نہیں ہے، پھر نعت میں وہ وصف بیان ہونا چاہیے جو ثابت ہو اور تعظیم و احترام پر شعر مبنی ہو، کالی کملی لفظ محل کلام ہے اور اس شعر میں احترام بھی نہیں لہٰذا اس سے احتراز کریں۔''

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۳۵۶، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

تعزیہ کے سامنے فاتحہ:

محرم میں جاہل عوام تعزیہ کے سامنے منتیں مانتے اور فاتحہ و چڑھاوا وغیرہ کا کام کرتے

ہیں، مروجہ تعزیہ داری کے تعلق سے مسلک اہلِ سنت کا موقف روز روشن کی طرح عیاں ہے، تعزیہ کے سامنے فاتحہ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے استفسار ہوا تو آپ نے برجستہ فرمایا:

''نفس فاتحہ وایصال ثواب جائز و مستحسن ہے مگر تعزیہ کے سامنے منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۷۳، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کی سرکوبی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق سوال ہوا کہ ہمارے علاقے کے کچھ لوگ ہیں جو آپ کی شان پاک میں نازیبا کلمات (جو استفتے کے ساتھ تحریر ہے) کہتے ہیں، اور سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی پیر کے تعلق سے ہے، اس پر تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول علیہ السلام ہیں اور بشارت عظمیٰ: کلا وعد اللہ الحسنی [سورہ نساء:۹۵] یقیناً آ بھی داخل ہیں ان پر ایسا تبرا کرنے والا خود مکذب قرآن مبین و کافر بے دین ہے، اور قرآن پر افترا کرنے والا ہے جو یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے مطابق۔۔ الخ [سوال میں مذکورہ جملہ] بلکہ ایسوں کے متعلق قرآن فرماتا ہے: لیغیظ بھم الکفار [سورہ فتح:۲۹] یعنی اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے کافروں کو جلاتا ہے اور واقعی صحابہ سے جلتے ہیں تو محض صحابہ سے جلن ہی ان کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے ان پر تبرا مزید دین واسلام سے ان کی تبری و بے راہ روی کی دلیل ہے ایسا شخص جب تک توبہ و تجدید ایمان نہ کرے مسلمان نہیں۔ اور اگر کسی سے بیعت تھا تو بیعت فسخ ہوگئی اور نکاح بھی زائل ہو گیا اور پیر اگر ایسا عقیدہ فاسدہ پر ہے تو اس سے تبری و بیزاری ضروری۔ اور اس سے

بیعت خود فسخ ہوگئی۔ اسے پیر جاننا منافی ایمان ہے اور ان لوگوں پر جو ایسے عقیدہ والے کو پیر جانیں تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔‘‘

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۴۲۲-۴۲۱، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

حضور تاج الشریعہ کے مجموعہ فتاویٰ پہلی جلد سے یہاں سرسری مطالعہ سے بطور نمونہ چند اصلاحی گوشے سپرد قلم کر دیے گئے، اگر تمام فتاوؤں کا باریک بینی و عرق ریزی سے مطالعہ کے بعد لکھا جائے تو اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کے فیضانِ علم و عمل کا صدقہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بحق غوث الاعظم محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



مواعظ حضور تاج الشریعہ کی تحریری تشکیل: ضرورت اور تقاضے

وسیم احمد رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

یہ زمین ہدایت ورہنمائی سے کبھی خالی نہیں رہی، ہادی ورہنما ہمیشہ رہے ہیں۔ تاریخ انسانی کے پہلے بشر جناب آدم علیہ السلام کی شکل میں پہلے نبی بھی تھے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور ہدایت و قیادت، سیادت وامامت اور رہنمائی کی ذمہ داری وارثین انبیا کے سپرد ہوئی۔

علمائے اسلام واولیائے کرام نے ہر دور میں اسلام اور احکام اسلام کی ترویج و اشاعت اور تحفیظ وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ تحریر وتقریر کے ذریعے اصلاحِ عقائد واعمال و احوال، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تربیتِ فکر ونظر، پرورشِ لوح وقلم کے ساتھ ساتھ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیا۔ صوفیائے کرام کے قول وفعل اور کردار وعمل کی یکسانیت نیز خلوص وللّٰہیت کے باعث ان کی باتیں دلوں کی تسخیر کا باعث ہوئیں۔

دورِ حاضر میں جانشینِ حضور مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقۃ، سیدی وسندی و مرشدی، آقائی ومولائی حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمۃ، ان پاک باز ہستیوں میں سے تھے، جنھوں نے اپنی پوری زندگی اعلاء کلمۃ الحق اور احقاقِ حق وابطالِ باطل

میں گزاری۔آپ کی کتابِ حیات کا ہر ہر صفحہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عبارت ہے۔تحریر وتقریر، درس وتدریس، وعظ ونصیحت کے ذریعے آپ نے اپنے عہد میں بلا مبالغہ لاکھوں دلوں کو مسخر کیا اور حقیقی اسلام مسلک اہلِ سُنّت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کی۔

حضور تاج الشریعہ دبستانِ بریلی کے عظیم وجلیل نمائندہ اور گلشنِ اعلیٰ حضرت کے گلِ سر سبد تھے۔آپ نے جہاں امام اہلِ سُنّت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی اردو کتابوں کی تعریب فرمائی اور عربی کتب ورسائل کو اردو کے قالب میں ڈھال کر عرب وعجم کے تشنگانِ علوم ومتلاشیانِ حق کی تسکیں کا ساماں کیا، وہیں متعدد اہم موضوعات پر علمی و ادبی، تحقیقی وتنقیدی اور اصلاحی کتب ورسائل تحریر فرما کر دورِ جدید میں تعلیماتِ اسلام کی حقیقی روح سے آشنا کیا اور تصلب فی الدین کی راہوں کو واضح کرتے ہوئے عزیمت و استقامت کی مثالیں قائم کیں۔ نیز وعظ وارشاد کے ذریعے دین وسُنّیت کی ترویج و اشاعت کا فریضہ احسن انداز میں ادا کیا۔آپ کی تصانیف، تراجم، حواشی وتعلیقات وغیرہ برصغیر کے علاوہ یورپ وافریقہ اور عرب میں مسلسل اشاعت پذیر ہیں۔اور اہل علم ودانش ان سے استفادہ کر کے آپ کی علمی وفقہی جلالت کے معترف ہو رہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کی حیات طیبہ کا روشن وتابناک پہلو آپ کا صوفیانہ و قلندرانہ اور ناصحانہ وقائدانہ کردار بھی ہے۔آپ کے رشحاتِ قلم کے ساتھ ساتھ آپ کی گفتگو، ملفوظات اور مواعظ حسنہ اپنے اندر موضوعات وعناوین کا ایک جہان آباد کیے ہوئے ہیں اور اس دور میں آپ کے کردار وعمل اور قول وفعل کی یک رنگی، اثر آفرینی کا وصف پیدا کر دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والے الفاظ دل میں گھر کر جاتے اور عقائد واعمال کی تصحیح کا ساماں کرتے ہیں۔جس کے سیکڑوں نظائر ہم نے خود ملاحظہ کیے۔

ٹیکنالوجی کے عروج اور سائنسی ایجادات کے جدید دور میں جہاں اسلام کے مسلّمہ اصول اور قوانین میں حالات زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے تغیر وتبدل کی باتیں کی جارہی

ہیں، اور رخصت کے نام پر بے راہ روی کا راستہ کھولا جا رہا ہے۔ ایسے دور میں حضور تاج الشریعہ نے جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات کے حدِ شرعی میں استعمال کی نہ صرف تاکید کی، بلکہ عملی طور پر جدید وسائل وایجادات کو شرعی حدود میں استعمال کر کے رخصت پسندوں کے لیے عزیمت کی مثال قائم کردی۔ ہر ہفتہ مقررہ وقت پر آن لائن سوال و جواب کے سیشن کے ذریعے دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات دے کر رہنمائی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔ کئی سالوں پر محیط ان علمی وفقہی مجالس کو بطور ملفوظات جمع وترتیب کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ مرتب شدہ چند مجالس کے ملفوظات ''انوار تاج الشریعہ'' کے نام سے www.thesunniway.com پر اپلوڈ کیے جا چکے ہیں۔ مگر اس میں مرتب کے نام کی صراحت نہیں۔

جس طرح سوال وجواب کے سیشن کے ذریعے حضور تاج الشریعہ نے عالم اسلام کی رہنمائی فرمائی، اسی طرح اپنے تبلیغی دوروں اور اجلاس کے ذریعے بلا مبالغہ کروڑوں لوگوں سے آپ نے خطاب فرمایا اور دین وسُنّیت کے پیغام کا ابلاغ کیا۔ مختلف ممالک کے بلاد وامصار کے دورے کیے۔ وہاں کی دینی ضرورت، حالات اور تقاضوں کے مطابق اہل اسلام کی رہ نمائی فرمائی۔ اجلاسِ عام کے علاوہ مخصوص علمی وفقہی محافل ومجالس، سمینارز اور کانفرنسز میں شرکت کی اور خطاب بھی فرمایا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مواعظ وخطبات کو قلم بند کر کے منظر عام پر لایا جائے۔ جس سے نہ صرف یہ کہ حضور تاج الشریعہ کی قائدانہ عظمت ومفکرانہ بصیرت کا ایک اور روشن باب وا ہوگا، بلکہ عالم اسلام کو دینی وفقہی، علمی وفکری، معاشرتی ومعاشی، تعلیمی وتربیتی اور روحانی واعتقادی، غرض مختلف اور اہم موضوعات پر محیط گنجِ گراں مایہ میسر آئے گا، جو یقیناً اسلام پسندوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اس لیے کہ حضور تاج الشریعہ کے مواعظ قرآن وحدیث اور فقہی استدلال سے مزین ہوا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ کسی اہم نکتہ کو سمجھانے کے لیے

منطقی انداز بھی اختیار فرماتے تھے تاکہ تفہیم و ترسیلِ حق میں آسانی ہو۔آپ کے مواعظ و خطبات کو سُننے والے اہل علم زبان و بیان پر آپ کی مہارت کے قائل ہیں۔

آج کا دور جہاں علم و استدلال کا دور کہلاتا ہے، وہیں فکری انحطاط اور سہل پسندی نے قوم مسلم کو جس قعر مذلت میں ڈھکیل دیا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔جب منبر و محراب کے وارثین روایتی اور غیر معتبر تقریری کتابوں سے چند صفحات رَٹ رَٹا کر منصبِ قیادت کو رُسوا کر رہے ہوتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔وقت اور حالات کے تقاضوں کو سمجھے بغیر روایتی بلکہ رَٹی رَٹائی تقریریں کر کے قوم کا مالی و ذہنی اور جذباتی استحصال آج عام ہو رہا ہے۔ البتہ کچھ محتاط علما کے مستند و مدلل خطبات تحریری شکل میں دست یاب ہیں اور کچھ کتابیں خطابت کے لیے مستند روایات پر مشتمل مارکیٹ میں پائی جاتی ہیں، مگر یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔جب کہ غیر مستند و روایتی اور بے فائدہ تقریروں کی کتابوں کے ساتھ ساتھ بد مذہبوں کے کئی خطبا کے دروس و خطبات کی کئی کئی جلدیں مارکیٹ میں موجود ہیں۔ایسے میں اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ اکابر کے دروس و خطبات کو قلم بند کر کے منظر عام پر لایا جائے۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے راقم نے عالمی مبلغ اسلام ترجمانِ حقیقت حضرت مولانا پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی نقشبندی (بانی ادارۃ المصطفیٰ انٹرنیشنل) کے اصلاحی دروس و خطبات کی تحریری تشکیل کا ارداہ کیا اور کئی دروس ترتیب پا بھی چکے ہیں اور مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔اور اطلاع کے مطابق متعدد شہروں اور مساجد کے علما و خطبا ان دروس سے استفادہ کرتے ہیں۔ان دروس کی ترتیب کا اہم مقصد جہاں اہلِ سُنّت کے اصلاحی خطبات کے خلا کو کچھ حد تک پُر کرنا ہے، وہیں ہماری جماعت کے مزاج و انداز کو سنجیدہ و مدلل خطبات کی طرف پھیرنا بھی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے خطبات اور دروس کی تحریری تشکیل و ترتیب کی جانب نوری مشن مالیگاؤں کے اہم رکن برادرم عتیق الرحمٰن رضوی نے توجہ کی۔اور اس

کے لیے سب سے پہلا مرحلہ حضور تاج الشریعہ کے خطبات کی ریکارڈنگ حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے تگ و دو سے حضور تاج الشریعہ کے ایک ہزار کے قریب خطبات کی ریکارڈنگز جمع کیں، اور کام کا آغاز کیا۔ کچھ خطبات ترتیب دے بھی چکے ہیں اور مزید بلکہ تمام (دستیاب) خطبات اور دروس و علمی مجالس کو بھی تحریری شکل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ کام ٹیم ورک اور اکیڈمک طرز کا متقاضی ہے۔ ہماری خواہش تو یہ تھی کہ ''خطباتِ تاج الشریعہ'' حضور تاج الشریعہ کی حیات ہی میں مکمل ہو کر عام ہو جاتی۔ مگر ع

مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم پر متعدد رسائل و جرائد نے تاج الشریعہ سے منسوب خصوصی نمبر نکالنے کا اعلان کیا۔ کچھ مقامات سے حضور تاج الشریعہ کی کتب و رسائل کی اشاعت کا اعلان بھی ہوا۔ یقیناً یہ قابلِ تحسین اقدام ہے۔ اسی کے ساتھ اے کاش! ایسا بھی ہو کہ حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم اور سیدی اعلیٰ حضرت کے صد سالہ عرس کے بعد سے لے کر حضور تاج الشریعہ کے پہلے عرس تک علما و متحرک افراد کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے۔ جو حضور تاج الشریعہ کے خطبات، علمی مجالس، ختم و افتتاحِ بخاری شریف کی محافل اور ان کے علاوہ حضور تاج الشریعہ کے جو بھی دروس و گفتگو، رکارڈنگ کی شکل میں میسر آئیں، انہیں موضوع کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے اور تحریری شکل میں ترتیب دے کر حوالہ جات کی تخریج اور صحتِ کتابت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ یقیناً یہ کام تھوڑی سی توجہ اور لگن سے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ کیوں کہ غلامانِ حضور تاج الشریعہ میں باصلاحیت اور متحرک و مخلص افراد کی کمی نہیں۔ اور اگر یہ کام ہو گیا تو میری نظر میں ہم غلامانِ حضور تاج الشریعہ کی طرف سے بارگاہِ حضور تاج الشریعہ میں بہت بڑا خراجِ عقیدت بھی ہوگا اور جملہ اہلِ سُنّت بالخصوص کروڑوں عاشقانِ حضور تاج الشریعہ پر احسان بھی۔

☆☆☆

تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی
ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف

ملک ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے شہر بریلی شریف میں خانوادۂ رضا ایک نہایت ہی مشہور و معروف خانوادہ ہے جس کی خصوصیات ماوشما کیا بیان کر پائیں لیکن ان خصوصیات کی جھرمٹ میں تین خصوصیات امتیازی حیثیت رکھتے ہیں:

(۱) عشقِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) فقہ وفتاویٰ (۳) تصنیف وتالیف۔

عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جائزہ لینا ہو تو اس خانوادے کے افراد کی تمام زندگی کو چھوڑ صرف ان کے نعتیہ دیوان ہی دیکھ لیا جائے تو بات اظہر من الشّمس ہو جائے گی۔ رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان کا کوئی نعتیہ دیوان تو نہیں لیکن اگر آپ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنا ہو تو آپ کی صرف ایک تصنیف "تفسیر الم نشرح" دیکھیے۔

امام اہل سنت کے تعلق سے بیان کرنے کی کوئی ضرورت تو نہیں پھر بھی اگر کسی کو دیکھنا ہو تو صرف "حدائق بخشش" کا ایک نظارہ کر لے۔ استاذ زمن کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک دیکھنے کے لیے "ذوقِ نعت" دیکھا جا سکتا ہے، حضور حجۃ الاسلام کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "بیاض پاک" ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، حضور مفتی اعظم ہند کیسے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے؟ جاننے کے لیے صرف "سامانِ بخشش" پر ایک نظر کر لیا جائے، ریحان ملت

محبت رسول میں کیسے سرشار تھے؟اس کے لیے” ریحانِ بخشش“ کا مطالعہ کافی ہے۔

فقہ وفتاویٰ میں اس خانوادے کی کارکردگی کی بھی ایک جھلک دیکھیے:

” حضرت مولانا رضا علی خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز1246ھ/1831ءانجام 1282ھ/1865ء،امام احمد رضا کی فتوی نویسی کا آغاز1286/1869ء،انجام 1340ھ/1921ء حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز1312ھ/ 1895ء،انجام1362ھ/1942ء مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری کی فتویٰ نویسی کا آغاز1338ھ/1910ءانجام1981ء/1402ھ“۔(ماہنامہ فیض الرسول براؤں ص28/ بابت جمادی الاولیٰ،1410ھ/دسمبر1989ءشمارہ جلد ۱۷ مضمون از علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی افریقی)

تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اس خانوادے کا کوئی ثانی نہیں ایک نظر ذرا اس پر بھی کیجیے:

خاتم المحققین امام المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ نے تقریباً ۴۰ کتابیں قوم و ملت کو عطا فرمائی (بحوالہ تاریخ مشائخ قادریہ، ج:۲،ص:۲۹۶)۔امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ نے ۱۰۵ علوم وفنون پر مشتمل علم وحکمت سے لبریز تقریباً ۱۰۰۰ کتابوں سے اہل سنت کو شاد کام کیا (بحوالہ امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری،ص:۵۹)۔استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ نے ۶ کتابیں نذر اہل سنت کیں، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نوک قلم سے ۱۴ تصنیفات معرض وجود میں آئیں (بحوالہ تذکرۂ جمیل،ص:۱۸۴)۔حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی ملت اسلامیہ کو ۴۰ کتابوں کا تحفہ دیا (فتاویٰ مصطفویہ،ص:۱۷۔۲۴)۔

درج بالا مختصر تجزیہ کے بعد اب لاکھوں دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کی ٹھنڈک حضور

تاج الشریعہ کا بھی مذکورہ خصوصیات کا ایک مختصر جائزہ دیکھتے چلیے۔ حضور تاج الشریعہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "سفینہ بخشش" سے عیاں ہے، آپ نے فقہ وفتاویٰ کا سلسلہ ۱۹۶۷ء میں شروع فرمایا اور تاحین حیات کسی نہ کسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا، گویا آپ کے فقہ و فتاویٰ کی خدمات کا دائرہ تقریباً پچاس سالوں کو محیط ہے اور آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد مفتی یونس رضا اویسی صاحب قبلہ کی تیار کردہ فہرست کے مطابق ۶۱/ ہیں۔

اس مختصر جائزہ کے بعد سردست اب حضور تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست اور تقریباً یک جملہ تبصرہ پیش خدمت ہے:

آثارِ قیامت:

''علامات صغریٰ'' سے متعلق ''کنز العمال'' کی ایک ایسی حدیث پر مشتمل جو تقریباً قیامت کی ۲۷/ نشانیوں کو محیط ہیں۔

ٹائی کا مسئلہ:

ٹائی کے عدمِ جواز پر مدلل ومبرہن نہایت معرکۃ الآرا کتاب۔

ہجرتِ رسول:

سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک انقلاب آفریں حصہ "ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر روشنی ڈالتی کتاب۔

تصویروں کا حکم:

تصاویر کی حرمت پر احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے کرام سے مزین ایک قابل مطالعہ کتاب۔

حضرت ابراہیم کے والد کا نام:

حضرت ابراہیم کے والد محترم کا اسم گرامی کیا تھا؟ آزر یا تارح؟ اس تعلق سے

نہایت اہم تحقیق۔

دفاعِ کنز الایمان، ۲ جز:

۱۹۷۶ء میں دیوبندی مولوی امام علی قاسمی رائے پوری کی شائع ہونے والی گمراہ کن کتاب "قرآن پر ظلم" کا رد بلیغ۔

شرح حدیث نیت: حدیث نیت کی ایک شاندار تشریح وتوضیح۔

تین طلاقوں کا شرعی حکم:

طلاق ثلاثہ کے تعلق سے ایک مدلل کتاب، شاندار لب ولہجہ اور فصیح وبلیغ اردو کی چاشنی کے ساتھ۔

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:

ٹی وی پر دینی پروگرام دیکھنا، دکھانا اور دینی پروگرام کی ویڈیو بنانا جائز ہے یا ناجائز ؟ پر مشتمل ایک تحقیقی کتاب۔

چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کا حکم:

مجلس شرعی کے فیصلے کے ہر حصہ پر گرفت اور ان کے دلائل کا مختلف حیثیتوں سے منصفانہ جائزہ۔

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:

متعدد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل شدہ خبر، خبر مستفیض نہ ہونے پر مشتمل۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے امام اہل سنت کی محبت و عقیدت اور بعض کی طرف سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا جواب۔

سنو چُپ رہو:

مسئلہ ”حق نبی“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند القراءۃ پر تحقیقی کتاب۔

المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد مترجم:

علم کلام میں ایک معرکۃ الآرا کتاب اور اس کے حاشیے کا عمدہ ترجمہ ہے۔

انوار المنان فی توحید القرآن:

یہ علم کلام کے موضوع پر حضور سیدی اعلی حضرت کی لاجواب کتاب کا اردو ترجمہ جو کلام لفظی اور کلام نفسی کی تحقیق پر مشتمل ہے۔

القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:

داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والے شخص کی امامت کی عدم اہلیت پر ایک مختصر مگر قابل مطالعہ۔

الفردۃ فی شرح البردۃ:

مدحت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام عشق حضرت علامہ امام بوصیری مشہور و معروف کتاب ”قصیدۃ البردۃ“ کی اب تک کی شروحات میں سے رضوی و ازہری قلم سے ایک بہترین شرح۔

فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق:

فضائل صدیق اکبر پر سیدی اعلی حضرت کی عربی تصنیف ”الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی“ کا با محاورہ اردو ترجمہ۔

ترجمہ قصیدتان رائعتان:

سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی کی بارگاہ میں اعلی حضرت کی طرف سے ۱۳۳/ اشعار پر مشتمل خراج عقیدت و محبت کا اردو ترجمہ۔

المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریہ معروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ:

حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا مجموعہ جو تقریباً ۵/ جلدوں میں شائع ہوگی اور اب

تک اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہے۔

سفینہ بخشش:

یہ حضور تاج الشریعہ کا شعری دیوان جو اردو کے علاوہ عربی اور فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔

تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری وعلیٰ حواشی المحدث السہارنفوری:

بخاری شریف اور محدث سہارن پوری کے حاشیہ پر قیمتی تعلیقات۔

حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ:

بدنامِ زمانہ مصنف ''احسان الٰہی ظہیر'' کی ہفوات واتہامات سے لبریز بدنامِ زمانہ کتاب ''البریلویہ'' اور اس کے مقدمہ نگار ''قاضی عطیہ محمد سالم'' کی طرف سے مصنف کی بے جا تعریف اور اہل سنت پر غلط الزامات سے بھری تقدیم کا نہ صرف رد بلیغ ہے بلکہ منہ توڑ جواب بھی ہے۔

تحقیق أن أبا ابراہیم ''تارح'' لا ''آزر'':

''معرب من الکلام الاعجمی علیٰ حروف المعجم'' پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق میں ہونے والی ایک لغزش کا رد۔

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ:

لفظ ''شہنشاہ'' کا مفہوم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ ''شہنشاہ'' کے استعمال اور محبوبان خدا کا بعطاء الٰہی دلوں پر قبضہ کے اثبات پر مشتمل امام اہل سنت کے رسالہ کا عربی ترجمہ۔

الامن والعلی لناعتي المصطفي بدافع البلاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دافع بلا، حاجت روا، مشکل کشا اور صاحبِ عطا ہونے پر اعلیٰ حضرت کے رسالہ کی تعریب۔

شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام :

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء وامہات حضرت عبداللہ وآمنہ سے حضرت آدم وحوا تک کے اہل اسلام وتوحید ہونے کے اثبات پر اعلیٰ حضرت کے رسالے کی تعریب۔

الصحابة نجوم الاهتداء:

حدیث پاک " اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اهتدیتم " کو موضوع قرار دیے جانے کا کامل رد۔

الحق المبین :

ابوظہبی سے ایک شائع ہونے والا مجلہ "الھدی" میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات کی شاندار تردید۔

عطایا القدیر فی حکم التصویر:

حرمتِ تصاویر پر امام اہل سنت کی نہایت اہم کتاب کی تعریب۔

الہاد الکاف فی حکم الضعاف:

اذان میں کلمہ اشھد ان محمداً رسول اللہ سن کر انگوٹھے چُومنے آنکھوں سے لگانے کے جواز سے متعلق امام اہل سنت کے رسالہ کی تعریب۔

قوارع القہار علی مجسمة الفجار:

قرآن مجید کی آیات متشابہات پر آریہ اعتراضات کے تحقیقی جواب اور جسمیتِ باری تعالٰی کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالٰی) کی طرف سے سخت مصیبتیں ڈھانے والا یہ رسالہ کی تعریب۔

سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع:

مذہب اسلام کا شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے نیاز ہونے کے

باطل نظریہ کی بزبان عربی تردید۔

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون:

طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار ہونے سے متعلق امام اہل سنت کے رسالے کی تعریب۔

شرح حدیث الاخلاص:

حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی تشریح وتوضیح کرتا ہوا ایک انوکھا رسالہ۔

اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین:

وہ مسائل جن کی اشاعت شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نے کی اس کی تردید پر مشتمل امام اہل سنت کے رسالے کی تعریب۔

برکات الامداد لاہل الاستمداد:

اہل اللہ سے مدد طلب کرنا ایک جائز امر ہے نہ کہ شرک۔اس تعلق سے امام احمد رضا خان کے رسالے کا عربی ترجمہ

تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم:

اعلی حضرت کی اردو تصنیف "تجلیۃ السلم" پر حضور تاج الشریعہ کی بڑی زوردار تقدیم۔

النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید:

اعلی حضرت کی اردو تصنیف کی ازہری قلم سے تعریب۔

نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین:

یہ عربی زبان میں ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر کے دن ولادت پر خوشی میں ابو لہب کا اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کرنے کی تکذیب کی تردید پر حضور تاج الشریعہ کی عربی تصنیف وتحقیق۔

العطایا الرضویہ بالفتاوی الازہریہ:

عربی زبان میں ہونے والے سوالات کے عربی جوابات۔

ملفوظات تاج الشریعہ:

حضور تاج الشریعہ علمی شہ پارے جن کا تعلق فرمودات وارشادات سے ہیں۔

نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا:

سیدنا امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز اور عربی زبان میں۔

سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ،دامان باغ سبحان السبوح ،القمع المبین لآمال المکذبین

یہ تینوں کتابیں اعلی حضرت کی تصنیف لطیف ہیں جن کی تعریب وتحقیق حضور تاج الشریعہ کے قلم سے۔

نموذج حاشیہ الازہری علی صحیح البخاری:

بخاری شریف پر محشی احمد علی صاحب محدث سہارن پوری بعض عبارت پر گرفت کا ایک حصہ۔

ازہر الفتاوی، ۳ جز:

یہ فتاوی بھی انگلش زبان میں ہے اور ان سوالوں کے جوابات درج ہیں جن کا تعلق بیرون ممالک کے مسائل سے ہیں۔

A JUST ANSWER TO THE BASED AUTHOR:

یہ انگلش میں شاندار کتاب ہے جو علم کلام وعقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان ،کفر، اور تکفیر کے مباحث دلائل وبراہین کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔نوح حامیم کیلر کے چند اٹھائے گئے بے جا اعتراض کا علمائے حرمین کے حوالے سے عمدہ تعاقب بھی ہے۔

FEW ENGLISH FATWA:

حضور تاج الشریعہ سے بعض انگلش میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات۔

FATWA ON WEARING OF THE TIE:

ٹائی کے عدم جواز اور عیسائی کے مذہبی شعار ہونے پر انگلش زبان میں ایک تحقیقی رسالہ۔

راقم کو حضور تاج الشریعہ کے حاصل ہونے والے برقی کتب و رسائل (یعنی پی ڈی ایف) اور دیگر اہل قلم کے تبصرہ سے ماخوذ حضور تاج الشریعہ کے کتب و رسائل کا مختصر تبصرہ سپرد قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔ مزید بھی لکھا جا سکتا تھا لیکن وقت اور صفحات کی قلت نے صرف قلم سے مجبور کر دیا۔



حضرت تاج الشریعہ کہیں شبنم تو کہیں طوفاں

سید عبدالمسجود حبیبی

بھدرک، اڑیسہ

اقبال نے کہا ہے:

اے رہروِ فرزانہ رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو صحرا ہے تو طوفاں ہو

انسان دنیا میں آ کر آنکھیں کھولتا ہے۔ دنیا کے حسن و جمال کو دیکھتا ہے۔ کوئی دنیا کی رنگینیوں میں ایسا گم ہو جاتا ہے کہ اسے خبر نہیں رہتی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ لاکھ اسے مہمیز لگاؤ لیکن وہ جاگتا نہیں ہے۔ اسے نشیب و فراز کی تمیز رہتی ہے نہ اسے اندھیرے اجالے کا فرق نظر آتا ہے۔ سورج کب نکلا اور غروب ہو گیا، شام کیا بہار دکھا گئی، صبح اپنے حسین چہرے میں کیا رونق بکھیر رہا ہے، اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن کچھ ہستیاں حسّاس ہوتی ہیں وہ دنیا اور دنیا والوں کو بڑے غور سے دیکھتی ہیں۔ اس کے حسن و قبح کو خوب سمجھتی ہیں۔ دینا میں اپنا ہر ہر قدم سنبھل کر ڈالتی ہیں کہ کہیں کیچڑ سے داغدار نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتی ہیں اگر ہمارا دامن داغدار ہو گیا تو دنیا ہنسے گی۔ ایسی ہستیاں خوب سمجھتی ہیں کہ ایک شخص پہاڑ سے گر کر تو سنبھل سکتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں سے گر کر سنبھلنا اس کے لئے آسان نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی زندگی دوسروں کے لئے قابل عبرت ہوتی ہے۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے کردار و عمل سے لوگ نصیحت پکڑتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر ہر حصہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ نفس امارہ کے غلام نہیں ہوتے۔ ان کی

زندگی دوسروں کے لئے وقف ہوتی ہے۔کانٹوں سے الجھتے ہیں اور نہ پھولوں کو مسلتے ہیں۔

اقبال مذکور شعر میں دنیا کے عقلمندوں سے کہتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی میں سفر کرنے والوں کو کبھی گلشن تو کبھی صحرا سے سابقہ پڑتا ہے۔گلشن میں ہزاروں پھول کھلے رہتے ہیں۔ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھ میں آتی ہے۔کبھی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش مت کرنا۔ان کے لئے شبنم بن کر ان کی زندگی کو تازگی بخشنا، تازہ پھول اپنے خالق کی تسبیح پڑھ کر اسے یاد کرتے ہیں۔تم انہیں اجاڑنے کی کوشش مت کرنا۔انہیں تازہ رکھنے کی طرف دھیان دینا۔اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔عام انسانوں کا مفاد اسی میں ہے۔

اگر تمہاری زندگی کے سفر میں صحرا و بیاباں آجائیں جہاں تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ان تیز ہواؤں کی زد میں جو بھی آتا ہے اسے اٹھا کر پھینک دیتی ہیں۔ان کا مقابلہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ان تیز ہواؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمت اور عزم مصمم کی ضرورت ہے۔وہاں نرمی سے کام لینا نہیں ہے۔ان سے مقابلہ کرنے کے لئے طوفان بننا پڑے گا۔طوفان بننے کی صورت میں ہی منزل مل سکتی ہے۔صحرا کی تیز ہوائیں نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ان کا مقابلہ کرنا بڑے دل گردے کی بات ہے۔تیز ہواؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے مشکلات سے ٹکرانا ہے اور مصیبتوں کو گلے لگانا ہے۔

اقبال کہتے ہیں کہ اس دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے کبھی شبنم تو کبھی طوفان بننا پڑے گا۔ جہاں شبنم ہونا چاہئے، وہاں شبنم ہوجاؤ اور جہاں طوفان ہونا ہے وہاں طوفان بننے میں ہی عافیت ہے۔وہاں شبنمی کردار ادا کرنا اصول کا خون کرنا ہے۔

اب چلیں حضرت تاج الشریعہ کی زندگی کو دیکھیں، کہاں آپ شبنم بن کر اسلام کے پودوں کو تازگی بخشتے ہیں اور کہاں طوفان بن کر سوراخ سے نکلنے والے زہریلے سانپ کا رخ موڑ دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی نیک مخلوق کو اپنی چمک دمک سے فریب دے کر مت ڈنسو اور تم وہ نہیں ہو جو تم اپنے آپ کو پیش کرتے ہو۔

حضرت تاج الشریعہ کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنے کسی خلیفہ سے مطمئن ہوجاتے ہیں

کہ آں جناب کے ذریعہ اصلاح معاشرت کے کام ہورہے ہیں۔ان سے دینی امور بحسن خوبی انجام پارہے ہیں،اہلسنت کے مفاد میں کام جاری ہے۔ان کی ذات سے قوم کو بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔آں جناب کے علم و چرب زبانی سے باطلوں کی سرکوبی ہورہی ہے۔وہ شخص قوم کے ایک مخصوص طبقے میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ایک جماعت اس کے پیچھے چل رہی ہے۔مستقبل میں مزید کام ہونے کی امیدیں نظر آرہی ہیں۔تو اسے بڑھاوا دیتے ہیں،اسے اور آگے بڑھنے میں لب کشائی فرماتے ہیں۔آں جناب سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے ہیں۔اسے قریب کرکے قوم کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ مستقبل کے معمار ہیں۔قوم کی کمزور کشتی کو پار لگا سکتے ہیں۔ان کے شامیانے تلے رہنے والے شخص کی زندگی سرخروئی سے ہمکنار ہوسکتی ہے۔اس سے دین کا بول بالا ہوگا اور اہل سنت کی محفل میں اجالا ہوگا۔رضویت کی شمع روشن ہوگی اور گمراہی سرنگوں ہوگی۔کبھی آپ یہاں تک فرمادیتے ہیں کہ ہماری عدم موجودگی میں،لوگ آں جناب کو ہی میرا نائب سمجھیں۔اوران سے جملہ مذہبی امور میں رابطہ رکھیں۔یہ صاحب میری کمی کو پوری کریں گے،یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا شبنمی کردار۔

اب آپ کا طوفانی کردار ملاحظہ فرمائیں۔جب حضرت تاج الشریعہ اپنے کسی خلیفہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اصول سے ہٹ گیا ہے اور وہ گردن تک غلاظت میں ڈوبا ہوا ہے۔اس کے غیر شرعی کاموں سے لوگ نالاں ہیں۔اس کے کالے کرتوتوں اور ناشائستہ حرکتوں سے قوم بے زار ہے۔لوگ اہلسنت پر انگلی اٹھانے لگے ہیں تو اس کے خلاف شرعی رائے پیش کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔شریعت کی روشنی میں اس کی سرکوبی کرتے ہیں۔پرانے تعلقات کا خیال رکھتے ہیں نہ انہیں اپنے نقصانات کی کوئی فکر لاحق ہوتی ہے۔صرف شرعی رائے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کی خلافت منسوخ فرما کر قوم کی بے چینی کو دور فرماتے ہیں۔یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا طوفانی کردار جو نااہل کے لئے تازیانے کا کام کرتا ہے۔شریر کے شر کو اڑا کر اسے گمنامی کے کوڑے دان میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔وصال 20 جولائی 2018ء کو ہوا۔اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم ہند علیہما الرحمہ کے بعد علم وتقوی کی بنیاد پر بڑی شہرت کے حامل رہے۔آپ کا دنیائے اہلسنت میں ایک مقام تھا۔آپ کی زندگی کے بہت سے گوشوں پر طویل گفتگو کی جا سکتی ہے۔جب آپکی زندگی پر کتاب آئے گی یا رسالے کا مخصوص نمبر نکلے گا تو مضامین لکھنے والے لکھیں گے اور خوب لکھیں گے پھر قارئین پڑھیں گے۔

نیاز مند نے دو ہی گوشے پر کچھ لکھا ہے،شبنمی اور طوفانی کردار۔یہ کردار ان پیروں کے لئے عبرت رکھتا ہے جو اپنے خلیفہ کی ناجائز حرکتوں کو دیکھنے کے باوجود نہ ان کے قلم میں جنبش آتی ہے اور نہ زبان بولتی ہے۔

حضرات اہلسنت کے دلوں میں حضرت تاج الشریعہ سے کیسی محبت تھی،اس کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے۔جب آپ کے وصال کے بعد جنازے میں شرکت کی غرض سے ایک بڑی تعداد بریلی پہنچتی ہے۔غیر ممالک کے عقیدت مند بھی سینکڑوں کی تعداد میں بریلی آجاتے ہیں۔ جنازے میں حاضر ہونے والوں نے بتایا کہ لگ بھگ ایک کروڑ کی تعداد تھی۔ ساکنان بریلی نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔اپنے لئے ایک دو کمرے رکھ کر باقی کمرے مہمانوں کے لئے چھوڑ دئے۔بریلی کے ہندوؤں نے بھی مہمانوں کو ٹھہرایا۔صرف یہی نہیں بلکہ مندروں کے برآمدے اور دالان میں ہندوؤں نے قیام کی جگہ دی۔15 کلومیٹر تک جدھر نگاہ اٹھائیے،لوگوں کے سر نظر آرہے تھے۔حضرت تاج الشریعہ کے آخری دیدار کے لئے آٹھ آٹھ گھنٹوں تک لوگ قطار میں کھڑے رہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں جنازے میں شریک ہونے والوں کا یہ دلکش منظر قبل اس کے شاید لوگوں نے دیکھا ہو۔خدائے قدیر سے دعا ہے کہ آپ کے عقیدت مندوں کو بدعت وخرافات سے دور رکھ کر مسلک اعلی حضرت پر قائم رکھے۔آمین

☆☆☆



اسلوبیات

فن ترجمہ نگاری میں
حضور تاج الشریعہ کا انفرادی مقام

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری
مہتمم جامعہ تاج الشریعہ، بنارس

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم کے وارث وامین، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری کے علم وفضل کے آئینہ اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفی رضا خاں قادری کے جانشین اور قائم مقام تھے۔ آپ کی ذات پوری جماعت اہلسنّت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ہر جہت سے اپنے آبا واجداد کے حقیقی وارث وامین ہیں۔ علم و فضل اور زہد وتقویٰ میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ بیک وقت مفکر ومدبر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ ونقلیہ پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ولادت ۲۶ رمحرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۲ رفروری ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی اور تقریباً ۷۵ رسال کی عمر شریف میں ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان کا وصال نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حضورتاج الشریعہ کونہ صرف تصنیف وتالیف بلکہ ترجمہ نگاری میں بھی ملکہ حاصل ہے۔ آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی متعدد اردو تصانیف کا عربی زبان میں اور عربی تصانیف کا اردو زبان میں ایسا فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا ہے کہ صاحب زبان وبیان بھی ان کی ترجمہ نگاری اور قادرالکلامی کے معترف نظر آتے ہیں۔ترجمہ نگاری ایک مشکل فن ہے بلکہ بعض کے نزدیک تصنیف وتالیف سے زیادہ مشکل کام ہے کیونکہ اپنے مافی الضمیر کواپنے انداز میں پیش کرنا آسان ہے جبکہ دوسرے کا مافی الضمیراس کے اسلوب بیان کی رعایت کرتے ہوئے دوسری زبان میں منتقل کرنا نہایت ہی دشوارترین مرحلہ ہے۔اس لیے کم ہی لوگوں کو مضمون نویسی اور ترجمہ نگاری دونوں صنعتوں میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔ترجمہ نگاری میں اس بات کالحاظ ضروری ہوتا ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اسی کے اسلوب اور طرز میں کیا جائے کیونکہ ہرزبان کا اسلوب اور طرز جداگانہ ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ لفظ اور معنی دونوں کی رعایت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جہاں ان دونوں کی رعایت ناممکن ہووہاں صرف عبارت کے معنی اور اس کی روح کواحتیاط اور دیانتداری کے ساتھ دوسرے الفاظ میں منتقل کردیا جائے اوراس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ترجمہ کرتے وقت پہلی عبارت جیسی فصاحت وبلاغت اور سلاست وروانی باقی رہے۔اگر باقی رہتی ہے تو یہ اعلیٰ قسم کا ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔حضورتاج الشریعہ کے ترجمے میں ہمیں یہ ساری خوبیاں بدرجۂ اتم نظر آتی ہیں۔

ترجمے کی تعریف مختلف اصحاب فن نے مختلف انداز میں کی ہے۔بعض اہل علم کا خیال ہے کہ کسی تحریر،تصنیف یا تالیف کوکسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔ بعض کی نظر میں کسی متن کودوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس کی تعبیر پیش کرنا ہے۔بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایک علمی یا ادبی پیکر کو دوسرے پیکر میں ڈھالنے کا عمل ترجمہ ہے گوکہ ترجمہ کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ ترجمہ نگاری کا عمل مشکل اور پیچیدہ عمل ہے۔ترجمہ کہنے کو تو محض پانچ حرفی لفظ ہے لیکن عملی طور پر یہ فن جوئے شیر

لانے سے کم نہیں۔ پھر بھی ماضی قریب تک ترجمہ کو دوئم درجہ کا کام مانا جاتا تھا لیکن پچھلے کچھ عرصہ میں ترجمہ کے تئیں تعصب کی فضا کافی تبدیل ہوئی۔ایک اچھے ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں کے الفاظ، محاورے اور تراکیب پر گہری نظر رکھے۔اس کے علاوہ دونوں ادب کے مخصوص مزاج اوراس کے مظہر کو بھی ملحوظ رکھے۔ترجمہ نگار مصنف کی بات یا خیال کو ایک نئے انداز اور نئے اسلوب میں پیش کر کے گویا اپنی انفرادی شان پیدا کرتا ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ترجمہ نگار کو بیک وقت دوہری ذمہ داری سے گزرنا پڑتا ہے۔حضور تاج الشریعہ بڑی کامیابی کے ساتھ ان مراحل سے گزرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔حضور تاج الشریعہ کی فن ترجمہ نگاری میں انفرادیت کے تعلق سے اہل علم کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، حضور تاج الشریعہ کی زبان دانی اور ترجمہ نگاری کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں پر آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی شاعری شاہد عدل ہے۔آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔عربی زبان کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔آپ کی خطابت و شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔'' [1]

ڈاکٹر ممتاز احمد پاکستان آپ کی عربی دانی اور ترجمہ نگاری کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ''شمول الاسلام لاصول

الکرام'' کا فقیہہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب کے ہاتھوں عربی ترجمہ آپ کی عربی زبان میں مہارت پر دلالت کرتا ہے اور کتاب پر لکھے ہوئے علمائے عرب کی تقریظات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان پر کس قدر مہارت عطا فرمائی ہے۔'' ۲؎

مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ کے ترجمہ نگاری کی خوبیوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''جب ہم حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف وشرائط کا جامع پاتے ہیں بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہی ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں بلا جھجھک اور برجستہ لکھتے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کے نوک قلم سے کئی اہم اور شاندار کام عالم وجود میں آئے۔'' ۳؎

حضور تاج الشریعہ کے ترجمہ المعتقد المنتقد پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ فرما دیا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اردو زبان میں بہترین ترجمہ اور مشکل مقامات کی تشریح فرما کر طلبہ ومدرسین اور تمام قارئین کے لیے بہت آسان فرما دیا ہے۔'' ۴؎

علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جیلانی پاکستان حضور تاج الشریعہ کے ترجمے کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''یہ حضرت تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارت کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔آپ نے محض الفاظ کا لفظی ،لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا بلکہ عبارت کے منشا اور مدلول کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا ہے۔'' ۵؎

کسی علمی وتحقیقی کتاب کا ترجمہ وہ ہی کرسکتا ہے جسے اس کے موضوع سے شغف ہو کیونکہ ترجمہ سمجھ لینے اور سمجھا دینے کا نام ہے جو شخص کسی متن کو خود نہیں سمجھتا وہ کسی کو سمجھانے میں کب کامیاب ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ مترجم کے لیے دونوں زبانوں سے خاصی واقفیت ضروری ہے۔نہ صرف لفظی واقفیت بلکہ انشائی استعداد ضروری ہے ورنہ اصل کی روح ترجمے میں کبھی منتقل نہیں ہو سکے گی۔علمی ترجمے میں سب سے بڑی مشکل مصطلحات سے متعلق ہے جب تک علم کی اس شاخ سے جس سے کتاب متعلق ہے۔اصطلاحاتی شناسائی نہ ہو صحیح ترجمہ ممکن ہی نہیں۔حضور تاج الشریعہ نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی کتابوں کا بڑی عمدگی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جس سے ان کی زبان دانی کے ساتھ ان علوم سے واقفیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے اپنی دینی وتبلیغی مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔آپ چونکہ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے اس لیے ان کے علم کی جھلک ان کی تحریروں میں نمایاں نظر آتی ہے۔مفتی یونس رضا اویسی نے ''سوانح تاج الشریعہ'' میں مختلف علوم وفنون پر مشتمل حضور تاج الشریعہ کی ۶۱ ؍کتابوں کا ذکر کیا ہے۔جن میں ۲۰ کتابیں فن ترجمہ نگاری سے متعلق ہیں۔یہ سبھی کتابیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتابوں کا ترجمہ ہیں (سوائے المعتقد المنتقد) ان میں ۱۴؍ کتابیں اردو زبان سے عربی میں منتقل کی گئیں اور ۶؍کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا۔جن کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ان کے اسما یہ ہیں:

۱۔ اہلاک الوہابین (تعریب) مطبوعہ

۲۔ شمول الاسلام	”	”
۳۔ الہاد الکاف	”	”
۴۔ برکات الامداد	”	”
۵۔ عطایا القدیر	”	”
۶۔ الامن والعلیٰ	”	”
۷۔ تیسر الماعون	”	”
۸۔ قوارع القہار	”	”
۹۔ سبحان السبوح	”	”
۱۰۔ القمع المبین	”	”
۱۱۔ النھی الأکید	”	”
۱۲۔ حاجز البحرین	”	”
۱۳۔ فقہ شہنشاہ	”	”
۱۴۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول	”	غیر مطبوعہ
۱۵۔ المعتقد المنتقد	(ترجمہ اردو)	مطبوعہ
۱۶۔ الزلال الانقی	”	”
۱۷۔ انوار المنان	”	”
۱۸۔ تجلیۃ السلم	”	”
۱۹۔ قصیدتان رائعتان (عربی قصیدہ، امام احمد رضا)	”	غیر مطبوعہ
۲۰۔ فضیلت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق	”	مطبوعہ

کسی عربی کتاب کو اردو زبان میں ڈھالنا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف اور عظمت وافضلیت پر عربی زبان میں عالمانہ ومحققانہ کتاب تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو اردو میں منتقل کرنا اور اسلوب وبیان کی عمدگی کا بھرپور خیال رکھنا کتنا مشکل کام تھا، اس کا صحیح اندازہ اہل علم ہی لگا سکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب کو دیکھنے سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ اردو کے بہترین نثر نگار اور لائق وفائق ادیب ہیں۔ اس میں زبان کی سلاست وروانی بھی ہے اور بیان کی اثر انگیزی بھی۔ اگر صرف اردو عبارت پڑھی جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

"ولقد كان يتبرك بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم و يتوسل به الى الله تعالى في الدعاء كما يدل عليه ما روى العلماء من سنة قريش و حديث الاستسقاء وقد حث الناس على اتباعه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأخبر عن أمور لم تقع، فصدق سبحنه و تعالى ظنهٗ و وقع لمثل أخبارهٗ ولقد كان له موقع عظيم في قلب النبي الكريم عليه أفضل الصلاة والتسليم۔

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برکت طلب کرتے اور دعا میں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بناتے چنانچہ اس پر قریش کی قحط سالی اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کا واقعہ جسے ان کے علماء نے روایت فرمایا ہے دلالت کرتا ہے اور بے شک ابوطالب نے لوگوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر ابھارا اور ان باتوں کی خبر دی جو واقع نہ ہوئی تھیں تو ایسا ہی ہوا جیسا انہوں نے خبر دی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ان کے لیے مقام عظیم تھا۔" ۶؎

بطور نمونہ یہ ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اقول فان قلت اذا أردتم بالنار أعظم النيران المخصوص بشقي

الأشقیاء فما معنی انذار سائر الناس عنہ قلت المعنی ان شاء اللہ تعالی ان الأشقی أنما بلغ ما بلغ من کمال الشقاء و سوء الجزاء، وجهد البلاء، بما ثابر علیه من الکفر و العناد و الاصرار و الاستکبار فاحذروا انتم ایها الناس ان لم تنیبوا الی الحق و دمتم کدوامه أن تعادلوه في الشقاء کمثل آثامه۔

ترجمہ: اقول اب اگر تم کہو جب کہ آپ نے آیت میں مذکور نار سے دوزخ کی سب سے بڑی آگ مراد لی جو تمام اشقیاء سے بدتر شقی کے لیے مخصوص ہے تو سب لوگوں کو اس آگ سے ڈرانے کا کیا مقصد ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مقصد ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا شقی کمال شقاوت اور بری جزا اور سخت بلا کے جس درجہ پر پہنچا اس کا سبب وہی کفر و عناد ہے اور گھمنڈ ہے جس پر وہ قائم رہا تو اے لوگو تم ڈرو کہ اگر تم حق کو نہ مانو اور ناحق پر جمے رہو جیسا کہ وہ بڑا بدبخت جما رہا کہیں تم بدبختی میں اس کے برابر نہ ہو جاؤ تو اس کے عذاب جیسا عذاب پاؤ۔'' ؎

اس عبارت سے ترجمہ کی عمدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

''قلت: بلی أن التقویٰ مقامها القلب و عن هذا قلنا ان الصدیق لما کان أتقی الأمة باسرها و جب أن یکون أعرفها باللہ تعالی لکن القب أمیر الجوارفاذا استولی علیه سلطان شيء أذعنت له الجوارح طرا و لمعت علیها آثاره جهراً و هذا مشاهد في الحیاء و الحزن و الفرح و الغضب و غیر ذلک من صفات القلب۔

ترجمہ: قلت (میں جواب میں کہتا ہوں) ہاں بے شک تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ بے شک جب صدیق تمام امت سے زیادہ

پرہیزگار ہوئے تو ضروری ہوا کہ وہ سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوں لیکن قلب اعضاء کا امیر ہے تو جب قلب پر کسی شے کا سلطان غالب ہوتا ہے تو تمام اعضاء اس کے تابع ہوجاتے ہیں اور اعضاء پر اس کے آثار صاف جھلکتے ہیں اور حیا و غم خوشی و غضب وغیرہ صفات قلب میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔'' ۸؎

''المعتقد المنتقد'' اور ''المستند المعتمد'' علم کلام کے مسائل پر مشتمل نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس فن کے مباحث منطقیانہ اور فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے اور کتاب کی زبان خالص عربی ہونے کی بنیاد پر بعض مسائل میں اہل علم کو بھی پیچیدگی معلوم ہوتی تھی اور کافی غور و فکر کرنا پڑتا تھا۔ طلبہ تو طلبہ علما کو بھی اس کی شرح اور ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ حضور تاج الشریعہ نے صاف وشستہ اور شائستہ اردو زبان میں ترجمہ کرکے ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا۔ ترجمہ کی خوبی ملاحظہ فرمائیں:

''أي في المسائل التي يجب على المكلفين اعتقادها وهي متعلقة بالاله الحق مما يجب له و يمتنع عليه و يجوز في حقه تعالى۔

قالوا أول واجب بإيجاب الله علينا عرفان الله، أي معرفة وجوده و ألوهيته وماله من الكمال، لا كنه ذاته و صفاته، لامتناعه عقلا و شرعا۔'' ۹؎

ترجمہ: یہ باب ان مسائل کے لیے موضوع ہے جن کا اعتقاد مکلفین پر واجب ہے اور ان کا تعلق خدائے برحق سے ہے۔ یعنی اس کی معرفت جو اس کے لیے واجب ہے اور جو اس کے حق میں محال ہے۔ اور جو اس کے حق میں ممکن ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ ان مسائل میں سب سے پہلا عقیدہ جو ہر مکلف پر واجب ہے وہ اللہ کی معرفت ہے اس وجہ سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو ہر مکلف پر واجب کیا۔ یعنی اس کے موجود ہونے کو اور خدائے برحق ہونے کو

اور جواس کے لیے صفات کمال ہیں ان سب کو جاننا۔نہ کہ اس کی حقیقت ذات اونہ کہ صفات کی معرفت کہ یہ عقلاً اور شرعاً محال ہے۔ ۱۰؎

ایک عبارت کا ترجمہ اس انداز سے کرتے ہیں:

"یجب ان تعلم أن من آمن به و صدقه فیها أتی به یجب علیه طاعته صلی اللہ علیه و سلم لأنه مما أتی به قال اللہ تعالیٰ: یا أیها الذین امنوا اطیعوا اللہ رسوله و قال: قل اطیعو اللہ و اطعوا الرسول و قال: و ان تطیعوہ تهتدوا فجعل طاعة رسوله طاعته، و قرن طاعته بطاعته، و وعد علیه بجزیل الثواب، و أوعد علی مخالفته بألیم العذاب، و رغم أنف المشرکین۔" ۱۱؎

ترجمہ: واجب ہے کہ تم یہ جانو کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور ان باتوں میں ان کو سچا جانے جو وہ لے کر آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت واجب ہے۔اس لیے کہ یہ حکم بھی انہیں باتوں سے ایک ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے، اللہ کا فرمان ہے:"یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ و رسوله۔" اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (کنز الایمان) اور اللہ نے فرمایا:"قل اطیعوا اللہ و الرسول۔" (سورۃ النور، آیت ۵۴) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔(کنز الایمان) اور فرمایا:"و ان تطیعوہ تهتدوا۔" (سورۃ النور، آیت ۵۴) اور اگر رسول کی فرمانبرداری کروگے راہ پاؤگے۔(کنز الایمان) تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔اور اپنی اطاعت کو رسول کی اطاعت سے ملایا اور اس پر بڑے ثواب کا وعدہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر دردناک عذاب کی وعید سنائی اور مشرکوں کی ناک رگڑ دی۔ ۱۲؎

ایک اقتباس کا ترجمہ مزید ملاحظہ فرمائیں:

”وحقیقة المحبة میل القلب الی ما یوافقه، و أسبابها ثلاثة۔ استلذاذه یادراکه بمشاعره الحسیة کحب الصور الجمیلة الأصوات الحسنة الأطعمة اللذیذة و نحوها مما کل طبع سلیم مائل الیها لموافقتها له۔“ ۱۳؎

ترجمہ: اور محبت کی حقیقت دل کا اپنے موافق چیز کی طرف میلان ہے اور محبت کے اسباب تین ہیں آدمی کا اپنے مشاعر حسیہ کے ذریعہ حسی نفساتی کیفیات کو ادراک کر کے ان سے لطف اندوز ہونے کی چاہت، خوبصورت شکلوں اور اچھی آوازوں اور لذیذ کھانوں اوران جیسی چیزوں کی محبت جن کی طرف طبع سلیم میلان رکھتی ہے اس لیے مذکورہ چیزیں اس کے موافق ہیں۔ ۱۴؎

اس کتاب کی عبارات کے مفاہیم ومطالب کا ترجمہ کرتے ہوئے اردو قالب میں ڈھالنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ حضور تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارات کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔آپ نے محض الفاظ کا لفظی، لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا ہے بلکہ عبارات کی منشا کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

جہاں حضور تاج الشریعہ نے عربی کتاب کو اردو کا جامہ پہنایا وہیں امام احمد رضا محدث بریلوی کی درجنوں کتابوں کی تعریب بھی فرمائی جن سے آپ کی عربی دانی کا بھی پتہ چلتا ہے اور فن ترجمہ نگاری میں بھی امتیازی مقام کا۔ ترجمہ محض ایک زبان کے خیالات کو دوسری زبان میں منتقل کر دینے کا نام نہیں ہے بلکہ خیالات اور احساسات کو اس ترتیب کے ساتھ منتقل کرنے کا نام ہے کہ مصنف کی منشا کے اعتبار سے ترجمہ کیا جائے۔ ذیل میں کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور تاج الشریعہ کا فن ترجمہ نگاری میں کیسا بلند اور منفرد مقام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث

بریلوی کی کتاب ''اہلاک الوہابین'' کی ایک عبارت کا عربی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین، بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں بلکہ حتی الوسع ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلے سے قابو چلے انہیں نیست و نابود و پامال کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا، جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں کہ لا یسمع و لا یبصر و لا یغنی عنک شئیاً۔ حالانکہ شرع مطہر ہیں مزارات اولیا تو مزارات عالیہ، عام قبور مسلمین مستحق تکریم و ممتنع التوہین۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں: قبروں پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔'' ١۵؎

ترجمہ: والحقیقة انه لا حرمة فی عیون الوهابیة لقبور المسلمین، بل لا حرمة عندهم خاصة لأضرحة الاولیاء الکرام، علیهم الرحمة والرضوان، بل یریدون اهانتها ما استطاعوا ویهتمون باعدامها و دوسها بای حیلة تمکنهم عندهم یحول الانسان حجر اکمامات کحال انفسهم فی حیاتهم لا یسمع و لا یبصر و لا یغنی عنک شئیاً مع ان اضرحة الأولیاء و قبور الأولیاء و قبور عامة المسلمین تستحق التکریم، ویمتنع توهینها حتی أن العلماء قالوا: وضع القدم علی القبر موثم لأن سقف القبر حق للمیت۔

١٦؎

حضور تاج الشریعہ نے اس ترجمہ میں اختصار اور جامعیت کا پورا خیال رکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی بارگاہ میں طاعون سے متعلق ایک سوال آیا تھا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ ''تیسر الماعون للاسکن فی الطاعون''

تحریر فرمایا۔حضور تاج الشریعہ نے اس کا شاندار فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا ہے۔بطور نمونہ اس کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے:

''جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تن درست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے،ان کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیراں۔ پھر جو مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا؟'' ۱۷؎

''ترجمہ: من جملة الحکم التی منع من أجلها الحکیم الکریم، الرؤف الرحیم علیہ و علی آلہ الصلوۃ و التسلیم۔ عن الفرار من الطاعون أنہ لو فر الأصحاء لضاع المرضی، و لا یبقی من یمرضهم و لا من یتعهدهم، فمن یقوم بتجهیز الموتی و تکفینهم کما شاع فی الوثنیین۔'' ۱۸؎

''الهاد الکاف فی حکم الضعاف'' یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے تین رسالوں کے ترجمہ اور اس کے مجموعہ کا نام ہے جن کے اسما یہ ہیں (۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (۲) الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۳) مدارج طبقات الحدیث۔حضور تاج الشریعہ نے ان رسالوں کی اہمیت اور علمی قدر و قیمت کو محسوس کرتے ہوئے فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا۔مثال کے طور پر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اقوال کتابیں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تالیف ہوئیں دو قسم ہیں ایک وہ جن کے مصنفین نے خاص ایراد موضوعات ہی کا التزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و اباطیل جوزقانی و موضوعات صغانی ان کتابوں میں کسی حدیث کا ذکر بلا شبہ یہی بتائے گا کہ اس مصنف کے نزدیک موضوع ہے جب تک صراحۃً نفی موضوعیت نہ کر دی ہو ایسی ہی کتابوں کی نسبت یہ خیال بجا ہے کہ

موضوع نہ سمجھتی تو کتاب موضوعات میں کیوں ذکر کرتے پھر اس سے بھی صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ زعم مصنف میں موضوع ہے بہ نظر واقع عدم صحت بھی نہ ثابت ہوگا نہ کہ ضعف نہ کہ سقوط نہ کہ بطلان۔'' ۱۹ے

''ترجمہ: اقول: الکتب المؤلفة لبیان الموضوعات قسمان: أحدهما: ما التزم فيه المصنفون ايراد الموضوعات بخصوصها ''موضوعات ابن الجوزی'' و ''أباطيل الجوزقاني'' و ''موضوعات الصغاني''، وذكر حديث في هذه الكتب انما يدل بلا شبهة أنه موضوع عند المصنف مالم ينف الوضع بصراحة، والظن بمثل هذه الكتب أن المصنفين لو لم يروا تلک الأحاديث موضوعة، لم يذكروها في كتاب الموضوعات، ثم انما يثبت بهذا أن الحديث موضوع بزعم المصنف، وبالنظر الى الواقع لا يثبت عدم الصحة، فضلاً عن الضعف، فضلاً عن السقوط، فضلاً عن البطلان۔'' ۲۰ے

''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی اردو تصنیف ہے۔آپ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش ہوا کہ کسی دینی معظم شخص کی تصویر بطور تبرک مکانوں میں رکھنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے جاندار چیزوں کی تصویر کے حرام ہونے پر عالمانہ تحقیق پیش فرمائی۔اس رسالہ کی علمی اہمیت کے پیش نظر حضور تاج الشریعہ نے رواں عربی میں اس کا ترجمہ پیش فرمایا ہے۔مثال ملاحظہ فرمائیں:

''انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون؟ حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلیٰ

ہیں۔ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ و حضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں۔جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بہ نفس نفیس انہیں دھودیا اور بنانے والوں کو ''قاتل اللہ'' فرمایا (اللہ انہیں قتل کرے)'' ۲۱؎

''ترجمہ: و من اعظم فی الدین من الأنبیا علیھم الصلوۃ و السلام و أی نبی ھذا شیخ الأنبیاء خلیل المتفرد بالکبریا سیدنا ابراھیم علی ابنہ الکریم و علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم الذی ھو افضل و أعلی بعد نبینا صلی اللہ علیہ و سلم من العلمین۔ کانت الکفرۃ نقشوا صورتہ و صور سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ و السیدۃ البتول مریم علیھم الصلوۃ و السلام علی جدار الکعبۃ۔ لما فتحت مکۃ بعث علیہ الصلوۃ و السلام سیدنا عمر مقدم فمحاھا بامرہ علیہ الصلوۃ و السلام و لما دخل الکعبۃ وجد بقیۃ آثار لبعض الصور فدعا بالماء و غسلھا بنفسہ الرکیۃ و دعا علی من ضعھا بقولہ قاتلھم اللہ۔'' ۲۲؎

بلاشبہ ترجمہ ایک مشکل فن ہے کیونکہ مترجم ایک زبان سے دوسری زبان میں معیاری ترجمہ اسی وقت کرسکتا ہے جب تک کہ وہ دونوں زبانوں میں عبور نہ رکھتا ہو۔ایسے ہی مترجم سے سلیس اور معیاری ترجمے کی امید کی جاسکتی ہے۔ایک اہم بات یا خوبی جو مترجم میں ہونا چاہیے وہ زبان پر گرفت کے ساتھ اس موضوع پر بھی عبور حاصل ہو جس کا وہ ترجمہ کررہا ہے۔حضور تاج الشریعہ کو جہاں کئی زبانوں پر کامل مہارت حاصل ہے وہیں

آپ علوم اسلامیہ میں کامل دسترس رکھتے ہیں۔آپ کے یہ تراجم جس کے بین ثبوت ہیں۔یقیناحضورتاج الشریعہ کوفن ترجمہ نگاری میں امتیازی مقام حاصل ہے۔

مآخذ ومراجع

۱۔ تجلیات تاج الشریعہ ص ۷۴ رضا اکیڈمی، ممبئی ۲۰۰۹ء
۲۔ ایضاً ص ۷۷
۳۔ ایضاً ص ۲۳۵
۴۔ المعتقد المنتقد (اردو) ص ۴۶ جامعۃ الرضا، بریلی شریف
۵۔ ایضاً ص ۵۴
۶۔ فضائل حضرت ابوبکر صدیق، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری ص ۱۰۷ ادارۂ معارف، لاہور، ۲۰۰۷ء
۷۔ ایضاً ص ۱۱۶
۸۔ ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۰
۹۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد ص ۱۱۶ المجمع الاسلامی، مبارک پورہ
۱۰۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد (اردو) ص ۱۱۴ جامعۃ الرضا، بریلی شریف، ۲۰۰۸ء
۱۱۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد ص ۱۳۳
۱۲۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد (اردو) ص ۲۸۰
۱۳۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد ص ۱۳۴
۱۴۔ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد (اردو) ص ۲۸۲
۱۵۔ اھلاك الوھابین ص ۳۶، رضوی کتب خانہ، بریلی
۱۶۔ اھلاك الوھابین (عربی مترجم) مشمولہ تعلیقات زاھرۃ علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۹۸ مجلس برکات رضا، مبارک پور
۱۷۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۶۲ رضا اکیڈمی، ممبئی
۱۸۔ تیسر الماعون (مترجم عربی) مشمولہ تعلیقات زاھرہ علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۴۸
۱۹۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۸۷
۲۰۔ الھاد الکاف فی حکم الضعاف، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری ص ۱۵۲ دار الحاوی بیروت، لبنان ۲۰۰۹ء
۲۱۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸
۲۲۔ عطایا القدیر فی حکم التصویر (عربی) ص ۱۹ المجمع الرضوی، بریلی شریف



ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اسلوبِ بیان اور سیرت نگاری

غلام مصطفی رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

اسلافِ کرام نے اسوۂ حسنہ کے پہلوؤں کو اپنی حیاتِ تابندہ سے اُجاگر کیا۔ سنت نبوی پر عمل کا جذبہ بیدار کیا۔ اپنی عملی زندگی سے نبوی طریقے کی اشاعت کی۔ انھوں نے سیرت کو پڑھا، سیرت کو سمجھا، سیرت کے پہلوؤں کو زندگی کے شب وروز میں نمونۂ عمل و مشعلِ راہ بنایا۔ اور خود بھی چمک گئے-تم نے خرید کر ہمیں اَن مول کر دیا- ایسے چمکے کہ بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وارادت نے جہان میں مقبول بنا دیا۔ ان کی وجہ عظمت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حیات سے جہاں وابستگی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دکھائی دیتا ہے وہیں ان کے رشحاتِ قلم سے بھی سیرت پاک کے ذکر میں کئی قرطاس چمکتے دمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی روشنی راہِ حق کو ظاہر کرتی ہے ع

ترے دین پاک کی وہ ضیا کہ چمک اُٹھی رہ اصطفا

امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرتِ طیبہ کے ان پہلوؤں پر علم وتحقیق کے دریا بہائے جنھیں اعتراض وتنقید کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ پہلوئے عظمت و شان کو قصداً نظرانداز کیا جارہا تھا۔ امام احمد رضا کی تحقیقات وتدقیقات کے درجنوں شہ پارے سیرت کے ایسے عظیم گوشوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ آپ نے جو لکھا تحقیق سے

لکھا۔اور نقش عظمت دلوں پر جما دیا۔یہی وجہ ہے کہ اسلاف کی مقدس جماعت میں گزری دو تین صدیوں میں امام احمد رضا کی ذات نمایاں وممتاز مقام پر فائز نظر آتی ہے۔آپ کے علمی ونسبی وروحانی وارث حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی تقویٰ شعار زندگی، اتباع سنت، استقامت فی الدین اور عشق رسول میں سرشاری ووارفتگی کے اعتبار سے مثالی شان کی حامل ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جو قلمی ذخیرے قوم کو عطا کیے ان کی ایک خوبی معیارِ تحقیق و اسلوب کی سادگی وعلوم وفنون کی جلوہ گری ہے۔راقم کے پیش نظر آپ کا رسالہ ''ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔جو مختصر رسالہ ہے لیکن ایمان افروز وہمہ جہت خوبیوں کا آئینہ دار ہے۔محسوسات وقلبی واردات کا خزینہ ہے۔سیرت کے باب میں بڑا دل پذیر رسالہ ہے۔اس کی اشاعت کا پس منظر مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں:

> ''زیر نظر رسالہ ''ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سیدی مرشدی تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی کا اپنی نوعیت کا اچھوتا اور دل پذیر رسالہ ہے، جسے آپ نے بہت عرصہ پہلے تحریر فرمایا تھا مگر کسی وجہ سے طبع ہونے سے رہ گیا۔خداوند قدوس کا ہزار ہا شکر ہے کہ دارالافتاء کی جدید کاری کے دوران یہ رسالہ راقم کے ہاتھ لگ گیا جسے راقم اپنی خوش بختی تصور کرتے ہوئے ترتیب اور تسہیل کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔''[ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم،عرضِ فاروقی،ص ۲،نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۱۷ء]

رسالہ صرف ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔جس کی اشاعت بریلی واورنگ آباد و کراچی ومالیگاؤں سے عمل میں آئی۔ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔محبت وعقیدت سے پڑھا گیا۔کثیر افراد نے مطالعہ کیا۔دانش گاہوں میں پہنچا۔علمی مجالس میں پہنچا۔مالیگاؤں میں

نوری مشن نے شائع کیا۔ آناً فاناً ختم ہو گیا۔ رسالہ ایسا ہے کہ اسے مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے عام کیا جانا چاہیے۔ اس جانب ہمارے اشاعتی اداروں کو توجہ دینی چاہیے۔

اسلوب کی دل آویزی:

[۱] اس رسالے کی زبان بڑی سادہ، عام فہم ہے۔ بیانیہ نثر کا نمونہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تمام واقعات و معجزات مشاہدہ کی نگاہ سے گزر رہے ہوں اور شعور کو تازگی مل رہی ہو۔ مطالعہ کرنے والا سیرت طیبہ کے دورِ ہجرت کے مبارک نظاروں میں محو ہو جاتا ہے۔

[۲] سیرت پاک کا کوئی لمحہ غیر محفوظ نہیں۔ ہر لمحہ محفوظ ہے۔ دلائل کے ساتھ ان کی شان ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہجرت پاک کے ہر ہر لمحے اپنی عظمت کی دلیلیں بھی رکھتے ہیں اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مظہر بھی۔ جسے ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت دل کش انداز میں تحریر فرمایا گیا ہے۔

[۳] آسان لفظوں کا انتخاب، سادگی اہم وصف ہے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جب حضور سرور عالم، نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اہلِ مدینہ سے اپنی نصرت وحمایت پر بیعت تمام فرما چکے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکی اصحاب کو مکہ میں رہنا اور مشرکین کی ایذائے بیکراں کو سہنا دُشوار ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زبانِ فیض ترجمان پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی رُخصت عطا فرمائی۔'' [مرجع سابق، ص ۳]

نثر رواں دواں ہے۔ ثقالت بالکل نہیں۔ سادہ سادہ نثر۔ انداز بھی سادگی کا جمال لیے ہوئے ہے۔ پڑھو تو پڑھتے چلے جاؤ۔ کہیں فضا بوجھل معلوم نہیں ہوتی۔ دل کشی ہی دل کشی ہے۔

سیرت نگاری کے جلوے:

[۱] سیرت طیبہ کے بیان میں حضور تاج الشریعہ نے یہ فکر دی ہے کہ ان دو مآخذ کی روشنی میں سیرت نگاری کی جائے: [۱] قرآن مقدس [۲] احادیث طیبہ

اس کے بعد آپ مفسرین ومحدثین کی آرا بھی نقل کرتے ہیں۔ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے جلوے ملتے ہیں۔ عموماً تاریخ کی کتابوں میں تحریف، یا تحقیق میں عدم اعتماد کا پہلو در آنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ جس کے سبب روشن سیرتوں کو تاریخ کے غبار میں چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی کچھ مستشرقین نے کیا ہے۔ سیرت پر ان لوگوں نے جرأت وزباں درازی کے لیے غیر محققانہ تاریخ کو مصدر بنایا ہے اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ پیغمبرانہ زندگی کی روشن راہیں مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ قرآن وحدیث کے آئینے میں سیرت طیبہ کا مطالعہ ایمان کی تازگی کا باعث بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن شخصیات نے کتاب وسنت کے حوالے سے سیرت پر اشہبِ قلم دوڑایا وہ کامیاب بھی ہوئے اور ان کی نگارش دلوں میں بس گئی۔ قبولیت کی منزل پر فائز ہوئی۔

جنھوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور ایمان کے لالے پڑ گئے، انھوں نے جھوٹے تاریخی حوالوں سے اپنے قلم کو آلودہ کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کا قلم معجزاتِ نبوی کی شان سمجھ نہ سکا۔ انھوں نے عقل خام کو قبلہ قرار دے لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں عظمتوں کے سوتے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں وہیں ان کورچشموں کے دل ودماغ کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ ان کی عقل خام؛ نبوی علوم غیبیہ کے بیان سے عاجز نظر آتی ہے اور انکار کی فضائے کثیف ہموار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے سیرت نگاروں نے محبت والفت کے دیے بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔

حضور تاج الشریعہ نے ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عظمتوں کے گُن گائے ہیں۔ پہلوئے عظمت پر تحقیق کے دریا بہائے ہیں۔ کتاب وسنت سے ایسے دلائل قائم کیے کہ ایمان کو تازگی اور فکر وبصیرت کو روشنی ملتی ہے۔ تفسیری درک واستحضارِ علم کا اندازا کتاب کے اس اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں تفسیری بصیرت کے جلوے بھی ہیں اور نکتہ آفرینی کی منزلیں بھی۔ کفار کی ظاہری قوت؛ پیغمبرانہ شوکت کے آگے بے بس محسوس ہوتی ہے، سورۂ یٰسٓ، آیات ۱/تا ۹/درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''ان آیتوں کا سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں ترجمہ فرمایا:

''حکمت والے قرآن کی قسم! بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو، عزت والے مہربان کا اُتارا ہوا، تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے، تو وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے، ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منھ اُٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انھیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انھیں کچھ نہیں سوجھتا۔'' (کنزالایمان)

یہ آیتیں کفارِ مکہ کی اس وقت کی حیرت و پریشانی، خشیت و بے سروسامانی سب آں (باوجود) ساز وسامانِ ظاہری کا منظر دکھا رہی ہیں، اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس موقع پر ان آیاتِ مذکورہ تلاوت کرنے سے بعید نہیں کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ آیات اسی موقع اور انھیں کافروں کے سبب نازل ہوئیں؛ اگرچہ عموم لفظ ہر کافر کو شامل: **فان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب کما صرحوا۔**

یہاں سے ظاہر ہوا کہ بزرگانِ دین سے جو نسبت رکھتے ہیں، وہ بطور تبرک ہے، اور اس سے دفعِ بلا و حصولِ برکت ہوتا ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ دفعِ بلا کے لیے قرآنِ عظیم کی آیات کی تلاوت جائز ہے اور حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ''یٰسٓ شریف'' کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''اگر ڈرنے والا یہ آیات پڑھے بے خوف ہو اور اگر بھوکا پڑھے تو سیر ہو جائے۔''

[مرجع سابق، ص ۷]

[۲] معجزات کے بیاں کا دل نشیں و اچھوتا اسلوب ملاحظہ کریں:

''راہِ ہجرت میں بہت سے عجیب وغریب واقعات ہوئے؛ ازاں جملہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا گزر اپنے رفیقوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ سے

ہوااوران کی عادت یہ تھی کہ مسافروں کوکھلاتی پلاتی تھیں اوراس سال قحط تھاتو رفقائے حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے گوشت یادودھ مول لینے کاارادہ کیاتوانھیں کچھ نہ ملا۔

اچانک حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی نظرمبارک ایک بکری پر پڑی؛ جسے کم زوری ولاغری نے بکریوں کے ساتھ چرنے کے قابل نہ رکھا تھا،تو حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے''ام معبد'' سے پوچھا:

''کیااس بکری کے دودھ ہے؟''......وہ بولی:''یہ بکری دودھ دینے کے قابل کہاں!''......حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:''کیااسے دوہنے کی مجھے اجازت دیتی ہے؟''......عرض کیا!......''جی ہاں''

توحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری اور برتن طلب فرمایا؛ پھرحضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسے باندھااوراس کے تھن پربسم اللہ پڑھ کردستِ اقدس پھیراتو وہ دودھاری ہوگئی۔اب حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوہااورلوگوں کو دودھ پلایااتناکہ سیرہوگئے،پھرحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کے بعدخودنوش فرمایا، پھرحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوبارہ دوہااورچھوڑدیا۔یہ بکری صبح وشام ان لوگوں کودودھ دیتی رہی یہاں تک کہ خلافتِ فاروقی میں مرگئی۔''[مرجع سابق،ص ۱۳۔۱۴]

اس باب میں بھی مختلف روایات بھی نقل کی اور جہاں واقعات کے ذکرمیں اختلاف کاشائبہ گزراوہاں تطبیق بھی دی اورفراست سے توضیح فرمائی۔

[۳]اہلِ مدینہ حضورپاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدآمدکے منتظرتھے۔انھیں اس صبح کا انتظارتھاجب جانبِ مکہ شریف سے رسول گرامی وقارصلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے۔اس کادل پذیربیان دل نشیں اندازمیں حضورتاج الشریعہ اس طرح فرماتے ہیں:

''ادھرمدینہ کے نادیدہ عاشقانِ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم؛ آپ کی آمدآمدکی خبرسن کرایسے مشتاقِ دیدارہوئے کہ ہرروزمدینہ سے کچھ دورنکل کر دوپہرتک حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی راہ دیکھتے،توایک دن انتظار

کے بعد اپنے گھروں کولوٹ رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جو کسی بلند جگہ پر چڑھا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو آتے دیکھ رہا تھا؛ پکار اُٹھا، یہ تمہارا نصیب ہے اے بنی قیلہ (یعنی اوس وخزرج) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے استقبال کو ہتھیار لیے نکل پڑے۔'' [مرجع سابق، ص۱۶]

منظر کشی اور عشق والفت کے جذبات سے پُرطرزِ تحریر ایمان افروز بھی ہے اور دل پذیر بھی جس سے ایمان کی حلاوت ملتی ہے۔ عقیدہ جلا پاتا ہے۔ عقیدت بڑھتی ہے۔ یہ چند نثری نمونے تھے۔ پوری کتاب ایسی ہے کہ کئی بار مطالعہ کو دل کرتا ہے۔ ہر بار نیا لطف، نئی چاشنی اور لطافت وعقیدے کی پاکیزگی۔

چند اہم خصوصیات:

[۱] آپ نے سیرت کے بیاں میں اس بات کو فوقیت دی ہے کہ عظمت وشان کے گوشے خصوصی طور پر واضح کیے جائیں۔

[۲] مقصود و مدعا یہ ہے کہ ایک طرف مطالعۂ سیرت زندگیوں میں خوش گوار انقلاب برپا کردے تو دوسری طرف اس بات کو ترجیح دی ہے کہ عظمتوں کا نقش دلوں پر کندہ ہو۔

[۳] ایسے پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے جس سے نبوی عظمت وشان و بلندی کا اظہار ہو۔ تفردات واختصاصات سے قلب ونگاہ کی وادی سرسبز وشاداب ہو اور رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثالی کے بیاں سے ایمان کا پہلو تر و تازہ رہے۔

[۴] دشمنانِ بارگاہِ رسالت کی سرکوبی وان سے نفرت بھی وفادارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ رہا ہے۔ اس لیے جہاں ضرورت ہوئی وہاں دشمنوں کی تردید ضرور کی گئی۔ اسی درس کو آپ نے نثر کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

☆☆☆

انتقادیات

سفینۂ بخشش میں باطل فرقوں کی سرکوبی: چند نظائر

کیف الحسن قادری
مدرس جامعہ قادریہ مقصود پور اورائی، ضلع مظفر پور بہار

فقیہِ اعظم جانشینِ مفتیٔ اعظم وارثِ افکار وعلومِ اعلیٰ حضرت تاجدارِ فصاحت و بلاغت شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ مطابق جولائی ۲۰۱۸ء) عالم اسلام کی وہ عبقری شخصیت ہیں، جن کے نادرِ روزگار کارناموں اور لائقِ تقلید خدمات کی ہمہ ہمی وگہما گہمی سے ایک زمانہ فیضیاب ومتاثر ہے۔ آپ کے گوناگوں فضائل اور متنوع کمالات کی ایک طویل فہرست ہے اور آپ نے علم وتحقیق کے ہر شعبے میں اپنی نمایاں اور درخشاں کارکردگی کے نقوش چھوڑے ہیں جن پر آپ کی بلند پایہ تصنیفات کا قابلِ ذکر ذخیرہ شاہد عادل ہے۔

حقائق ومعارف سے لبریز آپ کی تحریری کاوشوں کے ملاحظہ ومطالعہ سے انکشاف ہوتا ہے کہ آپ میں احقاقِ حق وابطالِ باطل کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور اس جذبے کی بہاریں جہاں آپ کے نثری شہ پاروں میں دعوتِ نظارہ پیش کر رہی ہیں وہیں اس کی شبنمی پھواروں نے آپ کی شعری زمین میں بھی عجیب گلکاریاں کی ہیں۔

آپ کے مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں باطل فرقوں کی سرکوبی کا خوب خوب مظاہرہ ہوا ہے۔ سر دست چند نظائر نذرِ قائین ہیں۔ جو مختلف عنوانات کو حاوی ہیں۔

فرقۂ وہابیہ کی سرکوبی:

میرے پیش نظر ''سفینۂ بخشش'' کا وہ حسین نسخہ ہے جو پاکستان سے اشاعت پزیر ہوا ہے۔اس میں ایک جگہ آپ حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم نور مجسم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا اور تعریف وتوصیف میں یوں رطب اللسان ہیں:

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں
پیکرِ ہر شئے میں جاں بن کر نہاں
پردوں پردوں میں ہویدا آپ ہیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۲ر تا ۱۳۴)

ان اشعار کے ذریعے صاحبِ سفینۂ بخشش نے اس مفروضہ کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے جس کا اظہار ''تقویۃ الایمان'' میں انتہائی بے باکی سے ہوا ہے۔امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے الفاظ ہیں:

''جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔سو ان میں بھی اختصار (کمی) ہی کرو''

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۶)

یعنی رسول کی اصلاً تعریف نہ کرو اور صرف بشر بولو۔

واضح ہو کہ سفینۂ بخشش کا یہ حصۂ مدح وستائش قرآن وصاحبِ قرآن کے مقصود ومنشا سے کتنا ہم آہنگ ہے۔اس کی حقیقت کا اندازہ لگانے کے لئے ان شواہد پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہے۔

(۱) ورفعنا لک ذکرک

(الانشراح:۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا

(کنزالایمان:ص۸۶۹)

(۲) ورفع بعضہم درجات

(البقرۃ:۲۵۳)

اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا

(کنزالایمان:ص۶۲)

(۳) ولسوف یعطیک ربک فترضی

(الضحیٰ:۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

(کنزالایمان:ص۸۶۹)

بھلا اس ممدوحِ ربُّ العلمین کی مدح وثنا کیوں نہ سعادت مندی کی معراج ٹھہرے۔ تاج الشریعہ کا دل بھی عشقِ نبی میں تپ کر کندن ہو چکا تھا۔ اور وہ اپنے آقا کی ستائش سے جلنے والوں کے دلوں کو جلانا خوب جانتے تھے، جبھی فرماتے ہیں:

میں وصفِ ماہِ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے
ذکرِ سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دلِ نجدی کو جلا جاتے ہیں
تیز کیجئے سینۂ نجدی کی آگ
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

(سفینۂ بخشش ص۱۲۸)



وہابیہ نے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الفت وعظمت کا چراغ دلوں سے بجھا دینے کی راہ میں لاکھوں جتن کئے۔ نت نئے عقیدے ایجاد کئے تاکہ عاشقانِ مصطفی کا

رشتہ محبوبِ خداوندی کے درِ رحمت سے منقطع ہو جائے۔اسی سلسلے کی ایک کڑی ان کے حلقے کی طرف سے پھیلا یا جانے والا یہ فتنہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننے اوروں کا ماننا خبط ہے۔اللہ کے علاوہ اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کہ آدمی گناہوں کے دلدل میں پھنسا رہے اور اس کے اندر سے خیر و شر کی تمیز اٹھ جائے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل دہلوی تلقین کرتا ہے:

''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان'' (تقویۃ الایمان ص ۴۶)

''اوروں کا ماننا خبط ہے'' (تقویۃ الایمان)

''آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے ۔مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے''

(تقویۃ الایمان ص ۹۸/۹۹)

یہ وہ خیالات ہیں جو سراسر قرآنی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زبردستی مسلمانوں میں پھیلائے جاتے رہے ہیں۔تاج الشریعہ نے اپنی شعری توانائی کے ذریعے مذکورہ خیالات کو حرفِ غلط بتاتے ہوئے یوں خرمنِ نجدیت پر برق باری کی ہے:

یہ کس کے در سے پھرا ہے تو نجدیٔ بے دیں
برا ہو تیرا ترے سر پہ گر ہی جائے فلک

(سفینۂ بخشش ص ۷۷)

بارگاہِ خدا میں کیا پہنچے
گر گیا جو نبی کے زینے سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۵)

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۸)



وہابیوں کے دلوں میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بغض کس درجہ راسخ ہو چکا ہے وہ تقویۃ الایمان کی درج ذیل عبارتوں سے نمایاں ہے:

''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۸۹)

''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے تمام کاموں پر اسی کو پکاریں، اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا ہے!''

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۴۸)

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''

(تقویۃ الایمان ص ۴۱)

''سب انبیاء و اولیا اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''

(تقویۃ الایمان ص ۱۱۹)

تاج الشریعہ نے وہابیوں میں پھوٹی اس وبائے عام کے علاج کے سلسلے میں نہایت کارگر نسخے تجویز کئے ہیں، جن کے وِرد واستعمال سے انہیں آج بھی شفائے عاجلہ کاملہ نصیب ہو سکتی ہے، وہ حیات بخش نسخے ''سفینۂ بخشش'' میں دستیاب ہیں یہاں فقط ان کا ایک نمونہ دکھایا جا رہا ہے:

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں، ثریا کو ثریٰ کر دیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۵)

جو مستغنی ہوا ان سے مقدر اس کا خیبت ہے
خلیل اللہ کو ہنگامِ محشر ان کی حاجت ہے
زمیں میں وہ محمد ہیں، وہ احمد آسمانوں میں
یہاں بھی ان کا چرچا ہے وہاں بھی ان کی مدحت ہے

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۹)

حاسدانِ شاہِ دیں کو دیجئے اختؔر جواب
درحقیقت مصطفی پیارے ہیں سلطانِ جمال

(سفینۂ بخشش ص ۷۹)



جو نماز یادِ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر ادا ہوتی ہے، اس کی لطافت و لذت کا انداز ہی نرالا ہوا کرتا ہے ورنہ اگر اس سے عاری ہو تو وہ نماز صاحبِ نماز کو مقبولیت و سرفرازی کا کوئی تمغہ ودیعت نہیں کر سکتی بلکہ وہ اس لائق ہے کہ اس کے منھ پر مار دی جائے۔ سفینۂ بخشش میں اس پہلو کی نزاکت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس کا حامل ہر شعر انکشافِ حقیقت میں اپنا جواب نہیں رکھتا:

سر ہے سجدے میں خیالِ رخِ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے
سجدہ بے الفتِ سرکار عبث ہے نجدی!
مہرِ لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۶)

جبینِ وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہرِ شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیرِ محبت

نہ یابند ہرگز قبول از الٰہی

(سفینۂ بخشش ص ۲۰۸)

درحقیقت ان اشعار میں آپ نے اس باطل نظریئے کی قلعی کھولی ہے جوفرقۂ ضال ومضل وہابیہ کی خباثت آمیز ذہنیت کی ناپاک اختراع ہے کہ نماز میں حضور کا خیال گاؤوخر کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ہے:

''صرفِ ہمت بسوئے شیخ وامثالِ آں از معظمین گو جنابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشند بچندی مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ وخرِ خود است''

(صراط مستقیم ص ۸۶)



وہابیہ اپنی کجروی اور دریدہ دہنی میں اتنے جری واقع ہوئے ہیں کہ انہیں یہ کہتے ہوئے بھی ذرا جھجک محسوس نہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے۔ تقویۃ الایمان میں ''اینٹ کہیں کی کہیں کا روڑا۔۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا'' کے مصداق ایک حدیث کے ترجمہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھ مارا:

''ف۔ یعنی میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں''

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۲)

درج بالا عبارت پر صاحبِ سفینۂ بخشش کا ریمارک ملاحظہ کریں جس میں حقیقت کی تابانی پورے طور پر اپنا شباب بکھیر رہی ہے:

مرکے مٹی میں ملے وہ، نجدیو! بالکل غلط
حسبِ سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطانِ جمال

(سفینۂ بخشش ص ۷۸)

نجدیوں کی تردید میں تاج الشریعہ نے ''حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کا انتہائی بصیرت افروز عقیدہ اجاگر کیا ہے جس کی تائید میں بے شمار احادیث وآثار پیش کئے جا سکتے

ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الانبیآء احیاء فی قبورھم یصلون۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

"عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الانبیآء فی قبورھم یصلّون"

(مسند ابی یعلی الموصلی ۶: ۱۴۷ مطبوعہ بیروت)

امام سمہودی فرماتے ہیں:

لا شک فی حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وفاتہ وکذا سائر الانبیآء علیھم الصلاۃ والسلام احیاء فی قبورھم۔

(وفاء الوفا ۴: ۱۳۵۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات میں کسی قسم کا شک نہیں اور اسی طرح دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔



وہابیہ کو ضد ہے کہ شہر مدینہ کا احترام بجالانا بھی شرک سے خالی نہیں۔ چنانچہ "تقویۃ الایمان" میں ہے:

"گردو پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی تعظیم کے لائق ہیں، یا

یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح
شرک ثابت ہوتا ہے''

(تقویۃ الایمان ص ۳۳/تا ۳۵)

ایک طرف وہابیہ کی یہ چیخ و پکار ہے اور دوسری طرف کلامِ ربانی میں شہر مدینہ کے لائقِ عزت ہونے کا کھلا اظہار ہے:

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد

(البلد:۱/۲)

مجھے اس شہر کی قسم! کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

(کنز الایمان مطبوعہ دہلی ص ۸٦٦)

اس صراحتِ قرآنی پر ایک نظر ڈالنے والا ضرور شہر مدینہ کو ہر حال میں مقدس و معظم جانے گا اور ''تقویۃ الایمان'' کے ذریعے لگائی جانے والی بندشِ بے جا کا شیش محل چکنا چور کرتے ہوئے ایک مومن کی زبان میں یہی پکارے گا:

خدا یاد فرمائے سوگندِ طیبہ
زہے عظمت و افتخارِ مدینہ

(سفینۂ بخشش ص ۹۷)

یہ خاکِ کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

(سفینۂ بخشش ص ۷٦)

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقتِ طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ ہی میں مل جاتا

(سفینۂ بخشش ص ٦۷)

واقعی تاج الشریعہ وہ مومنِ کامل اور عاشقِ صادق ہیں جنہیں شہر حبیب کی گلیاں بھی پیاری ہیں اور اس کے خار و صحرا بھی:

بس انوکھی ہے مدینے کی بہار
رشکِ صد گل ہیں اسی گلشن کے خار

(سفینۂ بخشش ص)



تقویۃ الایمان میں ہے:

''انسان سب آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے''

(تقویۃ الایمان ص ۱۳۱)

''جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے''

(تقویۃ الایمان ص ۱۳۱)

تاج الشریعہ کی نگاہ سے وہابیہ کا کوئی بھی مکر پوشیدہ نہیں ہے۔ کلکِ رضا کا خنجر خوں خوار لے کر جب آپ نکلتے ہیں تو نجدیت کا میدان کانپنے لگتا ہے تقویۃ الایمان کی مذکورہ بالا تحریر کے پرخچے اڑانے والے چند اشعار دیکھیں:

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جانِ عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

(سفینۂ بخشش ص ۲۶)

وہ رگِ جانِ دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۷)



وہابیہ حجازِ پاک میں جب سے برسر اقتدار ہوئے ہیں۔ عشق و وفا کے سارے مظاہر و مناظر ماند پڑ گئے ہیں لہٰذا اس پاک سرزمین سے ان کا انخلا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ اس

تعلق سے تاج الشریعہ کی حسرتِ دیرینہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے:

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی! تا بکے
یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۲۴)

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ! عجلت کیجئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۲۷)

فرقۂ دیابنہ کی سرکوبی:

فرقۂ دیابنہ، فرقۂ وہابیہ کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک نوزائیدہ فرقہ ہے اور اسے بھی عامۃ المسلمین پر شرک وبدعت کا نشانہ سادھنے اور پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ہفوات بکنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ اس تحریک کو بڑھاوا دینے میں مولوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی پیش پیش نظر آتے ہیں جن کی متعدد تحریریں مسلمانوں میں انتشار واختلاف کا باعث ہیں۔ تاج الشریعہ اپنے مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں بار باران کی آفتوں، سازشوں غیر اسلامی سرگرمیوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ خامۂ تاج الشریعہ کے ذریعے تھانوی جی کی سرکوبی کا ایک عبرت ناک منظر ملاحظہ ہو۔

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیمِ تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۶)

مصرعۂ اولیٰ میں اس ایمان سوز عبارت کی جانب اشارہ ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا علم غیب تو بہائم کو بھی حاصل ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

''اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو

زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے‘‘

(حفظ الایمان ص ۱۵)

درج بالا شعر کا دوسرا مصرعہ یہ انکشاف کر رہا ہے کہ علم غیب کے تعلق سے ایسا منحوس خیال اسلامی نقطۂ نظر کے تحت نہیں بلکہ فکرِ شیطانی کے زیر اثر ابھر کر سامنے آیا ہے۔



اسی طرح اس جماعت سے تعلق رکھنے والے، حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ان کے خیال میں حضور کے بعد اور نبی کا آنا ممکن ہے۔ جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب ’’تحذیر الناس‘‘ سے ظاہر ہے، کلیجے پر ہاتھ رکھ کر ذرا یہ عبارت ملاحظہ کریں:

’’عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں‘‘

(تحذیر الناس ص ۴/۵)

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر یہ عبارت بھی درج ہے:

’’بلکہ اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے‘‘

(تحذیر الناس ص ۴/۵)

واضح رہے کہ تاج الشریعہ اس خانوادے کے چشم وچراغ ہیں جس نے ہمیشہ دین وشریعت اور ناموسِ رسالت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا نہ صرف جواب دیا ہے بلکہ وقت کے ہر فتنہ پرداز کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر ہی دم لیا ہے۔

آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

نے قاسم نانوتوی کے اس خود ساختہ نظریہ وخیال پر شرعی ایراد قائم فرما کر حرمتِ ناموسِ رسالت کی پاسبانی کا جو خوش گوار فریضہ انجام دیا ہے وہ اہلسنت کی تاریخ کا روشن باب ہے۔

حسام الحرمین پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمائے عرب وعجم کی اکثریت نے اعلیٰ حضرت کی اس عظیم خدمت کو تہِ دل سے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ قاسم نانوتوی اور ان کے امثال کی قابلِ مؤاخذہ عبارتوں پر اعلیٰ حضرت نے جو شرعی حکم قلمبند کیا ہے اس پر محتاط اسلامی محققین ومفکرین کی جانب سے تائیدی وتقریظی کلمات سے سینکڑوں صفحات درخشندہ وتابندہ نظر آتے ہیں۔ کلکِ رضا کی یہی جولانی حضور تاج الشریعہ کی منظوم نگارشات میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اس کی خوبصورت مثال وہ اشعار ہیں جو ''فرقۂ قادیانی کی سرکوبی'' کے ذیلی عنوان کے تحت نقل ہوئے ہیں۔

سفینۂ بخشش کے ان اشعار میں جہاں عقیدۂ باطلہ کی شدید مذمت کی گئی ہے وہیں ان کے ذریعے فکرِ قرآنی کا خوبصورت دفاع بھی کیا گیا ہے جس سے قلب ونظر کا ہر دریچہ نورِ بصیرت کشید کر رہا ہے۔



یوں ہی محققینِ اسلام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سراپا نور ہے اور آپ کا جسم نازنیں سایہ سے بے نیاز تھا مگر بعض حلقوں کو اس حقیقت سے بھی انکار ہے اور وہ گاہے گاہے اس مسئلہ پر بھی بے جا خیال آرائی کرتے رہے ہیں۔ صاحبِ سفینۂ بخشش نے انہیں اس طرح آئینہ دکھایا ہے:

یہ سن لیں سایۂ جسمِ پیمبر ڈھونڈنے والے
بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکر پیمبر کا
وہ ظلِّ ذاتِ رحماں ہیں نبوت کے مہِ تاباں
نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا نہ سایہ ماہ واختر کا

(سفینۂ بخشش ص ۷۱،۷۲)

سایۂ ذات کیوں نظر آئے
نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے
(سفینۂ بخشش ص ۱۵۰)



گروہِ دیوبند کا حقیقی روپ دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ''رسول دشمنی'' ہی سے اس کا خمیر تیار ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا بڑے سے بڑا سرغنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ''اہانت و بے ادبی'' کا کوئی چھوٹا سے چھوٹا موقع بھی ہاتھ سے جانے دینا پسند نہیں کرتا۔ اس جماعت کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے کہ ''شیطان کا علم (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ پاک سے زیادہ ہے۔'' چنانچہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب ''براہینِ قاطعہ'' (مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی) میں لکھتا ہے:

''الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم) نص (آیات واحادیث) سے ثابت ہوئی فخرِ عالم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (براہینِ قاطعہ ص ۵۵)

واقعہ یہ ہے کہ یہ عبارت بھی اہلِ علم و تحقیق کے نزدیک مردود قرار پا چکی ہے۔ اور با ضابطہ ''حسام الحرمین'' میں اس کا شرعی حکم بیان ہو چکا ہے۔ سفینۂ بخشش سے اس کی تردید میں یہ اشعار پیش کئے جا سکتے ہیں:

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سرِ عرشِ بریں جن کا قدم ہے
(سفینۂ بخشش ص ۱۱۸)

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منھ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہینِ سلطانِ جمال

(سفینۂ بخشش ص۷۹)



یکے از تر جمانانِ دیابنہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی باطل افکار ونظریات کی حمایت و اشاعت میں اپنے ہم خیال علما کے شانہ بشانہ نظر آتا ہے۔ اس نے اپنے فتاویٰ اور دیگر تحریرات کے ذریعے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے میں اہم رول ادا کیا ہے اللہ ورسول کی شان میں ''اہانت وبے ادبی'' اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

''خدا جھوٹ بول سکتا ہے'' لکھ کر جہاں اس نے شانِ الوہیت میں ''عیب جوئی'' کی جسارت کی ہے، وہیں شانِ رسالت میں کئی توہین آمیز کلمات اس سے منسوب ہیں۔ مثال کے طور پر اس کے مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کی یہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۲۷۲)

سوال: محفل میلاد میں، جس میں روایات صحیح پڑھی جاویں اور لاف وگذاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۲۷۴)

''مجلسِ مولود شریف جس میں روایاتِ موضوعہ کاذبہ نہ ہوں اس میں بھی شرکت منع ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

''یہ ہر روز اعادۂ ولادت تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکتِ قبیحہ قابلِ لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے'' (فتاویٰ رشیدیہ)

’’الحاصل یہ قیام صورتِ اولیٰ میں بدعت ومنکر دوسری صورت میں حرام وفسق تیسری صورت کفر وشرک چوتھی صورت میں اتباعِ ہویٰ اور گناہِ کبیرہ ہوتا ہے۔پس کسی وجہ سے مشروع وجائز نہیں‘‘۔(فتاویٰ رشیدیہ)

فتاویٰ رشیدیہ کی اس طرح کی تحریروں پر عالمِ اسلام کی جانب سے ہمیشہ شدید ردِ عمل کا اظہار ہوتا رہاہے،اس کی ایک جھلک سفینۂ بخشش میں بھی دیکھی جاسکتی ہے:

ذکرِ سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مرجائے جل کے کینے سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۵)

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہتمامِ میلاد سے گنگوہی جی کی اسی جلن کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ’’کواخوری‘‘ میں ثواب کا پہلوڈھونڈ نکالا،اور ایک سوال کے جواب میں بلا تأمل یہ فتویٰ صادر کردیا:

سوال:جس جگہ زاغ معروفہ کالا کوا کوکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس ’’کوا‘‘ کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

جواب:ثواب ہوگا۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل مکتبہ رحمانیہ لاہورص ۷ ۴۳)

(فتاویٰ رشیدیہ)

آج بھی کتنے صاحبانِ جبہ ودستار،گنگوہی جی کی اتباع میں مجلسِ میلاد کے منکر ہیں۔تاج الشریعہ نے بزبانِ شعران کی بھی اچھی طرح خبرلی ہے،فرماتے ہیں:

جن کو شیرینئ میلاد سے گھن آتی ہے
عقل کے اندھے انہیں کوا کھلا جاتے ہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۳)

جو جنونِ خلد میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۶)

قادیانی فرقے کی سرکوبی:

اقلیمِ ہند کی صدیوں پر محیط خالص اسلامی و روحانی فضا کو اپنے خودساختہ خیالات و افکار سے متعفن کرنے والی جماعتوں کی فہرست میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فرقہ بھی شامل ہے، جنہوں نے اپنی جھوٹی پیغمبری کا ڈھنڈورا پیٹ کر ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کا مذاق اڑایا۔ ان کے ہفوات کے بدنما داغ دھبوں سے سینکڑوں صفحات کے دامن آلودہ دکھائی دیتے ہیں، بطورِ نمونہ چند تراشے حسبِ ذیل ہیں:

''مجھے وحیٔ الٰہی اور امورِ غیبیہ کی نعمت عطا فرما کر نبی بنایا گیا ہے''

(حقیقۃ الوحی، مطبع میگزین قادیان ص ۴۰۶)

''جس طرح قرآن شریف یقینی طور پر خدا کا کلام ہے، اسی طرح مجھ پر نازل ہونے والا کلام بھی یقیناً خدا کا کلام ہے''

(حقیقۃ الوحی، مطبع میگزین قادیان ص ۲۲۰)

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''

(دافع البلا، مطبع ضیاء الاسلام قادیان ص ۲۳۱)

واضح رہے کہ تاج الشریعہ کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ اس کی موضوعاتی پیشکش میں وسعت وتنوع کی ایک بارات اتر آئی ہے۔ آپ نے اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ خاتمیت کا حسین و دیدہ زیب مضمون باندھ کر ''قادیانیت'' کے منھ پر زور دار طمانچہ رسید کیا ہے اور اس تعلق سے قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں حقیقت کی رونمائی کا شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ سفینۂ بخشش''میں یوں گہر افشانی فرماتے ہیں:

کرنا تھا خدا کو ہم پہ آشکارا
آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا
کوئی بھی نبی ہو پچھلی امتوں کا
تم کو سب پہ سبقت، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعرۂ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۲)

کیجئے یادِ ختامُ الانبیا
ختم یوں ہر رنج وکلفت کیجئے
طے ہو نامِ پاک پر میری کتاب
یہ کرم ختمِ رسالت کیجئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۲۸)

حسنِ اول کی نمودِ اولیں
بزمِ آخر کا اجالا آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۲ ر تا ۱۳۳)

فاتح وخاتمِ پیامبری
گلشنِ دہر کی بہار سلام

(سفینۂ بخشش ص ۱۹۱)

رافضیوں کی سرکوبی:

رافضی یا شیعہ ایک ایسا نام نہاد اسلامی فرقہ ہے جس کے عقائد ونظریات قرآن و سنت سے ذرا بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ جس نے اصحابِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا بازی ہی کو معاذ اللہ جزوِ اسلام سمجھ لیا ہے۔

لہٰذا ہر دور میں علمائے حق کی طرف سے ان کی تردید و مذمت ہوتی رہی ہے۔ بارہویں صدی ہجری میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' لکھ کر رافضیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی۔

عصر جدید میں خمینی رافضی نے ''شیعیت'' کی نشاۃ ثانیہ کا بیڑا اٹھایا اور انہوں نے ''بانئ انقلاب اسلامی'' کا لقب اختیار کر کے اپنی تحریرات سے عجیب وغریب خیالات کو

جنم دیا، جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ کائنات کے ذرے ذرے پر ائمہ کی تکوینی حکومت ہے

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۷۸)

۲۔ ائمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء ومرسلین سے بالاتر ہے

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۷۸)

۳۔ ائمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۹۱)

۴۔ ائمہ کی تعلیمات قرآنی احکام وتعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں

(الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۱۱۳)

۵۔ توحید ورسالت کی شہادت کے ساتھ بارہ اماموں کی امامت کی شہادت دینا بھی جزوِ ایمان ہے

(تحریر الوسیلہ ص ۱۵)

خمینی اپنے زورِ اقتدار کے نشے میں اپنے پڑوسی ملک ''عراق'' کو محض اس لئے تباہ کردینا چاہتے تھے کہ وہاں کی غالب اکثریت خوش عقیدہ مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ سفینۂ بخشش میں ایک پوری نظم بزبانِ عربی، خمینی کی نذر ہے، جس میں حضرت تاج الشریعہ نے خمینی کے باطل افکار ونظریات کی کھلے عام تردید کی ہے۔ قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے اس نظم کے مکمل اشعار پیشِ خدمت ہیں:

الا یا خمینیی یا فاجر
افسق من ضلالک یا خاسر
افیضوا بہیجاء او اقصروا
فجیش العراق ہو الظافر
أبی ان یہون العراق الأبی
فمجد العراق ہو الظاہر

وان العــــراق بعليــــاءه
لفــی غايــة مــا لـهــا حــازر
ليہنا العراق الحبيب العلیٰ
و مجــد مجيد لــــه زاہــــر
يظــل العــراق بحــرز الالٰــه
منيعــا فليــس لــه كاســر
ويردی الخميــنی واحزابــه
اذلاء ليــس لـهــم ناصــر
و يكفی العراق قتالَ العدی
مليکُ الوریٰ القادر القاہر

(سفینۂ بخشش ص ۵۷)

اس نظم کا ترجمہ حقیر کے قلم سے ملاحظہ ہو:

اے خمینی! اے بدی کا پتلا! ہو جا ہوشیار
اپنی گمراہی سے باز آ اے ذلیل و بے وقار

جنگ پر آمادہ ہو، یا چھوڑ دو اس کا فراق
غالب آنے والی ہے ہر حال میں فوجِ عراق

رسوا کیوں کر ہو عراقِ پاک جو خود دار ہے
غلبہ ہی اس کے گلوئے نازنیں کا ہار ہے

اس علوئے شان کی منزل پہ فائز ہے عراق
دم بخود ہے جس کے آگے دیدۂ پُر اشتیاق

ہو مبارک پیارے اقلیمِ مبارک کو علو
اور اسے اس کی بزرگی اور عظیم الشان خو

زیرِ حرزِ کبریا وہ اس قدر ہے پائے دار
توڑ سکتی ہے نہ جس کو کوئی طاقت زینہار

ہاں! خمینی اور اس کی فوج، سب مرجائیں گے
ہو کے خوار ایسے، کہیں یا ورنہ اپنا پائیں گے

ہے عراق اپنے عدو سے معرکہ میں سرفراز
اس کو بس ہے زور و غلبہ والا ربِّ کارساز

ردّ نصاریٰ:

فحاشی وعریانیت کو فروغ دینے اور اخلاقی اقدار کو دقیانوسیت سے تعبیر کرنے والی تہذیبِ فرنگی نے مسلمانوں کی عزت و شرافت کو داؤ پر لگا دیا ہے، اور اس کی ظاہری چمک دمک اور ترقی و آسائش کے بلند بانگ نمائشی دعوؤں سے انسانی آبادی بری طرح متأثر ہو رہی ہے۔ سفینۂ بخشش میں اس زہر کا بھی تریاق موجود ہے:

طوقِ تہذیبِ فرنگی توڑ ڈالو مومنو!
تیرگی انجام ہے، یہ روشنی اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۷)

فریبِ نفس میں ہمدم نہ آنا
بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۹)

ریت آقا کی چھوڑ دی ہم نے
اپنی مہمان اب تباہی ہے

(سفینۂ بخشش ص ۱۵۰)

صلح کلیت کی سرکوبی:

آج کچھ ''اتحادیوں'' نے دین و مسلک کو ''بازیچۂ اطفال'' بنالیا ہے اور دن بدن فکر

ونظر کے زاویئے تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ نے ان تماشہ گروں کے مزاج ورجحان کو بہت پہلے ہی پرکھ لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعرانہ پیکر تراشی میں بھی حقیقت وبصیرت کی عکاسی ونقاشی کا ایک سبز وشاداب گلشن آباد نظر آتا ہے۔

ذرا آیئے ہم بھی اس کی تازہ بہاروں سے اپنے مشامِ جاں کو معطر کرتے چلیں۔ سر دست ایک مہکتا ہوا گلاب نذرِ خدمت ہے:

اس دورِ مصلحت میں وفا کوئی شئے نہیں
گاہے ہوئے ہمارے تو گاہے بدل گئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۸)

لیکن حجابِ مصلحت میں کچھ بھیانک چہروں کو دیکھ کر وہ قطعاً نہیں گھبراتے بلکہ حالات کی موجوں کا کلیجہ چیر کر کامیاب وسرخرو گزرجانے کا ہنر جانتے ہیں:

اختؔر لگائیے لو نبیٔ کریم سے
کیا فکرِ اہلِ دنیا جو سارے بدل گئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۸)



بلکہ وہ جو ہنر جانتے ہیں، ان کی خواہش ہے تمنا ہے کہ اس سے نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی ملت کے ہر خرد وکلاں کو فیض پہنچے اور کوئی بھی وقت کی ستم ظریفی کا رونا رونے کی حماقت نہ کرے:

نہ گھبرا حادثاتِ دہر سے اتنا مرے ہمدم
یہ دنیا ہے کبھی یہ ایک حالت پر نہیں ڈٹتی

(سفینۂ بخشش ص ۲۰۷)



جو دنیا پرست ہوتا ہے اس کی حالت دنیا سے کچھ مختلف نہیں ہوتی، اور جسے اپنا مسلک و مذہب عزیز ہوتا ہے وہ ہوا کے رخ پر نہیں چلتا بلکہ وہ اپنے مخلص رہنما کے نقشِ قدم کی برکتوں میں ڈوب کر یہ راگ الاپتا ہے:

جہاں میں عام پیغامِ شہِ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدیدِ وفا کر دیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۶)



انگریزی اقتدار کے زیر اثر پروان چڑھنے والی جماعتوں پر ''جلوۂ دانشِ فرنگ'' نے ایسا جادو کیا کہ ان کی آنکھیں ''خاکِ مدینہ و نجف'' کے سرمے سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئیں۔ اور ان کی صحبت و تعلیمات نے کتنوں کو نبی سے بیگانہ کر دیا، لہٰذا ایمانی تقاضہ یہی ہے کہ ایسوں کے سائے سے بھی خود کو محفوظ رکھا جائے۔ اس تناظر میں سفینۂ بخشش کا یہ شعر ہمارے حق میں ایسی للکار ہے جس پر لبیک کہنے ہی میں ہماری متاعِ ایمان کی حفاظت کا راز پنہاں ہے:

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۳۶)



تاج الشریعہ کو اپنے اکابر و معاصر بزرگوں سے بھی والہانہ لگاؤ رہا ہے کہ انہوں نے فروغِ مسلک و مذہب و ترسیلِ پیغامِ رضا کی راہ میں بے لوث قربانیاں پیش کی ہیں اور دینی و شرعی معاملات میں ادنیٰ سے ادنیٰ ''مداہنت'' بھی ان کے لئے ناقابلِ برداشت رہی ہے لہٰذا آپ نے ان کی ان پاکیزہ اور لائقِ تقلید اداؤں کو دل کی ہزار گہرائی سے خراجِ تحسین پیش کیا ہے جس کا خوبصورت نمونہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے:

احسن العلما کی شان میں

اے نقیبِ اعلیٰ حضرت مصطفی حیدر حسن
اے بہارِ باغِ زہرا میرے برکاتی چمن
استقامت کا وہ کوہِ محکم و بالا، حسن
اشرف و افضل، نجیبِ عترتِ زہرا، حسن

(سفینۂ بخشش ص ۱۷۳)

سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے پیکِ رضا ملتا نہیں
وہ امینِ اہلسنت رازدارِ مرتضیٰ
اشرف و افضل، نجیبِ باصفا ملتا نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۷۲)

مجاہدِ ملت کی شان میں

میں رحلتِ مجاہدِ ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں
وہ یادگارِ حجۃ الاسلام اب نہیں
اندوہ گیں ہے آج شبستانِ علمِ دیں
نسرینِ گلستانِ صدرُ الشریعہ بود
بوئے خودش گزاشتہ اندر چمن ربود

(سفینۂ بخشش ص ۱۸۳)



بعض جدیدیئے ”مسلکِ اعلیٰ حضرت“ کے خوش نما نعرے سے جی چراتے ہیں، اور اپنی مساعئ نامحمود کے زور پر اس انتظار میں ہیں کہ لوگ اس امامِ اہلسنت محسنِ قوم وملت

اعلیٰ حضرت کی روش کو بھول کر ''وقت'' کے دھارے میں گم ہو جائیں۔لیکن یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا، تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

شاخِ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۷)



جن لوگوں کو تاج الشریعہ کا ''تصلب فی الدین'' پسند نہ آیا اور ''استقامۃ علی الشریعۃ'' ایک آنکھ نہ بھائی انہوں نے آپ کی پگڑی اچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔لیکن آپ کی حیثیت ایک مخلص قائد اور غمگسار پیشوا کی تھی۔اس لئے انتقام پر ہزار قدرت کے باوصف فہمائش واصلاح کے مشن پر قائم رہے۔جس کے سینے میں پتھر نہیں دل ہے، وہی ان اشعار میں چھپے درد کا احساس کر سکتا ہے:

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو!
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دورِ ستم گر میں

(سفینۂ بخشش ص ۸۱)

گردشِ دور! ہمیں چھیڑ نہ اتنا، ورنہ
اپنے نالوں سے ابھی حشر اٹھا یا ہوگا

(سفینۂ بخشش ص ۱۹۷)

اس کے علاوہ آپ کی زبان پر کبھی حرفِ شکایت نہ آیا بلکہ اپنا استغاثہ اس خاکساری کے ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گہر بار میں پیش کر کے فخر محسوس کیا:

تیری خاطر ذلیل ہونا ہے
میری عزت مِرے وقار! سلام

(سفینۂ بخشش ص ۱۹۰)

دہر میں ہے کیا شئے تم سے جو نہاں ہے
تم پہ حالِ اختر بالیقیں عیاں ہے
بس مری خموشی ہی مری زباں ہے
کیا کروں شکایت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۳ / ۱۰۴)

آپ پوری طرح اس بات میں یقین رکھتے تھے کہ نبیٔ کونین سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی راہ میں گوارا کی جانے والی یہی ذلت، حقیقت میں اخروی عزت کا پیش خیمہ ہے۔ لہٰذا اپنے معبودِ حقیقی سے ہمیشہ اس امتحان میں کامیابی کی سند کے ملتجی رہے:

پسِ ممات نہ بدنام ہو ترا اختر
الٰہی! اس کو بچا لینا طعنِ اعدا سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۴۹)

اٹھے شورِ مبارکباد، ان سے جا ملا اختر
غمِ جاناں میں کس درجہ حسیں انجامِ فرقت ہے

(سفینۂ بخشش ص ۱۱۷)

اور شاید وہ سند پروردگار نے عطا کردی۔ اور پیر فلک نے وہ منظر اپنی نگاہوں سے دیکھ لیا۔ مفتیٔ اعظم کے اس ذرے نے اس شان سے رحلت فرمائی کہ ہجومِ عاشقاں سے بریلی کی گلیاں تنگ پڑ گئیں۔ اپنے تو اپنے بیگانوں کے سر بھی مقبولیت کے اعتراف میں جھک گئے۔

مفتیٔ اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۱۷۰)

مآخذ ومراجع

الانشراح:

البقرۃ:

الضحیٰ:

الحکومۃ الاسلامیۃ روح اللہ الموسوی الخمینی

دارالولاء بیروت لبنان ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

براہینِ قاطعہ خلیل احمد انبیٹھوی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔۱۹۸۷ء

تحذیر الناس قاسم نانوتوی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔۱

تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی

مکتبہ خلیل غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور ۱۹۹۹ء

حفظ الایمان اشرف علی تھانوی

دارالکتاب دیوبند

حقیقۃ الوحی مرزا غلام احمد قادیانی

مطبع میگزین قادیان

دافع البلا مرزا غلام احمد قادیانی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

سفینۂ بخشش اختر رضا خاں

جمعیت رضائے مصطفی جمشید روڈ کراچی ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

صراط مستقیم فارسی اسماعیل دہلوی

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور۔۲

فتاویٰ رشیدیہ رشید احمد گنگوہی

کنز الایمان احمد رضا خان

ایم عاشقین اینڈ کمپنی چتلی قبر جامع مسجد دہلی

مسند ابی یعلی الموصلی ابویعلی الموصلی/تحقیق: حسین سلیم اسد

مطبوعہ بیروت

مسند ابی یعلی الموصلی جلد ثالث تحقیق: ارشاد الحق الاثری

موسسہ علوم القرآن، بیروت



’’سفینۂ بخشش‘‘ میں فرق ہائے باطلہ کی تردید

غلام مصطفی رضوی (نوری مشن مالیگاؤں)

زہدوورع، تقویٰ وطہارت، شرافت ونجابت، اخلاق وکردار کی چمک دمک، اخلاص کا جوہراور افکار کی تابندگی نیز علم وعمل کی جولانی ان خوبیوں اور خصائل کا شخص واحد میں یکجا ہو جانا حیرت وتعجب کی بات ہے۔ عصر حاضر میں اس خصوص میں نابغۂ عصر تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری اخترؔ بریلوی مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی نمایاں وممتاز ہے۔ اکناف عالم میں آپ کے پائے اور رتبے کا کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ آپ کی دینی و علمی، دعوتی وتبلیغی، فکری وفقہی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع، ہمہ پہلو اور ہمہ وصف ہے۔ ان تمام خوبیوں پر مستزاد یہ کہ آپ ایک باکمال اور محتاط نعت گو شاعر بھی ہیں۔

دین پر تصلب واستقامت کا جوہر ورثے میں ملا ہے بایں سبب احقاق حق وابطال باطل میں اس دور میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو مثالی بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ مصلحت اور مفاد کے اس ماحول میں جب کہ بہت سے صاحبان جاہ وکلاہ بھی مداہنت سے کام لے لیتے ہیں، تاج الشریعہ کے یہاں عقیدہ وایمان کے بارے میں کسی قسم کی مصلحت یا سمجھوتے کا گزر تک نہیں بلکہ شریعت کی بالادستی اور پاس داری کا ہر آن پاس ولحاظ رکھتے اور اسی کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

آپ عالم اسلام کے مرجع فتاویٰ ہیں، فن تفسیر اور حدیث وفقہ میں مہارت رکھتے

ہیں ساتھ ہی شعری ذوق بھی وراثت میں ملا ہے، جدید لب ولہجے میں دسترس رکھتے ہیں۔ تصلب فی الدین اور عقیدے کی پختگی آپ کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں اور یہی اوصاف آپ کے شعر شعر میں پیوست ونمایاں نظر آتے ہیں۔اور یہ درس امام احمد رضا محدث بریلوی کا بھی ہے کہ

دشمن احمد پہ شدت کیجیے

دین وایمان کی سلامتی کو مقدم رکھنا ہی چاہیے، اگر یہ سلامت نہیں تو جینا کیا جینا ہے، زندگی بے کیف ہو جاتی ہے، اگر ایمان کا جوہر سلامت ہے تو زندگی کا سرور باقی ہے، حیات کی تازگی وتمکنت اور رعنائی باقی ہے اور اس کے لیے ان فرقوں اور گروہوں سے بہر صورت بچنا ہوگا جو عقیدے کو تباہ کر دینے پر آمادۂ پیکار ہیں، جو متاع ایمانی کو لوٹنے کی تاک میں ہر آن لگے ہوئے ہیں، ان کے دام فریب سے آگہی رکھنا، ان کے شر سے قوم کو باخبر کرنا ضروری ہے، اس رخ سے تاج الشریعہ حضرت اختؔر بریلوی کے مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں کافی مواد ملتا ہے۔جس سے استفادہ عہد کی ضرورت بھی ہے اور دین کے فکری اثاثے کے تحفظ کا ایک اہتمام بھی۔

شعرا نے عہد کے تقاضوں کا التزام صنف نعت میں بھی ملحوظ رکھا، اور یہ روایت عہد رسالت سے برابر چلی آرہی ہے، جب کفار مکہ اور دشمنان رسول گستاخی واہانت کے بول بولتے تو ان کی ہجو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار کہتے، نعت میں جہاں اوصاف مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے وہیں دشمنوں کی مذمت بھی کرتے اور ان پر تنقید بھی۔اور یہ سلسلہ بعد کے عہد میں پورے اہتمام کے ساتھ قائم رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کو مسلمانوں کی ایمانی شوکت وحمیت کا اندازہ ومشاہدہ ہو چلا تھا، انھوں نے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کا ایک منظم اور عملی منصوبہ بنایا اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقوش دل آویز کو دلوں سے

جدا کرنے کے لیے نام نہاد علما خریدے گئے، ان کے قلم سے بارگاہ رسالت میں گستاخی و اہانت کروائی گئی، بے ادبی اور توہین کے کلمات لکھوائے گئے، اور یوں مسلمانوں میں کئی بدعقیدہ فرقے وجود پاگئے۔ ان میں وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہم زیادہ نمایاں ہیں جن کے لٹریچر میں توہین رسالت کا پہلو کثرت سے ملتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ان کے مکروفریب سے ملت کو خبردار کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور ملت کے اساسی سرمائے ''ناموس رسالت'' کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا، اس سلسلے میں آپ کے دیوان ''حدائق بخشش'' کا بھی اہم کردار رہا ہے۔ اور یہی وصف تاج الشریعہ حضرت اخترؔ بریلوی کی شاعری میں بھی مستور ہے۔

شعر گوئی اور سخن آرائی میں تاج الشریعہ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اس جہت میں کامیاب گزرنے کے لیے بڑی مہارت وریاضت نیز مشق درکار ہوتی ہے، لیکن تاج الشریعہ شعر برائے شعر نہیں کہتے بلکہ اظہار عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے اشعار نوک قلم سے صفحۂ قرطاس پر جلوہ گر ہوتے ہیں، آپ کی شاعری محبت کی آئینہ دار ہے، جس میں عشق وعرفان کی جلوہ سامانی ہے، اور قلبی واردات موروثی امانت کی ترسیل کا نقش جمیل ہے، مولانا قاضی شہید عالم رضوی تحریر فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ کی شخصیت کا بہ غور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین و مذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونِ طبع، خوش کلامی، شعر فہمی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔''

شعر وادب میں نشتریت وتنقید کی فنی حیثیت مسلم رہی ہے، یہ جوہر تاج الشریعہ کے اشعار میں پورے طور پر موجود ہے جیسا کہ اس مضمون میں اسی حوالے سے اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس جائزہ کے لیے بہ طور مآخذ آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء) پیش نظر ہے۔

وہابی و دیوبندی علمانے اپنی کتابوں میں جو اہانتیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی ہیں وہ اس قدر شدید ہیں کہ ایک مومن کا کلیجہ انھیں پڑھ کر کانپ کانپ اٹھتا ہے اور ان سے نفرت کے جذبات خود بہ خود ابھر آتے ہیں، جس کا اظہار کبھی الفاظ میں، کبھی حرکات وسکنات اور گفتگو میں اور کبھی اشعار میں ہوتا ہے۔ تاج الشریعہ کے اشعار میں نشتریت کے اس رنگ کے ملاحظہ سے قلب عشق و وارفتگی کی تپش کا اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داغ سینے میں بس جائے تو وہ ظلمتوں کی تاریکی میں روشنی کا ہالہ بن جاتا ہے، اس رخ سے ہمارے ممدوح کیا دل لگتی بات کہتے ہیں، جو دل میں بس کے رہ جاتی ہے اور فکر کی گہرائی میں اتر جاتی ہے ؎

ظلمتوں میں روشنی کے واسطے
داغ سینہ کی حفاظت کیجئے

وارفتگی و جاں نثاری کا درس بھی خوب دیا ہے، جو دل میں نقش کر لینے سے تعلق رکھتا ہے، کیسا ایمان افروز مضمون باندھا ہے کہ ایمان کی کھیتی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، زبان عش عش کر اٹھتی ہے اور مضمون آفرینی کے جلوے شعری حسن کو دوچند کر دیتے ہیں ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کر دیں

جب توہین رسالت معمول بن جائے اور گستاخی مشن تو ان کے لیے ذکر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑا بھاری ہوتا ہے، اس ذکر سے ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، لیکن ایمان والے کی علامت ہے کہ ''وصف ماہ طیبہ'' اور ''ذکر سرکار'' سے اپنے قلب بے چین کو تسکین دیتے رہتا ہے، بھلے سے کسی کی حالت ''غیر'' ہو جائے، یا حسد سے دل جل اٹھیں یا سینے پھکنے لگیں ؎

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے

ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں
تیز کیجئے سینۂ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجئے

دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے صحیح روایات کے ساتھ بھی میلا دپڑھنے کو ناجائز بتایا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ،ص ۱۳۱،مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی) تو میلا د مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی کیفیت ضرور مضمحل ہوجاتی ہوگی،اسی لیے یہ اس سے خار کھاتے ہیں۔اوراس کے منانے والوں پر جلتے، برستے اور کڑھتے ہیں۔

وہابی پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا:

’’جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیا ہوں یا اولیا ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انھیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔‘‘

(تقویۃ الایمان،مطبوعہ مکتبۂ تھانوی دیوبند،ص ۱۷)

ان کے ایک دوسرے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

’’انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔‘‘

(تحذیر الناس،مطبوعہ دارالکتاب دیوبند،ص ۸)

ان دونوں عبارتوں میں کیسی جسارت اور بیباکی سے شان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین و بے ادبی کی گئی ہے۔ان میں توہین کے کئی پہلو ہیں، پہلی عبارت میں انبیا و اولیا کو بے بس کہا گیا، بڑا بھائی کہا گیا ہے۔دوسری عبارت میں بھی ہمسری بلکہ معاذ اللہ ’’عمل میں سبقت لے جانے‘‘ کا گھناؤنا عقیدہ رچا گیا ہے۔حالاں

کہ رحمت عالم نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وعظمت، شرف وفضیلت، اختیار و عطا، نوازش وسخاوت کا یہ حال کہ بہ قول تاج الشریعہ ؎

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٰ ہمسری کرنے والوں کو یہ آیت مبارکہ دعوت غور وفکر دیتی ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ: ۲۵۳)

''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا'' (کنزالایمان)

اس کے تحت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی ''خزائن العرفان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوے شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیا پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل وکمالات جن میں آپ تمام انبیا پر فائق وافضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا 'درجوں بلند کیا' ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔'' (خزائن العرفان)

اس صراحت کی روشنی میں ہمسری کا دعویٰ کرنے والے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنے والے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیرہ دستی کا عقدہ کھل جاتا

ہے۔فریب آشکار ہوجاتا ہے،تاج الشریعہ نے ایسے بے ادب گروہ پر جونشتر لگائے ہیں اس کی ایک جھلک دیکھیں ۔

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

وہ رگ جان دوعالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے بُرے تیرے بڑے بھائی کے

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سر عرش بریں جن کا قدم ہے

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منھ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

رفعت وشان مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں خصائص مبارکہ ''رحمۃ للعالمین'' اور ''جان عالم'' و''رگ جان عالم'' کہہ کر منکرین کا رد کیا گیا ہے اور یہ کہ جن کا قدم مبارک عرش بریں پر ہے ان کی عظمت کیسی ارفع واعلیٰ ہے۔ہمسری کا دعویٰ کرنے والوں کے ہاتھ سے ایمان جاتا رہا اور وہ ذلت ونکبت سے دوچار ہوکر بصیرت وبصارت سے بھی عاری ہوگئے۔جنون خلد میں عقل برباد ہوگئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' (ص ۵۹۷) میں کوا کھانے کو ثواب لکھا ہے۔ان کے اس پہلو پر نشتر زنی ملاحظہ ہو ۔

جو جنون خلد میں کوئیں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دوسرے شعر میں مولوی اشرف علی تھانوی کے اس عقیدے کا رد ہے جو اس نے علم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں لکھا:

''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ص ۱۵)

تو اس نے علم غیب کو حیوانات کے علم سے تشبیہ دی (معاذ اللہ) اس نے تو گویا اپنی عقل چوپایوں کو دے ڈالی اور حق کے راستے سے الگ ہو بیٹھے۔ علم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے: اَلرَّحۡمٰنُ o عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ o (الرحمن: ۱۔۲) ''رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا'' (کنز الایمان)

خود حق تعالیٰ جس ذات کا پڑھانے والا ہو اس کے علم کی بلندی کا کیا عالم ہوگا۔ انسانی عقلیں اس کی بلندی کو نہیں ناپ سکتیں۔ حاسدین کا حال تاج الشریعہ کی زبانی سنیے ؎

ان کا سایہ سروں پر سلامت رہے
منھ سڑاتے رہیں یوں ہی دشمن سدا
ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری
وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا

وہ جلیں گے ہمیشہ جو تجھ سے جلیں
مر کے بھی دل جلوں کو نہ چین آئے گا

محبت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی جان ہے، اس محبت والفت کے ساتھ جو سجدہ بارگاہ الٰہی میں کیا جائے گا، مقبول ہوگا، بغیر اس محبت کے سجدہ قبول نہ ہوگا اور ماتھے سے دل کی سیاہی کا داغ ہویدا ہوگا ۔

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ یابند ہرگز قبول از الٰہی

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

وسیلے سے متعلق دلائل و براہین کے انبار موجود ہیں، اس کے باوجود وہابیہ وسیلے کے منکر ہیں۔ قرآن مقدس کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المآئدۃ: ۳۵)

”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ (کنز الایمان)

ابنیا و اولیا، بارگاہ الٰہی کے مقبولین ومحبوبین ہیں اور وسیلہ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کے لیے بھی وسیلہ درکار ہے۔ آیت مذکورہ کے حوالے سے تاج الشریعہ کا یہ شعر دیکھیں ۔

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرمادیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

نجدی تحریک کو پروان چڑھانے میں انگریزوں کی معاونت ومشاورت رہی ہے جس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ اس تحریک نے حجاز مقدس پر قبضہ جمایا، مسلمانوں سے قتال کیا، مال واموال چھینے، مسلمانوں پر شرک وبدعت کے فتوے عائد کیے، مقامات

مقدسہ کی بے حرمتی کی۔ان کے ہاتھوں جاری تباہی و بے حرمتی کے ضمن میں تاج الشریعہ نے دعائیہ انداز میں حجاز سے ان کے انخلا کا مضمون بڑی فنی مہارت سے باندھا ہے ؎

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی! تا بکے
یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عجلت کیجئے

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ عجل بالجلاء

وہابیہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی منکر ہیں۔اس تعلق سے ”تقویۃ الایمان“ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ”رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے۔“ (ص ۱۹) معاذ اللہ۔اس عبارت کو تقویۃ الایمان کے جدید ایڈیشن میں تحریف سے بدل دیا گیا ہے۔صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں: ”انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظان قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی، جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ ”مر کر مٹی میں مل گئے“، گمراہ بد دین خبیث مرتکب توہین ہے۔“ (بہار شریعت، حصہ اول، ج ۱، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی، ص ۲۷۔۲۸)

اس بابت تنقید کا رنگ ملاحظہ ہو اور حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق

عقیدے کی صراحت کا واضح پہلو بھی ہے

مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

اشعار تاج الشریعہ سے، اس مضمون میں وہابیہ کے ردو ابطال میں نشتریت کے صرف چند نمونے پیش کیے گئے۔ ان شاء اللہ پھر کبھی مزید اشعار کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور باطل فرقوں کے سد باب کے دوسرے شعری محرکات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ ضرورت ہے کہ اعتقادی خدمات اور فروغ حق کے موضوع پر ''سفینۂ بخشش'' کا علمی جائزہ لیا جائے یہ کام بزم ادب کا کوئی شناور ہی کر سکتا ہے ایسے محققین کو اس سمت توجہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح ذکر کردہ موضوع پر تاج الشریعہ کا نثری اثاثہ جو تصانیف و تالیفات نیز فتاویٰ پر مبنی ہے وہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے نیز ان سے اعتقادی پختگی اور ایمان کی مضبوطی کا درس ملتا ہے۔

نوٹ: یہ مضمون حضور تاج الشریعہ کی حیاتِ ظاہری میں لکھا گیا تھا۔ علم و فضل کا یہ آفتاب 7 ذی قعدہ 1439ھ/ 20 جولائی 2018ء بروز جمعہ شہر بریلی میں اپنی تابانیاں بکھیر کر روپوش ہو گیا۔



ادبیات

حضور تاج الشریعہ
کے اشعار میں فکر رضا کی جلوہ آرائیاں

خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت
مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری (پٹنہ)

جانشین مفتیٔ اعظم حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری از ہری علیہ الرحمہ کی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت ہر فن میں یکتائے زمانہ تھی۔ قرآن و حدیث، فقہ، تفسیر، علم منطق و کلام اور معانی و بلاغت کے ساتھ نعت نگاری میں بھی آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔ حمد، نعت، قصیدہ، منقبت اور غزل ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور اپنے شعری سرمائے سے ہر فن کو مالا مال کیا۔ جس طرح اردو زبان میں ہر صنف سخن میں ادراک و مہارت تھی یوں ہی اردو زبان کے ساتھ عربی میں بھی حمد و نعت اور مناقب و قصائد کہے ہیں عربی زبان و ادب میں آپ کی نظم و نثر کو دیکھنے کے بعد کسی عربی نژاد شاعر و ادیب کا دھوکہ ہوتا ہے۔ سلاست، روانی، لطافت اور اسلوب بیان پر جو قدرت اردو میں ہے وہی دسترس آپ کو عربی زبان پر بھی ہے، وجہ یہ ہے کہ جس عنبر زمیں اور عبیر فضا میں آنکھیں کھولیں وہاں سارے داخلی اور خارجی اشیا فراہم تھیں جو کسی شخصیت کو نکھارنے، ابھارنے اور اس کی تعمیر و تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری و استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا حسنؔ بریلوی علیہما الرحمہ جو نعت گوئی کے تخت سلیماں پر آج بھی اسی شان سے مسند نشیں

نظر آتے ہیں جو سر سے پاؤں تک عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر مجسم ہیں اور یہ اسی کا اعزاز ہے کہ ہر شعر در رسول سے شرف وقبولیت کی سند پا چکا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جب ایک عاشق صادق کا قلم کوثر وتسنیم سے وضو کر کے اشعار کی شکل میں نور اگلتا ہے تو دل قرطاس پر محبتوں کے گلاب خود بخود کھل اٹھتے ہیں، لفظ لفظ خوشبو دینے لگتا ہے اور عقیدت ومحبت کے محراب ومنبر روشن ومنور ہونے لگتے ہیں۔ دادا حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ کہ غیر منقسم ہندوستان میں ان جیسا عربی زبان وادب کا متبحر عالم کوئی نہیں، نانا سرکار مفتیٔ اعظم جن کے تفقہ، زہد وتقویٰ اور علم وفضل کا جملہ معاصرین نے کھلے دل سے اعتراف کیا، واالد محترم حضور مفسر اعظم جو تفسیر وحدیث میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے گویا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو فنی عظمتیں، قوت استدلال، استحضار ذہن، فقہ وتفسیر میں مہارت، تقویٰ وطہارت، شعری لطافت، احسان وسلوک کی لذتیں، کردار کی بلندیاں، زبان وبیان پر گرفت اور عشق مصطفیٰ کی حرارت ورثہ میں ہاتھ آئی، مزید ان کی ریاضت ومشقت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اس وقت مجھے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شعری بصیرتوں پر خامہ فرسائی کرنی ہے اور وہ بھی حضور تاج الشریعہ کی شاعری میں فکر رضا کی جلوہ آرائیاں دکھانا مقصود ہے۔

نعت نگاری کی تاریخ بڑی پرانی ہے اور یہ اپنی فنی بلندیوں کے ساتھ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب براءت کے مراحل سے گزر کر نئے آفاق پر کمندیں ڈال رہی ہے اور اس کے عروج کمال کا راز یہ ہے کہ اس نے یاد رخ جاناں کے سرور بخش چھاؤں میں سفر شروع کیا تو محبت جاناں کی حرارت وتپش اس کے لئے فن کا نیا آسمان، کیف کی نئی زمین اور عشق کی نئی فضا روز بروز ہموار کرتی نظر آرہی ہے اور ظاہر ہے ثنائے مصطفیٰ بارگاہ خداوندی سے عطا کردہ وہ سرمدی نغمہ ہے کہ جب ناعت اپنے خالق کی سنتوں کی شیریں لذتوں میں ڈوب کر نعت کی راہ میں قدم بڑھاتا ہے تو برکتوں کے ساتھ فن کی عظمتیں آگے بڑھ کر پاؤں کا بوسہ لیتی ہیں۔

نعت نگاری بڑے مقدر کی بات ہے جسے یہ سعادت میسر ہے اس کا نصیبہ ستاروں سے بھی

بلند ہے۔لیکن اس صداقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ نعت گوئی بڑا نازک مرحلہ ہے۔'' لے سانس بھی آہستہ کہ دربار نبی ہے'' کا احساس ہر شاعر کو اپنے حصار میں لئے ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ ہم اس شہنشاہ کے دربار میں اپنے عشق کا خراج پیش کررہے ہیں جو سلطنت الٰہیہ کا وزیر اعظم ہے تو پھر اس کی مدحت سرائی میں کس قدر احتیاط ضروری ہے یہ کسی اہل فن اور اہل نظر سے مخفی نہیں چونکہ آپ اس محبوب کے صحراء وگلزار اور کوچہ وبازار کو اپنا مرکزی خیال بنانے جارہے ہیں جہاں کے خار بھی جنت کی بہاروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور جہاں کی دھول بھی شمس وقمر کے چہرے کا نور ہے اس لئے ضروری ہے کہ خیال بھی باوضو ہو، فکر بھی سراپا ادب بن جائے اور عقیدت بھی زمزم سے غسل کئے ہو اگر شاعر کو ایمان وعقیدے کے تقدس کے ساتھ یہ ساری دولتیں نصیب ہیں تو اشعار سے دردوکیف، نشاط وانبساط، نور وسرور اور وجدان وعرفان کی نکہتیں ضرور پھوٹیں گی۔

شاعری کا اصل جوہر صداقت، اخلاص، وفور محبت اور عشق حقیقی ہے چونکہ سچا عشق ہی اشعار میں تازہ گلوں کا رنگ بھرتا ہے اور نئی صبح کی بہاریں پیش کرتا ہے اور یہی وہ اشعار ہیں جو کوچۂ جاناں میں پہونچ کر عبادت کا درجہ پالیتے ہیں شاعر جب عاشق صادق ہو اور اس کی فکر گنبد خضریٰ کے پرکیف سائے میں پڑاؤ ڈالتی ہے تو جلوۂ جاناں کے اجالوں سے اس کے تخیل کا رنگ خود بخود ابھرنے لگتا ہے اور سچ پوچھئے تو فکر میں نکہت ہے تو اسی نام سے، خیال نور بکھیرتا ہے تو اسی کی یاد میں اور قلم کی سیاہی کی ہر بوند خوشبو دیتی ہے تو اسی کے ذکر سے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے اپنے اجداد کرام کی مقدس روش پر چل کر جہاں دوسرے فن کی دنیا کو اپنے علمی اجالوں سے منور کیا وہیں نعت کی حویلی کو سجانے میں بھی ان کے عشق، ان کی محبت اور فکر وخیال کی بالیدگی بڑا کلیدی کردار نبھایا ہے اور ایک سچے فنکار کی علامت بھی یہی ہے کہ اپنے فن کی صداقتوں کو اپنی فنی بصیرتوں کا حصہ بنادے۔اب آئیے ذرا آپ کی شاعری میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فکروں کی جلوہ ریزی دیکھیں:

حضور اعلیٰ حضرت:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور تاج الشریعہ:

آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

حضور اعلیٰ حضرت:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا

حضور تاج الشریعہ:

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

حضور اعلیٰ حضرت:

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

حضور تاج الشریعہ:

اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صل علیٰ شان جمال

حضور اعلیٰ حضرت:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

حضور تاج الشریعہ:

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زمن
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال

حضور اعلیٰ حضرت:

ذرے تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

حضور تاج الشریعہ:

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

حضور اعلیٰ حضرت:

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

حضور تاج الشریعہ:

نور کے ٹکڑوں پہ ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

حضور تاج الشریعہ کے ان اشعار میں آپ پورے طور پر فکر رضا کی جلوہ پاشیاں دیکھ سکتے ہیں وقت کی قلت دامن گیر ہے اس لئے انہیں چند اشعار پر ہم نے اکتفا کیا ورنہ سینکڑوں اشعار اس طرح کے مل جائیں گے جن میں فکر رضا کی شعائیں پورے آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہی ہیں، وہیں بندش الفاظ، جملوں کی سحر کاری، لب لہجہ کی سادگی، گرمئ عشق، حرارت فکر اور تشبیہات و استعارات کی ایک پوری کائنات آباد ہے۔

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ کی نعت نگاری

مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں ایسی بے شمار شخصیتیں ہیں جن کے کردار وعمل کے اجلے نقوش مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔وہ جہاں جاتے ہیں ایمان ویقین کی تجلیوں سے تاریک رہگذر کو روشن وتابناک کردیتے ہیں۔ان کا شمار خاصان خدا میں ہوتا ہے۔ان کا وجود فیوض وبرکات کا خزینہ اور عشق وعرفان کا گنجینہ ہوا کرتا ہے۔انہیں نادر الوجود اور عظیم المرتبت شخصیات میں چودھویں صدی کے مجدد، اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی ذات بابرکات بھی جگمگ تاروں کی مانند روشنی بکھیرتی ہوئی نظر آتی ہے۔امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا پورا خاندان عشق وعقیدت، ادب ومعرفت ،حقانیت واستقامت اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی، مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا بریلوی، سند الفقہا علامہ حسنین رضا بریلوی، مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خان، مفکر اعظم علامہ ریحان رضا خاں، صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں، امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں، ان میں سے جنہیں دیکھئے علم وفضل، ادب وتفقہ اور اخلاق وکردار کے بلند درجے پہ فائز نظر آتے ہیں۔اسی خانوادہ کے ایک گل سرسبز تاج الشریعہ جانشین مفتیٔ اعظم حضرت العلام شاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں (ولادت ۲۳ نومبر ۱۹۴۳)

(وصال ۲۰ جولائی ۲۰۱۸)

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی ذات بابرکات دنیائے علم وادب میں محتاج تعارف نہیں۔آپ کا شمار دنیائے اسلام کی عبقری الشرق شخصیات میں ہوتا ہے۔ خدائے قادر وقیوم نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور کمالات کا جامع بنایا ہے۔دنیا کے بیشتر ممالک میں آپ کے عقیدت مندوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔خصوصا برصغیر ہندو پاک، نیپال وغیرہ میں آپ کے مریدین معتقدین کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ فروغ سنیت،احیائے دین وشریعت اور اشاعت مسلک اعلی حضرت کے حوالے سے آپ کی روشن خدمات کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے۔اسلام وسنیت کے عظیم داعی کی حیثیت سے آپ پوری دنیائے اسلام میں متعارف ہیں۔آپ اپنے قائدانہ کرادر، مفکرانہ طمطراق،تصلب فی الدین، زہدوتقوی، مدبرانہ ذہنیت اور مذہبی ومسلکی خدمات کی وجہ سے اہل سنت وجماعت کے قائداعظم تصور کئے جاتے ہیں۔علم وفضل،تقوی و طہارت، فقہ وافتا،تفسیر وحدیث،تصنیف وتالیف، زبان وقلم اور دعوت وارشاد کے میدان میں آپ کی علمی حیثیت آفتاب وماہتاب کی طرح روشن ہے۔آپ بیک وقت عظیم فقیہ، لاجواب داعی ومصلح، بافیض شیخ طریقت اور نابغہ روزگار محرک وقائد ہونے کے ساتھ ساتھ صنف شاعری پر بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔آپ کی شاعری میں زبان وبیان کا ارتقا، فکروخیال کی شائستگی، لفظیات کی دلکشی،تشبیہات کی فضا بندی، مضمون آفرینی، تمثیل نگاری، فنی پختگی اور خوبصورت قافیوں کے انتخاب کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشنما جلوے آباد ہیں۔ادبی وفنی نقطۂ نظر سے آپ کی شعری نگارشات کے مطالعے کے بعد ہر منصف مزاج ناقد یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ بلاشبہ آپ اپنے عہد کے ایک عظیم نعت گو شاعر ہیں۔شاعری میں نئی جہتیں پیدا کرنے کا ہنر اور اختراعی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے نئے تجربات کی وادی سے گذرنے کا عمل شاعرانہ

خصوصیات میں سے ہے۔اس زاویۂ نگاہ سے جب ہم تاج الشریعہ اختر رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری پر غائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کرخوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ سیرت نبوی کی ضوفشاں کرنوں سے نور کشید کر کے ایمان وعقیدت کے ایوان کو روشن کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔فروغ عشق رسالت کے لئے جہاں انہوں نے اخلاق وکردار، وعظ وخطابت، شعور وآگہی اور دینی بصیرت کا بھرپور استعمال کیا وہیں نعتیہ کلام کے ذریعے سے انسانی قلوب کو جلا بخشنے کے لئے تاحیات منہمک رہے۔ان کی شعری خدمات کی کثیر جہتیں ہیں اور ہر جہت میں وسعت وگہرائی کا نیا باب درخشاں وتابندہ ہے۔انہوں نے دنیائے شعر وادب کو ’’سفینۂ بخشش‘‘ کی شکل میں بیش قیمت تحفہ عطا کیا ہے۔ان کی جبین عشق سے ہمہ وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندنی ٹپکتی تھی۔وہ اپنی فکری تجلیوں سے حیات انسانی کے در وبام روشن کر دینے کا عزم رکھتے تھے۔شعر وادب کی خوش گوار وادیوں سے گذرتے ہوئے انہوں نے رنگ برنگ کے پھول اپنے دامن خیال میں اکٹھا کئے اور ان پھولوں کو محراب فکر پر اس طرح ٹانکا کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں صبح حرم کا شبنمی منظر مسکرانے لگا۔یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ کلام کے مطالعے کے دوران بار بار مدینہ منورہ کا تصور ابھرتا ہے۔شہر رسول کے روشن وتابندہ ذرات، پاکیزہ ومقدس گلیاں، جنت البقیع کے دلکش وپر بہار مناظر، مسجد نبوی کی پاک دیواریں، روضۂ رسول کے اردگرد کے جنتی نظارے، محراب وممبر کے دلکشا نقوش، گنبد وجالی کے آس پاس کی بہشتی فضائیں دل ونگاہ کو جلا بخشنے لگتی ہیں۔ان کی یہ خصوصیت بھی انہیں معاصر شعرا میں ممتاز کرتی ہے کہ مشکل سے مشکل وادیوں سے گذرتے ہوئے بھی انہوں نے کہیں زبان وبیان اور فنی قدروں کو مجروح نہیں ہونے دیا۔آداب بارگاہ رسالت کی بجا آوری میں نہایت بلند فکری اور وسعت نگاہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقدس نعت کا بھرپور لحاظ کیا۔وہ شعر وادب میں بھی اپنے اجداد کرام کی روایتوں کے امین تھے۔روایت سے ہٹ کر چلنے

کی روش انہیں قطعی پسند نہ تھی۔ان کی شعری زبان نہایت شستہ اور سلیس ہے۔ان کی شاعری میں جذبوں کی سچائی، خیالات کی پاکیزگی، شاعرانہ کمال، زبان وبیان کی وسعت، افکار کی گہرائی تو ہے ہی انہوں نے اکثر و بیشتر جگہوں پر اہل سنت و جماعت کے اعتقادات ومعمولات، اور روشن افکار ونظریات کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ان کے ایک مشہور زمانہ کلام کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کتنی خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے قلبی کیفیات کو شعری زبان دی ہے اور اپنے اعتقادی پہلوؤں کو نعت کے پیکر میں ڈھالنے کی سعی وکاوش کتنے خوبصورت انداز میں کی ہے۔

جہانبانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کردیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کردیں

منکرین عظمت رسالت کی ہرزہ سرائیوں اور شان رسالت میں ان کی طرف سے کی گئ جرات وجسارت کی تردید میں حضرت اختر رضا ازہری کا فکری زاویہ تقلید کے قابل ہے۔کیونکہ یہ حسن فکروادب بھی انہیں اجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے۔امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے جس ہمت مردانہ اور جرات مومنانہ کے ساتھ دشمنان رسول کا تعاقب کیا اوران کی گستاخانہ حرکتوں کے خلاف آوازیں بلند کیں وہ تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہے۔اس تناظر میں جب ہم حضرت اختر رضا خاں ازہری کی شعری

کاوشات پہ نگاہ ڈالتے ہیں تو امام احمد رضا کی فکر کی نمائندگی کے جلوے قدم قدم پہ بکھرے نظر آتے ہیں۔ ان کا فکری وجود اس بات کا اعلامیہ ہے کہ توہین رسالت کے مجرمین کے لئے ان کے یہاں نرمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ گستاخ رسول کا رد کرنا وہ فرض تصور کرتے تھے۔ انہوں نے میدان شعر و ادب میں بھی اپنے تیشۂ فکر سے اعدائے رسول کے ناپاک وجود کو چھلنی چھلنی کر کے رکھ دیا ہے۔ اعدائے رسول کی جرات و بیبا کی کے سامنے خاموش رہنا ان کی غیرت عشق کے خلاف تھا۔ انہوں نے احقاق حق اور ابطال باطل میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ہر محاذ پر عظمت رسالت کے تحفظ کے لئے سرفروشانہ جذبے کے ساتھ سرگرم رہے۔ اس تناظر میں ذیل میں بطور مثال چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

جس کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
آنکھ کے اندھے انہیں کو اکھلا جاتے ہیں

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

مرکے مٹی میں ملے وہ، نجدیوں بالکل غلط
حسب سابق اب ہیں مرقد میں سلطان جمال

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیوں ہرگز خدا ملتا نہیں

سفینۂ بخشش کا ہر کلام زبان و ادب اور وسعت و گہرائی کے اعتبار سے نایاب ہے۔ ایک ایک شعر سے عشق رسالت کی ضیا بار کرنیں نمودار ہو رہی ہیں۔ حرف حرف قلبی

کیفیات کا اظہار یہ بن کر ذوق مطالعہ کو سرور و کیف عطا کر رہا ہے۔ حضرت اختر رضا ازہری کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے نعتیہ اشعار کے بین السطور میں قوم مسلم کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ساری کامیابی کا راز رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو انہوں نے شعری پیکر میں ڈھال کر اپنے تخیل میں سوز عشق پیدا کر کے جذبۂ صادق کا اظہار کیا ہے۔ نعتیہ شاعری کے لئے الفاظ کا انتخاب کرتے وقت بھی انہوں نے بڑی وسعت فکری کا مظاہرہ فرما ہے۔ نعتیہ ادب میں ان کے وسیع مطالعہ اور فکری استعداد کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جس مضمون کو شعری قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی اس میں پیچیدگی کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملتا۔ سخت زمین پر بھی آسانی کے ساتھ شعر و ادب کے گل بوٹے سجائے اور کمال ہنر مندی کے ساتھ لفظوں کو حسن کا جامہ پہنا کر عقیدت کا رنگ بھر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام کو سنتے ہی ستائشی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ اس وقت اردو دنیا میں جہاں جہاں حمد و نعت کی محفلیں آراستہ ہوتی ہیں آپ کا کلام انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ جس طرح آپ کی مقناطیسی شخصیت عوام و خواص کو اپنی طرف از خود متوجہ کرتی ہے اور آپ کے ارد گرد مشتاقان دید کا قافلہ امڈ کے آتا ہے بعینہ یہی بات آپ کے نعتیہ کلام میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب کوئی مداح رسول آپ کے لکھے ہوئے کلام کو محفل میں پڑھ دیتا ہے تو ساری توجہات کا مرکز وہی مداح رسول بن جاتا ہے اور پوری فضا صدائے نعت سے گونج گونج اٹھتی ہے۔ یہ خداوند کریم کا خاص فضل ہے کہ عشاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں میں آپ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ خدائے پاک نے آپ کو بے پناہ مقبولیت بخشی ہے۔ آپ جدھر گئے مخلوق خدا کا ہجوم زیارت کے لئے بیتاب نظر آتا۔ جس محفل میں شریک ہوتے آپ کی حیثیت میر مجلس کی ہوتی۔ یہ حال آپ کی شخصی عظمت کا ہے۔ آپ شعر و سخن کے میدان میں بھی میر کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تعصب کی

عینک اتار کر نقد و نظر کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اگر آپ کی شاعری کا ناقدانہ ومنصفانہ جائزہ لیا جائے تو آپ کی شاعری کی کئ پرتیں کھل کر سامنے آئیں گی۔ اردو محاورات کے برجستہ استعمال نے آپ کی شاعری میں چار چاند لگا دیا ہے۔ تشبیہات واستعارات کی خوبصورت بندش نے "سفینہ بخشش" کوشہکار مجموعہ کلام کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ آپ نے نئے اسلوب میں بھی نعتیں کہی ہیں اور خوب کہی ہیں۔ ان نعتوں کے مطالعے سے صاحبان علم ودانش و ماہرین زبان وادب ایک الگ طرح کی حلاوت وشیرینی محسوس کرتے ہیں۔ چند اشعار اور ذیل میں بطور نمونہ پیش کئے جارہے ہیں انہیں پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ حضرت اختر بریلوی نے کتنی ہنر مندی کے ساتھ لفظوں کو ادب کا حسن بخشا اور شعر وسخن کے باب میں کتنا خوبصورت اضافہ کیا ہے:

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں
بے تکلف شہ دو جہاں چل دئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

مندرجہ بالا شعر میں لفظ" نے" کا قافیے میں کتنی خوبصورتی کے ساتھ سے استعمال ہوا ہے ارباب شعر وسخن محسوس کریں۔ اس کلام کا قافیہ ہے، سفینے، قرینے، مدینے، نگینے، اب دیکھیں کہ لفظ" نے" یہاں کیسی فضابندی کی ہے۔ اس خوبصورت انتخاب نے شعر کو بلندیوں کا آسمان عطا کر دیا ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار اور پیش خدمت ہیں:

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں

تپش مہر قیامت کو سہیں ہم کیسے
اپنے دامان کرم کا ہمیں سایہ دے دو

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آ کے جنازے پہ تماشائی ہو

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

یہ آخری والا شعر پڑھنے کے بعد حضرت تاج الشریعہ کی یادیں بار بار ذہن وفکر کے دریچے پر دستک دیتی ہیں۔ اور ان کے جنازے کا رقت انگیز منظر دل کو اضمحلال کی کیفیت سے دوچار کرنے لگتا ہے۔ ان لمحات کو یاد کر کے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں جب لاکھوں عقیدت مندوں کے جلو میں تاج الشریعہ اپنی آخری آرام گاہ کی طرف جا رہے تھے اور پوری فضا بستی بستی قریہ قریہ، تاج الشریعہ تاج الشریعہ کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ جنازے کے ہجوم میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا تاج الشریعہ یہ کہہ رہے ہوں:

میں چلا جاؤں گا دنیا سے کچھ ایسا کر کے
لوگ روئیں گے مرے نام کا چرچا کر کے

حضرت اختر رضا بریلوی کے کلاموں کو جہاں سے پڑھ جائیے عشق وعقیدت کی چاشنی، زبان وبیان کی حلاوت اور ان شاء اللہ قلب کو روحانی سرور حاصل ہوگا۔

☆☆☆

سفینۂ بخشش میں قرآنی تلمیحات

(مفتی) عبدالمالک مصباحی
چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ، جمشید پور

واردات قلبی کو مخصوص انداز میں سلک تحریر میں پرونے کا نام شعر گوئی ہے۔ اور عنان شعر گوئی کی اوصاف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس دہلیز پر جبیں سائی کو ''نعت گوئی '' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نعت گوئی میں اگر صداقت ہو تو یہ ایک ایسا مقدس وظیفہ ہے جو انسان کے ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی منور و مجلیٰ اور معطر و معنبر کر دیتا ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں ناعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۃ الذہب کی ایک روشن و تابندہ کڑی کا نام ''خانوادۂ رضا'' ہے۔ جو الحمدللہ! دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہے۔ اس خاندان کے افراد دنیاوی مناصب عظمیٰ کو قدموں تلے روندتے ہوئے جب دینی میدان میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے متوجہ ہوئے تو ایک محتاط اندازہ کے مطابق ادھر کم از کم دو سو سالوں سے علم و حکمت کی ہر شاہراہ پر اس خانوادہ کے باکمال حضرات نے عالی شان محل تعمیر کر کے ارباب فکر و دانش کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اسی خانوادے کے ایک نیر اعظم کا نام نامی اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا خاں'' ہے مگر اب پوری دنیا میں علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ کے نام اور 'حضور تاج الشریعہ' کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ 'خانوادۂ

رضا' کے وہ عطر مجموعہ ہیں جس میں مفتی رضا علی خاں (ولادت ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء وصال ۲/ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ) کا حسن تدبر وانتظام، مفتی نقی علی خاں (ولادت ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۲۹ء وصال ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء) کا عزم وحوصلہ، جرأت وبے باکی اور شجاعت وبہادری، مجدد ملت امام احمد رضا خاں (ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی ذہانت وفطانت، علمی وفکری حذاقت ومہارت، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں (ولادت ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۹۲ء وصال ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء) کی فصاحت و بلاغت اور سیادت وقیادت اور حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان (ولادت ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء وصال ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) کی خشیت الٰہی، عشق رسول اور تقویٰ و طہارت بدرجہ اتم موجود ہے۔

عالم اسلام کے علاوہ یورپ وامریکہ اور افریقہ وآسٹریلیا کے مصروف ترین تبلیغی دوروں کے باوجود آپ کے سیال قلم سے ۲۵/ سے زیادہ مطبوعہ اور ۱۰/ سے زیادہ غیر مطبوعہ کتابوں کے قیمتی جواہر پارے میرے اس دعویٰ کی دلیل میں ارباب نظر کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ سر دست میرا موضوع چوں کہ ''سفینۂ بخشش میں قرآنی تلمیحات'' ہے اس لیے میں اپنی گفتگو کا رخ صرف اسی طرف موڑتے ہوئے بات آگے بڑھانے کی کوشش کررہا ہوں۔ سب سے پہلے ''تلمیح'' کی تعریف پیش نظر رکھ لی جائے تا کہ اصل مضمون سے خاطر خواہ لطف اندوز ہوا جا سکے۔

صاحب ''دروس البلاغہ'' تلمیح کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: **التلمیح هو ان یشیر المتکلم فی کلامه الیٰ آیة او حدیث او شعر مشهور او مثل سائر او قصة۔** (دروس البلاغہ ص ۹۴ ناشر احمد پبلیکیشنز، دہلی)

ترجمہ: تلمیح یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام میں کسی قرآنی آیت، حدیث رسول ﷺ، مشہور شعر، عام کہاوت یا پھر کسی قصہ کی طرف اشارہ کرے۔

اہل علم و قلم کلام کو زود اثر اور فصیح و بلیغ بنانے کے لیے علم صنائع و بدائع کے مختلف اقسام سے خوب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تلمیح اسی علم بدیع کی ایک قسم ہے۔ سیدی و مرشدی حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ چوں کہ وارث علوم رضا اور جانشین مفتی اعظم ہند تھے۔ آپ کا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور ذہن علوم وفنون کا سرچشمہ تھا اس لیے علمی گہرائی و گیرائی میں اترنے کی بجائے مبلغ علم کے ابتدائی سرا صرف زبان دانی کے حوالے سے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ اردو اور فارسی تو خیر سے گھر کی کنیز و باندی ہے انگریزی زبان میں بھی حضرت فراٹے سے خطاب فرماتے تھے اور جب عربی زبان میں گفتگو فرماتے تو اہل عرب اور اہل زبان بھی حیرت و استعجاب کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر سنتے اور محظوظ ہوتے تھے۔

آپ کے کلام کا مجموعہ جو ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے سرمۂ نگاہ ہے اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا کلام لفظی اور معنوی ہر دو اعتبار سے فصاحت و بلاغت کے بلند و بالا مینار پر اپنی عظمتوں کا پھریرا لہرا رہا ہے۔ پورے مجموعہ میں کہیں بھی تکلف یا آورد کا گمان نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ آمد ہی آمد کی قطاریں ہیں۔ بلا شک وشبہ پورا مجموعۂ کلام سادگی میں پرکاری، دلکشی و رعنائی، جذب و وارفتگی، عشق و سرمستی، سلاست و روانی، سوز و گداز ، نالہ نیم شبی اور دعائے سحر گاہی سے لبریز ہے۔ نیز اصناف سخن میں استعارہ و تشبیہ ہو یا حسن تعلیل، لف ونشر مرتب و غیر مرتب ہو یا تجنیس تام و غیر تام، اشتقاق ہو یا مقابلہ، مراعاۃ النظیر ہو یا طباق، ذو قافیتین ہو یا ترصیع، تصدیر ہو یا مسمط ہر ایک پوری طمطراق کے ساتھ ضوفشاں ہے۔ 'سفینۂ بخشش' کا کوئی بھی صفحہ الٹیے 'کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است' والا منظر نگاہوں کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ نے 'نعت گوئی' تفریح طبع، شہرت و ناموری یا وقت

گذاری کے لئے نہیں اختیار کی ہے بلکہ اس مبارک عمل کو جہاں آپ نے درد دل کے اظہار اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات بانٹنے کے لیے اپنایا تھا وہیں اسے خدمت اسلام و سنیت اور ترویج مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے بھی وسیلہ و ذریعہ بنایا تھا گویا منظوم الفاظ کی یہ مقدس لڑیاں ترسیل پیغام اور تبلیغ دین کے لیے پروئی گئی ہیں۔مندرجہ ذیل اشعار میں قرآنی تلمیحات کی جلوہ ریزیاں ملاحظہ کیجیے۔

توسل کا مسئلہ اہل سنت و جماعت اور دیگر فرقوں میں ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے ۔اہل سنت و جماعت قرآن مقدس کی آنے والی آیت کریمہ اور دیگر نصوص کی روشنی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر محبوبان خدا سے وسیلہ جائز اور درست مانتے ہیں مگر دیگر فرقوں کے زعما اپنی انانیت اور کج فہمی کی بنیاد پر اسے حرام قرار دیتے ہیں۔حضور تاج الشریعہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی توثیق و ترویج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

اس شعر میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ (سورہ۶ آیت ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (کنزالایمان)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں 'معراج شریف' ایک مہتم بالشان معجزہ ہے ۔قرآن پاک کے پندرہویں پارے کی ابتداء اسی واقعہ سے ہوئی ہے اس میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا ذکر جمیل ہے وہاں سے لامکاں کی رفعتوں تک پہنچنا اور پھر وہاں سر کی آنکھوں سے ''ذات باری'' کا ملاحظہ کرنا دوسری آیات مبارکہ اور احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔قرآن مقدس میں فرمایا گیا۔

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ (سورہ ۱۷ آیت ۱)

پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (کنز الایمان)

ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ماوحیٰ۔ (سورہ ۵۳ آیت ۱۰۔۸)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنز الایمان)

حضور تاج الشریعہ مذکورہ آیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر نہ بہکے دیدہائے فلک

لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں

نازش عرش و وقار عرشیاں
صاحب قوسین او ادنیٰ آپ ہیں

شب معراج وہ اوحیٰ کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

حشر کے میدان کی ہولناکیوں میں سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگ نفسا نفسی کے

عالم میں رہیں گے، انبیاے کرام اذھبوا الیٰ غیری فرمائیں گے مگر ان مایوس کن حالات اور روح فرسا لمحات میں ہمارے سرکار کی زبان فیض ترجمان پر انا لھا ہوگا۔ مخلوق، لواء الحمد تلے آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوگی اور شفاعت کبریٰ کا تاج زریں آپ کے سر انور پر جگمگا رہا ہوگا۔ پروردگار عالم نے اپنے کلام بلاغت نظام میں انہیں روح پرور مناظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ ۱۷ آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنزالایمان)

حضور تاج الشریعہ اپنے کلام میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اختؔر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود

سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تم ہی تو ہو

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے خبث باطن کی وجہ سے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بھائی لکھ دیا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کو بس بڑے بھائی کی سی قرار دیدیا۔ اندھی عقیدت کے شکار کچھ شکم پرور مولوی بھی اس کی ہمنوائی میں اتر آئے، حضور تاج الشریعہ دین سے ایسے کورے مولویوں کی خبر لیتے ہوئے قرآنی استشہاد کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

وہ رگ جان دوعالم ہیں بڑے بھائی نہیں

ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جان عالم ہیں

بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

پہلے شعر میں خط کشیدہ الفاظ سے اشارہ ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم(سورہ ۲۳ آیت ۶)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔(کنزالایمان)

اور دوسرے شعر میں:

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔(سورہ ۲۱ آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(کنزالایمان) کی طرف اشارہ ہے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اصل ایمان، روح ایمان اور جان ایمان ہے مگر کچھ لوگ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے سجدہ پہ سجدہ اور تسبیح پہ تسبیح ہلائے جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہے سب داغ جبیں سائی کے

آپ کا یہ شعر قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔(سورہ ۳ آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔(کنزالایمان)

عشق رسول بندۂ مومن کے لیے بہت قیمتی سرمایہ ہے بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو عشق رسول کی بھٹی میں تپا کر مس خاک سے کندن بنالیا کرتے ہیں۔

امام اہل سنت اس عشق کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

ایسے افراد کو مژدۂ جانفزا سناتے ہوئے حضور تاج الشریعہ ارشاد فرماتے ہیں:

غم شاہ دنیٰ میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لاتحزنوا کی تیرے مولیٰ سے بشارت ہے

مذکورہ شعر کے مصرعۂ اولیٰ میں دنی فتدلیٰ کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے مصرعہ میں **ولا تھنوا و لاتحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مئومنین** (آل عمران، پ:۳، آیت:۱۳۹)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

کی طرف اشارہ ہے۔ رحمت عالم سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات حیات ظاہری میں بھی بے امانوں کے لیے جائے اماں، بے قراروں کے لیے وجہ سکون، یتیموں کے لیے ماویٰ اور غریبوں کے لیے ملجا تھی اور آپ کے جود و سخا اور رحمت و انوار کی یہ برسات بظاہر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اسی شان و شوکت سے جاری و ساری ہے۔ آپ کا در اقدس عصیاں شعاروں کے لیے اپنی سیاہ کاریوں سے پاک وصاف ہونے کا دریائے موجزن ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ **ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔** (سورہ ۵۔ آیت:۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

حضور تاج الشریعہ اپنے عربی اشعار میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومن عصیٰ متاب ومزارہ امان
فانف عنہ مایعاب اختر الجانی اتاک

حضور تاج الشریعہ کا مجموعۂ کلام "سفینۂ بخشش" اس طرح کی مثالوں سے لوءلوء و مرجان کی طرح روشن و تابندہ ہے۔ بعجلت تمام یہاں "مشتے نمونہ از خروارے" چند اشعار پیش کیے گئے ہیں ارباب ذوق مجموعۂ کلام کا مطالعہ کر کے ذہن و فکر اور قلب و جگر کو تسکین و آسودگی کے سامان فراہم کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

سفینۂ بخشش: ایک بیش بہا ادبی وشعری مرقّع

محمد طفیل احمد مصباحی
سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

اکیسویں صدی کے ہندوستان نے جن نام ور ہستیوں کو وجود بخشا اور جن کی ہمہ جہت دینی، ملّی، روحانی، علمی، ادبی اور تحریری خدمات نے پورے عہد کو متاثر کیا، ان میں تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان سرِ فہرست ہیں۔ بلا مبالغہ آپ ایک ہمہ جہت اور انقلاب آفریں شخصیت تھے۔ قدرت کی فیاضیوں نے حضرت تاج الشریعہ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ جن اوصاف و کمالات کے حامل تھے، اگر ان میں سے کوئی ایک وصف بھی کسی انسان کے اندر موجود ہو تو وہ اپنے وقت کا ''عظیم انسان'' کہلانے کا مستحق قرار دیا جا سکتا ہے اور حضرت تاج الشریعہ کا حال یہ تھا کہ آپ کے اندر بیک وقت بہت سارے اوصاف وکمالات اور فضائل وخصوصیات موجود تھیں۔ آپ کے اندر اپنے پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا علمی تبحّر، دادا حضرت حجۃ الاسلام کی ادبی وفنّی مہارت، نانا حضور مفتیِ اعظم ہند کا تقویٰ وتفقّہ اور والد گرامی حضرت مفسّرِ اعظم ہند کا مفسرانہ جاہ وجمال آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ گویا آپ اپنے نام ور علمی وروحانی خانوادے کے نام ور سپوت اور اپنے علمی قبیلے کے سچے وارث وامین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے عرب وعجم کے عوام وخواص نے آپ کو ''تاج الشریعہ''، ''قاضی القضاۃ فی الھند''، ''شیخ الاسلام والمسلمین''، ''اعلم العلماء''، ''زبدۃ الکملاء''،

اور''سلطان الادباء'' جیسے معزّز القاب وخطابات سے نواز کرآپ کی قرار واقعی حیثیت کا اظہار واعتراف کیا ہے۔حضرت تاج الشریعہ مندرجہ ذیل شعر کے صحیح مصداق تھے۔

علم وادراک وسخن دانی وطرزِ تحریر
ایک مرکز پہ سمٹ آئے ہیں جوہر سارے

عقیدت سے قطعِ نظر بلحاظِ حقیقت حضرت تاج الشریعہ کو''وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت'' بھی کہاجاتا ہے۔جن علوم وفنون میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی علمی فتوحات کے پرچم لہرائے ہیں، ان علوم وفنون میں حضرت تاج الشریعہ کو درک وکمال حاصل تھا۔بالخصوص علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ تفسیر، علمِ کلام، علمِ اسماء الرجال، فنِّ جرح وتعدیل، علمِ توقیت اور علوم ادبیہ میں آپ کو مہارتِ تامّہ حاصل تھی، جن کے بہت سارے شواہد موجود ہیں۔اردو تو اپنی مادری زبان تھی، عربی، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں بھی آپ کو ملکہ حاصل تھا۔عربی اور انگریزی زبان میں بلا تکلّف اور بے ضططہٴ زبان کے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔آپ کی تہہ دار شخصیت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپ عربی اور اردو زبان کے ایک باکمال ادیب اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔آپ کے عربی مجموعہٴ کلام ''نغماتِ اختر'' اور اردو مجموعہٴ نعت ومناقب ''سفینہٴ بخشش'' کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی انصاف پسند قاری اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت تاج الشریعہ جتنے بڑے عالم وفقیہ اور مفتی ومحدّث تھے، اتنے ہی بڑے ادیب وشاعر بھی تھے۔آپ کی عربی واردو شاعری، ایک مستقل عنوان ہے، جس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔

محبِّ گرامی حضرت علامہ محمد اشرف رضا سبطینی دام ظلہ العالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے راقم الحروف ''سفینہٴ بخشش'' کی ادبی وشعری حیثیت پر اپنے ناقص علم کے مطابق کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شاعری اور''سفینہٴ بخشش'' پر گفتگو کرنے سے قبل مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ کریں، تاکہ قارئین کو اصل موضوع کے مالہ وماعلیہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

''سوانحِ تاج الشریعہ'' کے مصنّف مولانا یونس رضا مونس اویسی صاحب، رقم طراز

ہیں: حضرت تاج الشریعہ کو شعر وشاعری سے بھر پور مناسبت ہے، وہ ایک فطری شاعر ہیں۔اردو، عربی اور فارسی میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔آپ کا عربی کلام سن کر اہلِ عرب انگشت بدنداں رہتے ہیں۔حضرت کی حیات کے مطالعے سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں، جو ایک کامیاب شاعر اور بالخصوص ''نعت گو شاعر'' کے لیے ضروری ہیں۔ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی ورعنائی سے لبریز اور دل ودماغ کو معطّر کرنے والی شاعری ہے۔آپ کے کلام میں عشق ووارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں خلوص کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذّت وحلاوت اور بیان کی نفاست وپاکیزگی بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

(سوانحِ تاج الشریعہ، ص: 91/ 92، مطبوعہ، بریلی شریف)

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو شعر وسخن کی دولت وراثت میں ملی تھی۔آپ شاعرانہ ذہن ودماغ لے کر دنیا میں آئے تھے۔آپ کی شاعری، کسبی نہیں بلکہ وہبی تھی۔یہی وجہ ہے کہ اس فن میں آپ نے کسی استاد شاعر سے باضابطہ اصلاح لیے بغیر بڑی کامیاب شاعری کی ہے۔آپ کی شاعری کو دیکھ کر بڑے بڑے قادر الکلام شعراء بھی رشک کرتے نظر آتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تاج الشریعہ واقعی ایک عظیم، پُرگو اور قادر الکلام شاعر تھے۔آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف بہت سارے اہل علم وسخن نے کیا ہے اور آپ کی شعری مہارت کا لوہا مانا ہے۔آپ کا نعتیہ مجموعۂ کلام جو ''سفینۂ بخشش'' کے تاریخی نام سے موسوم ہے اور نعت ومناقب کے علاوہ سلام کا ایک گراں قدر مجموعہ ہے، اس میں شعر وسخن کی تمام تر رعنائیاں اور جلوہ سامانیاں موجود ہیں۔آج سے پندرہ سال قبل ہی آپ کا یہ مجموعۂ کلام (جو ایک سو چوالیس، 144، صفحات پر مشتمل ہے) منظرِ عام پہ آکر اہل علم وادب سے خراجِ تحسین وصول کر چکا ہے۔''سفینۂ بخشش'' میں تقریباً چالیس نعتیں، پندرہ مناقب، پانچ سلام اور کچھ عربی کلام بھی موجود ہیں۔

سفینۂ بخشش کیا ہے؟

حضرت تاج الشریعہ کے علمی کمال، ادبی جمال، فنّی جاہ وجلال، شعری مہارت واُبال اوران کے نگارخانۂ افکار کا ایک خوب صورت اور دل آویز مرقّع ہے، جس میں ایمان وعقیدہ کی حرارت، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت، سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عقیدت وشیفتگی، محبّتِ رسول کی فراوانی وسرمستی اور کامل ربودگی کے ساتھ ادب کی چاشنی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یہ مجموعۂ کلام شعروادب کے ذخیرے میں ایک وقیع باب کا اضافہ ہونے کے ساتھ ایک بیش بہا شعری وادبی مرقّع بھی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کے شاعرانہ کمال ،ان کی نعت گوئی اوران کے مرقّعِ فکروخیال ''سفینۂ بخشش'' پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب لکھتے ہیں: تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین ومذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونِ طبع، خوش کلامی، شعر فہمی، اور شاعرانہ ذوق وراثت میں ملا ہے۔ آپ بیک وقت مفکّر ومدبّر اور مدرّس ومحدّث ہونے کے ساتھ ایک عظیم عاشقِ رسول اور عمدہ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کو نئے لب ولہجے میں نعتیہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی شاعری، معنویت وغنائیت، پیکر تراشی اور سرشاری وشیفتگی کا نادر نمونہ ہے اور آپ کے قلمِ اعجاز رقم سے نکلنے والے اشعار فصاحت وبلاغت، حلاوت وملاحت، جذب وکیف اور سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش''، عشقِ رسول مقبول صلیّ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک روح پرور گلدستہ ہے۔

(ابتدائیہ سفینۂ بخشش، ص:9/10، ناشر: الرضوی، بریلی شریف)

ادب کو زندگی کی تصویر کہا گیا ہے اور ادب کی بنیاد حقیقت نگاری پر رکھی گئی ہے۔ شاعری، ادب کی نہایت مشہور ومتداول اور ہر دل عزیز قسم ہے، جس میں قارئین کو زندگی کا آئینہ دکھانے کے ساتھ صداقت وواقعیت اور حقیقت نگاری پر کافی زور دیا

جاتا ہے اور وہی نظم ونثر ایک کامیاب ادب کہلانے کا مستحق ٹھہرتی ہے، جس میں سادگی و پرکاری کے ساتھ، حقیقت بیانی اور صداقت نگاری کا عنصر شامل ہو۔

اربابِ تحقیق وتنقید نے اپنے ذوق ووجدان کے مطابق ادب کی دونوں قسم یعنی نظم ونثر سے متعلق مختلف انداز سے اپنے اپنے نظریات وخیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اس حقیقت پر سب کا اتفاق ہے کہ نظم ونثر کو زندگی کی تصویر، اور حقیقت وواقعیت کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ تقدیسی شاعری کرنے والے یعنی حمد ونعت اور منقبت نگار شعراء نے منظوم ادب میں زندگی کے ساتھ بندگی کی تصویر بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس تناظر میں جب ہم ''سفینۂ بخشش'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ نعتیہ مجموعہ ایک گراں قدر ادبی مجموعہ نظر آتا ہے، جس میں زبان وبیان کی تمام تر خوبیاں پائے جانے کے ساتھ زندگی اور بندگی کی جھلملاتی تصویر واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ توضیح وتشریح کے لیے ایک دفتر درکار ہے، اس لیے بلا تبصرہ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ ان اشعار میں صداقت نگاری اور زندگی وبندگی کی تصویر کشی کس قدر والہانہ انداز میں کی گئی ہے۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی، نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے
جینا، مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے

لبِ کوثر ہے میلہ تشنہ کامانِ محبّت کا
وہ اُبلا دستِ ساقی سے وہ اُبلا چشمہ شربت کا
مہ وخورشید وانجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اُجالا ہے حقیقت میں انھیں کی پاک طلعت کا

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے جمال
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جانِ جمال

گرمیِ محشر گنہگارو ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطانِ جمال

موجودہ دور کی تصویر کشی کرتے ہوئے حقیقت پر مبنی یہ تین شعر دیکھیں:

غیر اپنے ہو گئے، جو ہمارے بدل گئے
نظریں بدل گئیں تو نظارے بدل گئے

اس دورِ مصلحت میں وفا کوئی شے نہیں
گاہے ہوئے ہمارے تو گاہے بدل گئے

کس کو سنایئے گا یہاں غم کی داستاں
جو غم میں ساتھ دیتے، وہ سارے بدل گئے

کسی بھی فن پارے کی قدر و قیمت کا تعیّن، اس میں موجود ادبی اوصاف اور فنّی خصوصیات سے کیا جاتا ہے۔ ''سفینۂ بخشش'' میں ادب کی چاشنی اور فکر و فن کی جمال آفرینی علیٰ وجہ الکمال موجود ہے۔ ہر شعر اور کلام میں کوئی نہ کوئی ادبی خصوصیت اور فن کی لطافت ضرور پائی جاتی ہے۔ زبان و بیان کی چاشنی، اعلیٰ تخیّل، بلند پروازی، رنگِ تغزّل، معنیٰ آفرینی، صنائع و بدائع کا استعمال، خوب صورت الفاظ کا انتخاب، دلکش تراکیب سلاست و روانی اور سادگی و صفائی، اس گراں قدر نعتیہ مجموعے کی نمایاں خصوصیات میں سے ہیں۔ چند مثالیں نذرِ قارئین ہیں:

بلندیِ خیال اور معنیٰ آفرینی:

وہ ظلِّ ذاتِ رحماں ہیں، نبوّت کے مہِ تاباں
نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا، نہ سایہ ماہ و اختر کا

ترا ذرّہ وہ ہے جس نے کِھلائے ان گنت تارے
ترا قطرہ وہ ہے جس سے ملا دھارا سمندر کا

جھکے نہ بارِ صد احساں سے کیوں بِنائے فلک
تمہارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک
یہ خاکِ کوچۂ جاناں ہے جس کے کوچے سے
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک
قدم سے ان کے سرِ عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند، کبھی وا تھے دیدہائے فلک

رنگِ تغزّل:

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے، کلی دلوں کی چٹک رہی ہے
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے
وہی تبسّم، وہی ترنّم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہی ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جن سے شوخی ٹپک رہی ہے
یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دستِ ساقی سے جام لے لے
وہ دورِ ساغر کا چل رہا ہے، شرابِ رنگیں چھلک رہی ہے

موسمِ مئے ہو، وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
چشمِ میگوں سے پیئیں، جلسۂ صہبائی ہو
چاندنی رات میں پھر مئے کا وہ اک دور چلے
بزمِ افلاک کو بھی حسرتِ مئے آئی ہو

سادگی وسلاست:

کلامِ تاج الشریعہ کی ایک اہم ادبی خصوصیت سادگی اور سلاست وروانی بھی ہے۔مندرجہ بالا اشعار میں رفعتِ خیال، معنیٰ آفرینی اور رنگِ تغزّل کے ساتھ سادگی اور سلاست بھی پائی جاتی ہے۔سادگی، سلاست اور صفائی زبان وبیان جیسی ادبی خوبیوں پر مشتمل ذیل کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ہر گُلِ گلستاں معطّر ہے
جانِ گلزار کے پسینے سے

ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
کیجیے اس دیار کی باتیں

تختِ زرّیں نہ تاجِ شاہی ہے
کیا فقیرانہ بادشاہی ہے
فقر پر شان یہ کہ زیرِ نگیں
ماہ سے لے کے تا بماہی ہے

اے صبا لے جا مدینے کو سلام
عرض کردے ان سے باصد احترام

اسی طرح ''صنائع وبدائع'' کے علمی وادبی جواہرات بھی اس مجموعے میں جابجا کثرت سے پائے جاتے ہیں۔دلیل کے طور پر ایک ایک دو مثال ملاحظہ کریں۔

صنعتِ تنسیق الصفات:

شجاعت ناز کرتی ہے، جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیّت ناز کرتی ہے، مروّت ناز کرتی ہے

تم سے جہانِ رنگ و بو، تم ہو چمن کی آبرو
جانِ بہارِ گلستاں، سروِ چماں تم ہی تو ہو
تم ہو نمودِ اوّلیں، شمعِ ابد بھی ہو تمھیں
شاہِ زمن یہاں وہاں سکّہ نشاں تمھیں تو ہو

صنعتِ تلمیح:

نبی سے جو ہو بیگانہ، اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

اس شعر میں مشہور حدیث پاک: لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین کی طرف اشارہ ہے۔

جذبۂ عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین، فقید المثال مفتی و قاضی، مایہ ناز محدّث و مفسّر، بافیض مرشدِ طریقت اور ایک باکمال ادیب و شاعر تھے، وہیں وہ ایک سچے عاشقِ رسول بھی تھے۔ آپ کی زندگی مکمل طریقے سے محبّتِ شاہِ بطحا کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں عشقِ رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کی چاندنی اور الفتِ نبی کی تجلّی صفحۂ قرطاس کو بقعۂ نور بناتی نظر آتی ہے۔ بالفرض اگر آپ کے کلام میں کوئی ظاہری اور معنوی خوبی نہ بھی ہوتی تو جذبات کی یہی شدّت اور عشق وعقیدت کی یہی حلاوت آپ کے کلامِ بلاغت نظام کو دنیائے عشقِ حقیقی میں ایک شہکار اور لافانی کلام کے طور پر متعارف کرانے کے لیے کافی ہوتی۔ ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ کے طور پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز چند اشعار نذرِ قارئین کرتا ہوں۔ یہ اشعار دیکھیں اور سر دھنتے جائیں۔

سویا نہیں ہوں رات بھر عشقِ حضور میں
کیسا یہ رت جگا رہا کیف و سرور میں

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے

رواں ہو سلسبیلِ عشقِ سرور میرے سینے میں
نہ ہو پھر نار کا کچھ غم، نہ ڈر خورشیدِ محشر کا

نبی سے جو ہو بیگانہ، اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

داغِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضمحل جاتا
کاش گنبدِ خضریٰ دیکھنے کو مِل جاتا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر

ان کے آستانے کی خاک میں، میں مِل جاتا

اس طرف بھی اک نظر مہرِ درخشانِ جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدّت سے ارمانِ جمال

تجسّس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلبِ مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

دشتِ طیبہ میں نہیں کیل کا کھٹکا اختر
نازک اندام وہاں برہنہ پا جاتے ہیں

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
جو پاؤں بوسۂ پائے حضور کیا کہنا
میں ذرّہ، شمس وقمر کا جواب ہو جاؤں

خلاصۂ کلام یہ کہ ''سفینۂ بخشش''، فنّی اعتبار سے ایک بیش قیمت ادبی وشعری مرقّع ہے۔ اللہ تبارک وتعالی حضرت تاج الشریعہ کے مرقد پر تا صبحِ قیامت اپنے انوار وتجلّیات کی بارش نازل فرمائے اور ان کے علمی، روحانی اور ادبی فیوض وبرکات سے ہم غلاموں کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم

☆☆☆

سفینۂ بخشش۔ فکرِ رضا کی روشنی میں

ڈاکٹر معین احمد خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلیل القدر دینی وعلمی خدمات اپنے پورے عہد پر چھائی ہوئی ہیں۔ آپ نے دین حق کی حمایت وتائید اور باطل کی سرکوبی کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے، تاریخ کا دامن دن بدن ان کے انوار سے درخشاں و تابناک ہوتا جارہا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا، محض رضائے الٰہی کی خاطر کیا، نہ عزت و شہرت کی خواہش اور نہ صلہ وستائش کی ہوس۔ نوک قلم سے علم وفضل اور عشق وعرفان کی ایسی موسلا دھار بارش برسائی کہ برّصغیر ہندو پاک و بنگالہ دیش سے لے کر جزیرۃ العرب و برّاعظم افریقہ تک کی سرزمین جل تھل ہوگئی۔

عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے قلوب میں جلوہ گر کرنے کی جو عظیم تحریک کہ جسے ہم ''تقدیس رسالت'' کہیں یا ''ناموس رسالت'' کی تحریک اور جسے آپ نے طوفانوں کے زد پر اٹھایا تھا، مخالفین کی پیہم یلغار میں بھی یہ تحریک بڑھتی اور پھلتی پھولتی رہی۔ دلوں کی دنیا فیضان عشق سے مالا مال ہوتی رہی اور تمام مسلم آبادیوں میں اس کی برکتیں پھیلتی گئیں، عشق کی سربلندی وسرفرازی کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے کہ ہندو پاک کے درودیوار اور گلی کوچے اگر اذان کے بعد کسی مانوس آواز سے گونج رہے ہیں تو وہ ہے صرف:

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عظمت رسول علیہ التحیۃ والثناء کے خزانۂ عامرہ کی حفاظت وصیانت کا فیض بے مثال اور جمالِ مصطفی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جلوہ گری کے سوا اسے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ تقریباً ایک پوری صدی گزر جانے کے بعد عاشقِ رسول فاضلِ بریلوی کا اسمِ گرامی اب اہل عشق کا سکونِ قلوب اور راحتِ جان بن چکا ہے۔

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی یکتائے روزگار تھے، ایسی تابندہ و درخشندہ ہستیاں ملک و ملت کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ امام احمد رضا دورِ آخر کے ایک عظیم فقیہ تھے، ان کی فقہی تحقیقات کے سامنے ان کے معاصر مفتیان کرام کے فتاوے پھیکے نظر آتے ہیں، ان کی علمی تحقیقات حیران و ششدر کر دینے والی ہیں، ان کا مجموعۂ فتاویٰ فقہی مسائل پر ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس خصوصیت میں وہ تنہا اپنے معاصرین پر بھاری معلوم ہوتے ہیں۔

امام احمد رضا کی زندگی ایک عظیم تحریک تھی، ان کے ذریعہ چلائی ہوئی تحریکوں کو ہم افکارِ رضا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ افکارِ رضا یا فکرِ رضا کو پوری طرح سے سمجھانے یا سمجھنے کے لئے کئی ضخیم کتب کی ضرورت ہے لیکن اختصار کے ساتھ اگر ہم اپنی بات کو سمجھائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ:

(۱) امام احمد رضا نے مسلک اہل سنت والجماعت (سلف صالحین) کی پرزور حمایت کی اور مجاہدانہ وسرفروشانہ سرگرم عمل ہوئے۔

(۲) امام احمد رضا نے مسلک اہلسنت کے خلاف اٹھنے والی ہر باطل تحریک کہ جس نے ایمان وعقیدے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا، اس کے خلاف نوکِ قلم کو شمشیر برہنہ کی طرح استعمال کیا۔

(۳) امام احمد رضا نے ابن عبدالوہاب نجدی کے زیر اثر چلنے والی ہر تحریک کی مخالفت کی۔

(۴) امام احمد رضا نے انگریزوں کے زیر اثر چلنے والی ہر اصلاحی (نام نہاد) تحریک کی مخالفت کی۔

(۵) امام احمد رضا نے ہنود کے زیر اثر چلنے والی ہر سیاسی تحریک کی مخالفت کی۔

(۶) امام احمد رضا نے قوم مسلم میں رائج تمام بدعات ومنکرات کی شدید مخالفت کی اور بیشمار رسائل تحریر کیے۔

(۷) امام احمد رضا نے عالم اسلام کے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو ’’چند نام نہاد علماء‘‘ کے ہاتھوں کافر ومشرک ہونے سے بچالیا۔

درج بالا چند سطور فکر رضا کی صرف ایک جھلک ہی ہیں لیکن ان سب سے الگ فکرِ رضا اگر عالم میں مشہور ومعروف ہے تو وہ ہے عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہی فکر ہے جو دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اساس ہے، جس عشق کی بنیاد پر خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو صدق وصفا کی وہ دولت نایاب ہاتھ آئی کہ ’’صدیق اکبر‘‘ کالقب پاکر دونوں عالم میں ممتاز ہوئے، خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ ’’فاروق اعظم‘‘ کے مبارک لقب سے یاد فرمائے جاتے ہیں، یہ وہی فکر ہے کہ جس کی بنا پر سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ’’خیر التابعین‘‘ کے لقب سے پورے عالم میں جانے اور مانے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار ونظریات یعنی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں ان کی ہر تحریر چاہے وہ ان کے فتاوے میں ہو یا کسی دیگر تحقیقی تحریر میں، ہر جگہ اس کی تابانیاں صاف نظر آتی ہیں لیکن اگر نعتیہ شاعری کی بات کریں تو اس کے جلوے ہی سب سے منفرد ودرخشندہ نظر آتے ہیں۔

جیسا کہ سبھی اہل علم باخبر ہیں کہ انیسویں صدی، اردو شاعری کا ایک زرّیں دور تھا، اس دور میں اردو کے ایسے ایسے باکمال شعراء موجود تھے جو شاعری کی ہر صنف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، دیگر اصناف شعر وسخن کے ساتھ ساتھ فن نعت وقصیدہ بھی اپنے تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ موجود تھا، اس زمانے میں نعت گو شعراء واضح طور پر دو خیموں میں تقسیم تھے، نعت گو شعراء کا ایک طبقہ حالیؔ، شبلیؔ ومحسنؔ کے زیر اثر تھا تو دوسرا طبقہ امیرؔ مینائی و داغؔ دہلوی کے زیر اثر طبع آزمائی کے جوہر دِکھا رہا تھا۔

اس منظر نامے میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی آواز ایک تیسری منفرد آواز کے طور پر شامل ہوتی ہے، جس آواز نے شاعری کی حقیقی دنیا کو عشق رسول کی کچھ ایسی سمتیں دکھائیں جو اس سے پہلے اردو نعتیہ شاعری کا مقدر نہ بن سکی تھیں۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان، فاضل بریلوی کی شاعری کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''ان کا خلوص، ان کا جذبۂ صادق، ان کا والہانہ عشق، ان کی عقیدت، ان کا تبحر علم، ان کی روحانی بلندی، ان کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کا تخیل، ان کا تفکر اور سب سے بڑھ کر ان کی پر کشش اور ہمہ جہت شخصیت ان کے اندازِ بیان کی قوس وقزح کے حسین رنگ میں ان رنگوں کے حسین امتزاج کا دوسرا نام جنابِ رضا کا انداز بیاں ہے:

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

اس شعر میں نازک خیالی، تخیل کی بلند پردازی، نکتہ آفرینی، خیال کی ندرت، فکر کا اچھوتا انداز اور جذبے کا تقدس قابل ستائش ہے۔ شاعر کے خلوص نے انداز بیاں میں وہ مہک پیدا کر دی ہے جو انہی کا حصہ ہے''۔ [عرفانِ رضا، ڈاکٹر الٰہی بخش، اختر اعوان، ص ۶۳، ۶۲)

الغرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی شاعری میں کہیں تو ان کے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان حجازی کے تعلق سے عربی شاعری کی فصیح اللسانی کی وہ جھلکیاں نظر آتی ہیں کہ عرب کے فصیح اللسان شاعر بھی عش عش کر اُٹھتے ہیں اور کہیں برّ صغیر پر ایک زمانے تک ثقافتی زبان کے طور پر حکومت کرنے والی فارسی زبان کی ندرت، حلاوت وشیرینی ہے اور کہیں کہیں اُردو زبان کا روہیلکھنڈی لہجہ ہے۔

فکر رضا کے اسی منظر نامے میں اگر ہم وارث علوم رضا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ''سفینۂ بخشش'' کی بات کریں، وہاں بھی ہمیں کلام رضا کی جھلکیاں نظر آتی ہیں، سفینۂ بخشش میں بھی تخیل کی بلندی، نازک خیالی، نکتہ آفرینی، فکر کا اچھوتا انداز اور جذبے کا

تقدس وہی کارفرما نظر آتا ہے جو کہ ہم حدائق بخشش میں دیکھتے ہیں۔مثلاً یہ اشعار:

مِری مشکل کو یوں آساں مِرے مشکل کشا کردیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کردیں
عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کردیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مِرے مولی فنا کردیں
منور میری آنکھوں کو مِرے شمس الضحیٰ کردیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلفِ دوتا کردیں
مجھے کیا فکر ہو اختؔر مِرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کردیں

دیکھا آپ نے! موجِ بلا کو ہی ناخدا بن جانے کا انوکھا انداز اور مقطع کے شعر میں بلاؤں کو گرفتارِ بلا ہوجانے کا تخیّل ،اسے کہتے ہیں شعر کی نازک خیالی، تخیل کی بلند پردازی، نکتہ آفرینی، خیالات کی ندرت، فکر کا اچھوتا انداز اور سب سے بڑھ کر جذبے کا تقدس یعنی کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز جس میں کسی بھی قسم کے تصنع یا بناوٹ کا نام ونشان نہیں۔

چھوٹی چھوٹی بحروں میں اشعار کہنا متوسطین اور متأخرین شعراء کا خاص وصف رہا ہے، یعنی کہ چھوٹی چھوٹی بحروں میں بڑے بڑے مضامین پرو دینا بڑے بڑے شعراء کا کام ہے۔ مومنؔ، غالبؔ، داغؔ دہلوی اور امیرؔ مینائی کے یہاں یہ خاص انداز خوب موجود ہے، چھوٹی چھوٹی بحریں لطف زبان کے اظہار کے لئے اختیار کی جاتی تھیں۔ داغؔ دہلوی نے ان چھوٹی بحروں میں زبان کی خوبی اور بانکپن کو خوب دکھایا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ غزل کے لئے یہ میدان تو بڑا وسیع اور پُرکیف ہے لیکن نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ ایک سخت منزل ہے کہ چھوٹی بحروں میں مضمون آفرینی کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے، مترکبات کی بندش اس میں سمونا ممکن نہیں ہوتا اور نعت میں جس قدر مضمون آفرینی ہوتی ہے، اتنی ہی وہ پُرکیف ہوتی ہے

لیکن فاضل بریلوی کے اس شہزادۂ عظیم نے ''سفینۂ بخشش'' میں ''حدائق بخشش'' ہی کی طرح چھوٹی چھوٹی بحروں میں عجیب عجیب گلکاریاں کی ہیں۔ملاحظہ کریں:

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں

ہم تو دل اپنا دے ہی بیٹھے ہیں
اب یہ کیا اختیار کی باتیں

میں بھی گزرا ہوں دورِ الفت سے
مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں

اہل دل میں یہاں نہیں کوئی
کیا کریں حالِ زار کی باتیں

ہر گھڑی وجد میں رہے اختؔر
کیجئے اس دیار کی باتیں

وہ چمکا وہ چمکا منارِ مدینہ
قریب آ رہا ہے دیارِ مدینہ

مدینے کے کانٹے بھی صد رشکِ گل ہیں
عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

نہیں جچتی جنت بھی نظروں میں ان کی
جنہیں بھا گیا خارزارِ مدینہ

سحر دن ہے اور شامِ طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل ونہارِ مدینہ

بلا اختؔر خستہ جاں کو بھی در پر
میں صدقے ترے شہریارِ مدینہ

اپنے رِندوں کی ضیافت کیجئے
جام نظارہ عنایت کیجئے

ساقیٔ کوثر دہائی آپ کی
سوختہ جانوں پہ رحمت کیجئے

خود کو بھولوں آپ کی الفت میں میں
مجھ کو یوں مدہوشِ الفت کیجئے

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یارسول اللہ! عجلت کیجئے

رحلت اختؔر کا ہنگام آگیا
سایۂ رحمت میں رُخصت کیجئے

مفتیٔ اعظمِ دینِ خیر الوریٰ
جلوۂ شانِ عرفان احمد رضا

دید احمد رضا ہے تمہیں دیکھنا ذات احمد رضا کا ہو تم آئینہ

ان کی مدحت کو میں کس سے مانگوں زباں کیا مقام ثریا بتائے ثرا

ہیں بہت علم والے بھی اور پیر بھی آنکھوں دیکھا نہ ان سا نہ کانوں سنا

اور ہوں گے جنہیں تجھ سے لالچ ہو کچھ تیرے اختؔر کو کافی ہے تیری رضا

شاعری کی زبان جدلیاتی اور تخلیقی اظہار سے وجود میں آتی ہے۔ اختصاراً اشارہ، نکتہ آفرینی اور پردہ داری اس کے اوصاف ہیں۔ اس کے برخلاف نثر وضاحت اور صراحت سے پہچانی جاتی ہے۔ زبان کا جدلیاتی استعمال، استعارہ سازی و معنی آفرینی، یہ وہ ہنر ہیں جو کسبی کم اور عطائی زیادہ ہیں اور یہ چیز ''جذبہ'' کی مرہون منت ہوتی ہے۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''وہ شاعر ہو ہی نہیں سکتا جس نے عشق نہ کیا ہو''۔

تاج الشریعہ جیسی بزرگ شخصیت کے حصے میں یہ عشق، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں رونما ہوا اور اس کے اظہار کے لئے آپ نے نعت گوئی کا سہارا لیا۔ کسی شاعر کی سب سے بڑی پہچان اس کی اپنی آواز ہوتی ہے، آپ کی آواز فاضل بریلوی، استاذ زمن، سرکار مفتی اعظم و دیگر نعت گو شعراء سے مختلف ہے۔ جہاں تک نعتیہ مضامین کے مواد کا تعلق ہے، حضور تاج الشریعہ کی ذات پورے برّصغیر میں اپنے دور میں آفتاب علم و کمال کی حیثیت رکھتی ہے، فقہ اسلامی کے باریک سے باریک نکات آپ پر واضح تھے۔ نتیجے کے طور پر عشق کی دیوانگی نے جہاں جذبے کو مہمیز کیا، وہیں علمی تبحر نے احتیاط کو راہ دکھائی اور پھر ان دونوں کی آمیزش نے آپ کے کلام کو سادگی اور معنوی حسن عطا کیا۔ زبان کی سلاست و روانی نے عشق مصطفی سے سرشار دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات و احساسات کو وہ پاکیزگی و لطافت عطا کی جو ایک صاحب دل بزرگ کے دلِ گداز کا پتہ دیتی ہے۔

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے

جو فنا نہ ہو گی ایسی اسے زندگی ملی ہے

وہ جہان بھر کے داتا تجھے پھیر دیں گے خالی
میری توبہ اے خدا یہ مرے نفس کی بدی ہے
اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں
چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے بسی ہے

شام تنہائی بنے رشکِ ہزاروں انجمن
یادِ جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے
زندہ باد اے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے
ہو مجھے سیرِ گلستانِ مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے
سنگِ در سے آ سکے طیبہ میں اب تو جا ملے
آ گئے در پہ ترے تیرے بلائے خیر سے
انتظار ان سے کہے ہے بے زبان چشم نم
کب مدینہ میں چلوں کب تو بلائے خیر سے
گوش بر آواز ہوں قدسی بھی ان کے گیت پر
باغ طیبہ میں جب اختؔر گنگنائے خیر سے

ہمارے باغِ ارماں میں بہارِ بے خزاں آئے
کبھی جو اس طرف خنداں وہ جانِ گلستاں آئے
وہ جانِ یوسف آ جائے اگر میرے تصور میں

خدا رکھے وہیں کھنچ کر بہار دو جہاں آئے
جمال روئے جاناں دیکھ لوں کچھ ایسا ساماں ہو
کبھی تو بزمِ دل میں یا خدا آرام جاں آئے

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں
آپ کی طلعت خدا کا آئینہ جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جانِ جہاں تمہی تو ہو، جانِ جناں تمہی تو ہو
روحِ روانِ زندگی، تاب و توانِ زندگی
امن و امانِ زندگی شاہِ شہاں تمہی تو ہو
تم ہو نمودِ اولیں شمع ابد بھی ہو تمہی
شاہِ زمن یہاں، وہاں سکہ نشاں تمہی تو ہو
داغِ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا
چشم تر وہاں بہتی، دل کا مدّعا کہتی

آہ باادب رہتی مونھ میرا سل جاتا
وہ خرام فرماتے میرے دیدہ و دل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور کا
ذرا سا منھ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا
ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرشی کہ آوازہ نہیں پر کا
بتانا تھا کہ پتھر ان کے زیر پا مسخر ہے
بنا پتھر میں یوں نقشِ کفِ پا میرے سرور کا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف
تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا
دامن دل جو سوئے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بلایا ہوگا

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آتی ہیں تمنا کے سمندر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
مدینے سے رہیں خود دور اس کے روکنے والے
مدینے میں خود اختر ہے مدینہ چشمِ اختر میں

کسی بھی شاعر کی کامیابی کے لئے ''اندازِ بیان'' بہت اہمیت رکھتا ہے، کلام کے دو اہم جز ہوتے ہیں، ایک فکر اور دوسرا فن، فکر سے مراد ہے کہ شاعر نے کن کن موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی یا بالفاظ دیگر کیا کہا۔ دوسرا فن، اس سے مراد ہے کہ کیسے اور کس طرح کہا۔ فکر اور فن کے معاملات میں ماہرین ادبیات کے مختلف نظریات رہے ہیں۔ بعض باتوں کی معنوی خوبیوں اور فکری بلندیوں کے رسیا ہیں، ان کی نظر میں انداز بیاں جیسا بھی ہو، بات معقول اور تہدار ہو، خواہ بیان اکہرا ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرا گروپ پُرشکوہ انداز بیان کا شیدائی ہے۔ شوکت الفاظ، خوبصورت ترکیبیں، نادر استعارات، انوکھی تشبیہیں اور الفاظ کی نشست و برخاست کو ہی بیان کی معراج سمجھتا رہا ہے، بات اہم ہو یا نہ ہو، انداز بیان ایسا ہو کہ سننے والے کی زبان سے بے ساختہ واہ نکل جائے۔ اس قبیل کے شعراء کے یہاں خارجیت کو راہ ملی اور ان کی شاعری ''فردوسِ دل وروح'' نہ بن کر محض ''فردوسِ گوش'' ہوئی۔

لیکن معتبر ناقدین اَدب اچھی شاعری کے لئے ان دونوں پہلوؤں کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ بلند فکر کو اگر اچھا قالب شعری عطا نہ کیا جائے تو بات کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے اور اسی طرح انداز بیاں خوبصورت ہو اور فکر کی بلندی غائب ہو تو بھی کلام بے تاثیر ہو جاتا ہے۔ یعنی کہ:

بات جب ہے کہ فاصلہ نہ رہے
فکر اور فن کے درمیاں لوگوں

فکر اور فن کے اعتبار سے اگر ہم ''سفینۂ بخشش'' پر نظر ڈالتے ہیں تو لفظوں کے انتخاب اور شوکت الفاظ کے ساتھ ساتھ تشبیہات، تمثیلات اور استعارہ وکنایہ کی جلوہ گری آپ کے نعتیہ کلام میں فکری بلندی، جدت طرازی و معنی آفرینی کے ساتھ موجود نظر آتی ہے۔

یہ خاکِ کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

عفو دِعظمتِ خاکِ مدینہ کیا کہئے
اسی تراب کے صدقے ہیں اعتدائے فلک
یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شبِ اسریٰ
نہ لائے تاب نظر بہکے دیدہائے فلک

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات
دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رُخِ شہ کے خیالات کی رات
جس کی تنہائی میں وہ شمع شبستانی ہو
رشک صد بزم ہے اس روزِ خرامات کی رات
بلبل باغ مدینہ کو سنا دے اَختر
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دِکھا جاتے ہیں
ڈوبے رہتے ہیں تِری یاد میں جو شام و سحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں
آسماں تجھ سے اُٹھائے نہ اُٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اُٹھا جاتے ہیں

دشتِ طیبہ میں نہیں کیل کا کھٹکا اختؔر
نازک اندام وہاں برہنہ پا جاتے ہیں

ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں
دشت طیبہ کے فدائی سے جناں کا تذکرہ
جو رُلا دے خون ایسی دل لگی اچھی نہیں
شاخِ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ خلوت خانہ مولیٰ ہے وہ دل رشکِ جنت ہے
خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے
یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہِ مست ساقی کی
درِ میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

سفینۂ بخشش میں فکر رضا کی جلوہ باری دیکھنی ہو تو جگہ جگہ پر وہ اشعار بھی دیکھیں جو حضور تاج الشریعہ نے بارگاہِ رسالت کے گستاخوں پر اپنی نوکِ قلم سے شدید ضرب کاری کی ہے، خوبصورت پیرائے میں کاری ضرب:

ذکرِ سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دلِ نجدی کو جلا جاتے ہیں
جن کو شیرینیِ میلاد سے گھن آتی ہے
آنکھ کے اندھے انہیں کوّا کھلا جاتے ہیں
جو جنونِ خلد میں کوّوں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا یارسول اللہ! عجلت کیجئے
تیز کیجے سینۂ نجدی کی آگ ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

جبینِ وہابی پہ دل کی سیاہی نمایاں ہوئی جیسے ہو مہرِ شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیرِ محبت نہ یابند ہرگز قبولِ از الٰہی

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سرِ عرش بریں جن کا قدم ہے

سفینۂ بخشش میں حضور تاج الشریعہ نے نئے نئے خیالات لانے کی کامیاب کوشش کی ہے، اپنی اس کوشش میں خیالات کی جدّت اور صیغہ آفرینی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، ملاحظہ کریں:

نت نئی ایک الجھن ہے اُف غمِ روزگار کا عالم

کیف ومستی میں غرق یہ دنیا جانے کیا دلفگار کا عالم

وائے حسرت دمِ آخر بھی نہ آکر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدۂ پُرنم کیا ہے
کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک وہمدم
ہوش میں آ یہ نشہ سا تجھے ہردم کیا ہے
کیف ومستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم وآلام کا عالم کیا ہے
وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی
جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے
میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کی اخترؔ
عقل کو کام میں لا غفلتِ پیہم کیا ہے

سفینۂ بخشش کا یہ ایک مختصر جائزہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور تاج الشریعہ کا کلام فکر رضا کی پوری پوری غمازی کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ آپ کی شاعری اگرچہ فاضل بریلوی، حجۃ الاسلام، استاذ زمن، وحضور مفتی اعظم ہند کی شاعرانہ فکر کا ہی دریچہ ہے مگر آپ کا اپنا ایک منفرد لہجہ ہے جو آپ کو قادرالکلام شاعر کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔ حالانکہ ابھی آپ کے کلام کا بہت بڑا حصہ زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا، میرے سامنے بھی جونسخہ ہے وہ ۲۰۱۰ء کا ہے۔ ورنہ آپ کی قادرالکلامی کے کئی اور جوہر اس مضمون میں بھی شامل ہوتے۔

☆☆☆

تاج الشریعہ کے اردو کلام میں محاوروں کا استعمال

محمد کاشف رضا شادؔ مصباحی
ایم۔اے،ایم فل
ریسرچ اسکالر: گل برگہ یونیورسٹی۔گل برگہ

محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آتے ہیں۔بول چال، بات چیت، باہم بات کرنا وغیرہ۔اور اصطلاحاً ''وہ کلمہ یا کلام جسے معتبر لوگوں نے لغوی معانی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص معنی کے لیے مخصوص کرلیا ہو۔''[اردو ڈکشنری۔آن لائن]یعنی وہ کلمہ یا کلام اپنے معنی حقیقی کے بجائے معنی مجازی میں استعمال کیا گیا ہو۔حبیب محمد بن عبداللہ رفیع المرغنی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''محاورے کا استعمال زبان میں استعاراتی انداز میں ہوتا ہے یعنی محاورے کے الفاظ اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً پاؤں توڑ کے بیٹھ جانا۔مایوس ہوجانا، ہمت ہار جانا، کوشش نہ کرنا کے معنی میں لکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہاں پاؤں توڑنا اپنے اصل معنی نہیں رکھتا ہے۔اسی طرح عقل کے گھوڑے دوڑانا۔فکر و تدبر کرنا، سوچ بچار کرنا کو گھوڑے دوڑانے سے لغوی نسبت نہیں ہے۔البتہ یہ بات قابل توجہ ہے کہ محاروں کے الفاظ سے ان کے اصل معانی کا واضح اشارہ ملتا ہے جیسے پاؤں کا ٹوٹ جانا معذوری اور عقل کے گھوڑے دوڑانا سوچ کی تیز رفتاری پر دلالت کرتا ہے''

[روزنامہ ''انقلاب دکن''، گل برگہ ۲۸ر اگست ۲۰۱۶ء]

نظم ہو یا نثر محاورے کا استعمال اس کی اہمیت ومعنویت بڑھا دیتا ہے اور اسے فصاحت و بلاغت عطا کرتا ہے کیوں کہ جس بات کو کہنے کے لیے صفحات درکار تھے اسے ایک محاورے نے چند الفاظ کے کوزے میں بند کرلیا۔ دیگر زبان کی طرح اردو زبان وادب بھی محاروں کی دولت سے مالا مال ہے۔ اردو کے سبھی محاورے قواعد کے لحاظ علامت مصدری نا پر ہی ختم ہوتے ہیں نثر میں اس کا بعینہ استعمال تو ممکن ہے لیکن نظم میں قدرے دشوار ہے اس لیے نظم میں محاوروں کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہوسکتی ہے لیکن اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بقول علامہ ادریس رضوی۔

"نثر میں یہ سب من وعن استعمال ہوجاتے ہیں لیکن نظم میں اس کے حصے بکھرے ہوجاتے ہیں مثال کے طور پر "ہتھیلی پر جان لیے پھرنا" محاورہ ہے مگر شعر میں اس کا سالم استعمال ہونا مشکل ہے تو اب اس کے الفاظ آگے پیچھے ہوسکتے ہیں اور یہ روایت زمانہ قدیم سے ادبا وشعرا کے یہاں قائم ہے۔ اہل زبان اور اہل علم نے اسے قبول کیا ہے" [کلام راہی اور صنائع وبدائع۔ص ۱۵۶]

محاورہ اپنے معنی کو بیان کرنے میں مکمل فقرہ نہیں ہوتا ہے اس لیے وہ الحاقی عبارت یا ضمائر وغیرہ کی طرف محتاج ہوتا ہے اسی لیے اشعار میں محاورے تقدیم وتاخیر اور الحاقی عبارت یا ضمائر میں، تو وغیرہ کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ شاعر کا اپنے کلام میں محاوروں کا استعمال کرنا زبان وبیان پر اس کے مضبوط گرفت کی دلیل ہے۔ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ [ولادت: ۱۹۴۲ء بریلی وفات ۲۰۱۸ء بریلی] کی شناخت خانوادۂ رضویہ کے ایک بزرگ اور علمی فرد کی حیثیت سے ہے ان کی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو جہاں ایک طرف ان کی علمی وفکری ندرت نکھر کر سامنے آتی ہے وہیں زبان وبیان اور محاروں پر ان کی گرفت بھی آشکارا ہوجاتی ہے میں نے اس مضمون میں آپ کے کلام میں محاروں کی تلاش کی ہے جس سے ان کی شاعری کی لسانی اہمیت ومعنویت سامنے آتی ہے۔

الف ممدودہ

(۱) آشیاں بنانا (یا باندھنا): گھونسلہ بنانا

شاخ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

''آشیاں بنانا'' اور ''آشیاں باندھنا'' دونوں محاورہ کے طور پر مستعمل ہیں زیادہ لغات میں ''آشیاں باندھنا'' ہی لکھا گیا ہے لیکن بعض لغات میں ''آشیاں بنانا'' بھی درج ہے اور ''آشیاں بنانا'' ہی زیادہ معروف ہے دونوں کے معانی یکساں ہیں۔ استاد شعرا کے کلام میں دونوں مستعمل بھی ہیں اور اکثر نے ''آشیاں بنانا'' ہی استعمال کیا ہے بطور حوالہ ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر دیکھیں ڈاکٹر اقبال نے اپنے شعر میں ''آشیاں بنانا'' اور آشیاں باندھنا'' دونوں استعمال کیا ہے۔

بنائیں کیا سمجھ کر شاخ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا

(بانگ درا)

ہاں، اسی شاخ کہن پر پھر بنا لے آشیاں
اہل گلشن کو شہید نغمہ مستانہ کر

(بانگ درا)

کہاں اقبال تو نے آ بنایا آشیاں اپنا
نوا اس باغ میں بلبل کو ہے ساماں رسوائی

(بانگ درا)

بلبل دلی نے باندھا اس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادل باغ ہستی کے جہاں

(بانگ درا)

لے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بیانا

بلبل نے کیا سمجھ کر یاں آشیاں بنایا

(کلیات میر، دیوان دوم)

(۲) آگے جانا: (۱) آگے بڑھنا (۲) رستہ بتانا۔ رہنمائی کرنا (۳) سبقت لے جانا

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا

پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

(۳) آنکھ اٹھا کر دیکھنا (۱) نظر بھر کر دیکھنا۔ (۲) نظر ملا کر دیکھنا۔ (۳) التفات کی نظر سے دیکھنا۔ توجہ کرنا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف

تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا

(۴) آنکھ لگ جانا/لگنا: نیند آنا (۲) عاشق ہو جانا۔ محبت ہو جانا

میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں

کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

(۵) آنکھیں بچھانا: بڑی خاطر و مدارات کرنا۔ نہایت تعظیم وتکریم کرنا

اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے

رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو!

ان کے نقش پا سے ہو گئے مظہر شان جمال

(۷) آنکھوں میں بسنا: آنکھ میں سمانا۔ بھانا۔ پسند آنا

ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں

(۸) آئینہ کر دینا: (۱) بالکل صاف کر دینا۔ چمکا دینا (۲) ظاہر کر دینا

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

الف مقصورہ

(۹) اپنا بنانا: طرف دار بنانا۔ دوست بنانا (۲) رشتہ جوڑنا۔ کسی چیز کو اپنی ملکیت قرار دینا (۳) فریفتہ بنانا۔ دلدادہ بنانا

قید شیطاں سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

ب

(۱۰) بدل جانا: اور کا اور ہو جانا۔ پھر جانا۔ تبدیل ہو جانا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ مکرنا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
جب اشارہ کریں گے میرے ناخدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اختؔر
اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہو جاؤں

(۱۱) بگڑی بنانا: خراب معاملہ سدھارنا

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

(۱۲) بگڑی بن جانا: خراب حالت کا درست ہو جانا

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف درآنجناب ہو جاؤں

(۱۳) بھول جانا: یاد سے اتر جانا۔ خیال نہ رہنا۔ فراموش ہو جانا

بھول جائے جسے پی کر غم دوراں اختؔر
ساقیٔ کوثر و تسنیم وہ صہبا دے دو

پ

(۱۴) پار ہوجانا/ پار ہونا: عبور کرنا۔ (۲) دریا سے اتر جانا (۳) کسی چیز سے گزرنا (۴) توڑ کر نکل جانا (۵) کام ہو جانا۔ مراد پا جانا (۶) ختم ہوجانا۔۔۔ (۸) چلا جانا۔ بھاگ جانا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں

(۱۵) پاؤں پھسلنا: (۱) قدم ڈگمگانا۔ لغزش ہونا۔ (۲) لالچ آنا۔ جی چاہنا۔ خواہش کرنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

(۱۶) پسینہ آنا: عرق آنا۔ نمی یا بخارات کا خارج ہونا۔ شرمندہ ہونا

اس تجلی کے سامنے اختؔر
گل کو آنے لگے پسینے سے

ت

(۱۷) تاب نہ لانا: برداشت نہ کرسکنا۔ گھبرا جانا

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر بہکے دید ہائے فلک

(۱۸) ترس کھانا: رحم کرنا

ترس کھاؤ میری تشنہ لبی پر
مری پیاس اور اک جام! کم ہے

(۱۹) تھپکی دینا: حریف کے ہتھیار پر اس طرح ہاتھ سے ضرب لگانا کہ ہتھیار پٹ پڑے (۲) کسی کے ماتھے پر ہتھیلی سے ضرب لگانا۔ (۳) چمکارنا

تری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہوگئی ہے

ج

(۲۰) جگہ ہونا: گنجائش ہونا۔ موقع ہونا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

(۲۱) جہاں سے اٹھ جانا / جہاں سے گزر جانا: مرجانا

اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے
مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

(۲۲) جیتے جی مرجانا: تباہ ہوجانا۔ برباد ہوجانا (۲) سخت ترین صدمہ یا رنج پہنچا (۳) بے فیض ہونا۔ فائدہ نہ پہنچنا (۴) زندگی ہی میں چھوٹ جانا (۵) کسی کام کا نہ رہنا۔ قدرتی صلاحیتوں سے محرومی۔

فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یارب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

چ

(۳۲) چراغ گل ہونا: چراغ بجھنا۔ گھر تباہ ہونا

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

(۲۴) چل دینا: رفو چکر ہو جانا۔ بھاگ جانا (۲) فوت ہو جانا

بے تکلف شہ دو جہاں چل دیئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیئے
روز محشر کہا جب نبی نے چلیں

اختر خستہ بھی خلد میں چل دیئے
جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج و فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

لذت مے لے گیا وہ جام و مینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا خود مے کو تشنہ چھوڑ کر

(۲۵) چیں بر جبیں ہونا: تیوری پر بل ڈالنا۔ ماتھے پر شکن ڈالنا۔ ناراض ہونا

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے

ح

(۲۵) حسرت آنا: آرزو ہونا۔ افسوس آنا

چاندنی رات میں پھر مے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساغر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

خ

(۲۶) خاک میں ملنا: (۱) تلف ہونا۔ ضائع ہونا (۲) دفن ہونا (۳) پریشان ہونا۔ برباد ہونا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

(۲۷) خاک ہونا/خاک ہوجانا: مل کر مٹی ہوجانا۔ بوسیدہ ہوجانا۔ کچھ نہ ہونا۔ تباہ ہونا۔ برباد ہونا

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

(۲۸) خالی پھر دینا: محروم واپس کر دینا۔ کچھ نہ دینا

وہ جہاں بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدا! یہ مرے نفس کی بدی ہے

(۲۹) خواب ہو جانا: خیال سے جاتا رہنا۔ محض وہمی ہو جانا۔ گزرے دنوں کی یاد آنا

مری حقیقت فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہو جاؤں

(۳۰) خون رلانا: انتہا سے زیادہ رلانا۔ خون کے آنسو رلانا۔ بہت ستانا

جب بھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

د

(۳۱) درپے ہونا: پیچھا کرنا۔ گھات میں ہونا

درپے شرارت یارسول اللہ
کفر کی جماعت یارسول اللہ
ناتواں ہے امت یارسول اللہ
کیجیے حمایت یارسول اللہ

(۳۲) دردر پھرنا: دنیا بھر میں مارا مارا پھرنا

یوں نہ اختؔر کو پھراؤ مرے مولیٰ دردر
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

اختؔر خستہ عبث دردر پھرا کرتا ہے تو
جز در احمد کہیں سے مدعا ملتا نہیں

(۳۳) دل پھر جانا (پھرنا) بیزار ہونا۔ کراہت ہونا

مرے دل پھر جائیں یارب! شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

(۳۴) دل جانا: عاشق ہونا

وہ خرام فرماتے میرے دیدہ ودل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

(۳۵) دل جلانا: سخت رنج دینا (۲) رشک دلانا۔ رنج اٹھانا

ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں

(۳۶) دل جھکنا: مائل ہونا

در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھا ہوتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا

(۳۷) دل کی کہنا: صاف بات ظاہر کر دینا (۲) وہ بات جو دوسروں کے دل میں ہو بتا دینا۔

یہ بات مجھ مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہار خلد بریں ہے بہار طیبہ سے

(۳۸) دم نکل جانا: (۱) جان نکلنا (۲) نزع میں ہونا (۳) ڈر جانا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقینا خبر
حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا ان کے قدموں پر جب دم نکل جائے گا

(۳۹) دور چلنا: شراب کا باری باری ہر ایک کے روبرو آنا

چاندنی رات میں پھر مے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساغر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

(۴۰) دہل جانا: ڈر جانا۔ رعب کھا جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۴۱) دھوم مچانا: شور کرنا۔ غل کرنا (۲) فریاد کرنا

شام تنہائی بنے رشک ہزاراں انجمن
یاد جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

ڈ

(۴۲) ڈوب جانا: غرق ہوجانا۔ دریا میں بہہ جانا (۲) غائب ہوجانا (۳) روپیہ ضائع ہوجانا (۴) تباہ و برباد ہوجانا۔ (۵) رسوا ہونا۔ ناکام ہونا

ڈوب جائے نہ کہیں غم میں ہمارے عالم
ہم جو رو دیں گے تو بہتا ہوا دریا ہوگا

ر

(۴۳)راستہ دکھانا: راہ بتانا۔ راہنمائی کرنا(۲)انتظار کرنا

بھٹکتا یوں پھرے کب تک تمہارا اختر خستہ
دکھا دو راستہ اس کو خدارا شہر الفت کا

(۴۴)روشن ہوجانا: ظاہر ہوجانا۔ نتیجہ نکل آنا

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

ز

(۴۵)زمیں کو آسماں کر دینا

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

میرے خیال میں ''ثریا کو ثرا کر دینا'' کو بھی محاورہ تسلیم کر لینا چاہیے

س

(۴۶)سائے میں آنا: چھاؤں میں آنا(۲)پناہ یا سرپرستی حاصل کرنا

کرم سے اس کمینے کی بھی ولی لاج رکھ لینا
ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دو جہاں آئے

(۴۷)سر جھکانا: اطاعت یا فرماں برداری کرنا۔(۲)شرمندہ ہونا۔ غیرت محسوس کرنا(۳)عاجزی ظاہر کرنا

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

(۴۸) سہارا دینا: مدد کرنا۔ تھامنا (۲) ٹیک یا آڑ داڑ لگانا

شوق طیبہ نے جس دم سہارا دیا
چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

غرق ہوتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے دو
موج تھم جائے خدارا یہ اشارہ دے دو

ش

(۴۹) شور اٹھنا: غل ہونا۔ شور ہونا

اٹھے شور مبارکبادان سے جب ملا اخترؔ
غم جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

ص

(۵۰) صدقہ اتارنا/ صدقہ دینا: اتارا دینا یا اتارنا۔ خیرات کرنا۔ قربان دینا

لب جاں بخش کا صدقہ دے دو
مژدۂ عیش ابد جان مسیحا دے دو

(۵۱) صدقے جانا: قربان ہونا۔ واری جانا۔ تصدق ہونا

میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے

(۵۲) صدمے اٹھانا: نقصان اٹھانا۔ (۲) رنج اٹھانا

آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں

نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی

ع

(۵۳) عام کردینا: مشہور کردینا۔ مشتہر کردینا

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کردیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کردیں

غ

(۵۴) غبار اٹھنا: زمین سے گرد کا بلند ہونا (۲) آندھی آنا۔ آندھی اٹھنا (۳) ملال دور ہوجانا۔ تعلقات کا بحال ہوجانا

نہالیں گنہ گار ابر کرم میں
اٹھا دیکھے وہ غبار مدینہ

ف

(۵۵) فدا کرنا: قربان کرنا۔ تصدق کرنا۔ وارنا۔ نثار کرنا۔ چھڑکنا

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

وہ خرام فرماتے میرے دیدہ ودل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

(۵۶) فریب کھانا/فریب میں آنا: دھوکہ کھانا۔ جال میں پھنسنا

جہاں کے قوس قزح سے فریب کھائے کیوں
میں اپنے قلب ونظر کا حجاب ہوجاؤں

نہ جانے کتنے فریب کھائے راہ الفت میں ہم نے اختر
پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے

(۵۷) فنا کرنا: کھونا۔ برباد کرنا۔ مٹانا۔ نیست و نابود کرنا

عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں

(۵۸) فنا ہو جانا: مٹ جانا۔ (۲) کنایۃً عاشق ہو جانا

میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا

ک

(۵۹) کاٹے نہ کٹنا: دوبھر ہونا۔ اجیرن ہونا۔ کٹھن اور سخت ہونا۔ کسی طرح تمام نہ ہونا

کروں اختر شماری انتظار صبح میں کب تک
الٰہی ہے یہ کیسی رات کہ کاٹے نہیں کٹتی

(۶۰) کانپ جانا: خوف سے تھرا جانا۔ (۲) جاڑے سے کپکپی چھوٹ جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۶۱) کروٹ لینا: رخ بدلنا (۲) منہ پھیر لینا (۳) انقلاب اختیار کرنا

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

(۶۲) کھل جانا: شگفتہ ہو جانا۔ خوش ہو جانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کر دیں

(۶۳) کھل جانا: شگفتہ ہو جانا۔ خوش ہو جانا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کِھل جاتا

(۶۴) کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا۔ الگ ہونا۔ چھوڑ دینا۔ باز آنا۔ گوشہ نشیں ہونا۔ دست بردار ہونا۔ بچنا

نہ فیض راہ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہل دنیا سے

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

(۶۵) کلی چٹکناں۔ (پھولنا۔ کھلنا): غنچہ کا شگفتہ ہونا۔ پھول کھلنا (۲) فرحت دل اور انبساط خاطر۔ خوشی ہونا

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

گ

(۶۶) گمان گزرنا: شک ہونا۔ شبہ ہونا۔ خیال میں آنا

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کردیں

(۶۷) گلے ملنا: (۱) ہم آغوش ہونا۔ گلے لگنا (۲) صفائی کرنا۔ سلوک کرنا (۳) ملاقات کرنا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

(۶۸) گھٹا جھومتی آنا: گھٹا کا چاروں طرف سے گھرنا

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے سے

(۶۹) گھٹا چھانا: ابر گھرنا۔ بادل گھرنا۔ ابر کا آسمان پر محیط ہونا

موسم مے ہو وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
چشم مے گوں سے پئیں سے جلسہ صہبائی ہو

عرصہ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ کرگرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
پیئے جھوم کر جاں نثار مدینہ

ل

(۷۰) لاج رکھنا: آبرو بہ بگڑنے دینا۔ عزت بچانا۔ شرم رکھنا

کرم سے اس کمینے کی بھی و لی لاج رکھ لینا
ترا اختؔر ترے سایہ میں شاہ دو جہاں آئے

(۷۱) لو لگانا: تصور باندھنا۔ خیال باندھنا۔ توجہ دینا۔ رجوع ہونا۔ ہر وقت دھیان لگانا۔ (۲) عشق کرنا۔ دل لگانا۔ عاشق ہونا (۳) خواہش کرنا۔ آرزومند ہونا

اختؔر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے در جود سے لگی ہے

کب سے بیٹھے ہیں لگائے لو در جاناں پہ ہم
ہائے کب تک دید کو ترسیں فدایانِ جمال

لو لگاتا کیوں نہیں باب شہ کونین سے
ہاتھ اٹھا کر دیکھ تو پھر ان سے کیا ملتا نہیں

اختؔر لگائیے لو نبی کریم سے
کیا فکر اہل دنیا جو ستارے بدل گئے

م

(۷۲) مچل جانا[پڑنا]: مچلنا۔ضد پر آجانا۔اڑ جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۷۳) مردے جلانا: مردے زندہ کرنا

تم تو مردوں کو جلا دیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

(۷۴) مزے لینا: لطف حاصل کرنا۔ذائقہ چکھنا

دشت طیبہ میں گما دے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے

(۷۵) مژدہ سنانا: خوشخبری لاکر دینا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

(۷۶) مل جانا: (۱) اجڑ جانا۔پیوستہ ہوجانا۔(۲) صلح وصفائی ہو جانا (۳) شامل ہوجانا۔شریک ہوجانا۔(۴) دوچار ہونا۔ملاقات ہونا۔(۵) حاصل ہونا۔وصول ہوجانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کردیں

میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہوکر طیبہ میں ہی مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

(۷۷)منہ کے بل گرنا:اس طرح گرنا کہ چہرہ زمین پر لگے۔ذلت اٹھانا۔ذلیل ہونا

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

(۷۸)منہ موڑنا: منہ ہٹانا۔روگرداں ہونا۔کسی کے شریک حال نہ ہونا۔پہلوتہی کرنا(۲)رخ نہ دینا۔توجہ نہ کرنا(۳)باغی ہونا(۴)پرہیز کرنا۔ باز رہنا(۵)انکار کرنا۔(۶)شکست کھانا۔پسپا ہونا(۷)بے وفائی کرنا۔ٹالنا۔بے مروتی کرنا

جان گلشن نے ہم سے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم

(۷۹)منہ نکل آنا:لاغر ہوجانا۔چہرہ کمزور ہوجانا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا

(۸۰)موج آنا:لہر آنا۔ترنگ اٹھنا(۲)شادابی اور سرسبزی ہونا(۳)خیال آجانا۔دھن بندھنا

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

ن

(۸۱)ناز کرنا:نخرے کرنا۔لاڈ کرنا۔(۲)اترانا۔غرور کرنا(۳)فخر کرنا

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے

وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

(۸۲) نام لینا: نام زبان پر لانا (۲) نام رٹنا۔ نام جپنا (۴) تعریف کرنا۔ گن گانا (۵) کسی کا ذکر کرنا (۶) واسطہ دینا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں

(۸۳) نکل جانا: چلا جانا۔ بھاگ جانا (۲) دور ہو جانا (۳) جاتا رہنا۔ زائل ہو جانا (۴) سبقت لے جانا۔ آگے بڑھ جانا (۵) کپڑے کا پھٹ جانا۔ رفاقت ترک کر دینا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
جب اشارہ کریں گے میرے ناخدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

(۸۵) نظر آنا: دکھائی دینا۔ سوجھنا (۲) دھیان میں آنا

سایہ ذات کیوں نظر آئے
نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

(۸۶) نظر پھیر لینا: بے توجہی کرنا۔ بے مروتی کرنا (۲) ادھر ادھر نگاہ دوڑانا

ساقیا تیری نگاہ ناز مے کی جان تھی
پھیر لی تو نے نظر تو وہ نشہ ملتا نہیں

(۸۷) نظر جمنا: نگاہ ٹھہرنا۔ بغور دیکھے جانا

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(۹۹) نظر ہونا: پہچان ہونا۔ تمیز ہونا۔ پرکھ ہونا۔ جانچ ہونا (۲) نظر لگنا (۳) توجہ ہونا۔ خیال ہونا۔ دھیان ہونا (۴) علم نجوم میں ایک ستارے کا دوسرے ستارے پر اثر انداز ہونا (۵) توقع ہونا

نظر پہ کسی کی نظر ہو رہی ہے
مری چشم کان گوہر ہو رہی ہے

(۱۰۰) نیچا دکھانا: مغلوب کرنا۔ ذلیل کرنا (۲) شرمندہ کرنا۔ غرور ڈھانا

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

(۱۰۱) نیند آ جانا، آنا: سو جانا۔ سونے کی خواہش ہونا

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

و

(۱۰۲) وجد کرنا: بیخود ہو کر جھومنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

(۱۰۳) وقف ہونا: خدا کے نام پر چھوڑا جانا۔ کسی کی ملکیت نہ ہونا (۲) کسی کام میں اس قدر مصروف ہونا کہ کسی اور طرف متوجہ نہ ہو سکنا۔ جو کام کرنا اسی کا ہو جانا

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو جاؤں

ہ

(۱۰۴) ہوا دینا: پنکھے یا دامن سے ہوا دینا (۲) ہوا میں رکھنا۔ کسی چیز کو ہوا کھلانا (۳) آگ کو ہوا سے سلگانا۔ آگ کو بھڑکانا۔ (۴) اشتعال دینا۔ اکسانا

دیجئے میری محبت کو ہوا
اس طرف چشم محبت کیجئے

(۱۰۵) ہل جانا: (۱) متحرک ہو جانا۔ لرز جانا۔ کانپ جانا۔ تھرا جانا (۲) مانوس

ہوجانا۔خوگر ہوجانا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

ی

(۱۰۶) یاد آنا۔ یاد پڑنا۔ یاد ہونا: خیال میں آنا۔ ذہن میں آنا۔ ذہن نشیں ہونا۔ معلوم ہونا۔ از بر ہونا۔ حفظ ہونا

مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی
خلد میں بھی باغ جاناں یاد آئے خیر سے

یاد آتا ہے وقت غم اختر
رخصت غم گسار کا عالم

(۱۰۷) یاد میں ڈوبنا: کسی کے خیال میں رہنا

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام وسحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

☆☆☆

تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ

مظفر مینائی مٹیا برج، کولکاتا ۲۴

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ اپنی ذات بابرکات میں خود ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا علمی سرمایہ اور فقہی ذخیرہ آج یکجا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ آنے والی نسل اس سے فیض اٹھا سکے۔ حضور تاج الشریعہ فی زمانہ قادری سلسلہ کے ایک نامور بزرگ ہی نہیں ہے بلکہ ایک جید عالم دین اور مرجع فقہ وفتاویٰ بھی ہیں۔آپ کے مریدوں اور شاگردوں کا حلقہ برصغیر پاک وہند کے ساتھ ساتھ یورپ وامریکہ اور افریقہ وعرب تک دراز ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاج الشریعہ نے جہاں علم دین کے چراغ کو اپنے خون وجگر دے کر روشن کرنے کی کوشش کی ہے وہیں عشق رسول، محبت پنجتن پاک اور حب اولیائے کرام کو عام کرتے پوری زندگی وقف کردی ہے۔

آپ کے پند ونصائح، تصانیف وفتاویٰ میں یہ عناصر تفصیل سے پائے جاتے ہیں وہیں شاعری میں بھی ان جذبات کا اظہار ملتا ہے۔ یہاں موضوع سخن حضرت تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ کہ آپ کے شاعرانہ مزاج نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ سفینۂ بخشش میں ذکر کردہ اشعار میں سے بعض کو صنعتی کسوٹی پر پرکھ کر دنیائے اردو ادب میں تاج الشریعہ کا کیا مقام ہے؟ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس سلسلے میں علامہ عبدالستار

ہمدانی مصروف برکاتی نوری صاحب قبلہ کی کتاب ''فن شاعری اور حسان الہند'' سے بھرپور مدد لی گئی ہے اور دوسرے شعرا کے اشعار بطور استدلال اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

صنعت استعارہ

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات ص ۱۴)

اے میرے ماہ کامل پھر آشکارا ہو جا
اکتا گئی طبیعت تاروں کی روشنی میں (شکیل بدایونی)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا (رضا)

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

شہنشاہ کونین/شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

جان جاں/جان جہاں مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جاں تو کوئی جاناں قرار جاں تو ئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

جان جاں/جان مسیحا سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال

مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صنعت تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھرانا یا اس کی صنعت میں شریک قرار دینا (فیروز اللغات ص ۳۶۱)

نازکی ان کے لب کی کیا کہئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے (میر تقی میر)

چاند سے چہرے پہ بکھری ہے وہ زلف عنبریں
رات کیوں ہے آج اتنی دل ربا معلوم ہے (ماہر چاندپوری)

دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درود (رضا)

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج جیسے اک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے ''شمع صبح گاہی'' سے تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ:

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔ (فیروز اللغات ص ۱۱۹۳)

ہنس پڑے آپ تو بجلی چمکی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ آئی (امیر مینائی)

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کی

قمر آیا ہے شاید ان کے تلوؤں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدہائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

صنعت اقتباس:

چنا ہوا کلام (فیروز اللغات ص ۱۰۵) یعنی شاعر اپنے شعر میں قرآن مجید کی آیت یا حدیث کی عبارت کا ٹکڑا لے اور اس عبارت کو عربی زبان میں ہی شعر میں نقل کرے۔

دھوپ کی تابش آگ کی گرمی
وقنا ربنا عذاب النار (غالب)

رنگ او ادنیٰ میں رنگین ہو کے اے ذوق طلب
کوئی کہتا تھا کہ لطف ما خلقنا اور ہے (اقبال)

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا (رضا)

پائے کوباں پہ سے گزریں گے تیری آواز پر
رب سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے (رضا)

علامہ ازہری صاحب فرماتے ہیں:

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

شب معراج وہ اوحی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

دید کے ہوں طالب جب خدا سے موسیٰ
ان سے لن ترانی کہہ دے رب تمہارا

ہے پیام وصلت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ
ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیوں ہرگز خدا ملتا نہیں

صنعت تضاد:

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق و تضاد بھی کہا جاتا ہے (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۲۳)

فرش سے تا عرش واں طوفان تھا موج رنگ کا
یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا (غالب)

اس عالم ہستی میں مرنا ہے نہ جینا ہے
تو نے کبھی دیکھا نہیں، مستوں کی نظر سے (اصغر گونڈوی)

وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری تھی
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھری ہے (فیض احمد فیض)

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا (رضا)

نار دوزخ کو چمن کردے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کردے نہار عارض (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

زمین v/s آسمان ثریا v/s ثرا (متضاد الفاظ)

مری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کر دیں
ہر ایک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں

مشکل v/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

شب v/s دن تاریک v/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

ہنساتے ہیں v/s رلاتے ہیں

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک v/s خاک

صنعت حسن تعلیل:

شاعر اپنے تخیل سے کسی چیز یا امر کی کوئی ایسی وجہ (علت) بیان کرے، جو دراصل اس کی علت نہیں ہوتی (فیروز اللغات ص ۵۶۹) یعنی کسی وصف کے لئے ایسی علت کا

دعویٰ کرنا جو حقیقی نہ ہو۔

شب غم کی تیرگی میں مری آہ کے شرارے
کبھی بن گئے ہیں آنسو کبھی بن گئے ہیں تارے (شکیل بدایونی)

میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں (غالب)

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا (رضا)

غفلت شیخ وشباب پر ہنستے ہیں طفل شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

عرصۂ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ جھوم کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

رخ تاباں نبی زلف معنبر پہ فدا
روز تابندہ پہ مستی بھری برسات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

صنعت تجنیس کامل:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنیٰ الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دونوں الفاظ تلفظ میں یکساں ہوں لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔ (فیروز اللغات ص ۳۴۶)

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا (غالب)

تو نے سب اپنے کام بگڑ کر بنا لئے
میری وفا، وہ کام جو بن کر بگڑ گیا (فانی بدایونی)

نور و بنت نور زوج نور وام نور و نور
نور مطلق کی کنیز، اللہ دے لینا نور کا (رضا)

جنت ہے ان کے جلوہ سے جو پائے رنگ و بو
اے گل، ہمارے گل سے ہے گل کو، سوال گل (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مفتئ اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حاجتیں کس کو پکاریں کس کی جانب رخ کریں
حاجتیں مشکل میں ہیں مشکل کشا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص:

شعر میں ایسے دو الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۵۳)

ادھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اٹھ جانا
ادھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بے کار ہو جانا (جگر مرادآبادی)

ادھر وفا کو گلہ ہے کہ دل لہو نہ ہوا
ادھر ستم کو شکایت کہ قدرداں نہ ملا (غلام ربانی تاباں)

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی (رضا)

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر:

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو (فیروز اللغات ص ۱۲۲۴)

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں (غالب)

نہ بادہ ہے، نہ صراحی، نہ دور پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزم میخانہ (اقبال)

شاخ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ (رضا)

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

رند+ساقی + میخانہ+میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

ساقی + جام+ دور+ ساغر+شراب+ چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

بادہ کشو+ ساغر+شراب+جھومنا (آپس میں مناسبت ہے)

اصل شجر میں ہوتم ہی نخل وثمر میں ہوتم ہی

ان میں عیاں تم ہی تو ہوان میں نمایاں تم ہی تو ہو

شجر+نخل+ثمر (آپس میں مناسبت ہے)

صنعت ترصیع:

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں۔ (فیروز اللغات ص ۳۵۵)

نام تیرا ہے زندگی میری

کام میرا ہے بندگی تیری (رضا)

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا ووالا ہمارا نبی (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے

حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

یارسول اللہ مدینہ کی فضاؤں کو سلام

یارسول اللہ طیبہ کی ہواؤں کو سلام

صنعت مقابلہ:

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں۔ (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۶۵)

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے (غالب)

ہو کر جمود گلشن جنت سے بے نیاز
دوزخ کے بے پناہ شراروں پہ رقص کر (شکیل بدایونی)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگوشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب (رضا)

دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی
ہیں درعدن، لعل یمن مشک ختن پھول (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ڈوبے رہتے ہیں تری یاد میں جو شام وسحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

شام کے مقابلے میں سحر اور ڈوبے رہتے ہیں کے مقابلے لگائے جاتے ہیں۔

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل وشام میں موافقت سحر کے مقابلے میں شام اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعت تنسیق الصفات:

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔ (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۹۳)

حسن بے پرواخریدار متاع جلوہ ہے
آئینہ زانوئے فکر اختراع جلوہ ہے (غالب)

تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم

یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہو کر (جگر)

تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیا میں تارے

انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں (رضا)

شافی ونافی ہو تم، کافی ووافی ہو تم

درد کو کر دو دوا، تم پہ کروڑوں درود (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

وہی تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت

وہیں ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

گدا گر ہے جو اس گھر کا وہی سلطان قسمت ہے

گدائی اس در والا کی رشک بادشاہت ہے

تاج وقار خیا کیاں، نازش عرش وعرشیاں

فخر زمین وآسماں فخر زماں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو

جان جہاں تم ہی تو ہو جان جناں تم ہی تو ہو

صنعت مقلوب مستوی:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید (فیروز اللغات ص ۱۲۷۵)

پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا

یوں ہو تم چارۂ غم الفت ہی کیوں نہ ہو (غالب)
عشق نے دل میں جگہ کی تو قضا بھی آئی

درد دنیا میں جب آیا تو دوا بھی آئی (فانی)

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھروسا تیرا (رضا)

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر

ہم صفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جادو (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

اے مسیحا ترے بیمار ہیں ایسے بیمار
جہاں بھر کا دکھ درد مٹا جاتے ہیں

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت حسن طلب:

لطیف اشارہ کر کے کوئی چیز مانگنا، مانگنے کا اچھا طریقہ (فیروز اللغات ص ۵۶۹)

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد

مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ (غالب)

تجھ کو اپنے لب گلرنگ کی خوشبو کی قسم

شام ہجراں کی ہواؤں کو معطر کر دے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما

تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے (رضا)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں

سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

داغ فرقت طیبہ، قلب مضمحل جاتا

کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پا یہ دل بنتا

یا تو خاک پا بن کر پا سے متصل جاتا

گردش دور نے پامال کیا مجھ کو حضور

اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو

غم پیہم سے یہ بستی میری ویران ہوئی

دل میں اب خود کو بساؤ تو بہت اچھا ہو

یوں نہ اختر کو پھراؤ میرے مولیٰ در در

اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

صنعت مسمط:

وہ نظم جس کے ہر شعر میں تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں، اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۴۷)

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سمارہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، وہ آرہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

(جگر مرادآبادی)

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(رضا)

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سونپے ہیں جس نے اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارۂ درد رضا کرتے ہیں

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کر دیں
صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح روان زندگی، تاب وتوان زندگی
امن وامان زندگی، شاہ شہا تم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق:

اشتقاق: ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا (فیروز اللغات) یعنی شاعر کا اپنے شعر میں

ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا (رضا)

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے

گنہگار! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبین ہے

شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے

کیجئے یاد ختام الانبیاء
ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجئے

ختام اور ختم ماخذ ایک ہی ہے

صنعت سیاق الاعداد:

شاعر اپنے شعر میں مختلف اعداد کا استعمال کرے پھر وہ اعداد چاہے ترتیب وار ہوں خواہ بے ترتیب ہوں لفظ ''سیاق'' کے لغوی معنی ربط مضمون، حساب، گنتی، دفتری اصطلاح، حساب کے قاعدے وغیرہ ہیں (فیروز اللغات ص ۸۲۵) نوٹ: شعر میں ایک سے زائد اعداد کا ذکر کرنا لازمی ہے۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن

دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں (ظفر)

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا (رضا)

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں

پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے یک جس کو بنایا آپ ہیں

(اس میں دو مرتبہ یک (ایک) کا استعمال کیا گیا ہے)

جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں

(دوسرا دو مرتبہ شعر میں استعمال کیا گیا ہے)

یکتا ہیں جس طرح وہ ہے ان کا غم بھی یکتا
خوش ہوں کہ مجھ کو دولت آنسو مل گئی

(یکتا کا دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے)

چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں

(چار شعر میں دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔)

صنعت مقلوب کل:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس کو بالترتیب الٹا دیں تو بامعنی لفظ بن جائے، مثلاً ''مان'' کو الٹا دیا تو ''نام'' بنا۔ اناج کو الٹا یا تو ''جانا'' بنا۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۷۵)

کھلونا تو نہایت شوخ و رنگین ہے تمدن کا

معروف میں بھی ہوں لیکن کھلونا پھر کھلونا ہے (جوش)

سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخ رو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا (رضا)

نہ روح امیں نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لئے (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں

اس شعر میں لفظ ''در'' کو الٹا دینے سے رد (انکار) بنتا ہے۔

مر نہ جانا متاع دنیا پر
سن کے تو مالدار کی باتیں

اس شعر میں لفظ ''جانا'' کو الٹا دینے سے اناج (غلہ) بنتا ہے۔

تاج وقار خاکیاں نازش عرش وعرشیاں
فخر زمین وآسماں فخر زماں تم ہی تو ہو

اس شعر میں لفظ ''عرش کو الٹا دینے سے ''شرع'' بنتا ہے۔

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

اس شعر میں لفظ ''دم'' کو الٹا دینے سے ''مد'' بنتا ہے اور کیا کو الٹا دینے سے ''ایک'' بنتا ہے۔

☆☆☆

تاج الشریعہ اور عشق رسول: نعتوں کے حوالے سے

حضرت مولانا قاسم عمر صاحب
لیچول ساوتھ افریقہ

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام وسحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل طور سے دل میں پایا جانا یہ مومن کامل ہونے پر دال ہے، ایک آدمی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ نہ ہو، اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید کی سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ اشارہ کر رہی ہے جس میں خالق ارض وسما ارشاد فرماتا ہے، ترجمہ: تم فرماؤ (اے محبوب) اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائی کے مال اور وہ سودہ جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

علامہ قرطبی اس آیت کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں ”وفی الایة دلیل علی وجوب حب اللہ و حب رسولہ ولا خلاف فی ذالك بین الائمہ وان ذالك

مقدم علی کل محبوب، الجامع للقــرطبی" آیت کریمہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اس میں ائمہ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں اور آپ اخیر میں بہت ہی پیارا جملہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ محبت ہر محبوب چیز سے مقدم ہے اور یقیناً وہ بندہ جو اللہ کے محبوب سے سچی محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ انھوں نے اپنے تن، من، دھن، آل واولاد، ماں، باپ، بھائی، بہن سب سے زیادہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی ہے۔ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے بھی ہمیں اس بات کا درس ملتا ہے کہ جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اپنی آل، اولاد، ماں، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ کریں مومن کامل نہیں ہوسکتے، ارشاد مصطفیٰ ہے لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

اور ایک مومن کو ایمان کی مٹھاس ہی اس وقت محسوس ہوگی جب وہ اللہ اور اس کے نبی سے زیادہ محبت رکھتا ہو جیسا کہ ارشاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے، تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس کی وجہ کر حلاوت ایمان نصیب ہوتی ہے اس میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں، مفہوم، بخاری۔ ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ، تم اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تم کو اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے، ترمذی۔

مذکورہ چند احادیث اور آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایماندار اور مومن کامل ہونے کے لئے محبت خدا اور عشق رسول کا کامل طور سے دل

میں پایا جانا شرط ہے اس تعلق سے ڈاکٹر اقبال نے بھی ایک بہت پیارا شعر کہا ہے کہ:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اپنے فارسی کے ایک شعر میں کچھ اس طرح عرض گذار ہوئے کہ:

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

مومن کامل ہونے کے لئے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت شرط اول ہے یہی وجہ ہے کہ بغیر محبت خدا و عشق رسول کے آدمی کامل الایمان نہیں ہوسکتا اور محبت رسول ہی وہ زینہ ہے جس کے وسیلے سے ایک انسان کے اندر اتباع سنت رسول و اطاعت فرمان خدا اور رسول کا جذبۂ صادقہ پیدا ہوتا ہے اور جو بندہ اتباع رسول کرتا ہے رب تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے جس کی جانب قرآن مجید کی آیت کریمہ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله رہنمائی کرتی ہے۔

الحمدللہ عزوجل اس دور پرفتن میں ایک فقید المثال ذات جسے آج تقریباً پورا عالم اسلام شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان رضوی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے آپ اپنے دور میں اطاعت فرامین خدا و اتباع سنت رسول کے جس درجۂ عظیم پر فائز تھے اس کی مثال اس دور پرآشوب میں ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے، شریعت مطہرہ کے احکامات خواہ اصولی ہوں یا فروعی جب بھی کسی نے اس پر شب خون مارنے کی کوشش کی اس مرد قلندر نے کسی لومۃ ولائم کی پرواہ کیے بغیر امام عشق ومحبت کے فیضان علم سے لبریز قلم کو حرکت میں لاکر مسلسل قلمی جہاد کرتے ہوئے باطل ولایعنی نظریات کو اس کے مدفن تک پہونچا دیا اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ اپنی پوری ظاہری حیات میں اس عشق رسول کے متوالے کا اوڑھنا بچھونا ہی احقاق حق

وابطال باطل رہا آپ محبت رسول کے کس درجۂ عظیم پر بفضل رب قدیر فائز تھے اس کا اندازہ آپ کے نعتیہ کلام سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کر دے

اس شعر کو بغور پڑھیں تو اس میں آپ کو فرمان رسول لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ کی مکمل عکاسی نظر آئے گی۔ یقیناً آپ رشدو ہدایت کے گل خوش رنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کہنہ مشق اور فی البدیہہ شاعر بھی تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول کی جوتابانیاں نظر آتی ہے اس کو مجھ جیسا کمزور قلم کار کماحقہ بیان کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ آپ کے دل میں عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس مقدر موجزن تھا اس کا کچھ اندازہ آپ کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تمہیں تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تمہیں تو ہو
کس سے کروں بیان غم کون سنے فغان غم
پاؤں کہاں امان غم امن واماں تمہیں تو ہو

اور

اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود
سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تمہیں تو ہو

بلاشبہ آپ کی ہر ہر ادا سے محبت خدا و عشق رسول کی جھلک نمایاں ہے اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے۔ واللہ یو تیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

عوام وخواص کا آپ سے والہانہ ہی نہیں بلکہ دیوانگی کی حد تک محبت کرنا بھی آپ کے محبوب، محبوب رب العالمین کی بین لیل ہے، آپکی محبوبیت عامہ کے تعلق سے وقت

کے جید عالم شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مفتئ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں میں ہی حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے جگہ بنالی، تجلیات تاج الشریعہ ص 68، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ

اہل علم و دانش یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقبول خاص و عام ہونا یہ محبوب رب العالمین ہونے کی دلیل ہے اور اس عہدۂ عظیم پر فائز ہونے کی وجہ آپ کے دل میں عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل طور پر پایا جانا ہے جس کی ایک واضح مثال آپ کا نعتیہ مجموعہ سفینۂ بخشش ہے جسکے چند اشعار بطور تمثیل پیش خدمت ہیں جو آپ کے سچے عاشق رسول ہونے کی غمازی کرتے ہیں فرماتے ہیں:

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا
دم میرا نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا
دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پا وہ دل بنتا
یا تو خاک پا بن کر پا سے متصل جاتا

ایک مقام پر یوں لب کشا ہوئے:

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

اور جب دیار حبیب رب العلی کو جاتے ہیں تو یوں عرض گذار ہوتے ہیں،

ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت
دکھا پرواز کے جوہر مدینہ آنے والا ہے
غبار راہ انور کس قدر پرنور ہے اختؔر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

یقیناً جو محبت رسول کا جام پی لیتا ہے ساری خدائی اس کی ہو جاتی ہے، آپ فرماتے ہیں:

پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفیٰ
اس کی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہو گیا

الحمد للہ جو کچھ آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا آپ اس کی عملی تفسیر نظر آتے ہیں بلکہ جو کچھ آپ نے عرض کیا رب العلی نے آپ کو اس کا پیکر مجسم بنا دیا، آپ عربی قصیدہ، قصیدہ فی الحمد و مدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں:

الله الله الله مالی رب الا هو
من مات يقول الله ذاك الخالد محياه

سبحان اللہ جو کچھ آپ کی مقدس زبان سے نکلا اللہ رب العزت نے آپ کو اس مرتبۂ عظمیٰ اور نعمت عظیمہ سے مشرف فرمادیا جب آپ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے تو آپ کی مبارک زبان پر ''اللہ اکبر'' کی صدائیں جاری تھیں اور یہی مبارک کلمہ کا ورد کرتے ہوئے اور بزبان دیگر ذاك الخالد محياه کے درجۂ عظیم پر فائز ہو کر داعئ اجل کو لبیک کہا۔

مشہور و معروف مصری عالم دین اپنی کتاب، انصاف الامام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ اس طرح مدح سرائی کرتے ہیں، ترجمہ: میں نے شیخ کبیر اختر رضا ازہری، رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف دیکھا اس حال میں کہ حسن و جمال ان کو گھیرے ہوئے ہے اور سکینہ و وقار ان پر غالب ہے، اور میں نے صحیح عربی زبان میں ان کے کلمات سنے جو حق مبین

کو بلند کرتے ہوئے ان کے منہ سے قوت وثقاہت کے ساتھ نکل رہے ہیں میں نے خود کو پایا کہ میں کہ رہا ہوں، سبحان اللہ ذریة بعضها من بعض، ایسی ذریت جس کا بعض سے ہے، اہل علم جانتے ہیں کہ یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجداد کے فضل وکمال کے وارث اور مظہر اتم ہیں (الانصاف الامام)

آپ اپنے اجداد کرام کے اوصاف حمیدہ کے جامع تھے جس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت عبدالنعیم عزیزی صاحب کچھ اس طرح رقم طراز ہیں: ''علامہ موصوف (حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فکر وخیال اور تبحر علمی کی جھلک کے ساتھ ساتھ استاذ زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ کی رنگینی اور سحر کاری اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان نوریؔ کے کلام کی سادگی اور جذبہ وخلوص کی سچائی مکمل طور سے جھلکتی نظر آتی ہے، نغمات اختر المعروف سفینہ بخشش ص ۱۶

علامہ بدرالدین احمد قادری امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت کی شاعری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''آپ عام ارباب سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ کی یاد تڑپاتی اور درد عشق آپ کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے اور یہی اشعار آپ کے سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے، سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۸۵''

بعینہ یہی حال وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند یادگار مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا آپ کے نعتیہ اشعار پڑھنے اور سننے والوں کے قلب ونظر میں محبت رسول کا چراغ روشن کرنے میں معاون ومددگار ہوتے ہیں۔ انتہائی سستہ اور سلیس پیرائے میں اپنے دل کی کیفیت کو الفاظ واشعار کا جامہ پہنانا یہ آپ کے کہنہ مشق شاعر اور عاشق صادق ہونے کی غمازی کرتا ہے، فرماتے ہیں:

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات
ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات
بلبل باغ مدینہ کو سنا دے اختؔر
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

سبحان اللہ، کتنے حسین ودلکش انداز میں اس عاشق صادق کے دل کی کیفیت اشعار کی شکل میں صفحۂ قرطاس کومزین اور پڑھنے والوں کے قلوب کومعطرومسحور کرتی ہے۔یقیناً

''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے''

آپ کے نعتیہ اشعار وہ روشن ستارے ہیں جو عاشقان مصطفیٰ کے لئے رہبر ورہنما اور سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے عقیدت ومحبت کا گلستاں سرسبز وشاداب رہتا ہے اور جو آپ کے عاشق صادق اور فنافی الرسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں:

بناتے جلوہ گاہ ناز میرے دیدۂ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں
مدینے سے رہے خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اختؔر ہے مدینہ چشم اختؔر میں

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ کی منقبت نگاری

مولانا محمد شہادت حسین مصباحی
استاذ دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

حضور تاج الشریعہ بلا ریب کثیر الجہات اور گوناگوں صفات حمیدہ کے حامل اور مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے۔ یقیناً آپ امام احمد رضا اور حضور مفتی اعظم ہند کے علوم کثیرہ کے امین نظر آتے ہیں، خود بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:--

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

حضور تاج الشریعہ نے حمد، نعت ومنقبت کے میدان میں اپنے مرکب قلم کو دوڑایا اور ہر ایک میں اس کا حق ادا کیا۔ اہل نظر اور ارباب عشق ومحبت پر مخفی نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد اطہر جس خاکِ پاک سے متصل ہے یقینا اس کا رتبہ عرش اعظم کی بلندی سے بڑھ کر ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو مزار پر انوار کی زیارت کو آتے ہیں جنہیں قیامت تک دوبارہ زیارت نصیب نہیں ہوتی۔

میرا موضوع ہے ''حضور تاج الشریعہ کی منقبت نگاری'':-- آپ نے امام عالی مقام سیدنا امام حسین اور دیگر اولیائے کرام رضی اللہ عنھم کی شانِ اقدس میں مدحت سرائی فرمائی ہے۔ جسے پڑھ کر قاری کا ایمان تازہ اور عشق ومحبت میں بالیدگی پیدا ہوتی

ہے۔امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت میں یوں رقم طراز ہیں:--

شجاعت ناز کرتی ہے، جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
شہنشاہِ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردیں شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اخترؔ میں ان کا نام لیوا ہوں
میں قسمت پہ ہوں نازاں، مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

بالیقیں امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اتنا بلند و بالا ہے، جس پر شجاعت وجلالت کو ناز ہے اور وہ ایسے شہنشاہِ زمانہ ہیں جن پر شوکت وسلطنت فخر کرتی ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہزاروں لوگوں نے اپنی جانیں، جان آفریں کے سپرد کیں۔لیکن واہ رے شہید کربلا! لاریب شہنشاہِ شہیداں ہونے کا شرف فقط تجھی کو حاصل ہے کہ پورا ماہ محرم الحرام ذکر شہادتِ حسین پاک سے معمور نظر آتا ہے۔امام حسین رضی اللہ عنہ کو بے پناہ فضیلت، شرافت، کرامت، عظمت ورفعت حاصل ہے آپ کی شوکتوں کا پرچم جو عرش وفرش پر لہرارہا ہے اس کا ایک اہم سبب نبی دو جہاں، شہنشاہِ انس وجاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوشِ اطہر کی سواری ہے۔حضور تاج الشریعہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدحت سرائی کر کے اپنی قسمت پر نازاں ہیں پھر یہی نہیں کہ قسمت پر نازاں ہیں بلکہ قسمت بھی ناز کررہی ہے کہ میں ایسے کی قسمت بنی جو حسین پاک کا نام لیوا اور مداح ہے۔

حضور تاج الشریعہ سیدنا غوث اعظم کی بارگاہِ عظمت میں استغاثہ کرتے ہیں اور اہل سنت وجماعت کے عقیدے اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔اور اپنے سارے آلام سے

رستگاری کی درخواست کرتے ہیں۔ بطور نمونہ چند اشعار نذر قارئین ہیں:--

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد
رنج و الم کثیر ہیں یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد
ہم کیسے جی رہے ہیں یہ تم سے کیا کہیں
ہم ہیں الم کے تیر ہیں یا غوث المدد
تیر نظر سے پھیر دو سارے الم کے تیر
کیا یہ الم کے تیر ہیں یا غوث المدد
صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

حضور تاج الشریعہ نے ''یا غوث المدد'' کی ردیف لاکر ثابت کر دیا کہ ندائے یا غوث، یا رسول اللہ حرام نہیں بلکہ جائز و درست اور طریقۂ اہل سنن ہے۔ شہنشاہِ بغداد، غوث الثقلین، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیخ المشائخ پیر پیراں، میر میراں اور سلطانِ ولایت ہیں۔ اسے تاج الشریعہ نے اپنی منقبت کے مطلع میں بیان فرمای۔ حضور تاج الشریعہ نے رنج والم کی کثرت اور اپنی عاجزی و اسیری کی زندگی کو بیان کرنا گوارا بھی نہ کیا کہ یا غوث آپ پر آپ کے غلاموں کے سارے احوال عیاں ہیں، جن کے بیان و ذکر کی ضرورت بھی نہیں۔ لہذا اپنے تیر نظر سے سارے رنج والم کے تیر کو پھیر دیجیے اور فرماتے ہیں کہ آپ کے تیر نگاہ کے سامنے الم کے تیر کی حیثیت ہی کیا ہے۔ بس یک نگاہ کافی ست اور آخری شعر میں عرض کرتے ہیں کہ ''ہم قادری فقیر ہیں ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے، دنیا کی حرص و آز سے ہمارے دل کو پاک کر کے بصدقۂ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے کشکول کو پر کر دیجیے۔

حضور تاج الشریعہ سیدی مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے وصالِ پر ملال سے متأثر ہو کر آپ کی منقبت میں اشکوں کا نذرانہ یوں پیش فرماتے ہیں:--

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنجِ فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر
جامۂ مشکیں لیے عرش معلیٰ چھوڑ کر
فرش پر آئے فرشتے بزم بالا چھوڑ کر
عالم بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی
چل دیے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر
موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر
ایک تم دنیا میں رہ کر تارکِ دنیا رہے
رہ کے دنیا میں دکھائے کوئی دنیا چھوڑ کر
ہو سکے تو دیکھ اختر باغ جنت میں اسے
وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

مذکورہ بالا اشعار کے مطالعہ کرنے سے روشن ہو جاتا ہے کہ تاج الشریعہ نے جو بھی اشعار کہے ہیں ان کا وارداتِ قلب سے تعلق ہے۔ نعت کا کوئی شعر ہو یا حمد و منقبت کا، کہیں بھی تصنع اور آورد کا کوئی دخل نہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے وصال پر ملال سے ہر نگاہ اشک بار تھی، ہر سینہ رنج فرقت سے شعلۂ جوالہ بنا ہوا تھا، جس کو تاج الشریعہ نے منقبت کے سانچے میں ڈھال کر پیش فرمایا۔ پھر حسن مطلع میں اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے، جس میں ذکر ہے کہ بندۂ مومن کی موت کے وقت عالم بالا کے ملائکہ جامۂ مشکیں

لے کر حاضر ہوتے ہیں۔اسی طرح اے مفتی اعظم ہند! آپ کے وصال کے وقت بھی یہی پر کیف سماں تھا۔مشہور ہے''موت العالم موت العالم''لہذا ہمارا ممدوح بھی کیا گیا کہ عالم کو مردہ چھوڑ گیا۔پھر فرماتے ہیں دنیا میں رہ کر دنیا سے عادۃً بے تعلق رہنا بہت دشوار بات ہے۔لیکن واہ رے مفتی اعظم دنیا میں ایسے رہے کہ انہیں دنیا کی دلفریبیاں اپنے دامن فریب میں نہ لے سکیں۔خود مفتی اعظم فرماتے ہیں:--

اہلے گہلے ہیں مشائخ آج کل ہر ہر گلی
بے ہمہ و باہمہ مرد خدا ملتا نہیں

حضور تاج الشریعہ اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اختر تجھے اگر اپنے ممدوح کو دیکھنا ہے تو انہیں اب اس جہان فانی میں مت دیکھ، وہ تو ستاروں سے بھی آگے باغ جنت میں واصل ہو گیا۔

بطور نمونہ منقبت کے چند اشعار مختصر وضاحت کے ساتھ پیش کیے گئے ورنہ آپ کے دیوان''سفینۂ بخشش''میں دیگر بزرگان دین کی تعریف و توصیف میں بھی اشعار موجود ہیں مگر قلت وقت کے پیش نظر اسی قدر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔



تاج الشریعہ: اشعار اور کردار کی روشنی میں

سید خادم رسول عینی
چیف مینیجر، یونین بینک آف انڈیا

ہم علامہ اشرف رضا صاحب کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں تاج الشریعہ کی شان میں لکھنے کا موقع عنایت فرمایا۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر ۱۹۷۹ میں خانقاہ حبیبیہ کی جانب سے ایک کتاب بنام "مناقب مجاہد ملت" شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ کی کہی ہوئی دو منقبتیں شامل تھیں۔ ایک اردو میں اور ایک عربی میں۔ اردو منقبت کے چند اشعار مجھے آج بھی یاد ہیں۔ مثلا:

دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈئے
لیکر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈئے

میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں

وہ یادگار حجت اسلام اب نہیں
اندوہ گیں ہے آج شبستان علم دیں

ان منقبتوں سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ تاج الشریعہ صرف جید عالم دیں اور مفتیٔ شرع مبیں نہیں ہیں بلکہ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ اور انکی مجاہد ملت سے قربت کے بموجب ہمارے دل میں آپ سے عقیدت اور بڑھ گئ۔ ہم تاج الشریعہ کو قاضی القضاۃ کی حیثیت سے مانتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ان سے ہماری محبت اور عقیدت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ ہمارے پیر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے مرشد خلافت حضرت حجت الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نبیرۂ ذیشان ہیں اور آپ ہمارے پیر کے مداح بھی ہیں۔ اس لئے ہم نے کہا ہے:

حجت الاسلام کے عینیؔ وہ ہیں عکس جمیل

اہل ایماں کیوں نہ ہونگے مدح خوان ازہری

تاج الشریعہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر دھام نگر شریف اڑیسہ ۱۹۷۹ میں تشریف لائے تھے۔ ۱۹۹۵ میں والد گرامی مفتیٔ اعظم اڑیسہ علامہ سید عبد القدوس علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ بھدرک تشریف لائے تھے اور ایک شاندار اور جاندار خطابت بھی فرمائی تھی۔ دوران تقریر آپ کا ایک جملہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ علم اور علما کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وارث اپنی آل کو نہیں بنایا بلکہ علما کو بنایا۔ آپ کی مشہور حدیث ہے: **العلما ورثۃ الانبیا**

مفتیٔ اعظم اڑیسہ کی حیات ظاہری کے موقع پر بھی آپ بھدرک تشریف لائے تھے اور مفتیٔ اعظم اڑیسہ کی صدارت میں منعقد ایک عظیم الشان کانفرنس میں ایک کثیر مجمع کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: ''حضرت ابن منصور علیہ الرحمہ نے بے ہوشی کی حالت میں انا الحق کہا تو بھی علمائے شریعت نے انہیں دار و رسن میں چڑھانے کا حکم دیا۔ اگر کوئی ہوش میں رہ کر بھی یہ کہے کہ ہم طریقت والے ہیں، شریعت کو نہیں مانتے تو ایسے شخص کو کیسے بخشا جائیگا؟ شریعت اصل ایمان ہے۔ شریعت جڑ ہے اور طریقت اس کی

شاخ۔'' حضرت کی اس تقریر سے متاثر ہو کر میں نے ایک نعتیہ کلام میں یہ شعر کہا تھا:

اصل اصول شرع، طریقت ہے اس کی شاخ
پہلے بسا و دل میں شریعت کی روشنی

عموماً'' لوگوں کے ذہن میں شعرا کے مقبول ترین اشعار پیوست ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے یاد رہ جاتے ہیں اور زبان زد ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت نثر میں نہیں رہتی۔ لیکن تاج الشریعہ کی تقریر اس قدر موثر ہوتی تھی کہ آپ کے نثری جملے ذہن نشیں ہو جاتے تھے۔ اس لئے ہم نے کہا ہے:

فتاوی میں بہت اعلی ہے فتوی فخر ازہر کا
اثر انگیز ہے بے مثل خطبہ فخر ازہر کا

ہم نے اس شعر کے اولی میں تاج الشریعہ کے فتاوی کا ذکر کیا ہے۔ تاج الشریعہ ایک مفتی کی حیثیت سے زیادہ جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کے چند مشہور فتاوے جو ہمارے ذہن میں ہیں وہ یہ ہیں:

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کالی کملی کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نوری چادر کہا جائے کیونکہ کملی تصغیر کا صیغہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ جائز نہیں ہے۔

تاج الشریعہ کے اس فتوی کا ذکر ہم نے اشعار کے ذریعہ یوں کیا ہے:

کالی کملی جیسے فقروں سے ہمیں
کر گئے ہیں باخبر اختر رضا
نوری چادر کہئے آقا کے لئے
کہہ گئے یہ معتبر اختر رضا

۲۔ تصویر کشی، ٹی وی، ویڈیو ناجائز ہے۔ آپ نے صرف فتوی نہیں دیا بلکہ تاحیات

آپ اس پر عمل پیرا بھی رہے۔اس لئے ہم نے ایک منقبت میں کہا ہے:

قائم رہے وہ دیں کے اصولوں پہ تا حیات
ہیں پاسبان دین ہدی ازہری میاں
نام ونمود سے رہے وہ دور تا حیات
ہیں اہل حق کے راہ نما ازہری میاں

۳۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ تھے اور وہ موحد تھے۔آزر جیسے بت پرست کو ان کا باپ کہنا حقیقت کی پردہ پوشی کرنے کے مترادف ہے۔آزر دراصل ان کا چچا تھا۔اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب بھی شائع کی۔ہم نے ایک منقبت میں اس کا ذکر یوں کیا ہے:

کیا ثابت خلیل اللہ کے والد موحد تھے
مدلل تجزیہ تھا کتنا پختہ فخر ازہر کا

ان فتاویٰ سے جہاں آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظاہرہ ہوتا ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ دین کے معاملے میں بے حد متصلب تھے۔آپ کی استقامت فی الدین مسلم ہے۔آپ اپنے مصاحبوں کو شریعت پر قائم رہنے کی ترغیب دیتے تھے۔مفتیٔ اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر جب آپ بھدرک تشریف لائے تو آپ کو پہلی مرتبہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ اگر کوئی آپ کی قدم بوسی کرنے کی کوشش کرتا تو آپ دل برداشتہ ہوتے اور ان چیزوں سے اجتناب کرنے کی ترغیب بھی دیتے۔یہ آپ کی خاکساری اور انکساری تھی۔اس لئے یہ کہنا مبنی بر حقیقت ہے کہ آپ کردار کی روشنی میں فقید المثال تھے۔یہ خاکساری اور انکساری کا طریقہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا بھی رہا ہے کہ آپ کی قدم بوسی کوئی کرتا تو آپ استغفر اللہ پڑھتے اور ان چیزوں کی حوصلہ افزائی نہیں فرماتے۔تاج الشریعہ جب عرس مفتیٔ اعظم کے اسٹیج میں جلوہ افروز تھے تو آپ کی شان میں

منقبتیں پڑھی گئیں اور مفتیٔ اعظم عالم زندہ باد کا نعرہ بھی لگایا جاتا رہا۔ لیکن ان چیزوں کے آپ متمنی نہیں تھے۔ اسی اسٹیج میں جب آپ قوم سے خطاب فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا: ''مفتیٔ اعظم ہند یا مفتیٔ اعظم عالم تو حضرت مصطفی رضا علیہ الرحمہ تھے۔ ناظم جلسہ مجھے مفتیٔ اعظم کہہ کے چڑا رہے ہیں۔ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں''۔ تاج الشریعہ کے یہ جملے آپ کی خاکساری اور انکساری کی بین دلیل ہیں۔ جو شجر پھل دار ہوتا ہے وہ جھکا ہوا رہتا ہے۔ خود ستائشی حضرت کا شیوہ نہیں تھا۔ بلکہ وقت کے عظیم علما و مشائخ نے تاج الشریعہ کو مفتیٔ اعظم عالم، تاج الشریعہ جیسے خطابات سے نوازا تھا۔ اس لئے ہم نے آپ کی منقبت میں یہ شعر کہا تھا:

تھی تواضع بھی ان کی فقید المثال
گویا تھے اک شہنشاہ اختر رضا

ہم نے یہ بھی مشاہدہ کیا جو بھی ان سے ملنے آتا آپ اسے حلال وحرام کی تعلیم بھی شریعت کی روشنی میں دیتے۔ اور یہ کام اس قدر خوش اخلاقی سے انجام دیتے کہ مخاطب کو برا بھی نہ لگتا اور شریعت مطہرہ کا پیغام بھی اس تک پہنچ جاتا۔

عرس مفتیٔ اعظم اڑیسہ کے موقع پر جب ہماری آپ سے براہ راست ملاقات ہوئی تو آپ نے بہت شفقت ومحبت سے نوازا اور یہ فرمایا کہ'' آپ ممبئی میں قیام کرتے ہیں۔ ہم ممبئی اکثر آتے ہیں۔ آپ ہم سے ملتے رہئے۔'' صرف ممبئی نہیں بلکہ میرے دبئی میں قیام کے دوران بھی حضور تاج الشریعہ جب جب دبئی تشریف لاتے آپ میرے پاس پیغام بھیجتے کہ حضرت نے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ تاج الشریعہ کی یہ خرد نوازی ہے کہ چھوٹوں کو بھی آپ نے خوب محبت اور شفقت سے نوازا۔ اخلاق اور کردار کی روشنی میں آپ یقینا طرۂ امتیاز تھے۔ اسی لئے ہم نے منقبت تاج الشریعہ میں شعر کہا ہے:

ہیں نازاں بہت ان پہ اخلاص والفت
محبت کے پیکر ہیں تاج الشریعہ

ایک شاعر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خوش اخلاق بھی ہو۔ کیونکہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ اخلاقیات کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہ ایک شاعر کو زیب نہیں دیتا کہ اس کے قول و فعل میں تضاد رہے۔ تاج الشریعہ جو بولتے تھے وہ کرتے بھی تھے۔ آپ کے قول وفعل میں تضاد نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس میں حسن اخلاق اور بلند کردار کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ چہرہ مزاج کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اشعار ایک شاعر کے کردار اور اس کی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ تاج الشریعہ کے کلام میں پاکیزگی بھی ہے اور ندرت خیال بھی۔ اصلاح قوم کا جذبہ ہے اور رد عقائد باطلہ بھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی صبح وشام، خلوت وجلوت پاکیزہ کردار سے مزین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے جنازے کی نماز میں کروڑوں مومنین بسمیت علما، مشائخ، صوفیا نے شرکت کی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کسی سے فرمایا تھا کہ ہمارے جنازے کی نماز طئے کرے گی کہ کون حق پر ہے۔ تاج الشریعہ کے جنازے کی نماز میں جم غفیر کو دیکھ کر امان احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول مبارک یاد آیا اور عینی نے اپنے اشعار کے ذریعہ تاج الشریعہ کی نماز جنازہ کی منظر کشی یوں کی:

جم غفیر ان کے جنازے میں دیکھئے
ثابت ہوا، ہیں حق کی صدا ازہری میاں

امام احمد کے قول حق کی یاد آتی گئ ہم کو
دلیل حق بنا ایسا جنازہ فخر ازہر کا

☆☆☆

منظومات

مہرِ خلوص صاحبِ عظمت چلے گئے

حضرت علامہ سید اولادِ رسول قدسی مصباحی

نیو یارک امریکہ

دنیا سے آہ تاجِ شریعت چلے گئے ہم سنیوں کے قلب کی راحت چلے گئے
کہتی ہے سوگوار بریلی کی سرِ زمیں علمِ رضا کے نورِ وراثت چلے گئے
چشم و چراغِ مفتیٔ اعظم کہاں ہیں اب مسلک کی شان وعزّ وکرامت چلے گئے
روشن تھا ان سے حجتِ اسلام کا مشن ڈھونڈیں کہاں بہارِ ہدایت چلے گئے
دشمن بھی تھا نثار رخِ جلوہ بار پر رب کی عطائے خاص وجاہت چلے گئے
ہے اشک بار ہند میں یہ منصبِ قضا افسوس آج نازِ فقاہت چلے گئے
تم کو نہ مل سکے گا اب ان کا بدل کہیں دنیائے سنیت کی امانت چلے گئے
کہتی ہیں آپ کی یہ تصانیفِ معتبر باریک ہیں کمالِ صراحت چلے گئے
خدمات ان کی کیسے بھلا پائے گا کوئی مہرِ خلوص صاحبِ عظمت چلے گئے
الفردہ پڑھ کے مان گئے اہلِ علم وفن عربی زباں کے چرخ کی طلعت چلے گئے
جس جا بھی جاتے خلق کا آجاتا اک ہجوم مقبولِ عام رہبرِ ملّت چلے گئے
رنگِ سخن میں فکرِ رضا کی تھیں تابشیں
قدسیؔ عروجِ فن کی سعادت چلے گئے



رہیگا مر کے بھی اب انتظار آنکھوں میں

حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
بارہ بنکوی، مسقط عمان
9963390800968

اُنہی کے دَم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں
اداسی چھائی ہے اب، سوگوار آنکھوں میں

طلب رہیگی قیامت میں ان سے ملنے کی
رہیگا مر کے بھی اب انتظار آنکھوں میں

نکل رہے ہیں دل وجاں، بصورتِ آنسو
کہ غم بھی، غم سے ہوا اشکبار، آنکھوں میں

سبب یہ ہے کہ بآسانی خونِ دل نکلے
اُتر گیا ہے دلِ بیقرار، آنکھوں میں

سمایا تاجِ شریعت کا خوشنما چہرہ
بشکلِ نیّرِ نصف النہار، آنکھوں میں

ادب سے اُن پہ مکمل نظر نہیں ڈالی
یہ جرأتیں کہاں اِن خاکسار آنکھوں میں

وہ اک نظر سے مقدر سنوار دیتے تھے
عجب تجلی تھی اُن غمگسار آنکھوں میں

سبق ہے انکی نگاہوں کا ہر اتار چڑھاؤ
نصابِ عشق ہے اُن شاہکار آنکھوں میں

نظر کو تیز کریں تو جہاں سہم جائے
جو نرم کرلیں تو آئے قرار آنکھوں

عدو کو عظمتِ اختر دکھائی دے کیسے
بھرا ہے بغض وحسد کا غبار آنکھوں میں

وہ جسکے پاس امانت ہے دیدِ مرشد کی
وہی نگاہ ہے بہتر، ہزار آنکھوں میں

رضا کے باغی سے میرا نہیں کوئی رشتہ
لگا کے رکھا ہے یہ اشتہار آنکھوں میں

جہاں کو شیشۂ فکرِ رضا سے دیکھتا ہوں
ہے پختگی، مری ایمان دار آنکھوں میں

نظر میں نقش ہے تاج الشریعہ کا پیکر
بسی ہے رحمتِ پروردگار آنکھوں میں

پہنچ نہ پایا تو رہ رہ کے جاں سسکتی ہے
وجود روتا ہے زار وقطار آنکھوں میں

نہ دیکھ پانے کا کفّارہ کب ادا ہوگا؟
سوال ہے یہ، مری قرضدار آنکھوں میں

بہیں گے اب غمِ مرشد میں عمر بھر آنسو
کہ جوش پر ہے عقیدت کی دھار آنکھوں میں

فریدی! چشمِ وطن کو وہ درد کیا معلوم
جو غم بھرا ہے، غریب الدّیار آنکھوں میں

☆☆☆

علم وفن کی سلطنت کے تاجدار اختر رضا

ازقلم: محبوب گوہر اسلامپوری
+91 88253-39146

ذی حشم، ذی مرتبت، عالی وقار اختر رضا
مفتیٔ دیں، عالم تقوی شعار اختر رضا

عبقری قائد، بلند اقبال مصلح، دیدہ ور
اور تصوف کے انوکھے شہسوار اختر رضا

جن کے کردار وعمل سے ہو تعارف قوم کا
آپ کا ان ہستیوں میں ہے شمار اختر رضا

آسمان معرفت کے اک درخشندہ قمر
علم وفن کی سلطنت کے تاجدار اختر رضا

نعتیہ دیوان سے یہ بات ثابت ہو گئی
اعلی درجہ کے ہیں اک مدحت نگار اختر رضا

کر گیا یہ فیصلہ خود ہی جنازے کا ہجوم
کس طرح تھے اپنے آقا پر نثار اختر رضا

چشمۂ سیال کی مانند ہے ان کا قلم
سمجھو نثر ونظم کے ہیں آبشار اختر رضا

ہے بریلی کے جو متھراپور میں اک جامعہ
آپ کی وہ بھی ہے علمی یادگار اختر رضا

دستخط میں بھی فقیر اختر رضا لکھتے رہے
سوچئے کتنے بڑے ہیں خاکسار اختر رضا

وارث علم رضا کیوں آپ نے پایا لقب
یہ بھی تصنیفات سے ہے آشکار اختر رضا

بستی بستی قریہ قریہ کی جہاں گونجی صدا
یاد آئے لمحہ لمحہ بار بار اختر رضا

آپ کی رحلت کی جیسے ہی خبر شائع ہوئی
ہوگئ پوری جماعت سوگوار اختر رضا

مشتہر ہونے کی ان میں کیا رہے آخر للک
جب کہ گوہر ہیں سراپا اشتہار اختر رضا

☆☆☆

باغ رضا کی نکہت اختر رضا ہمارے

حضرت مولانا مفتی عیسیٰ رضوی صاحب (قنوج)
+91 79853-39124
کانکیر شریف چھتیس گڑھ

اسلاف کی امانت اختر رضا ہمارے — عقبیٰ کی ہیں ضمانت اختر رضا ہمارے
علم رضا کے وارث مسلک کے ہیں محافظ — اہل سنن کی عزت اختر رضا ہمارے
نقش قدم علی کا مقصود زندگی کا — حسنین کی کرامت اختر رضا ہمارے
غوث الوریٰ کے صدقے دنیا میں چھا گئے ہیں — نام رضا کی برکت اختر رضا ہمارے
نام رضا سے نجدی تھرا کے بھاگتے ہیں — ان کے لئے قیامت اختر رضا ہمارے
اہل سنن کا گلشن ان سے مہک رہا ہے — باغ رضا کی نکہت اختر رضا ہمارے
علم وادب کی محفل پر کیف آپ سے ہے — بزم سخن کی زینت اختر رضا ہمارے
خورشید علم ان کا ہر سو چمک رہا ہے — نوری ضیاء کی رنگت اختر رضا ہمارے
باقی ہے سنیت کی رونق انہیں کے دم سے — روح روان ملت اختر رضا ہمارے
زیبا ہے ان کے سر پر ازہر کا تاج یارو — ہیں اک نشان عظمت اختر رضا ہماے

شہرت ہے ان کی سارے اہل سنن میں نیرؔ
نامی گرامی حضرت اختر رضا ہمارے

☆☆☆

وہ رضوی غضنفر ہیں تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی شاکر علی مصباحی رضوی
+91 98268-82882 کانکیر (چھتیس گڑھ)

عطائیں یہ تجھ پر ہیں تاج الشریعہ — ترے چرچے گھر گھر ہیں تاج الشریعہ
ترا مرتبہ دیکھ کر تیرے اعدا — سبھی آج ششدر ہیں تاج الشریعہ
ہوئیں سازشیں زیر کرنے کی لاکھوں — مگر پھر بھی اوپر ہیں تاج الشریعہ
تمہارے کمالات کس سے بیاں ہوں — بیاں سے وہ باہر ہیں تاج الشریعہ
فقط نام پر ان کے مرتی ہے دنیا — نہ جادو نہ منتر ہیں تاج الشریعہ
پتہ جن سے منزل کا لاکھوں نے پایا — وہ مرشد وہ رہبر ہیں تاج الشریعہ
سراہیں جنہیں مفتیٔ اعظم ہند — وہی پیارے اختر ہیں تاج الشریعہ
در خیبر نجد جس نے اکھاڑا — وہی عکس حیدر ہیں تاج الشریعہ
فقط نام سے جن کے لرزاں ہے باطل — وہ رضوی غضنفر ہیں تاج الشریعہ
جو لے آئیں بحر فضائل سے موتی — وہ ماہر شناور ہیں تاج الشریعہ
بریلی نہیں صرف؛ سارا زمانہ — ہے جن سے معطر ہیں تاج الشریعہ
فصاحت میں یکتا بلاغت میں تنہا — اک ایسے سخنور ہیں تاج الشریعہ
فقاہت میں ثانی نہیں کوئی ان کا — جبھی فخر ازہر ہیں تاج الشریعہ
محدث مفسر مفکر مدبر — سبھی تیرے در پر ہیں تاج الشریعہ
ہے نام ان کا اختر مگر اس زمیں کے — درخشندہ نیر ہیں تاج الشریعہ

صدف کو جو ملتا ہے قسمت سے شاکر
وہ نایاب گوہر ہیں تاج الشریعہ

☆☆☆

فراقِ یار میں پھیکا ہے اب حیات کا رنگ

حضرت مولانا ڈاکٹر منصور فریدی صاحب
+91 82713-78779

چھپا ہوا ہے اسی میں مری نجات کا رنگ
اے کاش! مجھ پہ بھی چڑھ جائے اُن کی ذات کا رنگ

بسے ہوں اُن کے ہی جلوے مرے خیالوں میں
ہو میرے نطق و بیاں میں اُنہی کی بات کا رنگ

ادائیں اِس لیے اُن کی میں نقل کرتا ہوں
نگاہِ یار کو بھا جائے کچھ حیات کا رنگ

تری حیات ہدایت کا ضوفشاں مینار
سبب نجات کا ٹھہرا تری ممات کا رنگ

سمجھ میں آ گیا میری فنا بقا کیا ہے
کہ میں نے دیکھا ہے دنیائے بے ثبات کا رنگ

نظر کے سامنے جو کچھ بھی ہے رہے باقی
فنا کبھی نہ ہو اب یہ تصورات کا رنگ

بتا رہا ہے ترا جاگنا وہ راتوں کا
کہ مات دے گیا دن کو وہ ایک رات کا رنگ

تڑپ تڑپ کے فریدی کٹے گی عمر تمام
فراقِ یار میں پھیکا ہے اب حیات کا رنگ

☆☆☆

رواں عالم میں ہے سکہ مرے تاج الشریعہ کا

حضرت مولانا قمرالزماں مصباحی مظفرپوری
+91 94308-60560

زبان خلق پر نغمہ مرے تاج الشریعہ کا
ہے رتبہ فکر سے بالا مرے تاج الشریعہ کا

حدیث و فقہ ہو فتویٰ نویسی ہو تصوف ہو
ہر اک محفل میں ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا

لب و رخسار سے شان خداوندی ٹپکتی ہے
مثالی ہے رخ زیبا مرے تاج الشریعہ کا

قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی
رواں عالم میں ہے سکہ مرے تاج الشریعہ کا

جسے دیکھو بھرے جاتے ہیں در پر دامن ہستی
عجب ہے جوش پر باڑہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ طلعت حجۃ الاسلام کی پائی ہے اختر نے
کہ خیرہ کن ہے آئینہ ہے مرے تاج الشریعہ کا

ہوا کے دوش پر روشن دیا ہے استقامت کا
کرامت خیز ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا

یہ کہہ دو حاسدوں سے دست قدرت خود محافظ ہے
نہ خم ہوگا کبھی جھنڈا مرے تاج الشریعہ کا

خدا رکھے قمرؔ، عسجد رضا کو یہ دعائیں کر
یوں ہی مہکے گل تازہ مرے تاج الشریعہ کا

☆☆☆

حق بیانی پر جو کھُلتی ہے زبانِ ازہری

(مُبارک اُڑیسوی)
+91 93383-49429

رَشکِ صَد افلاک ہے تنہا جہانِ ازہری — ہر بلندی سے ہے اُونچا آسمانِ ازہری

اپنے کردار و عَمل کو رضویت کا رنگ دے — شہد بن کر تُو کھُلے گا بَر دہانِ ازہری

حق کہو حقّانیت کا ساتھ دو نیکی کرو — ہے یہی سب پڑھ کے دیکھو داستانِ ازہری

دین کے کھلیان میں حُسنِ زراعت کیوں نہ ہو — جبکہ مالی خُود ہیں اِس کے خواجگانِ ازہری

واعظِ دینِ حَسَن کر آب پاشی از سُخن — آ تکلُّم سے سجا دے ارمغانِ ازہری

وار میں جسکے علی عبّاس کا ہو دَبدَبہ — تیر وہ ڈھونڈا کرے ہر دَم کمانِ ازہری

اُنکے مُنہ کا جُملہ کیا ہے! ایک پتّھر کی لکیر — باغیوں سے کہہ دیں جا کر! حامیانِ ازہری

حیف، ہائے استقامت سے جو کوسوں دور ہے — کیسے نام اُس کا لکھوں دَردوستانِ ازہری

کیا تَصوّف اُنمیں تھا کیا تھے ولی وہ باکمال — یہ تو رب جانے وہی ہے رازدانِ ازہری

غیرتِ شبّیرِ کربل یاد آتی ہے ہمیں — حق بیانی پر جو کھُلتی ہے زبانِ ازہری

اُن سے بہتر کون بتلائے گا حق کیا چیز ہے — جِن کے کانوں نے سُنا ہوگا! بَیانِ ازہری

اب کہاں سے لائینگے ہم دوسرا اختر رضا — کہتے کہتے رو پڑے پسماندہ گانِ ازہری

اُنکی میّت پر مُبارک تھا وہ لوگوں کا ہجُوم
لَگ رہا تھا ہے یہ کُل ہندوستانِ ازہری



مرحبا وہ فخر ازہر ہے مرے اختر رضا

حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی مظفرپور بہار
9470457536

وارثِ علمِ پیمبر ہیں مرے اختر رضا
غوث صمدانی کے مظہر ہیں مرے اختر رضا

جانشین مفتیٔ اعظم ولی ابنِ ولی
اعلیٰ حضرت کے گل تر ہیں مرے اختر رضا

قاضیٔ القضاۃ کے منصب پہ ہیں وہ ہند کے
علم وحکمت کے سمندر ہیں مرے اختر رضا

عالمِ اسلام میں شہرت ہے جن کے علم کی
مرحبا وہ فخر ازہر ہے مرے اختر رضا

شاعری بھی ان کے گھر کی ریت ہے سب نے کہا
واصف محبوب داور ہیں مرے اختر رضا

چند ساعت میں وہ حل کرتے ہیں دینی الجھنیں
فضلِ مولیٰ سے منور ہیں مرے اختر رضا

حضرت تاج الشریعہ ان کو کہتے ہیں سبھی
نعمتِ رضوی کے یاور ہیں مرے اختر رضا

☆☆☆

زینت دار القضا اختر رضا خاں ازہری

مولانا اشرف رضا قادری
مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف
+91 98378-17726

اہل حق کے رہنما اختر رضا خاں ازہری — سنیت کے مقتدا اختر رضا خاں ازہری
بزم افتا کی ضیا اختر رضا خاں ازہری — زینت دار القضا اختر رضا خاں ازہری
اعلیٰ حضرت کی دعا اختر رضا خاں ازہری — مظہر حامد رضا اختر رضا خاں ازہری
آپ کا دنیا سے جانا، اس صدی کا بالیقیں — ہے بڑا اک سانحہ اختر رضا خاں ازہری
وقت آخر لب پہ تھی اللہ اکبر کی صدا — یہ بھی ہے فضل خدا اختر رضا خاں ازہری
آپ کی رحلت ہے ملت کے خسارے کا سبب — شک نہیں اس میں ذرا اختر رضا خاں ازہری
یہ جنازہ دیکھنے کے بعد ثابت ہوگیا — آپ کی ہستی ہے کیا اختر رضا خاں ازہری
دور حاضر میں کہیں بھی دور تک ملتا نہیں — آپ جیسا پیشوا اختر رضا خاں ازہری
غسل کعبہ کے حوالے سے ہوئی جب گفتگو — نام آیا آپ کا اختر رضا خاں ازہری
خاندان رضویت کی آبرو بھی آپ ہیں — مرحبا صد مرحبا اختر رضا خاں ازہری

ہے دعا گو اشرف خستہ لحد پر آپ کی
برسے رحمت کی گھٹا اختر رضا خاں ازہری

☆☆☆

باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دیے

مولانا اشرف رضا قادری
مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف
+91 98378-17726

چھوڑ کر سب کو روتا کہاں چل دیے
میرے تاج الشریعہ کہاں چل دیے
عاشقوں کی ہے بارات اتری ہوئی
اہل سنت کے دولہا کہاں چل دیے
درد کی ٹیس حد سے سوا بڑھ گئ
درد دل کے مسیحا کہاں چل دیے
اے مرے فخر ازہر ، شہنشاہ فن
باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دیے
بستی بستی میں ہے تیری رحلت کا غم
شور ہے قریہ قریہ کہاں چل دیے
میرے اختر رضا قادری ازہری
دے کے فرقت کا صدمہ کہاں چل دیے
بعد سبطین میرا بھروسہ تھے تم
غم مجھے دے کے گہرا کہاں چل دیے
چھپ گیا ہے کہاں پہ بریلی کا چاند
اختر برج تقوی کہاں چل دیے
مسلک اعلی حضرت کے جو میر تھے
وہ رضا کے نبیرہ کہاں چل دیے
ڈھونڈتا پھر رہا ہے یہ اشرف رضا
چھوڑ کر اس کو آقا کہاں چل دیے

☆☆☆